زندگی کا سفر

آسیا یاسمین

https://primeurdunovels.com/

زندگی کا سفر

مکمل ناول

یونیورسٹی میں آج اُسکو ایک ہفتہ ہو گیا تھا مگراب تک اس کی کسی سے دوستی نہیں ہوئی تھی ایسا نہیں تھا کہ اُسے دوست بنانا پسند نہیں تھا یا وہ لوگوں سے گھولنا ملنا پسند نہیں کرتی تھی وہ بھی سب کی طرح ہسنا چاہتی تھی زندگی کو جینا چاہتی تھی مگر اُس کے وجود کے ساتھ اُس کے اندر کی اُداسی ,مایوسی اکیلاپن بھی روز بڑھ رہا تھا اور اب اس قدرزیادہ ہو گیا تھا کہ وہ اُس سب کی ہی عادی ہو گئ تھی

"وہ سب کتنی خوش قسمت ہیں ان کے پاس سب ہے جو انھیں چاہیےبظاہر تو اُس کے پاس بھی سب کچھ تھا مگر..."وہ اپنی ہی سوچوں میں گم ان لڑکیوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جن کے ساتھ وہ ابھی کچھ دیر قبل بیٹھی تھی

"اُو ایم سوری"سوچوں میں گم وہ پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب کسی سے زوردار تصادم پر اُس کے ہاتھ میں پکڑی کتابیں زمیں بوث ہو گئیں

"نو اٹس اوکے"وہ مقابل پر نگاہ ڈالے بغیر کتابیں اُٹھا رہی تھی کہ مردانہ آواز پر اُس نے چونک کر اوپر دیکھا نگاہوں کے ٹکراؤ پر وہ اک لمحے کے لیے گڑبڑا گئ مگر جلد ہی سنبھل کر جانے لگی

"مجھے قمراحمد کہتے ہیں" اُسے جاتا دیکھ وہ بولا

"اور آپکو؟"اُس کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ دوبارہ اُسے مخاطب ہوا اب وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا

"مجھے نہ تو اجنبی لوگوں کاتعارف سننے میں اور نہی انھیں اپنا تعارف کروانے میں دلچسپی ہے" اُس انجان کی بے تکلفی پر اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کافی سخت لہجے میں بولی

"اب میں اتنا برا بھی نہیں دکھتا کہ تعارف کے قابل بھی نہ ہوں"وہ کافی معنی خیزانداز میں بولتے ہوئے اس کی جانب بڑھ رہا تھاقریب آنے پر مسکان نے قمر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اُسے زوردا دھکا دیا جس کے لیے وہ ہر گز تیار نہ تھا اورزمین پر جا گر اقمرکے گرتے ہی وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی اور اُسکے اٹھنے سے پہلے ہی وہاں سے چلی گئی پارکنگ ائریا میں اس وقت کوئی نا تھا ورنہ قمر کی نام نہاد عزت آج مٹی ہو جاتی

"یو بلڈی..."وہ منہ ہی منہ میں گالی بکتا اپنے کپڑے جھاڑتے ہوے کھڑا ہوا

"آئی ول سی یو آگئین سون۔۔۔۔لٹل گرل" وہ دل میں اُس لڑکی سے مخاطب ہوتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اُس کا فون مسلسل بج رہا تھا وہ جانتی تھی کہ مما کی کال ہوگئ مگر ڈرائیونگ کے دوران وہ فون سن نہیں سکتی تھی اُس نے گاڑی ایک سائیڈ میں کھڑی کی وہ اُس وقت حیدرآباد کی مصروف سی کشادہ شاہراہ پر موجود تھی

"مسکان..کہاں ہو آپ اب تک گھر کیوں نہیں آئی آپکو پتا ہے میں کتنا پریشان ہو رہی تھی اور....."اُس نے جیسے ہی فون یس کیا مما کی پریشان کن آواز فون سے آئی تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں میں نمی آئی

"مما...مما میں ٹھیک ہوں گھر ہی آ رہی ہوں پانچ منٹ تک پہنچتی ہوں اوکے"وہ مما کی فل سپیڈ سے پوچھے سوالوں کے جواب نرمی سے دے رہی تھی

"پکا ٹھیک ہو"انھیں شاہد تسلی نہیں ہوئی تھی

"جی گھر پہنچ کہ بات کریں"وہ اُسی نرم لہجے میں بولی

"اوکے" کال بند کر کے ایک بار پھر اُسے کچھ دیر قبل قمر سے ہوئی بحث یاد آئی وہ جانتی تھی کہ قمر کی یونی میں کوئی اچھی رپوٹ نہیں اُسنے اپنی کچھ کلاس فیلوز سے اُسکے بارے میں سن رکھا تھا مگر اسے پہلے اُسے کبھی دیکھ نہیں آج بھی اگر وہ اُسے اپنا نام نہ بتاتا تو وہ یقیناً اُسے نہ پہچانتی

" اگر اُس نے پھرسے بد تمیزی کی تو..."

"تو پھر اُسے اسی کے انداز میں جواب دوں گی"وہ خود سے مخاطب ہوئی اور پھر سے منزل کی جانب گاڑی بڑھا دی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مین گیٹ کے سامنے گاڑی روک کر اُس نے ہارن دیا تو چوکیدار نے فوراً سے دروازہ کھولا اُسنے گاڑی اندر کی جانب بڑھادی.یہ ایک خوبصورت کوٹھی تھی جس کے باہر تختی پر خوبصورتی سے.

"smile lives here"لکھا تھا مین گیٹ کے بائیں جانب کوٹرز تھے جبکہ دائیں جانب خوبصورت لان جس کی سامنے اور دائیں طرف کی دیوار کے ساتھ پودے لگائے گئے تھے لان کے بلکل سامنے داخلی دروازہ تھا جو لکڈ ہوتا اور اُس کی ایک چابی مما اور ایک مسکان کے پاس ہوتی گاڑی کی چابی چوکیدار کو دے کر وہ جلدی سے اندر کی طرف بڑھی

"اسلام علیکم مما"وہ اندر داخل ہوئی تومما لاؤنج میں ہی بیٹھی تھیں

"وعلیکم السلام اتنی دیر کیوں کر دی"وہ اُس کی پیشانی پر بھوسہ دیتے ہوے پوچھ رہی تھیں

"کچھ کلاس فیلوز نے بیٹھا لیا تھا تو اس لیے"وہ قمر سے ہوئی بحث کے بارے میں مما کو بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

"اچھی بات ہے یہ تو...کہ آپ بھی ایڈجسٹ ہو رہی ہیں" وہ نرمی سے بولی.....وہ دونوں کچھ عرصے پہلے ہی کراچی سے حیدرآباد شفٹ ہوئی تھیں کیونکہ انکے جاننے والے دلاور صاحب جو سفیہ بیگم(مسکان کی مما)کے منہ بولے بھائی بھی تھے وہ اپنی فمیلی کے ساتھ وہاں آگئے تھے تو وہ انھیں بھی ساتھ لائے تھے

"اب کھانا لگوادیں پلیز...میں فریش ہو کر آتی ہوں" وہ اپنا بیگ اور کتابیں اُٹھاتے ہوئے بولی

"اوکے.. لگواتی ہوں جلدی آ جائیں" کہتے ہوئے وہ کچن کی طرف بڑھ گئ جبکہ وہ سیڑھیوں سے اوپر چلی گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مام...مام کہاں ہیں آپ"اریب رعنایہ بیگم کو ڈھنڈتے ہوئے ان کے کمرے میں آیا

"مام.. میں آپکو کب سے آواز لگا رہا ہوں"وہ انھیں الماری کے پاس کھڑا دیکھ کر بولا

"کیا ہوا کیوں حویلی سر پہ اُٹھائی ہوئی ہے"وہ الماری سے کچھ ڈھونڈتے ہوئے بولی

"مام....مجھے بات کرنی ہے آپ سے"وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوے بولے

"وہی تو پوچھ رہی ہوں"وہ ہلکے سے مسکراتے ہوے بولی

"آپ نے ڈیڈ سے کیا کہا ہے"وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولا

"کیا کچھ غلط کہا ہے"وہ اُس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوے بولی ساتھ ہی دو تین ساڑھیاں بیڈ پر رکھی تھیں

"مام...یہ عمر ہے کوئی بزنس کرنے کی...ابھی تو میری کھیل کود کی عمر ہے"وہ رعنایہ بیگم کو بیڈ پر بیٹھا کر خود گھٹنوں کے بل زمیں پر بیٹھ کر معصومیت سے بولا اُسکے کھیل کود پر انھوں نے ایک نظر چھ فٹ سے نکلتے بیٹے کو دیکھا پھر وہ دھیمی سی مسکرائی۔

"آپکا ایم بی اے مکمل ہونے والا ہے Ak...اور ویسے بھی میں نہیں چاہتی کہ حماد بھی آپکی دیکھا دیکھی بزنس کو نگلگٹ کرے"وہ اپنے نرم لہجے کو سخت بناتے ہوئے اُسے سمجھا رہی تھیں اریب ان کی اور رضا صاحب کی اکلوتی اولاد تھی

"تو آپکو حماد کی فکر ہے"وہ دھیمے سے مسکرایا تھاحماد اسکے چچا کا بیٹا تھا جو اُسے دوسال ہی چھوٹا تھا

"بلکل آپ کو پتا ہے نا پہلے حارث بھی جوائن نہیں کر رہا تھا لیکن شکر ہے کہ انھیں جلدی ہی عقل آ گئی اور وہ مان گیا اب آپ بھی مان جاؤ"وہ نرمی سے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولتے ہوئے مسکرائی

"مام...اُسکی فمیلی ہے اس لیے "حارث,حماد کا بڑا بھائی تھا جس کی شادی ایک سال پہلے ہوئی تھی

"لیکن ہے تو آپکا ہی ہم عمر نا"وہ دھیمی آواز میں بول رہی تھیں

"لیکن ابھی تو میری studies بھی مکمل نہیں ہوئی" وہ زچ سا ہو گیا تھا

"پڑھائی مکمل نہیں ہوئی یا عیش" یہ رضا صاحب کی آواز تھی جو شاید ان کی گفتگو سن چکے تھے

"ڈیڈ آپ.....اسلام علیکم"اریب ان کی آواز پر جلدی سے کھڑا ہو کر بولا

"جی برخودار میں...کیوں کوئی دقت ہے"رضا صاحب کافی خوش مزاج انسان تھےاریب اور رضا صاحب کے درمیان باپ بیٹے سے زیادہ دوستی کا رشتہ تھا وہ دونوں رضا صاحب کی اس وقت آنے پر حیران تھے کیونکہ وہ لنچ آفس میں ہی کرتے تھے

" نہیں ڈیڈ۔۔۔کوئی پروبلم نہیں" اُسنے ایک التجائیہ نگاہ رعنایہ بیگم پر ڈالی کر رضا صاحب کو جواب دیا

"تو پھر آپ ہماری بیگم کو کیوں پریشان کر رہے تھے" وہ مسکراتے ہوئے بولے یقیناً وہ ان کی باتیں سن چکے تھے

" ڈیڈ یہ آپکی بیگم میری مام بھی ہیں" اُسکے اور رضا صاحب کے درمیان باپ بیٹے کے علاوہ دوستی کا بھی راشتہ تھا اسی لیے فوراًسے بولا

"جی ہاں۔۔۔لیکن آپ کی مام ہونے سے پہلے وہ ہماری بیگم ہیں" وہ بھی اُسے دوبدو جواب دے رہے تھے جبکہ رعنایہ بیگم ان دونوں کی بحث پر مسکرا رہی تھی تبھی دروازہ نوک ہوا

"آجائیں" رعنایہ بیگم نے نوک کرنے والے کو آنے کی اجازت دی

"کھانا لگ گیا ہےبڑی بی سب کو بلا رہی ہیں"ملازمہ نے کھانا لگنے کی اطلاع دی

"چلیں کھانے کے بعد بات کرتے ہیں"رضا صاحب ملازمہ کا پیغام سن کر بولے اورباہر نکلےتو وہ دونوں بھی ساتھ ہی آگئے۔کیونکہ بڑی اماں کو کھانے کے وقت لیٹ آنے والوں سے سخت چڑ تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسکان....کل شوپنگ کے لیے جائیں گے"وہ مما کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تھی اُس کی نظریں ٹیلی وژن سکرین پر تھیں مگر دماغ نا جانے کہاں تھا

"مسکان....کیا ہوا ہے کوئی پریشانی ہے " اُس کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تو سفیہ بیگم نے نرمی سے اُس کا اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا

نا..نہیں مما کوئی پرابلم نہیں...آپ کچھ کہ رہی تھی"وہ دوسرے ہاتھ میں پکڑا رمیوٹ سینٹرل ٹیبل پر رکھ کر ان کی جانب مڑ کر بیٹھی

"بچے کیا آپ کو میرا یہاں آنے کا فصیلہ صحیح نہیں لگا.....کیا آپ اس وجہ سے پریشان ہیں" وہ فکر مند تھی اُس کے لیے.وہ جانتی تھیں اُسے وہ کبھی خود سے انھیں نہیں بتاتی تھی مگر وہ ماں تھی کیسے نا سمجھتی

"نہیں مما آپ کا فصیلہ صحیح تھا تب بھی جب آپ یہاں سے گئ تھیں اور اب بھی" وہ اپنی مما کے لیے فکر مند تھی اُسے ڈر تھا کہیں ماضی پھر سے ان کے سامنے نا آ جائے لیکن وہ ظاہر نہیں کر سکتی تھی وہ انھیں پریشان نہیں کر سکتی

"بیٹا و....وہ...ادھر نہیں .....ہوتے دلاور بھائی نے بتایا تھا مجھے" سفیہ بیگم نے اُس کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کی

"مما.... میرا نہیں خیال کہ انکے کہیں بھی ہونے سے ہمیں فرق پڑتا ہے بیس سال سے ہم دونوں ایک دوسرے کا سہارا ایک دوسرے کی طاقت ہیں آگے بھی ہم ہی ہوں گے ہماری دنیا میں" وہ بظاہر نرم لہجے میں بول رہی تھی مگر سفیہ بیگم جانتی تھیں کی وہ کتنی ڈسٹرب ہے

"میں جانتی ہوں میری جان بہت سٹرونگ ہے اُسے کسی طرح کے وقتی سہارے کی ضرورت نہیں" وہ پیار سے اُس کی پیشانی چومتے ہوے بولی

"مجھے صرف آپکی ضرورت تھی اور آپکی ہی ضرورت رہے گی اور کسی کی نہیں"وہ بھی اپنے بازو مما کے گرد لپٹتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی

"آسیہ کی بھی نہیں" وہ اُسکا دھیان بٹانے کی غرض سے بولی آسیہ دلاور صاحب کی بڑی بیٹی تھی جس کی جلد ہی شادی ہونے والی تھی

"اُو....مما اُس نے بولا تھا آج بازار جائیں گے اورمیں.....اُف اب وہ ناراض ہو جائے گی"وہ جلدی جلدی چپل پہنتے ہوئے بول رہی تھی

"ارے ارے آرام سے وہ آپ سے ناراض ہو سکتی ہے کیا"وہ اُس کی جلدبازی دیکھ کر بولی

"اس بار اُس کا ناراض ہونا بنتاہے مما ... اُس کی تین دن میں شادی ہے اور میں یہاں ہوں"

"اچھا اب چلیں نا ورنہ اور دیر ہو جائے گی" وہ روم میں جانے لگی تو واپس مڑ کر مما سے بولی

"میں ابھی کیا۔۔۔۔۔"

"کوئی بہانا نہیں آپ کو معلوم ہے میں آپکو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤ گی چلیں جلدی"وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں جب مسکان انکا جملہ مکمل ہونے سے قبل ہی بول پڑی اور وہ اُس کے چہرے پر بکھرے سکون کو دیکھ کر پُر سکون ہوگئ تھی کچھ دیر کے لیے ہی سہی مگر شاہد وہ اپنی محرومیوں کو بھول چکی تھی سفیہ بیگم نےایک گہرا سانس خارج کیا اور کمرے کی طرف بڑھ گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم مام... اسلام علیکم چچی جان" اریب ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم بیٹھی کسی موضوع پر بحث فرما رہی تھی اارب کے مطا بق یقیناً خاندان کی کسی خاتون کی بُرائیاں کر رہی تھی

"وعلیکم سلام...."دونوں نے ایک ساتھ ہی جواب دیا تھا جبکہ دوسرے صوفے پر بیٹھی کلثوم کسی میگزین کے مطالعہ میں مصروف تھی

"ساریا.... حارث آ گیا ہے آفس سے "ساریا حارث کی بیوی کے علاوہ انکی کزن بھی تھی وہ جو سب کے لیے چائے لائی تھی اب اریب اس سے مخاطب تھا

"نہیں ابھی تو نہیں آئے"ساریا چائے کا کپ اُسے پکڑاتے ہوئے مسکرا کر بولی

"آپ آفس نہیں گئے اپنے ڈیڈ کے ساتھ"رعنایہ بیگم اُس کی طرف متوجہ ہوئی

"مام ڈیڈ نے بولا نکسٹ منتھ سے جوائن کرنا اس لیے" اُس نے سارا ملبہ رضا صاحب کے سر ڈال دیا جنہیں اُس نے بہت مشکل سے اگلے مہینے جوائنگ کے لیے راضی کیا تھا

"انھوں نے کہا یا آپ نے "رعنایہ بیگم کسی تھانیدار کی طرح پوچھ رہی تھیں

"کلثوم تمہاری studies کیسی جا رہی ہیں اور پیپرز کب ہیں"وہ رعنایہ بیگم کی بات اَن سنی کر کے جلدی سے کلثوم کی طرف موڑ گیا سبھی اُسکی اس حرکت پر مسکرا دیے

"بھیا ہم ایک ہی یونی میں پڑھتے ہیں جب آپ کے پیپرز ہوں گے تب ہی میرے بھی ہیں اب تائی امی کی بات کا جواب دیں"وہ شرارت سے بولی تو وہ بھی اُسے مصنوعی غصے سے گھورنے لگاکلثوم حارث اور حماد کی چھوٹی بہن تھی مگر لاڈلی سب سے زیادہ اریب کی تھی

"آج بڑی اماں کہاں ہیں اور پھوپھو بھی نظر نہیں آرہی" وہ ادھر اُدھر نظریں ڈالتے ہوئے موضوع بدلنے کی غرض سے بولا

"اماں اور رافعیہ یہاں ساتھ ہی جاننے والوں کی طرف گئیں ہیں روحیل بھی(حارث,حماد اور کلثوم کے بابا) ساتھ گئے ہیں "عظمت بیگم نے تفصیل بتائی

"ارے مما بھیا تو کسی اور کے بارے میں جاننا چاہ رہے تھے....ہے نا بھیا"کلثوم پہلے عظمت بیگم اور پھر اریب کی طرف دیکھ کر ایک آنکھ بند کر کے بولی... تو ساریا بھی اُس کی بات کا مطلب سمجھ کر مسکراہٹ چھپانے لگی

"کیا مطلب"وہ نا سمجھی سے بولا

"آمنہ....دیور صاحب وہ بھی تونہیں نظر آرہی "ساریا مسکراہٹ چھپاتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ رعنایہ اور عظمت بیگم بھی دھیرے سے مسکرا دی سب جانتے تھے کہ اریب کو آمنہ سے کس قدر چڑ ہے

"بھیا...وہ حارث بھائی آ گئے ہیں چلیں"اُسکے غصے کا گراف بڑھتا دیکھ کلثوم اسکا دھیان بٹانے کے لیے بولی جبکہ حارث ڈرئنگ روم میں لگی کھڑکی سے باہر لان میں ڈرائیور سے کوئی بات کرتا نظر آ رہا تھا

"کہاں....تم نہیں جا رہی "اریب اُٹھتے ہوئے بولا

"لیکن کیوں"وہ رونے والی شکل بنا کر بولی

"ابھی جو سب کیا اُس وجہ سے"اُس کا اشارہ آمنہ والی بات کی طرف تھا

"پر میں نے کیا کیا ہے" معصومیت سے پوچھا گیا باقی تینوں خواتین جا چکی تھیں

"سوچو بیٹھ کہ رات کو ملتے ہیں سسٹر۔۔۔۔بائے"وہ اُس کے منہ پر تھپکی دے کر نکل گیا جبکہ کلثوم اپنا سا منہ بنا کر رہ گئ۔انھوں نے باہر جانا آئسکریم وغیرہ کھانے لیکن اب آمنہ کے ذکر پر اریب کا موڈ بڑی طرح آف ہو گیا تو وہ اُسے لیے بنا ہی چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اُف بہت تھک گئ ہوں میں تو چلو کچھ کھا پی کر آتے ہیں پہلے" آسیہ تھکے تھکے انداز میں بولی

"جی نہیں اب گھر چلتے ہیں پہلے ہی دیر ہو گی ہے" مسکان آسیہ اور ارم کا ارادہ سن کر بولی

"یار کچھ کھا لیتے ہیں پھر چلتے ہیں"وہ تینوں آسیہ کی شادی کی شوپنگ کے لیے آئی تھی باقی ساری شوپنگ تو بڑوں نے کی تھی وہ کچھ سجاوٹ کا سامان خریدنے آئیں تھی

"نو... مما کی طبعیت ٹھیک نہیں اور مجھے معلوم ہے وہ دوا بھی نہیں لیں گی...سُو چلو" وہ اٹھل لہجے میں بولتی گاڑی کی طرف بڑھی حیقیت میں اُسے مما کی فکر تھی اُسنے نوٹ کیا تھا کہ جب سے وہ یہاں شفٹ ہوئ تھیں مما پہلے سے زیادہ پریشان رہنے لگی تھیں اور کمزور بھی ہو گئ تھیں آخر اس شہر نے ان سے سب کچھ چھین لیا تھا یہاں تک کے عزت بھی پھر اسی جگہ آ کر بسنا کتنا مشکل ہو گا ان کے لیے.....

"آپی کہاں کھو گئ ہیں چلیں کچھ کھاتے نہیں وہاں سے کافی ہی پی لیتے ہیں" آسیہ کی چھوٹی بہن ارم اُسے خیالوں میں گم دیکھ کر سامنے بنی کافی شوپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

"اوکے...چلو"وہ ارم کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوے بولی جبکہ آسیہ شوپنگ بیگز گاڑی میں رکھ رہی تھی مغرب کے بعد کا وقت تھا اور کافی شاپ میں اس وقت بھی بھرا ہوا تھا وہ تینوں ایک خالی ٹیبل کی جانب بڑھ رہی تھی کہ مسکان کی بائیں جانب سے گزرتے کسی کسٹمرا دھیکا لگا تو وہ بائیں جانب ٹیبل کی طرف لڑکھڑائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"لگتا ہے انکل کو منانا مشکل ہو گیا ہے اب " یہ حیدر بولا تھا اور اس وقت اریب کا آفس جوائن نا کرنے کے لیے رضا صاحب کو راضی کرنا زیر غور تھاحیدر جو حارث اور اریب کا دوست تھا اس وقت وہ اریب سے مخاطب تھا انکا چار دوستوں کا گروپ تھا حارث,اریب,حیدر,اور اسد چاروں سکول ٹائم سے دوست تھے پہلے تو زیادہ وقت چاروں کا ساتھ ہی گزرتا تھا مگر جب سے حارث کی شادی ہوئی تھی اور اُس نے آفس بھی جوائن کیا تھا وہ کم ہی ایک ساتھ ٹائم گزار پاتے تھے یا صرف یونی میں ہی ایک ساتھ نظر آتے یونی میں بھی انکا لاسٹ سمسٹر چل رہا تھا اور پڑھائی بھی کافی ہوتی اسی لیے انھیں باتوں کا زیادہ ٹائم نہیں پاتا تھا اور آج کافی دنوں کے بعد وہ چاروں اکھٹے ہوئے تھے

"نہیں یار ڈیڈ کو منانا مشکل نہیں....ہاں مام کو اس بات پہ منانا بہت مشکل ہے" وہ چاروں کے لیے کافی کا آڈر دے کر بولا

"رائٹ...تائی امی بہت سخت ہیں اس معاملے میں" حارث کچھ سوچتے ہوئے بولا

"تم اپنی بڑی اماں سے بات کرو شاہد وہ تیری مدد کر سکیں"اب کی بار اسد نے مشورہ دیا تھا

"اریب اب یہ کوئی ایسا مسئلہ بھی نہیں جس کے لیے کانفرنس بلائی جائے" حارث کا اشارہ سب کے مشوروں کی طرف تھا

"ہاہاہاہا.....تینوں کا مشترکہ قہقہ گونجا (حارث کو چھوڑ کر) تو کئ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گے"سب سے معزرت کر کے وہ ان کیطرف موڑا

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کہ....."اُس بات ادھوری رہ گئ جب وہ سسکی لے کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا کیونکہ اُس کے پاس سے گزرتا وجود ٹیبل سے ٹکرایا اور خود کو گرنے سے بچانے کے لیے ہاتھ ٹیبل پر رکھا مگر وہ کافی مگ سے جھٹکے سے ٹکرایا اور گرماگرم کافی اریب کے ہاتھ پر جا گری

"وٹ دا ہیل....آر یو میڈ" وہ تیزی سے گویا چلایا تھا

"او...ایم سُوری" وہ جلدی سے سیدھے ہو کر کھڑی ہوئی

"کیا آپکو دیکھتا نہیں یا چلنے کی سینس ہی نہیں"وہ مسلسل ہاتھ پر پھونک مارتے ہوئے بولا اُسی لمحے ویٹر برف لے آیا تھا

"آئی سیڈ سوری.... جبکہ میں نے یہ خود جان بوجھ کے تو نہیں کیا اٹ جسٹ ایکسڈینٹلی ہیپڈ" وہ بھی مسکان ہی کیا جو اگلے کی چپ چاپ سن لے

"سُو... یو ڈایڈ دِس انٹنشیلی" ناجانے کیوں وہ اُسے بحث کر رہا تھا مگر اُسے اچھا لگ رہا تھا سامنے کھڑی اس لڑکی سے بات کر کے وہ بلکل اسمِ مجسم تھی صنفِ نازک..... گہری سیاہ آنکھوں میں بھری اُداسی اُس پُرکشش لگی

"وٹ.."اُس کی بات سن کر مسکان کی آنکھوں میں بھی حیرت اُبھری جبکہ اریب اُس چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا مگر مسکان دیکھ نہ سکی

"جی... کیونکہ میں نے تو ایسا کچھ کہا ہی نہیں....رائٹ" وہ اپنے ساتھ کھڑے دوستوں اور پھر مسکان کے ساتھ کھڑی لڑکیوں کو دیکھ کر بولا شاپ میں موجود کئ لوگ اب ان کی طرف ہی متوجہ تھے

"آئی تھینک وی شوڈ لیو"اب وہ آسیہ اور ارم کی طرف مڑتے ہوئے بولی

"ہاں..چلو"آسیہ نے اس کی تائید کی

"ایک منٹ"وہ جانے کے لیے موڑی ہی تھی جب وہ دوبارہ بولا

"AK..." اب کہ حارث نے اُسے روکنا چاہ

"ویٹ" وہ حارث کی طرف دیکھ کر بولا

"مگر..." حارث نے کچھ کہنا چاہ مگر وہ سنے بغیر مسکان کی طرف بڑھا تو وہ بے ساختہ ہی دوقدم پیچھے ہوئی

"آپ اپنی غلطی کے لیے معافی مانگ سکتی ہیں" وہ ہلکا سا مسکرا کا بولاتومسکان نے حیران کن انداز میں اُسے دیکھا اریب کی مسکراتی آنکھیں اُسے کنفوز کر رہی تھیں

"مانگی تھی"وہ جلدی سے سنبھل کر بولی

"کب"اُس نے سوالیہ انداز میں انجان بننے کی بھرپور ایکٹنگ کی

"جب آپ اپنی کہانی گڑنے میں مصروف تھے تب"وہ کہ کر روکی نہیں تھی فوراً ہی باہر آگی جبکہ اُسکی تیزی دیکھ کر اریب کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھری۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا؟؟؟"اریب واپس موڑا تو وہ تینوں ہی اُسے گھور رہے تھے

"یہ سب کیا تھا" حارث ایک قدم چل کر اُس کے قریب آیا

"کیا....کیا تھا" انجان بننے کی ایکٹنگ کی گئ

"پیارے دوست اُوورسمارٹ بننے کی کوشش نہ کرو"حیدر نے ساتھ ہی ایک موکا اُس کے کندھے پر مارا

آ...بے غیرت...لگا ہے مجھے"وہ مصنوعی آہ بھرتے ہوئے قدرے دھیمے لہجے میں بولا

"اسی لیے مارا....تاکہ لگے" وہ بھی طنزیہ انداز میں بولااسد اور حارث کھڑے ان کی بحث سے لطف اُٹھارہے تھے

"کیا آپ دونوں یہ بحث کچھ دیر کے لیے مُلتوی کر سکتے ہیں اور اگر آپ دونوں کی اجازت ہو تو چلیں اس سے پہلے کہ ہمیں اُٹھا کر باہر پھنکا جائے" حارث کافی سنجیدہ انداز میں بولا

"جی" دونوں ایک ساتھ بولے تو اسد نے بامشکل ہی قہقہ روکا

"قربان جاوں میں تم دونوں کی معصیومیت پہ" اسد قہقہ روکے مزاحیہ انداز میں بولا اب چاروں بِل پہ کر کے باہر آگئے تھے

"اب گھر چلیں یا کسی اور سے بھی عزت آفزائی کا ارادہ ہے" حارث گاڑی اَن لاک کرتے ہوئے بولا

"بھی....کا کیا مطلب کیا پہلے کسی سے ہوئی ہے" اریب نے چہرے پر معصیومیت سجائے کہا

"مت کوشش کیا کر"وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ گئے توحیدر بولا

"کس چیز کی" اُسنے گردن پیچھے موڑے چہرے پر معصومیت سجائے پوچھا حارث ڈرائیو کر رہا تھا اریب اُسکے ساتھ فرنٹ پہ جبکہ اسد اور حیدر بیک سیٹ پر بیٹھے تھے

"یہ جو تم معصوم بننے کی اُوور کوشش کرتے ہو وہ" اب کی بار اسد روزدار قہقہ لگاتے ہوئے بولاتو اُس میں حارث اورحیدر کا جاندار قہقہ بھی شامل ہوگیا

"وہ تو میں ہوں....اور یہ تم تینوں کی توپوں کا رخ میری طرف کیوں ہے آج" پہلے لاپرواہی سے کہاجبکہ دوسری بات قدرے سنجیدگی سے پوچھی گئ

"تمہاری آج کی حرکت کی وجہ سے"بنا کسی لمحے کی تاخیر کے جواب آیا

"اچھا اب بس کرو..."حارث نے ایک ہاتھ اُٹھا کر کہا

"چھوڑوں گا نہیں تم لوگوں کو بھی....مت بھولو تم سب کی کمزوریں میرے ہاتھ میں ہیں" اریب نے دھمکاتے لہجے میں بولا

"پر تیرے ہاتھ تو خالی ہیں" حیدر نے بات کے اختتام پر خود ہی قہقہ لگایا

"بس کرو یار کیا عورتوں کی طرح ایک ہی بات کے پیچھے پڑ گئے ہو" حارث گاڑی روکتے ہوئے بولا

"چلو جاؤ حیدر اسے پہلے کے گھر کے دروازے بند ہو جائیں اور تجھے پھر فٹ پاتھ پہ کتوں کے ساتھ رات گزارنی پڑے" حیدر کے دادا کافی اصول پسند آدمی تھے رات دس بجے گھر کا مین گیٹ بند کر دیا جاتا اُسے پہلے گھر کے سب افراد کا گھر میں ہونا ضروری تھا ورنہ صبح فجر کے وقت تک باہر ہی رہنا پڑتا....اور ایسا حیدر کے ساتھ ہو چکا تھا جب وہ گھر والوں کو سرپرائز دینے کے چکر .میں بنا بتائے رات کی فلائٹ سے امریکہ سے آیا اور پھر وہ کئی گھنٹے سڑکوں پر پھرنے کے بعد اریب کی طرف گیااور اس بات کو دو سال سے زیادہ گزر چکے تھے مگر اریب اُسے یاد کروانا نہ بھولتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج آسیہ کی بارات تھی اور اُسے وداع ہوکر لاہور چلے جانا تھا اور پھر وہاں سے دوبئ (اُسکے سسرال والے یعنی اُسکی اکلوتی پھوپھی دوبئ میں سیٹل تھیں) مسکان کی بچپن سے ہمیشہ آسیہ کے ساتھ ہی دوستی رہی تھی اور اب اُس کی شادی پر وہ خوش بھی تھی کہ وہ جسے چاہتی تھی وہی اب اُسکا زندگی بھر کا ساتھی تھا مگر اداس بھی تھی اور ایک بےنام سا خوف بھی دل کے کسی کونے میں تھا

"انھوں نے بھی تو من چاہ ساتھی پایا تھااور پھر...."اُسکے دماغ سے آواز آئی تھی

"نہیں...آسیہ ہمیشہ خوش رہے گی اور پھر فیض بھائی(آسیہ کا ہزبینڈ)اُسے پیار کرتے ہیں دل نے دماغ کی بات رد کرنے کے لیے ایک کمزور دلیل دی

"پیار تو وہ دونوں بھی کرتے تھے مگر انجام کیا ہوا" دماغ میں ایک اور مضبوط خیال آیا

"اُنکے پیار میں دھوکا تھا انکا پیار سچا ہے خوبصورت رشتہ ہے ان کے درمیان اب" دل اب بھی پیار کی طرفداری پر مُصر تھا

"رشتہ تُو ان میں بھی تھا اور شاید اس سے بھی مضبوط" ایک اور خیال دماغ میں اُبھرا

"مسکان بیٹا آپ یہاں اکیلے کیوں بیٹھی ہیں اور آسیہ بھی آپ کا کتنی بار پوچھ چکی ہے" اسے پہلے کے دل کوئی اور دلیل دیتا آسیہ کی امی کی آواز نے سوچوں کا تسلسل توڑا

"جی" وہ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھی کہ ان کی آمد محسوس ہی نہ کر پائی

"آپ ٹھیک ہو نا بیٹا" وہ جانتی تھیں کہ وہ ڈسٹرب ہے بچپن سے ہمیشہ اُسے انھوں نے ایسا ہی دیکھا تھا کوئی خوشی اس خوش نہیں کر پاتی تھی یاشاید اُسکےاندر کا درد اس قدر تھا کہ اُسے کوئی خوشی محسوس ہی نہیں ہوتی

"جی آنٹی... آ..ایم فائن"اُس نے مسکرانے کی کوشش کی

"بیٹا... وہ سب آپ بھول جاؤ...اب تو مما بھی بھول گئی ہیں نا" وہ اسکے پاس ہی کرسی پر بیٹھ کر بولی

"آپ کو لگتامما بھول گئ ہیں اگر میں نہیں بھول پائی تو وہ کیسے بھول سکتی ہیں۔۔۔آنٹی وہ آج بھی اُس شخص کے انتظار میں ہیں میں نے انکی آنکھوں میں دیکھی ہے محبت وہ آج بھی ان سے محبت کرتی ہیں....آخر محبت اتنی اندھی کیسے ہو سکتی ہے" بولتے ہوے اُس کی آنکھیں نم ہوئی

"ارے.. دیکھو تو کیا باتیں لے کر بیٹھ گی میں اُٹھو آسیہ آپکو بولا رہی تھی" وہ اسے اداس ہوتا دیکھ کر جلدی سے کھڑے ہوتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی اُسکا بھی ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا تو وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکر کر ان کے ساتھ چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آسیہ کی شادی کے بعد اُسنے خود کو پڑھائی اور مما تک محدود کر لیا تھا اب وہ دلاور صاحب کے گھر بھی شازونادر ہی جاتی گھر میں اُس کی کوشش ہوتی کہ زیادہ وقت مما کے ساتھ گزارے جبکہ یونیورسٹی میں آخر آدھا سمسٹر گزار کر اُس کی دوستی بھی دو خوبصورت اپنے جیسی نرم و نازک لڑکیوں سے ہو گئ تھی

"مسکان تم آج کل کچھ زیادہ خاموش نہیں ہوگئ" وہ تینوں اس وقت کیفے میں بیٹھی تھیں کلثوم مسکان کو بغور دیکھتے ہوئے بولی

"یہ پہلے کون سا بولتی ہے"مسکان کی بجائے مہرین بولی جبکہ وہ بس ہلکے سے مسکرئی

"ایک تو تم ہسنے میں بھی بہت کنجوس ہو"مہرین نے اُسکی ہلکی سی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے کہا

"ہاں تو کیا اونچے اونچے قہقے لگانے شروع کر دوں "وہ مہرین کی بات سن کر جوس کا سپ لیتے ہوئے بولی

"اس میں کوئی مزائقہ بھی نہیں" کلثوم اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے بولی جو اُسے کافی دنوں بعد سچی لگی ایسے جیسے وہ آج دل سے مسکرا رہی ہو کلثوم نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ بولا

"تم کیا مجھے ایسے عاشقوں کی طرح گھور رہی ہو"ناجانے کتنے ٹائم بعد وہ آج وہ ایسے کھل کر بات کر رہی تھی

"اب تم ہو ہی اتنی پیاری،اتنی خوبصورت تو گھورے گی ہی نا" مہرین شرارتی انداز میں بولی

"اچھا اچھا بس اب یہ بتاو تم کیوں اتنا خوش ہو رہی ہو سب خیریت ہےنا" اس نے بھی خوبصورتی سے دونوں کی توجہ خود سے ہٹائی اسے پسند نہیں تھا اپنی ذات کا موضوع بننا

"اسکی وجہ یے نا اور بہت خوبصورت وجہ ہے"مہرین کی بجائے کلثوم ڈرامائی انداز میں بولی

"اچھا....یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ویسے وہ خوبصورت وجہ کیا ہے"وہ اپنے مخصوص نرم انداز میں میں بولی

"وجہ ہے محبت...ہماری پیاری دوست کو پیار ہوگیا ہے" کلثوم نے اس بات پر مسکان کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھے تھے مگر جلد ہی اُس نے خود کو نارمل کر لیا تھا

"وَاوَ کون ہے وہ۔۔۔جواس خوبصورت مسکراہٹ کی وجہ ہے"مسکان خود کو نارمل کرتے ہوئےاب مہرین سے مخاطب تھی وہ اپنے نظریات یا سوچ کی وجہ سے اتنی اچھی دوستیں کھونا نہیں چاہتی تھی نہی انھیں ہاٹ کرنا چاہتی تھی

"اسکا کزن ہے اور منگیتر بھی ہےاب تو" کلثوم بے بریکنگ نیوز سنانے کے انداز میں کہا

"اور کب ہوا یہ سب مجھے پتا بھی نہیں چلا" مسکان تھوڑے روٹھے ہوئے انداز میں بولی

"یار سب اتنا جلدی ہوا تو کسی کو بتا بھی نہیں پائی اسے بھی صبح تمہارے آنے سے پہلے بتایا پھر کلاس تھی اور ابھی میں بتانے والی تھی لیکن اس کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا جلدی سے بتا دیا مہرین اسکے ناراض ہو جانے کی وجہ سے جلدی جلدی تفصیل بتانے لگی

"وہ سب چھوڑو یہ بتاؤ یہ پیار جلدی جلدی میں کیسے ہوتا ہے" مسکان اُسے تنگ کرنے کے لیے بولی ساتھ ہی مسکان اور کلثوم کی مہدم سی ہنسی گونجی

"یار ....پیار پہلے سے تھا منگنی جلدی میں ہوئی ہے" مہرین اب وضاحت دے رہی تھی جبکہ وہ دونوں آج اُسے تنگ کرنے کا ارادہ کر چکی تھیں

"اچھا یہ چٹ منگنی والا سین ہے پھر پٹ بیاکب کر رہی ہو" کلثوم کے انداز پر مہرین کے قہقے میں مسکان کی ہنسی بھی شامل ہوئی تووہ ان دونوں کو تفصیل بتانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہائے.....اُمید ہے میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا"قمر مسکان کو اکیلے بیٹھا دیکھ کر اسکے پاس چلا آیا

"آ..آ..آپ یہاں..یہاں کیا کر رہے ہیں"وہ اپنے خیالوں میں گم اس کی آمد محسوس ہی نہ کر پائی

"آپ اکیلی کیوں بیٹھی ہیں"اُسکا انداز کافی بے تکلف سا تھا

"آئی تھینک اکیلے بیٹھنے پہ پابندی نہیں" لڑکوں سے بات کرتے ہوئے اسکا لہجہ خودبخود ہی سخت ہو جاتا

"جی... صحیح کہا...میں تو بس آپکی ہم جولیوں کا پوچھ رہا تھا.....خیر"اسُکا اشارہ کلثوم اور مہرین کی طرف تھا جن کی وجہ سے وہ اتنا ٹائم مسکان سے بات نہیں کر پایا تھا

"کیوں آپ کو کوئی کام ہے ان سے"اسکا انداز اب بھی لاپرواہ سا تھا

"نہیں...ویسے ہمارا تعارف پینڈنگ تھا...یاد ہے آپکو"وہ ان پہلی ملاقات کی بات کر رہا تھا جیسے کئی ماہ گزر گئے تھے گو کہ اب تک وہ مسکان کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر چکا تھا مگر اسکے بعد ان کی روبررو یہ دوسری ملاقات تھی

"شاید آپکی یاداشت کمزور ہے میں اس دن بھی کہا۔۔۔۔"

"مجھے یاد ہے اُس دن آپ نے جو کہا....لیکن اب تو ہم اجنبی نہیں"مسکان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ دھیرے سے مسکر کر بولا مگر ناجانے کیوں مسکان کو اُسکی مسکراہٹ مصنوعی سی لگی عجیب سی اک دم ہی اُسے قمر سے خوف محسوس ہوا

"ک..ک..یا...کیا مطلب"وہ اپنی حالت کنٹرول کرتے ہوئے بولی

"مطلب پڑوسی..اجنبی تھوڑی ہوتے ہیں"اسکی بات مسکان سمجھ نہیں پائی

"جہاں آپ رہتی ہیں ماہ بدولت کا گھر بھی وہی ہے"وہ ایک روپوش علاقے کا نام لیتے ہوئے ایسے بولا تھا گویا اسکا غلام ہو

"میری کلاس ہے میں چلتی ہوں"اُسے وہاں بیٹھے رہنا بیکار لگا

"ارے..روکیے تُو.....ابھی تو بات شروع کی ہے"وہ جیسے ہی اُسکے قریب سے گزرنے لگی قمر نے اُسکی کلائی پکڑی جس سے مسکان کی پشت قمر کے سینے سے ٹکرائی

"چٹاخ...چٹاخ"وہ ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھوڑوا کر مڑی اور دو تھپڑ قمر کے بائیں گال پر رسید کیے

" آئی تھینک یہ تھپڑ آپکو لڑکیوں سے بات کرنے کی لمنٹ سکھانے کے لیے کافی ہیں" اُسکا سانس ہلکا سا پھول گیا تھا سفید رنگ غصے سے سُرخ انار کی طرح ہوگیا تھا

"ناؤ....یو ویل پے فار دس.....جسٹ ویٹ اینڈ واچ"وہ بازو سے پکڑ کر اُسے خود سے قریب کرتے ہوئے غرایا اور پھر اُسکی بات سننے بغیر ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑتا وہاں سے نکل گیا کیفے میں موجود اتنے سٹوڈنٹس میں سے کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ قمر کو بد تمیزی سے روک سکے

مسکان کو اب اپنے عمل کا پچھتاوا ہو رہا تھا وہ قمر کی سرگرمیوں سے اچھی طرح واقف تھی لڑکیاں تو اُس کے لیے کف میں لگے گلاب کی طرح تھی جنہیں استعمال کے بعد وہ مسل دیتا....ناجانے اب اُسکے کے ساتھ کیا کرے گا یہ سوچ ہی اسکے لیے سوہانِ روح تھی وہ وہی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اریب....ہم نے فصیلہ کیا ہے کہ اب تمہاری شادی کر دی جائے" پُرسکون انداز میں کھانا کھاتے اریب کا نوالہ بڑی اماں کی بات پر گلے میں اٹک گیا

"آپ ٹھیک ہو بھیا" کلثوم پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تو اُسنے اثبات میں سر ہلایا

"تو ہم کہ رہے تھے کہ..."بڑی اماں نے بات جاری رکھی

"معاف کیجئے گا بڑی اماں....لیکن میں ابھی شادی نہیں کر سکتا"اریب ان کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے انتہائی مؤدب انداز میں بولا

"AK"رعنایہ بیگم نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

"لڑکے کیا تم نے بڑوں کی کوئی بات نہ ماننے کی قسم کھائی ہے" بڑی اماں کو یقیناً اُسکے آفس جوائن نہ کرنے کی خبر بھی دے دی گی تھی اور یہ کام رافعیہ پھوپھو یا انکی لاڈلی بیٹی آمنہ نے ہی کیا ہو گا وہ جانتا تھا

"سُوری بٹ میں شادی نہیں کر سکتا ہاں آفس نکسٹ منتھ سے نہیں...نکسٹ ویک سے سٹاٹ کر دوں گا.....اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ یونی بھی جانا ہوتا ہے تو یونی سے آکر جایا کروں گا" وہ ایک نظر سامنے بیٹھے وجود پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا

"بہو سمجھو اسے یہی عمر ہوتی ہے شادی کی"اب وہ رعنایہ بیگم سے مخاطب تھی بھوک تو سب کی خراب ہو گی تھی مگر وہاں موجود کسی میں اریب کی طرح بڑی اماں کے سامنے کھانا چھوڑ کر جانے کی ہمت نہیں تھی سُو سب خاموشی سے ایک بار پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اماں...اُسنے تُو شادی کے لیے ہی منع کر دیا اب کیا کریں"آمنہ جب سے کمرے میں آئی تھی جل کٹی مچھلی کی طرح کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی

"ارے ایک جگہ بیٹھ کر بات کرو میرا سر چکرا گیا ہے تمہیں ایسے دیکھ دیکھ کہ"رافعیہ بیگم اُسے مسلسل ادھر سے اُدھر جاتا دیکھ کر بولی

"اماں...کچھ کرو ورنہ سب گڑبڑ ہو جائے گا" آمنہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے فکرمندانہ لہجے میں بولی

"ضرور بھابھی نے اُسے کہا ہو گا انکار کے لیے" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

"مطلب بڑی ممانی نے"آمنہ حیران کن انداز میں بولی

"نہیں..عظمت بھابھی...."انھوں نے آمنہ کی اصلاح کی

"انھیں کیا پُروبلم ہے"وہ کچھ سمجھی نہیں تھی

"وقت آنے پر وہ بھی معلوم ہو جائے گا"

"ہوں.....اماں .. بڑی اماں سے بات کرو وہ منا لیں گی اُسے"آمنہ کی سوئی اب تک شادی والی بات پر ہی اٹکی ہوئی تھی

"بڑی اماں کی بات وہ سنتا کب ہے رعنایہ بھابھی ہی اُسے راضی کر سکتی ہیں"اریب کو بچپن سے ہی پھوپھی اور انکی بیٹی اچھی نہیں لگتی تھی اور بڑی اماں کی جابجا انکی حمایت کی وجہ سےوہ ان سے بھی بدزن سا ہوگیا اور دونوں کے بیچ ایک نامحسوس سی دیوار آگئی....اکلوتا ہونے کی وجہ سے وہ حویلی میں سب کا لاڈلہ تھا بڑی اماں

بھی اُسے بے حد پیار کرتی تھی کیونکہ انکے بڑے بیٹے کو اللہ نے شادی کے کئی برسوں بعد اولاد سے نوازہ تھا اریب چار برس کا تھا جب رافعیہ بیگم سُسرال چھوڑ کر اپنے شوہر کے ساتھ میکے آ بسی اور سب کی ہمدردیاں پانے کے لیےناجانے کیا کیا کہانیاں گھڑی...تب سے بڑی اماں کی توجہ زیادہ اپنی بیٹی اور اُس کی بیٹوں کی طرف ہوگئ.....رافعیہ بیگم کی دو بیٹاں تھیں بڑی سمیرا جس کی شادی کچھ ماہ پہلے ہوئی تھی اور چھوٹی آمنہ جس کی شادی وہ اریب سے کروانا چاہتی تھی مگر یہ سب انھیں جتنا آسان لگا تھا حقیقتناً ایسا نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مسکان...مسکان"مما اسے آوازیں لگاتی اسکے کمرے میں داخل ہوئی

"جی...مما.."وہ انھیں دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی

"بیٹا لنچ نہیں کرنا کیا آپ نے"وہ اُسکے قریب آکر محبت سے اُسکے بال سنوارتے ہوئے بولی

"مما... بھوک نہیں"اُسکے لہجے میں تھکاوٹ ظاہر تھی

"کچھ دنوں سے میں نے نوٹ کیا ہے آپ کچھ اداس ہیں یونیورسٹی میں کوئی بات ہوئی ہے کیا"انھوں نےاُسے زیادہ فورس نہیں کیاتھاکیونکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ ڈسٹرب ہے اسی لیے اُس کے پاس بیٹھ کر اُس کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوے بولی

"نہیں مما بس ایسے ہی آسیہ چلی گئ ہے نا اسلیے"کچھ دن پہلے آسیہ لاہور سے آئی تھی اور کل ہی واپس گئ تھی

"اسے تُو جانا ہی تھا آخر اب اُسکا گھر اُسکا سُسرال ہی ہےنا"وہ پیار سے اسکے بالوں کو سہلا رہی تھیں

"مما آپ بھی تھوڑی دیر آرام کر لیں سارا دن کام کر کے تھکتی نہیں" وہ بیٹھتے ہوے انکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولی کچھ عرصہ پہلے انکا چہرہ نکھرہ نکھرہ رہتا مگر پچھلے کچھ دنوں سے اُسنے نوٹ کیا کہ وہ بیمار دیکھنے لگی تھیں قمر کی وجہ سے وہ مما پر دھیان ہی نہیں دے پائی اُسکے دماغ میں ہر وقت خوف رہتا کہ نجانے کس پل وہ

کیا کر دے اور اس وجہ سے وہ مما کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے اب تک اُس نے قمر کی دھمکی کے بارے میں انھیں کچھ نہیں بتایا تھا

"کہاں کھو گئ"مما اُسے خیالوں میں گم دیکھ کر دھیرے سے مسکرا کر بولی

"مما...وہ..."وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر شاید کہہ نہیں پائی تھی

"چلیں کھانا کھاتے ہیں"وہ بات بدل کر بیڈ سے اُٹھتے ہوئے بولی

"چلو"مما بھی اسکے ساتھ چل پڑی

"مسکان...آپ قمر احمد کو جانتی ہیں"کھانے کے دوران ہی انھیں یاد آیا تو پوچھا

"ک..ک..کون قمر مما"اک لمحے کو مسکان کو سانس روکتا ہوا محسوس ہوامنہ کی طرف جاتا چمچ روک کر اس نے اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے پوچھا

"ایک بنگلہ چھوڑ کر آگے انکا بنگلہ ہے مسز احمد بتا رہی تھی کہ انکا بیٹا قمر بھی اُسی یونی ورسٹی میں پڑھتا ہے" وہ اُسے تفصیل بتا رہی تھیں مگر مسکان کا دھیان تو قمر کی دھمکی میں اٹکا ہوا تھا اُس واقع کو کئی دن ہو گئے تھے مگر اب بھی قمر کے الفاظ اُسکے دماغ میں صاف گونج رہے تھے

"آپ جانتی ہیں اُسے۔۔۔"مسکان کو خاموش پا کر وہ پھر سے بولی

"ن.نا..نہیں مما شاید پڑھتا ہو گا میں نہیں جانتی"وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پائے بولی

"ہاں...وہ بتا رہی تھیں کہ اسکا لاسٹ سمسٹر ہے تو ٹائمنگ الگ ہو گی"

"جی..میے بی"اسنے مختصر سا جواب دیا وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی اور مما بھی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئیں تو اُسنے سکھ کا سانس لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کئی دن گزر گئے تھے زندگی کا ہر نیا دن کسی کے لیے خوشیاں تو کسی کے لیے دکھ لے کر آتا ہے مسکان کی زندگی ان سب سے الگ تھی یا اُس نے خود کو ایک خول میں بند کر لیا تھا جس سے کوئی اُسے سمجھ نہیں پاتا....اسے لگتا تھا خوشیاں اسکے نصیب میں نہیں اور غموں سے اُسنے سمجھوتا کر لیا تھا بچپن سے تنہا رہتے ہوئے اب وہ تنہائی ہی اسکی ساتھی بن گئی تھی کمرے کی تمام لائٹس بند کر کے وہ خود کھڑکی کے سامنے کھڑی ہوگئی جہاں سے ڈوبتے سورج کا خوبصورت منظر نظر آرہا تھا اُسکی بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں میں آج ہمیشہ سے زیادہ اداسی تھی

"آپ کیوں ہمیں چھوڑ کر چلے گئے...کیا ہم آپ کو یاد نہیں آتے" نجانے کتنے عرصے بعد وہ یوں من ہی من میں ان سے مخاطب ہوئی تھی آنکھوں کے گہرے تالاب میں پانی بھر آیا...ایک قطرہ لمبی گھنی پلکوں کا بند توڑ کر رخسار پر بہنے لگا تواُس نے بے دردی سے اُسے صاف کیا وہ کمزور نہیں ہونا چاہتی تھی اور آنسوں تو کمزوری ہوتے ہیں پھر انھیں کیسے وہ بہنے دیتی

"اب ہمیں آپ کی ضرورت نہیں...میں نے...مما نے جینا سیکھ لیا ہےاب ہمیں سہاروں کی ضرورت نہیں"وہ ایک بار پھر دل ہی دل میں اُس انسان سے مخاطب تھی جو اسکی آواز پہچانتا ہی نہیں تھا جس نے کبھی اُسے دیکھا ہی نہیں تھا جس کا لمس اُس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا جس کے کندھے پہ سر رکھ کر وہ کبھی نہیں سوئی تھی.....مغرب کی اذان کی آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے نکلی دوپٹہ سر پر درست کرتے ہوئے وہ وشروم کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے مسکان آج کل تم کچھ پریشان سی لگ رہی ہو" وہ تینوں کلاس ختم ہونے کے بعد اب کیفے کی طرف جا رہی تھیں جب کلثوم اُسے منظر سے پا کر بولی اُسنے کافی دنوں سے نوٹ کیا تھا مسکان کی خاموشی کو "آج کل بات بھی بہت کم کرتی ہو" اُسنے اپنی بات جاری رکھی

"یہ تو پہلے دن سے ہی ناپ تول کر بولتی ہے " مہرین نے جواب دیا تھا

"نہیں پہلے بھی کم ہی بولتی تھی مگر آج کل تو بولتی ہی نہیں پتا نہیں کہاں کھوئی رہتی ہے"وہ تینوں ساتھ چلتے کیفے آگئی تھیں مسکان اب بھی خاموشی سے صرف انھیں سن رہی تھی

"ارے... نہیں ایسی کوئی بات نہیں "اُسے اب شرمندگی ہو رہی تھی کہ اسکی وجہ سے وہ دنوں بھی پریشان ہو گئیں

"اگر کوئی پروبلم ہے تو تم ہم سے شیئر کر سکتی ہو"کلثوم اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اپنایت سے بولی

"کوئی مسئلہ نہیں اور پھر ویسے بھی کوئی پروبلم ہو گئ تو تم لوگوں کو ہی بتاؤ گئ نا اور کس سے بتاؤ گی"وہ بھی نرم لہجے میں بولی

"آپ ہمارے ساتھ بھی اپنی پروبلمز شیئر کر سکتی ہیں" مردانہ آواز پر تینوں نے چونک کر اوپر دیکھا... آواز سے ہی مسکان پہچان گئ تھی کہ کون تھا وہ..

"تم..تم یہاں کیا کر رہے ہو" قمر کو دیکھ کر جہاں مسکان کے ہوش اُڑے تھے وہی مہرین اور کلثوم کو بھی اسکی آمد کچھ خوش آئند نہیں لگی تھی

"پہلی بات یہاں میرے آنے پر پابندی نہیں..اور دوسری اور امپوٹنٹ بات میں تم سے نہیں ان سے ملنے آیا ہوں" وہ لاپروائی سے کرسی کھینچ کر مسکان کے بلکل سامنے بیٹھتے ہوئے کلثوم کی بات کا جواب انتہائی بدتمیزی سے دے رہا تھا

"م.سس..مسکان سے کیا کام ہے" کلثوم نے پہلے مسکان اور پھر قمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا مسکان اور مہرین اس دوران خاموش تھیں مسکان کی چھٹی حسس اُسے کسی خطرے کا الارم دے رہی تھی۔

"محترمہ یہ تمہیں بتانا ضروری نہیں"اسکی نظریں اب بھی مسکان کے چہرے پر تھیں وہ خود کو نارمل کرنے کی بیکار سی کوشش کر رہی تھی

"کلثوم...لٹس گو"مسکان کو اسکی نظروں سے خوف آنے لگا تو کھڑے ہوتے ہوئے بولی

"ارے...آپ تو بڑی جلدی بھاگ رہی ہیں مجھے لگا مقابلہ سخت ہو گا" وہ بھی کھڑا ہو گیا تھا اسکے لفظوں سے زیادہ اسکا لہجہ خطرناک تھا

"لسن..مسٹر.. ہمیں آپ سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں" وہ آخر ہمت کر کے بولی

"یہ تو تھپڑ مارنے سے پہلے سوچنا تھا اب آپکو دلچسپی ہو یا نا ہو...ہُو کیئرز"وہ ایک ایک قدم اُٹھاتا اُسکے قریب آکر بولا جبکہ تھپڑ کی بات سن کر کلثوم اور مہرین دونوں حیران تھیں

"وہ ریکشن تھا تمہارے ایکشن کا سمجھے" وہ بھی اپنی ٹون میں واپس آگئی تھی

"نو پُروبلم اب میرا ایکشن ہو گا تمہارے ریکشن کا" وہ آپ سے تم پر آگیا تھا لاپرواہ سا خوفزدہ کر دینے والا انداز.... مسکان کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو بھی اسکے اس انداز سے خوف محسوس ہوا

"چلو..مہرین کلثوم" وہ اسکے قریب سے گزرتے ہوئے ان دونوں سے بولی تھی

"ارے...روکیے تو میڈم" وہ اسکا راستہ روکے اسطرح کھڑا تھا کہ اسکے گزرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی اسکے خطرناک ارادے دیکھ کر مسکان کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمکنے لگی...کلثوم نے موبائل میں کچھ ٹائپ کیا پھر گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھا قمر اب بھی اُسی طرح مسکان کا راستہ روکے کھڑا تھا وہ جانے کے لیے مُڑی تھی کہ قمر نے اسے کلائی سے پکڑ کر درمیان میں موجود فاصلہ نہ ہونے کے برابر کر دیا گہری سیاہ آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں

"نا..نا...نا...یہی غلطی اُس دن بھی کی تھی یاد ہے نا"مسکان نے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ وہ اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا

"تم پچھتاؤ گئے مسٹر..."وہ مسلسل ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی

"قمر...مسٹر قمر" اس نے مسکان کا جملہ مکمل کیا

"لسن مسٹر....آئی ڈونٹ کیئر کہ تم جو کوئی بھی ہو...لیکن مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا" اُسے خوف بھی تھا کہ ناجانے وہ کیا کرے مگر وہ کمزور نہیں ہو سکتی تھی

"کس نے کہا آپ کمزور ہیں...."وہ پھر تم سے آپ پر آگیا تھا

"میرا ہاتھ چھوڑو" مسلسل ہاتھ ہلانے کی وجہ سے اب اسکی کلائی میں جلن ہونے لگی تھی

"کیوں؟؟"وہ اسکے مزید قریب ہوا تو وہ پیچھے ہوئی

"گھٹیاپن...تم پہ ختم ہوتا ہے یہ بات مجھے معلوم نہیں تھی"اس سے پہلے کہ مسکان کوئی جواب دیتی اریب کی آواز آئی..آواز مسکان کو سنی سنی لگی مگر وہ پہچان نا پائی

"آیئے..آیئے"قمر اس انداز میں بولا گویا اس سے بڑھ کر اریب کا کوئی فرمانبردار نہیں...مسکان کی کمر اریب کی طرف تھی اس لیے وہ اُسے دیکھ نہیں پائی

"تو..تم یہاں بھی آ گئے"اریب اور قمر کا ایک دوسرے سے چھتیس کا آکڑا تھا اریب پوری یونیورسٹی میں ذہانت اور اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے جبکہ قمر لڑائی جھگڑے اور فسادات کروانے میں پہلے نمبر پر تھا

"اب جہاں تم جیسی غلاظت ہو گی وہاں کسی کو تو آنا ہی پڑے گا نا اسے صاف کرنے...اور میں تو ویسے ہی صفائی پسند ہوں"انتہائی پُرسکون انداز میں جواب دیا گیا ایک ایک قدم اُٹھتا وہ قمر اور مسکان کے درمیان میں اسطرح آ کھڑا ہوا تھا کہ مسکان اسکے پیچھے تقریباً چھپ گی اسکا ہاتھ اب بھی قمر کے ہاتھ میں تھا

"تمہیں سب کی گڈ بکس میں آنے کا شوق ہے مجھے نہیں" چہرے پر گھٹیا مسکراہٹ سجائے بولا

"اور تمہیں کمزوروں پر طاقت دیکھانے کا"وہ پہلے سر جُھکا کر طنزایہ سا مسکرایا پھر ایک جھٹکے سے مسکان کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتے ہوئے غصے سے بولا مسکان جلدی سے کلثوم کی طرف بڑھ گئ

"تم ٹھیک ہو"ان دونوں نے ایک ساتھ پوچھا تو اُس نے بس ہاں میں سر ہلایا

"ہاؤ ڈئیر یو بلڈی...."قمر اسکے اس طرح ہاتھ چھڑوانے پر غصے سے پھنکارا

"آ..ہا....یہ غلطی مت کرنا" اریب قمر کا ہاتھ ہوا میں ہی روک کر بولا

"تُجھے تو میں دیکھ لوں گا"وہ غصے سے پہلے اریب اور پھر مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پھر ایک ٹھوکر پاس پڑی کرسی کو مارتا جانے کے لیے مُڑا

"شوق...سے ویسے بھی میں ماشاءاللہ بہت پیارا ہوں"اریب کافی اونچی آواز میں بولا انداز اور آواز دونوں سے شوخی ظاہر تھی قمر اُسکی بات سن چکا تھا مگر روکا نہیں...

"وہ ٹھیک ہیں" اب وہ ان تینوں سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا اورنرم لہجے میں بولاتو کلثوم نے سر ہلایا مسکان کی اس کی طرف اب بھی پیٹھ تھی

"یہ پہلے بھی تم لوگوں کو تنگ کرتا ہے" وہ کلثوم سے مخاطب تھا

"نہیں بھیا ...." کلثوم کی آواز بھیگی ہوئی تھی

کلثوم کے بھیا کہنے پر اُسنے نگاہیں اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا.....

"اُو...یہ"اریب کو کچھ فاصلے پر کھڑا دیکھ کر بے اختیار ہی اُسکے منہ سے نکلااسنے جلدی سے مہرین کی طرف دیکھا مگر اسنے شاید سنا نہیں تھا

"بھیا آپ ٹھیک ہیں" کلثوم کی آواز سے فکرمندی اور محبت دونوں ظاہر تھیں

"ہو..ہوں" اُسنے اثبات میں سر ہلایا

"چلیں آپ کو اپنی نئ فرینڈ سے ملواتی ہوں بہت اچھی اور پیاری ہے" کلثوم شرارت بھرے لہجے میں بولی

"چلو" وہ دھیرے سے مسکر کر بولا

"مسکان..." ان دونوں کے قریب جا کر کلثوم نے اُسے پکارا تو اسکی جھکی نظریں اُٹھی....گہری سیاہ آنکھوں پر نم پلکوں کی باڑ....گُلابی رخسار جو شاہد غصے یا ڈر سے سُرخ ہو گئے تھے بالوں کی اونچی پونی بنائے دوپٹہ ایک کندھے

پر پھیلائے وہ بلاشبہ خوبصورت لگ رہی تھی مصنوعی آرائش سے پاک اسکا چہرہ انتہائی پُر کشش تھا کلثوم کے مصنوعی کھانسنے پر اُسنے نظروں کا زوایہ بدلہ....اپنی حرکت پر وہ کچھ شرمندہ سا ہو گیا

"اسلام علیکم...بھائی" مہرین چونکہ کلثوم کی کافی پُرانی دوست تھی اسلیے وہ ایک دوسرے کی فمیلیز کو جانتی تھیں

"وعلیکم اسلام....کیسی ہو مہرو" اریب جلد ہی اپنے احساسات پر قابو پا چکا تھا

"بھیا...یہ ہماری نیو فرینڈ...مسکان" مہرین کے جواب دینے کے بعد کلثوم پہلے اریب اور پھر مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ مسکان مسلسل اریب کی نظروں کے حصار سے کنفوز ہو رہی تھی

"اور...مسکان یہ میرے پیارے بھیا اریب"اب اُسنے مسکراتے ہوئے پہلے مسکان اور پھر محبت اور احترام بھری نگاہوں سے اریب کو دیکھا تو وہ بھی مسکرا دیا

"ہائے" اریب نے ہاتھ اُسکی طرف بڑھایا تو ایک لمحے کو اُسنے چونک کر اسے دیکھا اسکی مسکراتی نگاہیں اسکے اندر کے جذبات کی ترجمانی کر رہی تھیں مسکان نے بنا کچھ بولے ہاتھ ملایا

"کلثوم....کیا تمہاری فرینڈ سوری اور تھینکس جیسے الفاظ سے ناواقف ہے " مسکراتے لہجے کو مصنوعی سنجیدہ بنانے کی بھرپور کوشش کی گی وہ مخاطب کلثوم سے تھا جبکہ نظریں ہیوز مسکان کے سرخ پڑتے چہرے پر تھیں

"کیا...مطلب" کلثوم نے سوالیہ انداز میں پوچھا

"اُس دن بھی آپ بنا معافی مانگے چلی گئی تھیں آج سوری اینڈ تھینکس دونوں بول سکتی ہیں" وہ ایک بار پھر براہ راست اسے مخاطب تھا جبکہ مسکان چہرہ ضبط سے سُرخ انار کی طرح ہو گیا تھا اُسے حیرت بھی ہوئی کہ اریب کو اب تک وہ ایک اتفاقی ملاقات یاد تھی وہ وہاں صرف کلثوم کی وجہ سے روکی ہوئی تھی

"سوری کس لیے"مہرین نے حیرت سے پوچھا

"تمہاری فرینڈ نے بتایا نہیں کہ انھوں نے کسی پر کافی گرائی تھی وہ بھی گرما گرم" اریب ایک قدم اُٹھاتا اُسکے قرہب آیا مسکان نے جیسے ہی کچھ کہنے کے لیے لب کھوے اُسے قریب دیکھ دو قدم پیچھے ہٹی

"کیاااا" کلثوم اور مہرین دونوں ایک ساتھ بولی

"اُس دن تو غلطی سے ہاتھ پر گری تھی آج ہوتی تو منہ پہ پھینکتی" مسکان یہ سب ان دونوں کے سامنے نہیں بولنا چاہتی تھی اسی لیے دل ہی دل میں بولی مگر اُس کے چہرے کے ایکسپریشنز اریب کو کافی محظوظ کر رہے تھے

"و..وہ غلطی سے گری تھی"اسکی نظریں اب بھی اپنے ہاتھوں کی طرف تھیں

"کب" کلثوم متجسس سے لہجے میں بولی

" چھوڑو....کب..کیسے...کیوں کو ابھی مجھے کام ہے میں چلتا ہوں پھر ملیں گے" جب سے وہ آیا تھا اُس نے محسوس کیا کہ مسکان کمفٹیبل نہیں تھی وہ اُسے بات کرنا چاہتا تھا مگر اب اُسنے پھر کبھی پر چھوڑ دیا

"اوکے" وہ تینوں اپنی چیزیں سنبھلنے کے لیے ٹیبل کی طرف مُڑی

Be strong"آپ جتنا ڈریں گئی لوگ اور زیادہ آپکو ڈرائیں گئے....جلد ملیں گے دوبارہ...بائے" ان دونوں کو مصروف دیکھ کر وہ مسکان کے قریب آکر سرگوشیانہ انداز میں بولا اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی چلا گیا مسکان نے اس طرف دیکھا جہاں سے وہ ابھی گیا تھا

"ڈر...خوف...اِن سیکیورٹی یہ سب تو ہمیشہ اسکی ذات کا حصہ رہے تھے....کچھ غلط ہونے کا ڈر...غلط انسان پر اعتبار کرنے کا خوف..... لیکن آج تک تو اسکے پُرعتماد انداز کے پیچھے چھپے ان احساسات کو کوئی نہیں جان پایا پھر اُسے کیسے معلوم ہوا" اریب کی باتیں اسے اُلجھا گئی وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی

"مسکان...چلیں"اسے سوچوں میں گم دیکھ کر کلثوم اسے کندھے سے ہلکا سا ہلاتے ہوئے بولی تو وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے نکلی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کہاں...سے آ رہی ہو" وہ تین دن کی ننھی سی جان باہوں میں سموئے جیسے ہی اندر داخل ہوئی گرجدار آواز نے اسکا استقبال کیا

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"ہہ..ہس..پتال....سے...انھوں نے ڈسچارج کر دیا" وہ سہمی ہوئی آواز میں بولی

"اچھا بے واقف بنا لیتی ہو سب کو "یہ اُسے کچھ سال بڑی اسکی نند کی آواز تھی جو اپنی ماں کے ساتھ ہی کھڑی تھی

"جی..م..میں سمجھی..."

"کیسے سمجھو گی سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اب تمہیں کیسے سمجھ آئے گی" وہ ہمیشہ سے اُس سے نفرت کرتی تھی نفرت کی وجہ اسکا بیک گرونڈ ہوتا تب بھی سہی تھا مگر یہاں وہ اُسے اپنی شادی کی ناکامی کی وجہ سمجھتی تھی اس کی نند کی شادی کچھ عرصہ پہلے ہوئی تھی اور اپنی بد زبانی کی وجہ سے اب وہ اپنے میکے تشریف فرما تھی

"اب میں نے کیا کیا" آخر ہمت کر کے اس نے پوچھ ہی لیا مگر وہ جانتی تھی اسکے منہ سے نکلا ایک بھی لفظ اُسکی زندگی جہنم بنا دے گی

"اماں...دیکھیں تو مارانی صاحبہ کی دو دن میں زبان بھی نکل آئی ہے" گھر کے تقریباً سبھی افراد وہاں آگے تھے مگر اسکا محافظ...اسکا سرپرست کہاں ہے وہ صرف سوچ ہی سکی پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی اُسے

"تم...کل سے ہسپتال میں نہیں تھی کہاں تھی" اماں کی گرج دار آواز پر ایک لمحے کو سب حیران ہوئے

"اماں....میں ہسپتال ہی تھی ایک دن کی بچی لے کر کہاں جاؤں گی" اسکی بھیگی آواز اور لفظوں میں کپکپاہٹ تھی

"وہی.. جہاں سے تم آئی ہو...آخر فطرت اور اصل بدلتی تھوڑی نہ ہے" اسکی نند کے لفظ زہر کی طرح اسکا اندر چھلنی کر گئے

"آپا....کیسی باتیں کر رہی ہیں" درمیانی بہو سے مزید سنا نہ گیا تو وہ کافی اونچی آواز میں بولی

"تم خاموش رہو بہو" اماں نے سختی سے انھیں ڈانٹ دیا

"اماں....میں وہاں کیوں جاؤں گی....وہ بھی اپنی اس معصوم بچی کو لے کر....خدارا ایسے نہ بولیں" آنسوں رخسار بھیگورہے تھے آواز کے اب پورا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا

"بس کر دو اب یہ ڈرامے....ہم گئے تھے کل ہسپتال لیکن نرس نے بتایا کہ مارانی جی تو بچی کی پیدائش کے ایک دن بعد ہی چلی گئی" اماں کی آواز اسے دور کہیں کھائی سے آتی معلوم ہو رہی تھی

"ا..ش...اش..تے...."

"خبردار جو اب میرے بھائی کا نام بھی لیا جیتے جی مار دیا ہے تم نے انھیں" وہ اپنے مجازی خدا کو اپنا مسیح سمجھ کر پکار رہی تھی اُسے کیا معلوم تھا باہر آئے طوفان سے خطرناک اندر کا طوفان تھا جو اسکا سب کچھ ساتھ بہانے آیا تھا

"اماں...اسے کہیں یہ واپس وہی چلی جائے" مردانہ جذبوں سے عاری آواز پر سب کے ساتھ ساتھ اس کی نند بھی حیران ہوئی تھی

"سن لیا....چلو نکلو" وہ بنا ایک بھی لمحہ گنوائے اس تک آئی اور بازو سے پکڑ کر باہر لے جانے لگی

"بھائی جان....یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" بڑی بہو نے انھیں روکنا چاہ

"یہ صحیح نہیں ہے اماں....آپ کوئی کر رہی ہیں" گھر کے کسی فرد کو اتنے انتہائی قدم کی اُمید نہ تھی آئے روز اُسے کسی نا کسی بات پہ سنائی جاتی مگر آج تو اُسے بے گھر کیا جا رہا تھا جہاں اسکے مخالف اُس گھر میں موجود تھے وہی اسکے مخلص بھی اُسی گھر میں تھے آخر اُس گھر کے سوائے اسکے پاس تھا ہی کیا.....

"نہیں...بھائی صاحب.....میں اسے اُس گندگی سے نکال کر لایا....محبت دی....عزت دی....نام دیا...گھر دیا...مگر یہ پھر بھی وہاں گئی....اپنی اصل جگہ" انکے آخری الفاظ سیسے کی طرح اسکے کانوں میں پڑے

"م..میں قسم کھاتی ہوں....اپنی بچی کی میں وہاں نہیں ہسپتال میں ہی تھی" ایک آخری کوشش وہ کرنا چاہتی تھی

"جھوٹی قسمیں کھا کر کسی اور کو اب بے واقف بنانا سمجھی....چلو نکلو" انھوں نے اُسے دھکا دیا وہ لڑ کھڑائی....بچی کو اور مضبوطی سے تھاما

"بھابھی....دونوں بہوئیں اسکی طرف بڑھی"

"خبردار...اگر کوئی اس داغدار اور بدکردار لڑکی کی طرف بڑھا" اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اماں کی آواز ان کے قدموں کی زنجیر بن گئ.....اماں کے الفاظ اسکے لیے قاتل ثابت ہوئے....وہ بے یقینی کے سے انداز میں اپنے سر کے تاج کی طرف بڑھی جو اُسے محبت کا داوے دار تھا اسکے پہنچنے سے قبل ہی وہ مُڑا اور دو دو سڑ ھیاں پھلانگتا منظر سے غائب ہو گیا سوائے ایک چہرے کے سب کے چہرے مرجھا گئے اماں بے تاثر سا چہرہ لیے کھڑی تھی جبکہ ان سے تھوڑا آگے کھڑی انکی بیٹی کے چہرے پر ایک فاتح سی مسکراہٹ تھی جو اُسکے علاوہ کسی نے نہیں دیکھی تھی

"چلو....نکلو..." وہ اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالتے ہوئے اونچی آواز میں بولی

"آپا....اتنی رات اور اس موسم میں وہ کہاں جائے گی پلیز" درمیانی بہو نے پھر سے انھیں روکنے کی کوشش کی

"ایسی لڑکیوں کے پاس بہت ٹھکانے ہوتے ہیں کیوں بھاابھیبی" وہ کافی معنی خیز انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولی اور جھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مام....مام..." وہ رعنایہ بیگم کو پکارتے ہوے کچن میں داخل ہوا

"چچی جان....موم..کہاں ہیں" آمنہ کو وہاں دیکھ کر اسکا اچھا خاصہ موڈ بگڑا تھا مگر اُسے اگنور کر کے اُس نے عظمت بیگم سے پوچھا

"بڑی اماں کے کمرے میں ہیں بھابھی....کیوں کوئی کام تھا"سبزیاں کاٹتے ہوئےوہ مُڑی اور اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی حویلی کے سبھی بچے سب کو یکسا عزیز تھے سوائے آمنہ کے اُسکی عادات اور ایکٹیویٹیز باقی سب سے الگ ہی ہوتی

" نہیں...کچھ خاص" وہ پانی نکالتے ہوئے بولا

"AK....کافی پیو گے" آمنہ اپنے لیے کافی بناتے ہوے بولی

"نو...اگر پینی ہو گی تو کئی اور لوگ موجود ہیں بنوا لوں گا" کافی سخت لہجے میں بول کر وہ روکا نہیں

"ایڈیٹ...ایک بار شادی ہو جانے دو ساری اکڑ بھول جائے گا" اسکے جانے بعد وہ من ہی من میں بول رہی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بار پھر سے کوشش کرنا چاہتا ہوں" آج کافی دنوں بعد دلاور صاحب اپنی بیوی کے ساتھ انکی طرف آئے تھے اور اب مسکان کے مستقبل کے لیے کافی پریشان تھےہمیشہ کی طرح آج بھی وہ سفیہ بیگم کو پہل کرنے کے لیے قائل کر رہے تھے

"کیا فائدہ بھائی....جب انھیں خود پرواہ نہیں....انھیں تو اب یاد بھی نہیں ہو گا کہ انکی کوئی بیٹی بھی تھی" سفیہ بیگم کے لہجے میں گزرے تلخ لمحوں کا رنج تھا

"بھابھی...دلاور صحیح کہہ رہے ہیں اب اُسے باپ کے سائے کی ضرورت ہے" بیگم دلاور نے انھیں قائل کرنے کی کوشش کی

"آنٹی...انکل....مجھے یا مما کو کسی کی ضرورت نہیں...آپ سب ہو تو ہمارے پاس...ہمیشہ...ہےنا" وہ بیگم دلاور کی بات سن چکی تھی باپ کے ذکر پر ہی اسکا موڈ بگڑ جاتا اور وہ انکے سامنے سخت نہیں ہونا چاہتی تھی اسی لیے کافی ضبط کی وجہ سے آنکھیں بھر آئیں مگر وہ عادی ہوچکی تھی آنسو پی جانے کی مضبوط بننے کا دکھاوا کرنے کی

لیکن حقیقت تو وہ جانتی تھی کہ وہ کتنا ڈر جاتی ہے جب کوئی اُسکے باپ کے بارے میں پوچھتا ہے وہ کتنا ٹوٹ جاتی ہے جب اپنی ماں کو ایک ایسے شخص کے لیے رات رات بھر روتے دیکھتی ہے جو اُسے محبت کے داوئے کرتا تھا جس نے اُسکی ماں کو ایک جہنم سے نکال کر دوسری جہنم میں اکیلا جلنے کے لیے چھوڑ دیا اور پلٹ کر پوچھا بھی نہیں....کیسے وہ آج یہ مان لے کہ وہ انسان اُسکی حفاظت کرے گا اسے ظالم معاشرے سے بچائے گا ہر ایک کے سوال کا جواب دے گا....اسکی مما کے کردار کی گواہی دے جو پچھلے بیس سال سے داغ دار ہو رہا تھا لوگوں کے طعنوں سے.....جو بیس سال سے ناکردہ گناہ کی سزا کاٹ رہی تھی.....کیا کبھی وہ اُس انسان کو معاف کر پائے گی....نہیں...دل اور دماغ دونوں اس بات پر متفق تھے.....وہ ایک بار پھر منظر پر ہوتے ہوئے بھی منظر سے غائب تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مام...آپ نے بات کی...بڑی اماں سے" وہ رعنایہ بیگم کے کمرے میں انکی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا

"کیا بات" وہ ہیتھلی پر تھوڑا سا تیل ڈالتے ہوئے بولی اسکے بال کافی گھنے تھے رعنایہ بیگم ہفتے یا مہینے بعد اسکے سر میں تیل لگا کر مالش کرتی جس سے وہ بے حد چڑتا

"ما..م....مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا....آپ کیا تیل ساتھ لے کے گھومتی ہیں" وہ اب بھی چڑ چڑے انداز میں بولا

" رات کو تمہارے ڈیڈ کے سر میں لگایا تو ادھر ہی رکھا تھا وہ بھی ایسے ہی ضدی ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

"اوو...مالش اینڈ آل....ہیں.....ویسے مام...جب سے ڈیڈ نے بتایا ہے کہ وہ ایک ہفتے کے لیے امریکہ جا رہے ہیں آپ کافی مُرجھا سی گئ ہیں..نہی" وہ شرارتی انداز میں انھیں چھیڑ رہا تھا

"AKکچھ شرم کرو ماں سے بات کر رہے ہو" وہ اُسے مصنوعی سا ڈانٹتے ہوئے بولی

"موہیں اسی لیے تو آپکے دل کا حال معلوم ہے کسی اور کے دل میں کیا ہے مجھے تھوڑا ہی پتا ہو گا" اپنی بات کے اختتام پر ایک خوبصورت سراپا اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا گہری سیاہ آنکھیں اسکی کمزوری بنتی جا رہی تھیں

"کہاں کھو گئے ہو؟ کچھ کہہ رہے تھے آپ کیا پوچھنا تھا بڑی اماں سے" اُسے خیالوں میں گم ہوتا دیکھ وہ بولی

"پوچھنا نہیں بتانا تھا" وہ بیٹھتے ہوئے بولا

"کیا بتانا تھا" وہ تیل ایک طرف دراز میں رکھتے ہوئے بولی

"یہی کہ میں آمنہ سے شادی نہیں کروں گا" وہ دوٹوک الفاظ میں بولا

"کیا کوئی خاص وجہ ہے شادی نہ کرنے کی" وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اُسکی شادی آمنہ سے ہو مگر ناجانے کیوں انھیں لگا کہ شاہد اریب کے انکار کی وجہ صرف آمنہ سے ناپسندیدگی نہیں بلکہ کسی اور سے پسندیدگی ہے

"مام کیا یہ اہم نہیں کہ وہ مجھے آپکوڈیڈ کو کسی کو بھی پسند نہیں" وہ سنجیدہ انداز میں بول رہا تھا ابھی وہ مسکان کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا کیونکہ اسکے لیے اپنے جذبات ابھی وہ خود بھی نہیں سمجھا تھا مگر کچھ تو خاص تھا صرف وہ اتفاقی ملاقاتوں سے ہی وہ اسکے عصاب پر سوار ہو گی تھی

"ہوں۔۔ٹھیک ہے میں بات کرو گی ان سے" وہ پیار سے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تو اسنے آگے ہو کر انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور کمرے سے چلا گیا رعنایہ بیگم دل ہی دل میں اُسکی دائمی خوشیوں کی دعا مانگ کر مسکرائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تین دن کی بچی ایک کمبل میں لپیٹے وہ بائیس سالہ لڑکی سنسان سڑک پر سُست قدموں سے چل رہی تھی تیز بارش اب روک چکی تھی مگر ہوائیں اب بھی چل رہی تھیں وہ خود مکمل طور پر بھیگ چکی تھی اُس وقت کسی گاڑی کے ملنے کا کوئی چانس نہیں تھا اُسکے قدم خود باخود ہی اک روپوش محلے کی جانب بڑھ رہے تھے کشادہ گلی

کے اندر جانے سے پہلے وہ روکی۔ایک نظر بھیگے کمبل میں بے سُدھ پڑی جان پر ڈالی یہاں سے وہ قسم کھا کر گی تھی کہ مُڑ کر کبھی نہیں آئے گی مگر قسمت اور وقت دونوں نے اُسے پھر سے اسی بد نامِ زمانہ جگہ پر لا کھڑا کیا تھارات کا دوسرا پہر تھا کشادہ گلی رنگ بھرنگی روشنیوں سے جگمگا رہی تھی گلی کی چہل پہل اور رونق وہاں کی رنگیں مزاجی کا ثبوت تھی اُس نے قدم اندر کی جانب بڑھا ہی تھا کے لڑکھڑائی مگر اسے پہلے کے وہ گرتی کسی نے اُسے تھام لیا تھا

"گُ...گُڑیا...." نرم نارک سی آواز پر اُسنے بچانے والے کو دیکھا وہ اسی کے جتنی لڑکی تھی تمام سنگار کیے وہ خوبصورت لگ رہی تھی

"بانو...."آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا

"گڑیا...تم یہاں...تم یہاں کیوں آئی ہو"بانو اُسے ایک دیوار کی اڑ میں لے گی جہاں گلی کی رونق اور روشنی دونوں نہیں تھیں

"و...وہ....وہ جیت گئی بانو"وہ ایک کوٹھا تھا جہاں سے وہ اس کوٹھے کی مالک چاندنی بیگم سے چھپ کر ایک دن بھاگ گی تھی اور پھر شادی کر لی بانو اسکی بہت اچھی دوست,ہمدرد اور ہم راز تھی

"کون...کون جیت گی" اسکی بنا سر پیر کی بات پر اسنے پوچھا

"اسکی بہن...وہ مجھے نکالنا چاہتی تھی اور دیکھو...وہ کامیاب ہو گی" اسنے نظر اُٹھا کر بانو کی طرف دیکھا اسکی آنکھوں کی سُرخی بکھرے بال بھیگا بدن اسکی اُجڑی حالت بیان کر رہا تھا

"اچھا چلو....یہاں آؤ....بیٹھو" وہ اسے ایک طرف سیڑھی پر بیٹھتے ہوئے بولی ساتھ ہی اسکے ہاتھ سے بچی کو لے کا کمبل اُتارا وہ اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہوئی کہاں وہ جسے وہ جانتی تھی خوبصورتی کا پیکر ہر لحاظ سے مکمل لڑکی اور کہا یہ جسے دیکھ کر وہ ایک نظر میں تو اسے پہچان ہی نہ پائی

"بیٹی ہے" بانو کو اپنی طرف دیکھتا پا کر بولی

"تمہاری بیٹی ہے" وہ ننھی سی جان پر جُھکتے ہوئے بولی

"ہ..ہوں" وہ پھیکا سا مسکرائی

"ارے...اسے تو بخار ہے " وہ بچی کے ننھے ماتھے اور گردن کو چُھوتے ہوئے بولی

"اُسنے اپنی بیٹی کو دیکھا بھی نہیں" آواز میں کرب ہی کرب تھا اسے لگا اسکا دل پھٹ جائے گا وہ ٹوٹ چکی تھی اسکی بےوفائی نے اُسے مار دیا

"گُڑیا.... سنبھلو خود کو اپنی بیٹی کے لیے...پلیز" بانو اُسے تسلی کے سوا اور کچھ دے بھی تو نہیں سکتی تھی

"وہ بھی سب کی طرح نکلا...تم صحیح تھی...وہ بےوفا تھاتب بھی اور اب بھی" وہ کسی اَن دیکھے نقطے پر نگاہیں جمائے بول رہی تھی

"تم اسے پکڑو....میں کوئی اور چادر لے کر آتی ہوں " بانو کسی طور بھی اُسے اس فیز سے نکالنا چاہتی تھی وہ اپنی دوست کو ٹوٹتا نہیں دیکھ سکتی تھی بچی اُسے پکڑا کر وہ اُسی روشن گلی کی طرف چلی گی

"اسے اس میں لپیٹو " تقریباً پانچ منٹ بعد وہ ایک چادر اور کچھ اور سامان کے ساتھ لوٹی...چادر اسکی طرف بڑھتے ہوئے بولی

"چلو" وہ اُٹھتے ہوے بولی

"کہاں"

" پہلے اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے کا جاتے ہیں پھر تمہارے رہنے کی جگہ کا بندوبست کریں گے" بانو اُسے سمجھتے ہوئے خود کھڑی ہو گی تھی

"میں...یہاں ہی رہ لوں گی...آخر میرا اصل تو یہ ہی ہے نا" آنسوں پھر سے بہنے کو تیار تھے

"بےواقف ہو کیا...چاندنی بیگم اب تم سے سخت نفرت کرتی ہے وہ تمہارا جینا حرام کر دے گی" وہ چاندنی بیگم کی سب سے اچھی لڑکی تھی اسے انھوں نے ہی پالا اور پڑھایا تھا مگر جب چاندنی بیگم نے اُسے کوٹھے کے لیے

کام کا کہا اُس نے وہ کام کرنے سے انکار کر دیا تُو چاندنی نے اُسے کمرے میں بند کر دیا کافی مشکلات کے بعد وہ ایک رات بانو کی مدد سے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی

"تو تم بتاو کہاں جاؤں....اسے لے کر لوگ کل کو پوچھیں گے تو ان کو کیا جواب دوں گی" وہ کافی سخت لہجے میں بول رہی تھی رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہو گی تھی

"بھائی کے پاس...." بانو کچھ سوچتے ہوے بولی

"بھاااائی....کون؟"اُسنے سوالیہ نظروں سے بانو کی طرف دیکھا

"ابھی چلو یہاں سے....چاندنی بیگم مصروف ہے اور مجھے ان کے مہمانوں کے جانے سے پہلے واپس بھی آنا ہے...چلوجلدی" وہ اسکے پاس سے بچی کو لیتے ہوئے بولی اسے لے کر وہ کچھ گلیوں سے ہوتے ہوئے سڑک پر آ گئی تھیں دونوں کے قدم تیزی سے منزل کی جانب بڑھ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تیری حرکتیں مجھے کافی مشکوک لگ رہی ہیں" اسد کو مسلسل فون میں گھسا مسکراتا دیکھ کر اریب بولا وہ چاروں اس وقت حیدر کرے اپائمنٹ میں موجود تھے

"بیٹا حرکتیں تو تیری مشکوک ہیں آج کل۔۔۔کدھر بزی رہتا ہے نہ اتا نا پتا نا خیر نا خبر" حیدر جو حارث کے ساتھ کسی فائل پر ڈسکیشن کررہا تھا اریب کی بات سن کر بولا کیونکہ اریب پیچھلے کچھ دنوں میں ان سے کم ہی ملا تھا ایک وجہ مسکان تھی جس کی انفارمیشن اکھٹی کرنے میں وہ بزی تھا اور دوسرا بڑی اماں کے شادی کے اصرار نے بھی اُسے کافی ڈسٹرب کیا ہوا تھا

"کیوں میں نے کیا کیا ہے" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

"یوں ہی بیٹھے بیٹھے کسی اور ہی جہاں میں پہنچ جانا، اچانک سے غائب ہو جانا کیا یہ مشکوک نہیں" حارث نے اُسکی حالت پر چوٹ کی اور جب وہ انھیں ضروری کام کا کہہ کر ناجانے کہا چلا جاتا

"تُو تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے میں نے انڈر ولڈ کے کسی ڈون سے ہاتھ ملا لیا ہو" وہ حارث کی بات ہوا میں اُڑاتے ہوئے بولا اور خود کھڑکی میں جا کھڑا ہوا جہاں سے نیچے سڑک دیکھائی دے رہی تھی شام کا وقت تھا اسی وجہ سے سڑک پر ٹریفک بھی معمول سے بڑھ گئی تھی

تیرا بھروسہ بھی نہیں ہے" حارث نے بھی فوراً ہی جواب دیا

"ہاں۔۔۔جیسے مجھے تو پتاہی نہیں نا کہ تُو نے میرے پیچھے اپنے جاسوس چھوڑے ہوتے ہیں" حارث اُسکی ہر بات کی خبر رکھتا تھا اس بات سے اریب اچھی طرح واقف تھا

"ہاں نا۔۔۔وہ اسی لیے کہ اسے تجھ پہ بھروسہ نہیں" اسد بھی اپنی ٹانگ اڑانی ضروری سمجھی

"بیٹا بھروسہ تو تیرا بھی نہیں۔۔۔بھابھی کو بتانا پرے گا" اسد کی بات کا جواب حیدر کی طرف سے آیا تھا اسد کی شادی کچھ عرصہ قبل ہی اپنی کلاس فیلو سارہ سے ہوئی تھی

"کیوں۔۔۔۔میں نے کیا کر دیا ہے" وہ بے چارگی سے بولا تو ان دونوں نے اُسکی شکل دیکھ کر مسکراہٹ اپنے لبوں پر ہی روکی جبکہ اریب اب بھی کھڑکی کے پاس کی رخ مُڑے کھڑا تھا

"پیار۔۔۔۔بیٹا یہ جو تجھے ہر ہفتے پیار کا بخار چڑھتا ہے نا اُسکا علم بھابھی کو ہونا چاہیے" حیدر نے ہی اب بھی جواب دیا تھا جبکہ حارث ان کی باتوں پر مسکرا رہا تھا اور اریب ہمیشہ کی طرح وہاں موجود ہو کر بھی وہاں نہیں تھا

"استغفراللہ۔۔۔"حیدر کی بات پر بے ساختہ ہی اُسکے منہ سے نکلا جس پر حارث اور حیدر کا قہقہ لاونج میں گونجا انکے قہقے پر اریب واپس مڑا

" یار حیدر یہ پھر ٹھنڈی ہو گئی ہے گرم کر کر لا دے" اریب نے معصومانہ سا منہ بنا کر چائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیدر سے کہا

"وٹ۔۔۔اریب یہ تیسری بار ہے حارث صحیح کہہ رہا تھا تیری حرکتیں واقع ہی مشکوک ہو رہی ہیں" حیدر نے چائے کے کپ کو دیکھتے ہوئے کہا جو وہ پہلے ہی دوبار گرم کرکے دے چکا تھا لیکن اب بھی چائے ایسے ہی پڑی ٹھنڈی ہو چکی تھی

"ارے۔۔۔چائے ٹھنڈی ہوگئی تو اس میں مشکوک حرکت کیا ہوگئی " وہ جو کچھ دیر قبل سمجھا تھا کہ توپوں کا رخ اس سے بدل گیا ہے انھیں پھر سے اپنی طرف مُڑتا دیکھ بولا

"وہی تو۔۔۔تُو تو سب سے پہلے گرما گرم چائے پی لیتا تھا اور اب تیسری بار وہ گرم کر رہا ہے" اسد نے اُسے یاد دلایا

"یار یہ ٹمپریچر ہی اایسا ہوگیا ہے چائے ٹھنڈی جلدی ہوگئی اس میں میرا کیا قصور" جب اُسے کوئی بات نہ بنی تو سارا قصور ٹمپریچر پر ڈال دیا جس پر ان تینوں نے حیران کن نظروں سے اُسکی طرف دیکھا

"اوۓ۔ہاں۔۔۔سنا تُو نے حیدر ٹمپریچر ایسا ہوگیا ہے" حارث نے حیدر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو چائے گرم کرنے جا چکا تھا

" ہاں ہمیں پتا ہی نہیں چلا کب حیدر آباد نے اپنا ٹمپریچر انٹارٹیٹکا سے ریپلیس کیا" حیدر نے بھی وہی سے ہانک لگائی تو وہ چھنپ سا گیا ان کی بات سن کر کیونکہ حیدرآباد کا موسم تو سردیوں میں بھی اتنا سرد نہیں ہوتا تھا اور پھر ابھی تو گرمیاں چل رہی تھیں

"افففف۔۔۔یار میرے کہنے کا مطلب وہ نہیں تھا"

"ہمیں معلوم ہے تیرے کہنے کا کیا مطلب ہے۔۔۔اب یہ پکڑ اور مہربانی فرما کر پی لے اسے۔۔۔مجھے تو تم لوگوں نے باورچی ہی بنا لیا ہے"وہ چائے کا کپ اریب کو پکڑتے ہوئے بولا آخری بات میں اُسکا اشارہ مسلسل کچن میں کام کرنے کی طرف تھا جہاں آج اُسے کچھ زیادہ ہی کام کروایا گیا تھا اُسکی بات پر ان تینوں کا فلک شگاف قہقہ گونجا کس پر وہ منہ بنا کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما...." وہ سفیہ بیگم کے ساتھ لان میں بیٹھی تھی پہلا سمسٹر ختم ہوگیا تھا اور کچھ دن تھے پھر سے کلاسیس شروع ہونے میں اس لیے وہ گھر ہی ہوتی تھی

"جی...."وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے بولی

"مما...دلاور انکل آپ کے سگے بھائی نہیں ہیں آپ اکلوتی تھیں اور نانا...نانی کی بھی ڈیتھ تب ہوگئ جب آپ چھوٹی تھیں...پھر آپ ان سے کیسے ملی" وہ کچھ سوچتے ہوئے بول رہی تھی

"ک..کی..کیوں...آج اچانک یہ سوال کیوں" وہ کچھ گڑ بڑا سی گئی پھر فوراً سے سنبھلی مگر مسکان جیسی حساس لڑکی سے انکی گھبراہٹ کیسے چھپی رہتی

"بس...ایسے ہی کوئی خاص بات تو نہیں تھی" وہ انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے بولی

" دلاور بھائی ایک جاننے والی میری بہت اچھی دوست کے بھائی ہیں اُسی کے تُھیرو ملی تھی کچھ عرصہ پہلے اسکی ڈیتھ ہوئی جب آپ دوبئ گئی تھیں" اس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں تھا مگر یہ مکمل سچ بھی نہیں تھا

"مما....کیا انھیں ہم یاد ہوں گے" آج کل وہ مکمل فری تھی اسی لیے منفی سوچیں اُس پر حاوی تھیں

"کس کو بچے..." انھوں نے نا سمجھی سے پوچھا

"آپ کے سُو کالڈ ہزبینڈ کو" آنکھیں غصہ ضبط کرنے سے لال ہوگئیں تھی مما اسکی اپنے بابا کے لیے نفرت سے خوفزدہ تھیں

" مسکان وہ آپکے بابا ہیں" وہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ اپنے باپ سے نفرت کرے

"جی...کاغذات کی حد تک" مما حیران تھیں اسکے رویے سے اس سے پہلے وہ کبھی اتنی روڈ نہیں ہوئی تھی

"بچے کیا کچھ ہوا ہے" وہ فکر مندی سے بولی

"کیا وہ کچھ ہونے کا انتظار کر رہے ہیں" اُسکی آواز بھیگی ہوئی تھی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی

" نہیں...آپ ایسے کیوں سوچتی ہیں" وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی

"تو کیسا سوچوں مما" وہ تنگ آ گی تھی اپنی بے نام سی زندگی سے

" اچھا..اچھا ...positive"وہ دھیرے سے مسکرائی تھی اسکا دھیان بٹانے کے لیے بولی تھیں

"مما...جب کوئی زندہ ہوتے ہوئے بھی آپکے لیے مر جائے آپ کو ایک گالی بنا دے تو آپ جتنا مرضی اچھا سوچیں اُس انسان کے لیے نفرت ہی رہتی ہے دل میں" وہ جذبو ں سے عاری لہجے میں بولی اُسنے آنکھیں زور سے بند کر لی تھیں جیسے حقیقت سے فرار چاہتی ہو

" کبھی کبھی چیزیں اور حالات انسان کے بس سے باہر ہو جاتے ہیں ہم چاہ کر بھی وہ نہیں کر پاتے جو ہم کرنا چاہتے ہوں" سفیہ بیگم کی آواز ہی اسکے ہر درد ہر زخم کا مرہم تھی

"کیا بیس سالوں سے انکے حالات انکی قسمت انکے مسائل ٹھیک نہیں ہوئے...." اسکی آواز میں کرب تھا تشنگی تھی خلاء تھی

"مما...آپ کے مطابق میں پانچ سال کی تھی جب آپ کراچی شفٹ ہوئی جب آپ کے شوہر اپنی بے ححد فمیلی پروبلمز کی وجہ سے الگ ہوئے....لیکن مجھے کچھ بھی یاد کیوں نہیں ان کے بارے میں۔۔۔"وہ اک لمحے کے لیے روکی سفیہ بیگم کی طرف دیکھا انکا چہرہ جُھکا ہوا تھا اسنے انکے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کی تھی وہ بچپن سے ہی غیر معمولی طور پر باقی ب بچوں سے زیادہ حساس اور ذہین تھی ایک بار بھی اگر کسی کو اتفاقی طور پر بھ دیکھ لیتی پھر کبھی نہیں بھولتی۔

"آئی مین مما...مجھے بچپن کی بہت سی باتیں یاد ہیں مگروہ نہیں...اچھا ہی ہے" آخری الفاظ اسنے قدرے آہستہ بولے تھے کہ مما نہ سن لیں

"مسکان بچے ...جو آپ کی قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے نا وہ ہو کر ہی رہتا ہے اور میری قسمت میں یہ سب لکھ دیا گیا تھا" ناجانے وہ اُسکی کس بات کا جواب دے رہی تھیں یا شاہد انھوں نے اسکی بات سنی ہی نہیں تھی

"مما کہتے ہیں کہ بیٹی کی قسمت اکثر ماں جیسی ہوتی ہے تو اگر میرے۔۔۔۔۔"

"اللہ نہ کرے بچے کہ جو مجھے سہنا پڑا اسکا کچھ بھی اثر آپ پر پڑے" وہ اسکی بات کاٹ کر بے چینی سے بولی

"اچھا چھوڑو ان سب باتوں کو... چلو اُٹھو جلدی اندر چلیں میں چائے بناتی ہوں اپنی پیاری سی بیٹی کے لیے"وہ محبت سے اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولی تو وہ مسکر کر انکے ساتھ چل دی وہ جانتی تھی کہ وہ یہ سب بس اُسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کر رہی ہیں وہی تو اسکی دنیا تھیں اسکا سب کچھ ماں.. باپ ،دوست، سب کچھ۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں" عظمت بیگم کمرے میں داخل ہوئی تو روحیل صاحب کو کسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بولی

"ہو.....ہاں وہ اگلے ہفتے تک اشتیاق بھی آجاے گا....آٹھ سال بعد....ناجانے اب بڑی اماں نے کیا سوچا ہے" انھوں نے ٹھہر ٹھہر بات مکمل کی

"وہ بھی انکی اولاد ہے یقیناً اچھا ہی سوچا ہو گا" وہ انکی پریشانی دور کرنا چاہتی تھیں

"کاش کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تو شاید۔۔"انکی آواز کی تشنگی سے انکے درد کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا

" سب ٹھیک ہو جائے گا آپ فکر نہ کریں" وہ انھیں تسلی دیتے ہوئے بیڈ کی دوسری طرف آ بیٹھی تھیں

"بڑی اماں نے پھر کوئی بات کی آمنہ اور اریب کی شادی کو لے کر" وہ موضوع بدلنے کی غرض سے بولے

"نہیں رضا بھائی آ جائیں گے جب پھر شاید ایک ہی بار شادی طے کر دیں" وہ اندازتاً بولی

"ہو...بھائی صاحب بھی اگلے ہفتے ہی آئیں گے اشتیاق کے ساتھ" وہ تکیہ سیدھا کر کے لیٹ گے تو عظمت بیگم بھی دوسری طرف سے لیمپ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اس گروپ کا کیا کوئی اور کام نہیں" آج انکی فرسٹ کلاس نہیں ہوئی تو وہ تینوں گرونڈ کی طرف آ گئیں وہاں موجود کچھ لڑکیاں کو تیار ہوتا دیکھ مہرین بولی

"یہ تو ایسے تیار ہو کر آتی ہیں گویا فیشن شو میں آئیں ہوں" اب کلثوم نے رائے دی تھی

"لگتا ہے یہ لیڈر ہے" ان پانچ لڑکیوں کے گروپ میں اب ایک تصویر کے لیے پوز بنائے کھڑی تھی

"او۔۔۔یہ" مسکان کی بات پر کلثوم بولی

"تم جانتی ہو اسے" ان دونوں نے ہی کلثوم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اب وہ تینوں ایک درخت کے نیچے بیٹھ چکی تھیں

"ہاں۔۔زویا نام ہے اسکا.....ہماری حویلی سے آگے ہی انکی بھی کوٹھی ہے ایک دو بار ہمارےہاں بھی آئی تھی" کلثوم اب انھیں تفصیل بتا رہی تھی

" اُو...ہائے کلثوم" کلثوم کی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ وہ لڑکی انکی طرف ہاتھ لہراتے ہوئے بولی اور پھر انکے قریب ہی چلی آئی

"اسلام علیکم" کلثوم کے بعد ان دونوں نے بھی اس سے ہاتھ ملایا تھا

"کیسی ہو....ویسے آئی رائیلی ڈئڈنٹ نو کی تم بھی اسی یونی میں ہو ورنہ ہیلپ کر دیتی" وہ کافی سٹائل سے کھڑی ایسے بول رہی تھی گویا یونی اُسکے چچا کی ہو۔

"نو اٹس اوکے" اسے مصلحتاً بولنا پڑا

" بائے دا وے....ہوز اریب" بلاوجہ ہی اریب کا نام لیتے ہوئے اُس نے مسکان کی طرف دیکھا تھا جو اس سب سے بے خبر نوٹس پر جھکی کسی لڑکی کو کچھ سمجھا رہی تھی جو انکی باتوں کے درمیان ہی اسے ہیلپ لینے آئی تھی

" ہیز گُڈ...."وہ مسکراتے ہوئے بولی

"کافی ٹائم سے دیکھا نہیں اُسے" وہ نظریں ادھر اُدھر گھومتے ہوئے بولی

"انکا کورس کمپلیٹ ہو گیا ہے تو اب کیا کریں گے آکر" وہ بھی اُسی کے انداز میں بولی

" اوکے دین۔۔بائے سی یو اگین" وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی

"بائے" کلثوم کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ پاس کھڑے انسان کو بھی سُنائی نہ دے

"یہ کیوں AK بھائی میں اتنا انٹرسٹ لے رہی تھی" زویا کے جانے کے بعد مہرین بولی

"بس میرے بھیا ہیں ہی اتنے اچھے..سویٹ گُڈ لوکنگ...ہینڈسم۔۔۔"

"بس..بس...بھائی نامہ بند کرو اور چلو کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے" مسکان اُسے ٹوکتے ہوئے بولی

" ایک یہ بے مُروت ہے جس نے انھیں تھینک یو بھی نہیں بولا" اب وہ مصنوعی ناراضگی دیکھتے ہوئے مسکان کی طرف دیکھ رہی تھی

" کسے" مسکان نے نا سمجھی سے پوچھا

"جنہوں نے اُس دن ہماری ہیلپ کی تھی" جواب کلثوم کی بجائے مہرین نے دیا تھا

" اُو۔۔۔تو کوئی بات نہیں تم بول دینا " وہ مسکرا کر بولی جبکہ کلثوم منہ لٹکائے چل رہی تھی

" چلو اگلی بار ملو گی تو بول دینا...اوکے" کلثوم مسکراہٹ چھپائے بولی تو مسکان نے بس سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا مہرین بھی دھیرے سے مسکرائی تھی وہ تینوں کلاس میں پہنچ چکی تھی اسی لیے مسکان کچھ نہیں بولی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اشتیاق کے آنے کے بعد اریب کی منگنی کردیں گے " سب بڑی اماں کے کمرے میں جمع تھے

"لیکن اماں ابھی تو اُسکی پڑھائی مکمل ہوئی ہے ابھی اتنی جلدی اُس پر ذمہ داریاں ڈالنا صحیح نہیں ہو گا" رضا صاحب اور اشتیاق کے علاوہ سب موجود تھے

"بھائی جان یہ ہی عمر ہوتی ہے شادی کی پھر کب کرے گا جب بوڑھا ہو جائے گا" رافعیہ بیگم کو روحیل صاحب کی مداخلت قطعی پسند نہ آئی

"رافعیہ پہلے بھی ایک فصیلہ جلد بازی میں لیا گیا تھا اُسکے انجام سے ہم سب ہی واقف ہیں" وہ الفاظ دُبا دُبا کر بولے لہجا سخت مگر آہستہ تھا شایدوجہ بڑی اماں کی موجودگی تھی۔

" وہ فصیلہ بڑی اماں کا یا میرا نہیں بلکہ اشتیاق کا اپنا تھا اسی لیے غلط تھا" رافعیہ بیگم بھی انہی کے انداز میں بولی مگر انکی آواز قدرے اُونچی تھی

"فصیلہ اُسکا تھا اُسے غلط آپ لوگوں نے بنایا" آج شاید وہ تمام حساب برابر کر دینا چاہتے تھے

" بھائی جان پلیز۔۔۔آپ کیوں بحث کر رہے ہیں وہ فصیلہ جس کا بھی تھا صحیح یا غلط وقت کبھی نا کبھی یہ بھی ثابت کر دے گا" رعنایہ بیگم بحث کو بڑھتا دیکھ کر بولی

"بس کر دو آپ سب۔۔۔ہم نے اس بارے میں بات کرنے سے منع کیا تھا آپ سب کو" بڑی اماں غصہ ضبط کر تے ہوئے بولی

"اشتیاق آجائے تو اریب اور آمنہ کی منگنی کر دیں گے۔۔۔یہ ہمارا فصیلہ ہے اب آپ لوگ جا سکتے ہیں" اپنی بات مکمل کر کے وہ وشروم کی طرف چلی گئیں جبکہ باقی سب ایک ایک کر کے اپنے کمروں میں چلے گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" ارے..آپ یہاں" وہ مما کے ساتھ شوپنگ کے لیے آئی تھی مانوس سی آواز پر اس نے مُڑ کر دیکھا

"کیوں....کیامال کے باہر لکھا تھا کہ مسکان فاطمہ کا اندر آنا منع ہے" وہ اریب کو پہچان چکی تھی مما ایک شاپ سے اپنی کچھ چیزیں خریدنے گئیں تھیں اسلیے وہ وہاں اکیلی ہی تھی۔

"آئی مین کچھ خاص شوپنگ کرنی تھی یا روزمرہ کی" وہ عادتاً پہلے سر ہلکاسا جُھکا کر مسکرایا پھر بولا بلیو شرٹ اور اُسکی کی ہم رنگ پینٹ پہنے بازو کہنیوں تک چڑھائے وہ ہمیشہ کی طرح مقابل کے دل میں گھر کر لینے کی حد تک اچھا لگ رہا تھا

"آئی تھینک میں آپکی فرینڈز لسٹ میں نہیں آتی کہ آپ ایسے سوال پوچھیں" اُسے اریب کا اس قدر بے تکلیف ہونا پسند نہیں آیا۔

" ہہوں۔۔۔یو آر رائٹ....لیکن جب تک بات نہیں کریں گے تو فرینڈ شپ کیسے ہو گی" وہ اسکے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بولا تو وہ رکی ایک نظر اُسے دیکھا نظروں کا ٹکراؤ اسے جان لیوا لگاتو اُسنے فوراً نظروں کا زاویہ بدلااُسکی اس حرکت پر وہ پھر سے مسکرایا

" مما۔۔۔کی شوپنگ کمپلیٹ ہو گئی ہو گی مجھے جانا چاہیے" وہ جانے کے لیے مُڑی تھی کہ بامشکل خود کو اپنے پیچھے کھڑے اریب سے ٹکرانے سے بچا پائی

"اور نہیں تو اپنا تعارف ہی کروا دیں" وہ اُسکے ساتھ چلتے ہوئے بولا

"مجھے نہیں لگتا اس کی ضرورت ہے" وہ اسکے سامنے کھڑا تھا اس لیے وہ جا نہیں سکتی تھی

"چلیں...میں شروع کر لیتا ہوں" وہ اسکی بات اَن سنی کرتا شوخ لہجے میں بولا مسکان کو اسکے رویے یا انداز سے وہ خوف...وہ ڈر محسوس نہیں ہو رہا تھا جو اُسے قمر کے لہجے سے لگتا

" آپکی تعریف" اسے خاموش پا کر وہ پھر سے اپنے شوخ انداز میں بولا

"مجھے اپنے منہ میاں میٹھو بننے کا شوق نہیں" نا جانے کیوں وہ اُسے کوئی سخت جواب نہ دے پائی

"چلیں اپنی نہیں تو میری ہی کر دیں۔۔۔"ازلی لاپروائی سے کہا گیا مسکان نے بس سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا

"کیا" بے اختیار ہی اُسکے منہ سے نکلا

"تعریف....اب میں اتنا برا بھی نہیں کہ قابلِ تعریف نہ ہوں" مسکراتے ہوئےجواب حاضر تھا

" چلیں۔۔۔تعارف و تعریف دونوں کو چھوڑیں۔۔کہیں بیٹھ کر بات کا لیتے ہیں" وہ اُسکی سوالیہ نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے بولا

" بائے۔۔۔"وہ کہہ کر جانے لگی تھی کہ اریب نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا

" یہ کیا بد تمیزی ہے" وہ پبلک پلیس پر کوئی تماشہ نہیں چاہتی تھی اسی لیے غصہ کافی حد تک ضبط کرتے ہوئے بولی

" مجھے آپ سے بات کرنی ہے...اکیلے" تمام گفتگو میں وہ پہلی بار سنجیدگی سے بولا تھا مسکان کی کلائی اب بھی اسکے ہاتھ میں تھی

" اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ایک بار میری مدد کرنے سے آپ کو مجھے کچھ بھی کہنے یا میرے ساتھ کچھ بھی کرنے کا حق مل گیا تو آپ غلط ہیں..." وہ ایک ہی سانس میں بولی تو اُسکا سانس ہلکا سا پھول گیا

" لیسن۔۔۔آپ غلط سمجھ۔۔۔"

" سب اچھے سے سمجھ رہی ہوں۔۔ تھینکس ٹو یو کہ آپ نے مجھے یہ غلط فہمی نہیں ہونے دی کہ آپ باقی سب سے الگ ہیں اور آئندہ مہربانی فرما کر مجھ سے دور رہیے گا" وہ غصے میں ایک دم پھنکاری اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے چھڑواتی چلی گئی جبکہ اریب نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے جاتا دیکھا اُسے اپنی حرکت پر غصہ آ رہا تھا کہاں وہ اُسے بات کرنا چاہتا تھا اور کہاں اب اُسے بد زن کر بیٹھا تھاکچھ دیر وہی کھڑاوہ اس رہ کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ ابھی گزری تھی کسی چیز کے گرنے پر وہ واپس ہوش میں آیا تو مال سے باہر کی طرف چل دیا۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بڑی اماں آپ سے ملنے کوئی آیا ہے" وہ بڑے کمرے میں بیٹھی تھیں جب ملازمہ نے انھیں کسی کے آنے کی اطلاع دی

"ٹھیک ہے ڈرائنگ روم میں بٹھائیں انھیں بڑی اماں آتی ہیں" وہ تسبیح پڑ رہی تھی اسی لیے رعنایہ بیگم نے ملازمہ کو جواب دیا تو ان کی بات سن کر ملازمہ چلی گی

"اس وقت کون آ سکتا ہے" بڑی اماں تسبیح مکمل کرتے ہی بڑ بڑائی تھیں

"کوئی جانے والا ہو گا شاید" رعنایہ بیگم انکی بڑ بڑاہٹ سن کر بولی

" ہوں۔۔۔آپ چائے وغیرہ بھیجوا دیں ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہے" وہ اپنی تخت نما کرسی سے اُٹھتے ہو ئے بولی تو رعنایہ بیگم بھی ساتھ ہی کھڑی ہو گئیں

"جی" انھوں نے مختصر جواب دیا اور کچن کی طرف چلی گئیں جبکہ بڑی اماں ڈرائنگ روم کی طرف آ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیل بجانے کے بعد وہ دونوں دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگیں اُسنے بے بسی سے بانو کی طرف دیکھا تو بانو نے سر کے اشارے سے اُسے تسلی دی

" اس وقت کون آگیا ہے" دروازہ کھلنے والے کی بڑبڑاہٹ انھیں صاف سنائی دی

" با..باانووو" دروازہ کھولے ایک جوان مرد کھڑا تھا وہ یقیناً بانو کو اس وقت وہاں دیکھ کر حیران تھا

" بھائی۔۔۔"بانو کی آنکھیں برس پڑی تھیں وہ سامنے کھڑے مرد کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

" شش...روتے نہیں... شش...بس"اُسے مسلسل روتا دیکھ وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اُسے چپ کروا رہے تھے

"چلو اندر آو" وہ ان دونوں کو راستہ دیتے ہو ئے بولے

"بھائی یہ میری دوست ہے اسے آپکی مدد کی ضرورت ہے" کچھ دیر اپنے بارے میں اپنی خیریت کے بارے میں بتانے کے بعد اُسنے نے اپنے ساتھ آئی لڑکی کا تعارف کروایا اور ساتھ ہی اسکے ساتھ ہوئے اپنوں کے ہاتھوں دھوکے کا بھی بتایا بانو سے بھی انکی ملاقات ایسے ہی حدثاتی طور پر تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ انکا رشتہ مضبوط ہوتا گیا۔

"اُو۔۔۔یہ تو بہت بُرا ہوا"وہ تاسف زدہ لہجے میں بولے

"بھائی وہ عورت کوئی اور نہیں مرینہ سکندر ہے انکے ہی چھوٹے بیٹے نے اس سے نکاح کیا اور اب بیٹی کی پیدائش پر اس پر جھوٹا الزام لگا کر گھر سے نکال دیا ہے" بانو انھیں تفصیل بتا رہی تھی

" چھوٹا بیٹا۔۔مطلب۔۔۔اشتیاق۔۔۔اشتیاق نے ایسا کیا ہے" وہ بے یقینی کے عالم میں بول رہے تھے۔وہ بھی بزنس مین تھے اسی لیے اشتیاق صاحب اور انکی فمیلی سے انکے اچھے تعلقات تھے

" جی۔۔۔"وہ ان دونوں کی گفتگو کے دوران بے آواز روتی رہیں

" آپ فکر نہ کریں...اب آپ اور یہ چھوٹی سی گڑیادونوں میری ذمہ داری ہیں جیسے بانو میری بہن ہے ویسے ہی آپ بھی میری بہن ہیں " وہ شفقت بھرے لہجے میں اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بول رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی کیادنیا میں اب بھی اچھائی موجود ہے کیا اب بھی دوسروں کا درد سمجھنے والے موجود ہیں اور جواب یقیناً ہاں میں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کرسی کی پشت سے ٹھیک لگائے بیٹھی تھیں آنسوں رخسار پرخشک ہونے لگے وہ سیدھی ہوئی رگڑ کر رخسار صاف کی

" اگر بانو نہ ہوتی یا اُس روز دلاور بھائی مدد نہ کرتے تو آج نہ جانے ہم کہاں ہوتے" وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھیں آج کل وہ مسکان کے لیے زیادہ فکر مند رہنے لگی تھیں پہلے وہ اپنے بابا کے بارے میں سوال نہیں کرتی تھی نہ ان سے نفرت ظاہر کرتی نہ کوئی اور جذبہ مگر آج کل وہ اس بارے میں بات کرتی سفیہ بیگم سے سوال کرتی انھیں ڈر تھا کہ اگر مسکان کو حقیقت معلوم ہوئی تو وہ بھی انھیں ہی غلط نہ سمجھ لے یا پوری بات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے بابا سے نفرت نہ کر بیٹھے یہی سوچتے ہوئے انھوں نے ایک بار پھر سر کرسی کی پشت پر ٹیکا دیا اور آنکھیں موند لی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اگر آپ کی بات ختم ہو گی ہو تو آپ جا سکتے ہیں"بڑی اماں کھڑے ہوتے ہوئے بولی انکے لہجے میں غصہ تھا

" اُسے فیملی کی ضرورت ہے آپ تو بڑی ہیں سمجھدار ہیں پھر آپ۔۔۔"دلاور صاحب نے انھیں سمجھنے کی کوشش کی

" ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں یہ ہمیں کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں" وہ انکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی ہاتھ اُٹھا کر انھیں روکتے ہوئے بولی

" جو بھی غلط فہمی ہے اُس میں اس معصوم بچی کا کیا قصور۔۔۔وہ کیوں سزا کاٹ رہی ہے" انھوں نے ایک اور کوشش کی بڑی اماں کو موم کرنے کی مگر جن کے دل پتھر ہو جائیں وہ بھلا پھر کب موم ہوتے ہیں

" وہ بدکردار ماں کی بیٹی ہے ناجانے کس کا گندہ خون ہے ہمارا اُسے کوئی رشتہ نہیں آپکے انتہائی مشکور ہوں گے اگر آپ آئندہ یہاں تشریف نہ لائیں" وہ سخت لہجے میں بولتی وہاں سے چلی گئیں وہ بھی سر جھٹک کر جانے ہی والے تھے کہ ایک خاتون اندر داخل ہوئیں۔

" کیا آپ۔۔۔بڑی اماں۔۔۔سے سفیہ کی بات۔۔؛کر رہے تھے" رعنایہ بیگم نے سلام دعا کے بعد ہچکچاتے ہوئے پوچھا

" جی۔۔۔معزرت کے ساتھ لیکن وہ بہت ہی سخت دل ہیں" دلاور صاحب افسوس بھرے لہجے میں بولے

" جب ایک انسان کے خلاف بیس سال کسی کے کان بھرے جائیں تو اُسے کبھی نا کبھی نفرت ہو جاتی ہے" رعنایہ بیگم کے لہجے میں بھی دکھ اور افسوس تھا

" لیکن مجھے تو لگتا ہے بیس سال پہلے بھی یہی نفرت تھی اس کے لیے جو آج ہے" وہ افسردہ انداز میں گو ہوئے

" شاید۔۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پائیں

" وہ کیسی ہے اور اُسکی ایک بیٹی بھی تھی وہ۔۔۔"رعنایہ بیگم بےچین سے انداز میں بولی انھوں نے بات دانستہ ادھوری چھوڑ دی انہیں لگا ناجانے وہ معصوم جان اُس طوفان کا مقابلہ کر پائی بھی ہو گی یا نہیں

" زندہ ہے۔۔۔شاید صرف اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔اپنی مسکان کے لیے" وہ آسودہ سا مسکرائے

" مسکان۔۔۔ماشاءاللہ۔۔بہت خوبصورت نام ہے۔۔۔آپ اُسے میرا سلام اور دعائیں دیجیے گا" وہ آنکھوں کے کنارے سے نمی صاف کرتے ہوئے بولی

" مگر وہ اپنے نام کی طرح نہیں۔۔۔مسکراتی نہیں وہ۔۔۔پوری حقیقت بھی نہیں جانتی۔۔۔سفیہ بھابھی پریشان رہتی ہے کہیں حقیقت معلوم ہونے پر وہ ٹوٹ نہ جائے" انکے لہجے میں دکھ افسوس ہمدردی کیا کچھ نہ تھا

" وہ سنبھل لے گی۔۔۔سفیہ بہت مضبوط ہے " رعنایہ بیگم فخریہ انداز میں بولی گو کہ وہ زیادہ عرصہ سب کے ساتھ نہیں رہی تھی مگر پھر بھی سب کے دلوں میں انھوں نے اپنی جگہ بنا لی تھی جہاں انکے جانے سے خلاء سی پیدا ہو گی تھی مگر انکی یاد اب بھی سب کے دلوں میں تھی

" انشاءاللہ۔۔۔ایسا ہی ہو گا۔۔۔مسکان بہت حساس قسم کی لڑکی ہے پہلے ہی وہ مکمل نہیں۔۔۔اس عمر میں باپ کا ہاتھ سر پر ہو تو ہی بیٹاں محفوظ محسوس کرتی ہیں آپ اشتیاق سے بھی بات کیجیے گا۔۔۔چلتا ہوں خدا حافظ" بات مکمل کرے وہ روکے نہیں رعنایہ بیگم کی آنکھوں میں روکے آنسوں پلکوں کا بند توڑ کر بہنے لگے کچھ ہی وقت میں سفیہ انھیں بہت عزیز ہو گی تھی مگر پھر بیس سال کی دوری لیکن اب ایک کرن نظر آئی تھی واپس سب پہلے جیسا کرنے کی انکے دل سے دعا نکلی تھی سب کی خوشیوں کی انکی بہنوں جیسی دیورانی کی خوشیوں کی اس معصوم کی خوشیوں کی جو ناجانے کب کب تڑپی ہو گی ایک پل کی خوشی کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سنو...تم دونوں میری بات" کلثوم بکس بند کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بولی وہ تینوں لائبریری میں موجود تھیں

" اٹلیسٹ تم جملہ تو سیدھا بولا کرو " مہرین نے اُسکے الٹا سیدھا جملہ بولنے پر چوٹ کی

" چپ ہو جاؤ...لائبریرین باہر نکل دے گی جانتی تو ہو کتنی سخت ہیں" مسکان انھیں سرگوشیانہ لہجے میں ڈانٹ رہی تھی

" چلو۔۔یار باہر چلتے ہیں پلیز" کلثوم بھی اسکی کے انداز میں منت بھرے لہجے میں بولی تو وہ دونوں ہلکے سے مسکرا کر کتابیں سمیٹنے لگی کیونکہ جانتی تھیں جب تک باہر نہیں جائیں گی وہ بولتی رہے گی اور پھر لائبریرین انھیں نکال دے گی اسی لیے خاموشی سے اسکے ساتھ چل دیں۔

" اب بولو کیا مسئلہ تھا کیوں باہر آنا تھا" باہر نکلتے ہی مہرین اس پر گویا پھٹ پڑی تھی

" یار اتنی دیر پڑھ کے میں بور ہو جاتی ہوں اور ویسے بھی امپوٹیٹ بات کرنی تھی" کلثوم پہلے معصوم سی شکل بنا کر اور پھر قدرے سنجیدہ لہجے میں بولی وہ تینوں اب کیفے کی طرف آگئی تھیں۔

" اب بول بھی دو کیوں اتنا فوٹیج کھا رہی ہو" مہرین اب تیسری بار اُس سے پوچھ رہی تھی مسکان بس انکی نوک جھونک پر مسکرا دیتی

"بات یہ ہے کہ میرے چچاجان پرسوں واپس آ رہے ہیں اور اسی خوشی میں حویلی میں جشن ہے" وہ رُک رُک کر مزے سے انھیں بتا رہی تھی

" اور تم پرسوں یونی نہیں آؤ گی۔۔۔رائٹ" مہرین نے اسکی بات مکمل کی وہ کافی بدمزا ہوئی تھی

"ہاں۔۔۔بٹ میری پوری بات تو سن لو پہلے" وہ ناراضگی سے بولی

"مہرین پہلے اسکی مکمل بات سنولیں " مسکان اس سب دوران پہلی بار بولی تھی

"اوکے بولو" وہ ہار ماننے والے انداز میں دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے بولی

" اور تم دونوں بھی آ رہی ہو حویلی اوکے" اُسنے مسکراتے ہوئے کہا

"تم نہ بھی بولتی تب بھی میں آجاتی" مہرین مزے سے بولی

" جانتی ہوں"

" کلثوم....لیکن میں نہیں آ سکوں گی" مسکان نے معزرت کی تھی

" نہیں مسکان ناٹ دس ٹائم میری برتھڈے پہ بھی تم نے ایکسکیوز کر لیا تھا لیکن اس بار تم آو گی پلیز" کلثوم اسکی معزرت سن کر پُرخلوص انداز میں بولی

" مما کی طبعیت ٹھیک نہیں رہتی آج کل انھیں چھوڑ کر کہیں جانے کا دل نہیں کرتا میرا" اسکی آواز میں اُداسی تھی

" مما کو بھی ساتھ لے آنا" مہرین نے جھٹ سے مشورا دیا

" مما پارٹی وغیرہ میں کم ہی جاتی ہیں تو مشکل ہے کہ وہ مانیں" اسنے مسکرا کر جواب دیا

" لیکن تم آؤ گی۔۔۔اوکے" وہ کلثوم کی اتنی محبت کا جواب پھر سے نہ میں نہ دے پائی تو اثبات میں سر ہلایا

اب وہ تینوں ادھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو گئ تھیں

" یار۔۔یہ تو وہی لڑکی ہے نا۔۔۔جسے اُس دن اریب نے بچا لیا تھا" قمر اپنے دوستوں کے ساتھ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا اسکی پڑھائی مکمل ہو گی تھی مگر پھر بھی کبھی نا کبھی یونی آ ٹپکتا

"ہہوں وہی ہے" وہ بغور مسکان کو دیکھتے ہوئے بولا جو کسی بات پر مسکرا رہی تھی اُسکے کانوں میں پہنے بُندے سورج کی روشنی سے چمک رہے تھے

" تو چلو آج حساب برابر کر لیتے ہیں" اسکا دوست اُٹھتے ہوئے بولا

" نہیں۔۔ابھی نہیں۔۔۔ایک بار یہ بھول جائے کہ کسی قمر احمد سے بھی ملی تھی پھر اچھے سے یاد دلواں گا میں کون ہوں" وہ اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمینگی سے بولا تو اسکے دوست ہنس دیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اریب۔۔۔۔"وہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا جب رافعیہ بیگم نے اُسے بلایا

" جی " وہ دو تین سڑھیاں چڑھ چکا تھا وہی سے مُڑتے ہوئے بولا

" آمنہ کو بازار لے جانا بڑی اماں چاہتی ہیں کہ منگنی کی خریداری بھی تم دونوں اپنی مرضی سے کرو" وہ مطمن انداز میں بولی جانتی تھیں بڑی اماں کا نام لے کر وہ کچھ بھی کروا سکتی تھیں۔

"سوری بٹ میں بزی ہوں تو آپ لوگ خود ہی کرلیں"پیچھلے کچھ دنوں سے اُسکا موڈ کافی خراب تھا اور اس وقت بھی اُسکا موڈ خراب ہوچکا تھا پہلے مسکان کا اُسے غلط سمجھنا اور اب یہ سب۔آمنہ کا ذکر ہی اسکا موڈ خراب کرنے کے لیے کافی ہوتا اسکے ساتھ شوپنگ کرنے کے بارے میں سوچتے ہی اسکے چہرے کے زاویے بدلے۔

" لیکن۔۔۔بڑی اماں نے۔۔۔"اُسکے انکار پر انھیں حیرت تو ہوئی کیونکہ بڑی اماں کا کہا کوئی بھی نہیں ٹال سکتا تھا اسی لیے جلدی سے بولی

"بڑی اماں کا سہارا لینا چھوڑ دیں۔۔۔اور اپنی بیٹی سے بھی کہیں کے خواب دیکھنا بند کرے۔۔ورنہ پچھتائے گی" انکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ غصے سے بولا بھوری آنکھوں میں لالی اتر آئی

" تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم تم سے بڑے ہیں" انھیں اریب کے ایسے ریکشن کا قطعی اندازہ نہ تھا

" بڑی ہیں اسی لیے ایسے بات کر رہا ہوں۔۔۔ورنہ۔۔۔۔"

"AK" رعنایہ بیگم کی آواز پر اُسنے نگاہیں اُٹھاکر دیکھا کچن سے آتی رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم شاید انکی گفتگو سن چکی تھیں۔

" یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔پھوپھو سے بات کرنے کا" وہ رافعیہ بیگم کے نزدیک کھڑے ہوتے ہوئے بولی اریب اب بھی ان سے تین سڑھیاں اوپر ہی کھڑا تھا شاید اُسکا موڈ بہت زیادہ ہی خراب تھا ورنہ اس پہلے اُسنے کبھی ان سے بد تمیزی نہیں کی تھی گو کہ وہ اُسے ہمیشہ سے ہی ناپسند تھی۔

"ان سے کہیں کہ مجھ سے اور میرے معاملات سے دور رہیں" مٹھیاں سختی سے بند کرتے وہ غصہ روکنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا

"میری بیٹی کا بھی اب تم سے تعلق ہے" وہ بھی کہاں خاموش رہنے والی تھیں

" تو اچھا ہو گا اپنی بیٹی کو خود تک محدود رکھیں" غصے سے بولتا وہ دودو سڑھیاں چڑھتا کمرے میں چلا گیا

" یہ سب آپ کی شہ کا نتیجہ ہے " رافعیہ بیگم حقارت سے رعنایہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

"آپا۔۔۔وہ بچہ ہے شاید کسی ٹینشن کی وجہ سے ایسا بیہیو کر رہا ہے" عظمت بیگم نے انھیں پُرسکون کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ انھوں نے بڑی اماں کو بڑھا چڑھا کر بتانا ہے اور پھر ہنگامہ کھڑا کر دیں گی

" بچہ نہیں اُسے ہمیشہ سے ہی ہم سے مسئلہ ہے اُسے سمجھا دیں ورنہ بڑی اماں خود سمجھا لیں گی" وہ معنی خیزی سے بولتی باری باری دونوں دیکھتے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تو آج کل اتنی ٹینشن میں کیوں ہے کچھ بتائے گا " کمرے میں آتے ہی اُسنے حارث کو کال کی اور اب حارث اسکے غصے کی وجہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا

" لمبی کہانی ہے گھر آجا تو پھر بتاتا ہوں" وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولا اب وہ قدرے پُرسکون تھا

"ہاں....جیسے تو نہ بولتا تو میں نے گھر آنا ہی نہیں تھا" وہ دوسری طرف بڑبڑایا تھا یقیناً اُسکا موڈ فریش کرنا چاہتا تھا

" میں نے سن لیا جو آپ نے ارشاد فرمایا" وہ اپنی ٹون میں واپس آچکا تھا

"سنانے کے لیے ہی بولا۔۔۔چل اب فون رکھ گھر آکر بات کرتے ہیں" کہتے ہی اُسنے فون بند کیا....اریب نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کی مسکان کا چہرہ نظروں کے سامنے آیا اُسنے جھٹ سے آنکھیں کھولی ادرگرد دیکھنے پر دھیرے سے مسکرا دیا اُسکے خیالوں سے نکلنے کے لیے شاور لینے وشروم کی طرف چلا گیا۔

"اُو۔۔۔تو یہ پروبلم ہے" حارث کے آفس سے آنے کے بعد وہ ہمیشہ اکھٹے وقت گُزارتے انکے ساتھ کلثوم,ساریا اور حماد بھی موجود ہوتے گو کہ اب اریب بھی آفس جوائن کر چکا تھا مگر وہ پھر بھی جلدی گھر آ جاتا۔اور اب انھیں کچھ دن قبل ہوئی اپنی اور مسکان کی ملاقات کا بتا رہا تھا

" ہمم۔۔۔۔"وہ ہاتھ میں پکڑے کافی مگ کو گھور رہا تھا

" بھیا۔۔۔آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا " کلثوم کشن گود میں رکھتے ہوئے حیران کن انداز میں بولی

" میں پہلے اُسے بات کرنا چاہتا تھا اسی لیے آپ سب کو نہیں بتایا" وہ پانچوں ایک دوسرے کے کزن ہونے کے ساتھ اچھے دوست بھی تھے جو ہمیشہ ایک دوسرے سے ہر بات شئیر کرتے

" AK کیا تم اُسے پہلے سے جانتے تھے " ساریا نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا اُسکا اشارہ کلثوم کی فرینڈ کے طور پر ملنے سے پہلے کی طرف تھا۔

" نہیں۔۔۔پہلی بار کافی شاپ میں ہی ملے تھے " اُسنے فوراً جواب دیا

" ملے تھے یا جھگڑے تھے" حارث نے اُسکی اصلاح کی

" ایک ہی بات ہے " لاپروائی سے کہا گیا

" ایک بات نہیں ہے بھائی....لڑکیوں کو پٹانے کے لیے بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور ان سے جھگڑنا تو بلکل بھی نہیں " حماد نے ایک مخلصانہ مشورے سے نوازا

" ہاں اس سے سکھیں میرے چھوٹے دیور صاحب تو ماہر ہیں ان سب کاموں میں" ساریانے حماد پر چوٹ کی

" بھابھی۔۔۔اب ایسی بھی بات نہیں" اسنے اپنا دفاع کرنا چاہ

" تو اپنے مسئلے بعد میں سویل کرنا فحال لیٹس ٹیک میئے پُروبلم سیریس " وہ حماد کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

" ہاں جیسے تُو تو مسئلہ کشمیر لے کر بیٹھا ہے " حارث ہنسی چھپاتے ہوے بولا تو اسنے پاس رکھا خالی مگ اسکی طرف اُچھالا جسے مہارت سے کیچ کر لیا گیا

"بھیا وہ اُس ٹائپ کی لڑکی نہیں " کلثوم مسکان کے بارے میں سوچتے ہوئے بولی

" یہ اُس کونسی ٹائپ ہوتی ہے لڑکیوں کی " حماد کلثوم کی کسی بات کو نہ پکڑے تو شاید اُسکا کھانا ہی ہضم نہ ہو

" تم بند رکھو اپنی چونچ۔۔۔بندر" کلثوم بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی فوراً ہی حساب برابر کیا

" انفرمیشن کے لیے تھینکس... لیکن کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ بندروں کی چونچ کب سے آئی " حماد نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا تو کلثوم کے سوا سب کا مشترکہ قہقہ کمرے میں بلند ہوا

"جب سے تم انکی قوم میں شامل ہوئے ہو" وہ جواب نہ دیتی ایسا کیسے ممکن تھا

" اوکے۔۔۔اب تم دونوں لڑنا بند کرو۔۔۔پلیز " ساریا بحث زیادہ بڑھتی دیکھ بولی

" اچھا۔۔تم بتاو اُسے کیا پسند ہے اور کیا نہیں" اریب کلثوم سے مخاطب تھا

" اُسے لڑکوں سے عجیب سی چڑ ہے آئی مین کبھی کسی لڑکے کے ذکر پر وہ ری ایکیٹ نہیں کرتی ایسا بیہیو کرتی جیسا کچھ سنا ہی نہ ہو " وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی ایسے جیسے اُسے بات سمجھانے کے لیے صحیح الفاظ نہ مل رہے ہوں

" تو۔۔ڈیسٹ تُو گڈ ناکہ وہ لڑکوں سے دور رہتی ہے ان سے زیادہ دوستی نہیں کرتی" ساریا اسکی بات سن کر بولی

" ہاں بھابھی لیکن اُسکا انداز بہت چینج ہوتا ہے میں سمجھا نہیں پا ئی اب تک کہ وہ ایسی کیوں ہے" وہ الجھن کا شکار تھی ماحول اک دم سنجیدہ سا ہو گیا کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی کمرے میں لگے فانوس اور لائٹ میں گھل گئی تھی

" اسی لیے جب میں نے اسکا ہاتھ پکڑا تو اسکا ریکشن ایسا تھا" اریب سب کو باری باری دیکھتے ہوئے بولا

" نہیں... نیچرل تھا ایسے کسی بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑے گا تو اُسکا ریکشن ایسا ہی ہو گا" حارث سنجیدگی سے بولا

" مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اُسنے تمہیں تھپڑ کیوں نہیں مارا" حارث کے سنجیدگی سے کہنے پر سب نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا

" ایسے کیا دیکھ رہے ہو کسی بھی شریف لڑکی کا ہاتھ ایسے پکڑے گا تو تھپڑ ہی کھائے گا نا ویسے کس نے تُجھے مشورا دیا تھا کہ پہلی ملاقات میں ہی جا کر اسکا ہاتھ پکڑ لے" وہ اسکی طرف دیکھ نہیں تھا وہ تو شاید اُسے سن بھی نہیں رہا تھا کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اپنے ہی خیالوں میں گم تھا

" میں نے تم لوگوں سے مشورہ مانگا ہے اور تم مجھے ہی سنا رہے ہو" وہ بیزر سا ہو گیا

" اب کچھ نہیں ہو سکتا" حارث دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے بولا

" سوری بولو۔۔اُسے " ساریا نے مشورہ دیا

" یہ اچھا آئڈیا ہے" کلثوم بھی ساریا کے مشورہ پر متفق تھی

" اوکے۔۔فائن۔۔اب چلو نکلو میرے کمرے سے سب" اریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

" تُو نہیں سُدھرے گا " حارث مصنوعی آہ بھرتے ہوئے افسوس سے بولا

" کبھی نہیں" ہمیشہ کی طرح لاپروائی سے جواب دیا گیا

" کام نکل گیا تو نکلو کمرے سے ہاں۔۔دیور صاحب بہت بُری بات ہے " ساریا کافی مگ ٹرے میں رکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

" جی بلکل بھابھی جی" وہ کم ہی اُسے بھابھی کہتا چونکہ وہ اُسے چھوٹی تھی اور کزن بھی تو دونوں کافی بے تکلف تھے

" تجھ پہ وہ والا شعر سُوٹ کرتا ہے بڑے بے آبرو ہو کر نکلے تیرے کوچے سے" حارث باہر نکلتے ہوئے بولا حماد اور کلثوم پہلے ہی جا چکے تھے جبکہ ساریا مگز کچن میں رکھنے گی تھی

" تھینک یو۔۔۔گڈ نائٹ" دروازہ بند کرتے ہوئے کافی اُونچی آواز میں بولا اب اُسے مسکان سے معافی مانگنی تھی مگر کیسے انہی سوچوں میں گم وہ نیند کی وادی میں کھو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ آپ وہاں مت جایئے گا" دلاور صاحب سفیہ بیگم کو بڑی اماں سے ہوئی ملاقات کے بارے میں بتانے آئے تھے

"میں جانتی تھی وہ لوگ آج بھی مجھے ہی غلط سمجھتے ہیں ورنہ وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے تو آتے ہی۔۔انھوں نے تو پھر کبھی ہماری خبر ہی نہیں لی" وہ افسردہ لہجے میں بول رہی تھی

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ خود بھی جانتے تھے انکی تسلی کتنی کھوکھلی تھی مگر اسکے سوا وہ اور کچھ کر بھی تو نہیں سکتے تھے

" بھائی جان جو بیس سالوں میں ٹھیک نہیں ہوا وہ اب کیسے ہو گا " انکی زخمی سی مسکراہٹ ان کے تھک جانے کا پتا دے رہی تھی وہ تھک چکی تھی اس سفر سے...زندگی کے اس کٹھن سفر سے

"مما۔۔۔"مسکان کی آواز پر انھوں نے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی

" اسلام علیکم انکل۔آپ کب آئے" وہ لان میں مما کے ساتھ دلاور انکل کو موجود دیکھ کر بولی پہلے کی نسبت آج وہ کافی فریش لگ رہی تھی

" وعلیکم سلام بس ابھی آیا آپکی مما سے کچھ کام تھا" وہ مسکراتے ہوئے اُسے تفصیل بتانے لگے

" آنٹی اور ارم کیسی ہیں انھیں بھی لے آتے " آج اسکی آواز میں عجب ہی تازگی تھی نکھری سی سرخ و سفید رنگت ستون ناک ،گلابی گال ،خوبصورت کٹاؤ دار لب اور اُسکی سیاہ گہری آنکھیں۔وہ مسکرائی تو مما کو اُسکے وجود کا ایک ایک حصہ مسکراتا محسوس ہوا

" وہ لوگ کل تک واپس آئیں گے اسلام آباد سے" دلاور صاحب نے اسے جواب دیا

"اُو۔۔ابھی تک وہی ہیں کیا دادی ماں کی طبعیت ٹھیک نہیں ہوئی" دلاور صاحب کی والدہ کی طبعیت خرابی کی وجہ سے وہ اسلام آباد گئے ہوئے تھے کیونکہ انکی والدہ وہی زیرِعلاج تھیں آسیہ اور ارم کی طرح وہ بھی انھیں دادی ماں ہی کہتی تھی

" اب بہتر ہیں جلد صحتیاب ہو جائیں گی انشاءاللہ" مما چائے کا کہنے چلی گئیں اور وہ اب ان سے ادھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہوگئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" گڈ مورننگ" وہ گاڑی میں بیٹھنے ہی لگا تھا آمنہ کی آواز پر روکا

" لوگوں کی اس وقت مورننگ نہیں نون ہوتی ہے " وہ اسکی مورننگ ویشز کا جواب اچھے لفظوں میں تو کیا اچھے موڈ میں بھی کبھی نہ دیتا تھاوہ اُسے پہلے ہی لان میں دیکھ چکا تھا اور اسکے آنے سے پہلے نکل جانا چاہتا تھا مگر شاید آج اُسکا نہیں آمنہ کا گڈ لک ڈے تھا

" کہیں جا رہے ہو " وہ اُسکی بات کو اگنور کرتے ہوے ایک ادا سے بولی

" میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا" وہ ڈور دوبارہ کھولتے ہوئے سخت لہجے میں بولا

" مگر میں پوچھنا اپنا فرض سمجھتی ہوں " وہ اپنا ہاتھ اریب کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بولی فرصیت سے تیار ہوئی وہ اسکے سامنے تمام ہتھیاروں سے لیس کھڑی تھی وہ کلثوم اور ساریا سے یکسر مختلف تھی ہر وقت سجی سنواری رہتی اریب کو ایک آنکھ نہ بھاتی۔

" کتنی بار بولا ہے مجھ سے دور رہا کرو۔۔اور یہ منہ سے لیسٹ ٹائم ہے سمجھی " وہ اپنے ہاتھ سے اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوے غصے سے بولتا گاڑی بھاگا لے گیا وہ معنی خیز سا مسکرائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"چچا جان۔۔کیسا لگ رہا ہے واپس آکر اپنی حویلی،اپنے لوگ سب کتنا اچھا ہے نا" کلثوم پُرجوش سی اشتیاق صاحب سے باتوں میں مصروف تھی

" ہوں۔۔۔اچھا لگ رہا مگر ادھورہ ادھورہ سا لگ رہا ہے کچھ کمی ہے" انکے کے لہجے میں اپنوں سے ملنے کی خوشی پر اداسی غالب تھی

" کیا کمی ہے" کلثوم نا سمجھی سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی اُسے لگا کہ وہ پارٹی میں کسی کمی کا ذکر کر رہے ہیں

" کوئی کمی نہیں بچے۔۔سب پر فیکٹ ہے" وہ جلدی سے سنبھلتے ہوئے بولے

" پکا " وہ شاید مطمن نہیں تھی

" جی ہاں۔۔پکا" وہ ان سے کچھ زیادہ اٹیچ تھی اسلیے لیے بڑی اماں کے بعد شاید وہی انکے آنے پر سب سے زیادہ خوش تھی اور پارٹی کے انتظامات بھی اُسنے اپنی نگرانی میں کروائے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پارٹی شام میں رکھی گی تھی اور تمام انتظامات بھی مکمل ہو چکے تھے آہستہ آہستہ مہمانوں کی آمد بھی شروع ہوچکی تھی

"کلثوم...اوپر میرے روم میں کچھ پھول اور پڑے ہیں وہ لے آئیں" رعنایہ بیگم نے کلثوم کو پارٹی اورگنازر سے بحث کرتے دیکھا تو اسکے قریب آکر بولی

" تھینک یو تائی جان..ورنہ سب ادھورہ سا لگتا..آپکو تو معلوم ہے چچا جان کے لیے پارٹی بیسٹ ہونی چاہیے" وہ انکے گلے لگ کر پُر جوش انداز میں بولی

" جی جانتی ہوں اسی لیے کہا ہے جآیئے پھول لے کر آئیں" وہ مسکرا کر اپنے مخصوص نرم لہجے میں بولی تو وہ حویلی کے اندر کی جانب بڑھ گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم پھولوں کا تھال اُٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ آخری سیڑھی پر اُسکا پاؤں مڑا اور پھول ہوا سے ہوتے ہوئے اُس پر برسنے لگے

" آؤچ... آہ.. آہا.." وہ کہراتے ہوئے وہی بیٹھ گی

" کیا..میں آپکی کوئی مدد کر سکتا ہوں " کلثوم کو سیڑھیوں کے سامنے کارپٹ پر بیٹھا دیکھ کر حیدر رک گیا جو اریب سے ملنے اُسکے روم میں جا رہا تھا

"جی..نہیں..مجھے کسی کی مدد نہیں چاہیے" وہ اُسکی طرف دیکھے بنا سخت لہجے میں بولی

" اوکے..از یو ویش" وہ کہہ کر ایک سیڑھی ہی آگے بڑھا تھا کہ کلثوم بول پڑی

" کیسے انسان ہیں آپ..یہ نہیں کہ بندہ مدد ہی کر دے میں نے ایک بار منع کر دیا تو آپ چل دیے" وہ اپنی غلطی پر بھی اُسے ہی سنا رہی تھی

" میڈم..آپ نے مدد لینے سے انکار کر دیا ہے تو میں یہاں کھڑے ہو کر کیا آپکے چہرے کا طواف کروں " وہ واپس اُسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اُسنے نظر اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا چھ فٹ سے نکلتا قد صاف رنگت پر ہلکی دڑاھی براؤن شلوار قمیض پہنے وہ ہینڈسم لگ رہا تھا

" انسان..مرواتاً ایک بار تو انکار کرتا ہی ہے نا" وہ معصوم سے انداز میں بولی تو حیدر نے بمشکل اپنی ہنسی روکی

" اُو...اچھا...لیکن مجھے نہیں معلوم تھا سُو نکسٹ ٹائم یاد رکھوں گا" وہ اپنی ہیتھلی اُسکے سامنے کرتے ہوئے بولا

" آپ چاہتے ہیں میں پھر سے گروں " وہ اپنا ہاتھ اُسکی ہیتھلی پر رکھتے ہوئے بولی

" تاکہ میں آپکو سنبھال سکوں " ایک جھٹکے سے اُسے اپنی طرف کھینچا اُسکے پاؤں میں ٹھیس اُٹھی

"آہ..." اُسنے سختی سے اپنی آنکھیں بند کی اور حیدر کی بازو کو سختی سے دبوچا

" ایم سوری..ادھر بیٹھو" وہ کچھ شرمندہ سا ہوا اور اُسے ایک سیڑھی اوپر بیٹھایا

"Should i" اسے آنکھیں بند کیے بیٹھا دیکھ کر بولا وہ اسکے چہرے پر درد کے اثرات بخوبی دیکھ

سکتا تھا

"نہیں...میں کر لوں گی" وہ جلدی سے بولی

" ہو...." بس اتنا سا کہتے ہی وہ جُھکا تھا

" سچ میں۔۔۔میں خود کر لوں گی " اُسے اپنے پاؤں کی طرف جھکتا دیکھ وہ جلدی سے بولی ساتھ ہی اُسنے پاؤں نامحسوس انداز سے ذرا سا پیچھے کیا تھا

" پکا " وہ اُسے غیر آرام دہ ہوتا دیکھ وہ سیدھا ہو گیا

"جی" وہ نگاہیں جُھکائے بولی تو وہ ایک مسکراہٹ اُسکی نظر کرتا دو دو سیڑھیاں پھلگتا اوپر کی طرف چلا گیا کلثوم بھی دھیرے سے مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی کو دلھن کی طرح سجایا گیا تھا رات میں بھی وہاں دن کا سا سماں تھا عورتیں،مرد،لڑکیاں ،بچے سب ادھر اُدھر جا رہے تھے حویلی کا لان مختلف خوشبوؤں سے مہک رہا تھا اُسنے جیسے ہی گاڑی سے قدم باہر رکھا فراک کے دامن پر ہوئی کھڑاہی اور اُسکی سینڈل کے موتی آپس میں اُلجھ گئے تو وہ پاؤں کی طرف جھکی

" may i help u "گھمبیر مردانہ آواز پر اُسنے مقابل کو دیکھا تو حیرت کے کئ رنگ اُسکے چہرے پر نمودار ہوئے

" آ..آپ..یہاں.." ہربڑاہٹ میں جو اُسے سمجھ آیا بول دیا وہ اُسکی وہاں موجودگی سمجھ نہیں پائی تھی

" جی..میں الحمد اللہ بذاتِ خود ہی ہوں کوئی بھوت نہیں جو آپ ایسے گھبرا گئیں" اریب نے اُسکی گھبراہٹ پر چوٹ کی

"نہیں...میں کیوں گھبراؤں گی" مسکان نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی

"جی بلکل....ویسے کیا میں آپکی کچھ مدد کر دوں " وہ عادتاً پہلے دھیرے سے مسکرا پھر سنجیدگی سے گو ہوا

" آپ یہاں کیا کر رہے ہیں " مسکان کے بےتوکے سوال پر اُسنے حیرانگی سے اُسے دیکھا

" یہ میرا گھر ہے " اُسنے انگلی چاروں طرف گھوماتے ہوئے الفاظ کافی دُبا کر بولے

" جی.." وہ حیران کن انداز میں بولی

" جی" وہ بھی اُسی کے انداز میں گو ہوا

" او...ایم سوری..مجھے یاد نہیں تھا" یہ یاد آنے پر کہ اریب کلثوم کا فرسٹ کزن ہے اُس نے معزرت کی

" تھینک گاڈ..آپکی یاداشت تو لوٹی" وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ مسکان کو واقع یاد نہیں تھا یا وہ ادکاری کر رہی تھی بھولنے کی

"جی..." وہ نا سمجھنے والے انداز میں بولی

" کیا جی جی کے علاوہ اردو لغت سے آپ نابلد ہیں" وہ .مکمل اردو میں بولا تو مسکان تو حیران کن انداز میں اُسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اُسنے اردو نہیں کسی اور دنیا کی کوئی زبان بولی ہو

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو اردو ہی بولی ہے کوئی مریخی زبان تو نہیں بولی" وہ اُسے مسلسل خود کو گھورتا دیکھ بولا تو بھی سر جھٹک کر دوبارہ پاؤں کی طرف متوجہ ہو گئی

میں آپکی مدد کر دیتا ہوں " وہ اُسے اُلجھاؤ کے ساتھ مسلسل الجھتے ہوئے دیکھ کر بولا

" نہیں...میں کر لوں گی" خلافِ توقع شرافت سے فرمایا گیا

"پھر تو آپ پورا فنکشن یہاں ہی بیٹھ کر ہی انجوائے کریں گی" وہ اُسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا تو اسکی اس حرکت پر مسکان نے چونک کر اردگرد دیکھا چھ فٹ کے نکلتے قد پر خوبصورت بلیک کُرتا پہنے وہ ہمیشہ سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا اُس پر ایک نگاہ ڈال کر وہ پھر اپنے پاؤں کی طرف جھک گی

" وہ مجھ پر نہیں آپ پر سوٹ کرے گا " وہ دونوں کو سلجھانے میں کامیاب ہو گی تو کھڑے ہوتے ہوئے فخرایہ انداز میں بولی

"آپ بھول رہی ہیں شاید کہ آپ مہمان اور میں میزبان ہوں " وہ بھی کھڑے ہوتے ہوئے بولا

" میں آپکی نہیں کلثوم کی مہمان ہوں " اُسنے فوراً ہی جواب دیا اور جانے کے لیے آگے بڑھی مگر اریب اُسکا راستہ روکے اس انداز سے کھڑا تھا کہ وہ گزر نہیں سکتی تھی

"ایکسکیوز می....پلیز" وہ اسکی طرف دیکھ کر انتہائی مہذب مگر سخت انداز میں بولی تو وہ اپنے خیالات کو جھٹک کر ایک طرف ہو گیا جو اسکے خوبصورت سراپے میں کھو سا گیا تھا اریب کی نظروں کے پیام اسے پوشیدہ نہ تھے وہ ایک انتہائی حساس لڑکی تھی دوسروں کی نظروں میں اپنے لیے احساسات اور جذبات کو اچھی طرح سمجھ سکتی تھی وہ اریب کو کوئی مثبت جواب نہیں دینا چاہتی تھی نہ ہی اُس سفر میں اُسکی پزہرائی کرنا چاہتی تھی ایسا کیوں تھا اسکا جواب شاید وہ خود بھی نہیں جانتی تھی

"اف..مسکان کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں" وہ اپنی سوچوں میں گم کب لان میں پہنچی اسے پتا ہی نہ چلا کلثوم کی آواز پر اُس نے اردگرد دیکھا جہاں سے خواتین کے قہقہوں میں مردوں کی رُعب دار اور با اثر آوازیں بھی آ رہی تھی کلثوم اُسکے گلے لگی تھی

" اور اب تمہارا انتظار ختم ہوا" وہ مسکراتے ہوئے اسے الگ ہو کر بولی

"ہاں...چلو اب تمہیں اپنی فمیلی سے ملواتی ہوں " وہ بہت خوش لگ رہی تھی اور اسکی وجہ مسکان کی موجودگی تھی اُسے خوشی ہوئی کہ مسکان نے نا صرف اسکی دعوت قبول کی بلکہ وہاں آئی بھی۔

"مہرین نہیں آئی" چلتے ہوئے مسکان کو خیال مہرین کا خیال آیا تو اُسنے پوچھا

"آئی ہے...وہ وہاں ہے بھابھی کے ساتھ" کلثوم نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا

وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کلثوم کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی کہ کسی نے اُن دونوں کا راستہ روکا

ہیلو...لیڈیز کہاں جا رہی ہو" یہ حارث کی آواز تھی وہ ہمیشہ سے ہی شوخ مزاج تھا اور اب شادی کے بعد بھی اُسکی حرکتیں ویسی ہی تھیں کلثوم کو تنگ کرنا اپنا فرضِ اول سمجھتا تھا

"اف..بھائی ڈرا دیتے ہو ایسے بھوتوں کی طرح نازل ہو جاتے ہو " کلثوم مصنوعی خفگی سے بولی

" اسلام علیکم..." کلثوم کی بات اگنور کر کے اب وہ براہ راست مسکان سے مخاطب ہوا

"وعلیکم اسلام" اسنے بھی اُسی نرمی سے جواب دیا عجیب اپنائیات سی محسوس ہوئی تھی اُسے حارث کے انداز سے

"بھائی یہ میری فرینڈ ہے مسکان اور مسکان یہ میرے بڑے بھائی حارث" کلثوم نے دونوں کا تعارف کروایا

" او...تو تمہاری پریوں سے کب سے دوستی ہے " حارث مسکان کے خوبصورت نین و نقوش والے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا

" اسے اپنی تعریف پسند نہیں بھائی" اسے پہلے کہ مسکان کچھ بولتی کلثوم نے جھٹ سے کہا

"اُ..اُوکے...آپ کلثوم کی فرینڈ ہیں تو یقیناً مجھ سے چھوٹی ہی ہوں گی تو آپ مجھے بھائی کہہ سکتی ہیں " حارث کو بھی وہ خاموش سی لڑکی بہت اچھی لگی تھی اُسکی معصومیت کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنا سکتی تھی

"تھینک یو..." مسکان دھیرے سے مسکرا کر بولی تو وہ بھی دھیرے سے مسکراتا ایک طرف کو چلا گیاتوکلثوم اُسے لے کر ایک طرف کو آئی جہاں اُسکی فمیلی کے تقریباً سبھی لوگ موجود تھے

"اویوری ون پلیز لک ہویز ہیر.....مسکان...میری بیسٹ فرینڈ " کلثوم نے انکے قریب جا کر سب کو متوجہ کیا تو سب کا دھیان اُسے ہو کر مسکان کی طرف گیا جو سب کی نظروں کے حصار میں کنفیوز ہو رہی تھی

"مسکان....یہ میری تائی امی ہیں اُسنے ایک پُروقار خاتون جہنوں نے ہلکی بھوری رنگ کی ساڑھی جسکے باڈر پر خوبصورت کام ہوا تھا انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مسکان نے انہیں سلام دیا جسکا جواب انھوں نے کافی اچھے انداز سے دیا

"یہ میری.مما...پھر اُسنے سب کا باری باری تعارف کروایا سبھی اُسے اچھے سے ملے تھے لڑکوں میں وہاں صرف حماد موجود تھا جسکے بارے میں کلثوم نے اُسے بتایا کہ وہ اُسکا چھوٹا بھائی ہے مگر اُسے وہ بھی بڑا ہی تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کو اُسے یوں اکیلے نہیں جانے دینے چاہیے تھا " دلاور صاحب کی آواز فون سے ابھری

"کب تک میں یا آپ اُسکے ساتھ رہیں گے کبھی تو اُسے اکیلے لوگوں کو فیس کرنا پڑے گا نا " مما کی آواز میں درد کے ساتھ فکر مندی بھی تھی مگر اب وہ مسکان کو دنیا کا سامنا کرنے کے قابل بنانا چاہتی تھیں وہ چاہتی تھی کہ انکے مرنے سے پہلے وہ اپنے باپ سے مل سکے تاکہ وہ حالات کو مقابلہ کر سکے ہار نہ جائے اور دنیا والے اسے ناجائز جیسے لفظوں سے گھائل کرے

"لیکن اگر اُسے کسی نے کچھ پوچھا تو.... آپ جانتی ہیں وہ سامنا نہیں کر پائے گی" دلاور صاحب فکر مندی سے کہا

"اسی لیے تو چاہتی ہوں کہ وہ لوگوں کا کا سامنا کر سکے " انکی آواز بھیگی ہوئی لگ رہی تھی

"اللہ کرے وہ سب حالات کا مقابلہ کر سکے " وہ تہہ دل سے بولے

"آمین" کہہ کر انھوں نے فون بند کر دیا

"بیٹا... آپ کے مما بابا کیا کرتے ہیں" رعنایہ بیگم کے سوال پر ایک لمحے میں اُسکے چہرے پر کئ رنگ ابھرے

"م.. مما...ہیوس وائف ہیں" وہ جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے بولی

"اور بابا....." عظمت بیگم بغور اُسے دیکھتے ہوئے بولی

"مما... سنگل مدر ہیں " ہمیشہ سے رٹا رٹایا جملہ اُسنے دوہرایا

"اُو...." انھوں نے افسردگی سے کہا

"مما....تائی امی اگر آپ دونوں کا انٹرویو ختم ہوگیا ہو تو کیا میں اسے لے کر جا سکتی ہوں پارٹی بوائے آئی مین چچا جان سے تو ملواں اسے" کلثوم نے انکے سوالات میں عدم دلچسپی ظاہر کی تھی

"آپکو ہمارے سوال انٹرویو لگ رہے ہیں" رعنایہ بیگم اُسکا کان پکڑتے ہوئے مصنوعی خفگی سے بولی

"افففف..پلیز تائی امی چھوڑ دیں بہت درد ہو رہا ہے "اسکے ناٹک پر وہاں موجود سبھی لوگ ہنس دیے

"مام....وہاں ڈیڈ آپکو بُلا رہے ہیں " اریب جو رضا صاحب کا پیغام لایا تھا مسکان کی مہدم سی مسکراہٹ میں کھو سا گیا

"اوکے بیٹا آپ انجوائے کروانیڈ فیل ایزی" وہ مسکان کی گال پیار سے تھپتھپا کر وہاں سے چلی گئیں انھیں ایک عجیب سی اپنائیت محسوس ہوئی تھی مسکان سے جیسے وہ خوبصورتی سے سب سے چھپا گئیں۔

"تم....یہاں کیوں آکر بیٹھ گی ہو آو وہاں سب کے ساتھ ڈنر کرو" مہرین اور کلثوم اُسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں آکر بولی وہ ایک طرف لگے میز پر اکیلی بیٹھی تھی جو سب سے قدرے ہٹ کر تھا

" م..میں..ٹھیک ہوں...گھر چلتی ہوں مما ویٹ کر رہی ہوں گی" وہ دونوں کی موجودگی میں ادر گرد موجود کئی لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی وہ مضطرب تھی ،بے چین تھی ،تنہا تھی اور یہ تنہائی اُسکے وجود کے اندر تھی جو بچپن سے پل رہی تھی

"اتنا جلدی گھر....آر یو اوکے نا..."مہرین نے فکر مندی سے پوچھا

"ہو....ایم فائن...چلتی ہوں...بائے" وہ اس وقت کسی سے بات کرنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھی جب سے اُس انسان سے ملی تھی جسے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی تبھی سے اُسکی حالت جنونی سی ہو رہی تھی

قسمت نے بھی کیا خوب کھیل کھیلا ہے وہ انسان میری سب سے اچھی دوست کا چچا ہے جس سے مجھے نفرت ہے شاید نفرت....جس سے جوڑے ہر رشتے سے مجھے نفرت ہے....آہا.....کیسا موڑ ہے یہ میری زندگی کے اس سفر میں..کٹھن ترین.....اذیت سے بھرا...کانٹوں سے بھرا.....کاش میں اس پارٹی میں آتی ہی نہ....کاش میں کبھی کلثوم سے نہ ملی ہوتی تو مجھے آج یوں اُس انسان سے اتنی مروت سے پیش نہ آنا پڑتا.....اور آج میں اُسکا شخص کا گلبان پکڑ کر گزرے بیس سالوں کا حساب مانگ سکتی.....میری ماں کے آنسوں کا حساب مانگ سکتی.....اپنے بچپن کا حساب مانگتی جو اُس انسان نے چھین لیا مجھ سے.....آہا....کاش....کاش میں ایسا کر پاتی

وہ گاڑی رش ڈرائیو کر تے ہوئے سوچ رہی تھی اُسکے پاس کئی کاش تھے کئی سوال تھے مگر کوئی جواب نہ تھا.....اسکا دماغ مفلوج ہونے لگا....آنکھوں کے سامنے آنسوں کی باڑ آنے لگی.....اُسے لگا اسکا دل بند ہو رہا ہے تیزی سے گاڑی ایک طرف سڑک کے کنارے کر کے اُسنے بریک لگائی اور سر اسٹرینگ ویل پر ٹیک کر آنکھیں سختی سے بند کر لی.....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"نا جانے کہاں رہ گی ہے۔۔۔اتنی دیر ہو گی ہے ابھی تک نہیں آئی "مما لاونج میں اضطرابی حالت میں ٹہلتے ہوئے مسکان کے بارے میں سوچ رہی تھی تبھی انٹریس ڈور کھول کر وہ اندر داخل ہوئی

"اتنی دیر لگا دی آپ نے کہاں رہ گی تھی" وہ فکر مندی سے اُس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی

"مما میں ٹھیک ہوں پارٹی میں گئی تھی تھوڑی دیر تو ہو جاتی ہے نا۔۔۔آپ پریشان نہ ہوا کریں" وہ انھیں خود سے لگا کر نرمی سے بولی اپنے اندر اٹھنے والے طوفان کو اُس نے کافی مشکل سے ضبط کیا

"کلثوم نے کال کی تھی کافی دیر پہلے آپ کا پوچھنے کے لیے۔۔۔لیکن آپ تب پہنچی نہیں تھی اسی لیے میں پریشان ہو گی" انھوں نے ایک نظر دیوار گیر گھڑی پر ڈالی جس پرایک سوئی 12 اور دوسری 10 کا ہندسہ عبور کر رہی تھی

"جی وہاں سے تو آ گی تھی۔۔۔"مسکان نگاہیں جھکائے بیٹھے بولی

"خیریت بچے۔۔۔کلثوم بتا رہی تھی کہ آپ وہاں سے جلدی ہی نکل آئیں آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی" وہ بغور اُس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جیسے کچھ کھوجنا چاہ رہی ہوں اسکے چہرے کے تاثرات سے۔۔۔مگر اُس نے بھی اپنی بے چینی کو خوبصورتی سے ضبط کر رکھا تھا وہ ابھی مما کو کچھ بھی بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی اسی لیے تھکاوٹ کا بول دیامما کو ان کے کمرے میں چھوڑنے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر اُس نے سونے کی کوشش کی مگر نیندتو جیسے اُس سے روٹھ ہی گی تھی کافی دیر بستر پر کروٹیں بدلنے کے بعد

بھی جب اُسے نیند نہ آئی تو وہ کمرے کی کھڑکی کھولے صاف آسمان پر چاندنی بکھرتے چاند کو دیکھنے لگی ابھی اُسے وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کمرے کی خاموشی میں فون کی بیل نے خلل ڈالا اُسنے چونک کر ایک نظر دیوار گیر گھڑی پر ڈالی جہاں 1 اور 35 کے سُرخ ہندسے جگمگا رہے تھے پھر فون اُٹھایا انجان نمبر دیکھ کر کاٹ دیا کچھ سکینڈ کے وقفے سے فون دوبارہ بجا تین چار بار کال کاٹنے کے باوجود جب فون دوبارہ بجنے لگا تو اُس نے جھنجھنا کر کال آٹینڈ کی مگر خود خاموش رہی

"ہیلو۔۔۔۔اسلام علیکم" اُسے خاموش پا کر دوسری جانب سے پوچھا گیا بھاری مردانہ آواز پر وہ ایک لمحے کے لیے چونکی

"وعلیکم اسلام۔۔۔۔ک۔۔کون " جلد ہی سنبھل کر اُسے نے پوچھا

"آپ مسکان فاطمہ خان بات کر رہی ہیں" اُس کا سوال نظر انداز کر کے پوچھا گیا

"جی۔۔مگر آپ۔۔۔ک۔۔"وہ سخت حیرت زدہ تھی کیونکہ اُسکا پورا نام بہت کم لوگ ہی جانتے تھے لیکن یہ کون تھا وہ دوسری طرف موجود شخص کون پہچان نہیں پائی

" تھینکس۔۔۔۔"اُس کے بات مکمل ہونے سے قبل ہی کہا گیا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی کال کٹ چکی تھی اُسنے فون کان سے ہٹا کر ایک حیران کن نظر فون سکرین پر ڈالی

وہ سخت حیران تھی کہ کون تھا وہ مگر اتنا جان گی جو کوئی بھی تھا اُسے جاننا تھا یا جاننا چاہتا تھا "کیا پہلے پرو بلمز کم ہیں جو ایک اور مصیبت؟" اُسنے جھرجھرا کر سوچا اور فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر خود سونے کی کوشش کرنے لگی سامنے لگی گھڑی اب 2 بجے کا وقت بتا رہی تھی صاف آسمان پر چاند کی چاندنی خوب بھلی لگ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما آپ مجھے کبھی منع کیوں نہیں کرتی " آج صبح ہوتے ہی اُس نے مما کو شوپنگ کا کہا اُسے کچھ خاص خریدنا نہیں تھا بس گھر رہ کر آنے والی سوچوں سے آزادی چاہتی تھی اسی لیے اب یونی سے آنے کے بعد وہ مما کے ساتھ قریبی مال میں آئی تھی

"منع۔۔۔کس بات کے لیے" انھوں نے مسکر کر اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا

"باہر جانے کے لیے۔۔۔۔ایسے بنا کسی وجہ شوپنگ کے لیے وغیرہ وغیرہ" اُسکا موڈ رات کے نسبت اب بہتر تھا یا پھر اب وہ اپنے احساسات اور تاثرات چھپانے میں ماہر ہو گئی تھی کچھ بھی کہنا مشکل تھا

"اور میں آپ کو منع کیوں کیا کروں " انھوں نے حیرانگی سے پوچھا

"کیونکہ سب کی مما کرتی ہیں اس لیے" وہ بوتیک میں لگے ڈریس دیکھتے ہوئے بولی

"آپ کبھی کبھی تو ایسے کہیں جانے کے لیے بولتی ہو وہ بھی میں منع کردوں بھلا" وہ محبت بھرے انداز میں بولی وہاں سے انھوں نے مسکان کے لیے دو ڈریسز لیے پہلے کی گئ خریداری کے بیگز اٹھائے وہ باہر آئیں ابھی کچھ قدم ہی چلی تھیں کہ مسکان کسی سخت وجود سے ٹکرائی ہاتھ میں پکڑے بیگز مال کے فرش پر بکھرے

" سوری" وہ جلدی سے بولی کیونکہ غلطی اُس کی تھی اُسکا ہی دھیان دائیں طرف لگے شوز کی طرف تھا اور وہ سامنے سے آتے شخص کو دیکھ نہیں سکی

" اٹس اوکے" آواز پہچان کر اُسے مقابل کی طرف دیکھا تو اُسکے چہرے کے تاثرات لمحے کے ہزارویں حصے میں بدلے اریب کو سامنے موجود پا کر اسکی آنکھوں نفرت اور غصہ سے لال ہو گئیں گز شتہ رات کے کئ لمحے اُسکی نظروں کے سامنے آئے

"رہنے دیں بیٹا ہم اُٹھا لیں گے" اریب کو جھکتا دیکھ کر سفیہ بیگم بولیں

"اٹس اوکے آنٹی" وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ سجائے بولا

"ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں" اُسکی طرف بنا دیکھے وہ سخت لہجے میں بولی تو اریب نے اسکے لہجے میں غصے کے ساتھ نفرت بھی محسوس کی

"آپ سے کس نے کہا کہ میں آپ کی مدد کر رہا ہوں میں تو آنٹی کی ہیلپ کر رہا ہوں " وہ بیگز اُٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا

"بہت شکریہ بیٹا " اریب کے ہاتھ سے بیگ لے کر انھوں نے اپنائیت بھرے انداز میں کہا

"اسکی کوئی ضرورت نہیں اپنوں کو کوئی شکریہ تھوڑی بولتا ہے" اُسکی نظریں مسلسل مسکان کے چہرے پر تھی اُسکی بات پر مسکان کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے تھے اُسنے

"کیا مطلب بیٹا " سفیہ نے بیگم حیرانگی سے پوچھا

"میرا مطلب ہم جانتے ہیں ایک دوسرے کو " اُس نے مسکان کی طرف اشارہ کیا

"AKمیں وہاں ڈریس دیکھنے لگ گئ تو تم آ گئے" مسکان کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک لڑکی وہاں آ کر اریب سے مخاطب ہوئی

"یہ میری کزن ہے " آمنہ کی بات اگنور کر کے وہ بولا

"ہیلو" اریب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر آمنہ کو کہنا پڑا

" ہائے " مسکان آمنہ کی نظروں میں اپنے لیے ناپسندگی دیکھ چکی تھی مگر اخلاقیات و مروت کی وجہ سے اُسے ہاتھ ملانا پڑا

"آپ کیسے جانتے ہیں مسکان کو" سفیہ بیگم اب بھی حیران تھی کیونکہ مسکان کی بچپن سے ہی لڑکوں سے نہیں بنتی تھی جیسے جیسے وہ بڑی ہوئی اُسکی لڑکوں کے لیے ناپسندیگی نفرت میں بدل گی اور آج اچانک ایک لڑکا اُسے اپنائیت کا اظہار کر رہا تھا

"ہم ایک ہی یونی میں پڑتے ہیں اور میری سسٹر انکی بہت اچھی دوست بھی ہیں۔۔۔۔۔۔"

"کلثوم۔۔۔آپ بھی جانتی ہوں گی" وہ جانتا تھا اُسکی پہلی بات پر مسکان ضرور ریکیٹ کرے گی اسی لیے اُس نے جلدی سے کلثوم کا حوالہ دیا

"اُو۔۔۔اچھا۔۔۔بہت اچھی بچی ہے ایک دو بار ہمارے گھر بھی آئی" سفیہ بیگم بہت اپنائیت سے اُسے بتا رہی تھی

"اریب۔۔۔چلو۔۔۔دیر ہو رہی ہے" آمنہ کو دونوں ماں بیٹی زہر لگ رہی تھیں بہت مشکل سے بڑی اماں کے ذریعے اُسنے اریب کو راضی کیا تھا لیکن اُن دونوں کی وجہ سے وہ اریب کے ساتھ وقت نہیں گزار پا رہی تھی "wait چلتے ہیں" اریب نے بہت مشکل سے غصہ ضبط کیا کیونکہ موقع کا فائدہ اُٹھا کر آمنہ نے اُسکی بازو کے گرد اپنی بازو لپیٹی تھی

"مما۔۔۔ہمیں بھی چلنا چاہیے " اس سب کے دوران مسکان پہلی بار بولی اُس نے محسوس کیا تھا کہ اریب کے ساتھ موجود لڑکی کو انکا وہاں روکنا پسند نہیں آیا وہ تو خود بھی وہاں سے جانا ہی چاہتی تھی وجہ اسکی سچائی تھی جیسے چاہ کر بھی وہ جھٹلا نہیں سکتی تھی ان کے جانے کے بعد اُس نے بھی مزید شوپنگ کا ارادہ ترک کیا اور مما کے ساتھ گھر آ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی میں دن کے جیسی گہما گہمی اب نہیں تھی رات کا پہلا پہر تھا سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے لان میں رات کی رانی اور دوسرے کئ پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی وہ کافی دیر لان میں ٹہلتے رہے

"تم ہمیشہ کچھ نا کچھ گڑ بڑ کر دیتی ہو" وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے کہ رافعیہ پھوپھو کی آواز سن کر انکے قدم رک گے

"میں گڑ بڑ نہیں کرتی اُس دن بھی اریب کا سارا دھیان اُس معصوم لومڑی کی طرف تھا اور آج مال میں بھی ناجانے کہاں سے وہ دونوں ماں بیٹی ٹپک پڑی تھیں " یہ آمنہ کی آواز تھی مگر وہ کس کی بات کر رہی تھی اشتیاق صاحب سمجھ نہ پائے

"ہا ہا ہا۔۔۔معصوم لومڑی" یہ سمیرا کی آواز تھی جو چند دن پہلے ہونے والی تقریب کے لیے حویلی آئی تھی اور یقینا اب تک گئی نہیں تھی

"ہاں تو اور کیا کہوں اُسے دیکھنے میں کیسی معصوم سی لگتی ہے اور ہے لومڑی " وہ الفاظ دُباذُبا کر بولی اُسکے لہجے میں اُس کے لیے سخت نفرت تھی جس کی وہ بات کر رہی تھی

"اچھا اب بس کرو اور میری بات سنو " رافعیہ بیگم قدرے اُونچی آواز میں بولی

"ہاں بولو اماں " آمنہ چڑ چڑے انداز میں بولی

"ایک دو روز میں میں بڑی اماں سے بات کر لوں گی اور انھیں جلدی نکاح کے لیے بھی راضی کر لوں گی لیکن تم لوگ تب تک کوئی کارنامہ مت کرنا سمجھی" وہ کافی آہستہ آواز میں بات کر رہی تھیں مگر کھڑکی کھُلی ہونے کی وجہ سے اشتیاق صاحب سب سن پا رہے تھے

انکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ رافعیہ بیگم نکاح کے لیے جلدی کیوں کر رہی ہیں یہی سوچتے ہوئے وہ اُس کمرے میں داخل ہوئے جہاں سے اٹھارہ برس پہلے وہ اس عہد کے ساتھ نکلے تھے کہ اُس بے وفا کی یادیں جہاں ہوں گی وہاں وہ قدم بھی نہیں رکھیں گے لیکن وہ کہاں جانتے تھے کہ بے وفا وہ نہیں تھی بلکہ وہ خود تھے ماضی کے کچھ حسین پل یاد آنے پر اُن کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماضی

وہ اپنےapartmentکے چھوٹے سے ہال نما کمرے میں بیٹھے نیوز دیکھ رہے تھے جب انکا فون بجا سکرین پر پاکستانی نمبر جگمگا رہا تھا مگر وہ پہچان نہ پائے کہ نمبر کس کا ہے

"ہیلو۔۔۔اشتیاق ہیر" ایک ہاتھ سے فون کان سے لگایا اور دوسرے ہاتھ سے ٹی وی کی آواز بند کی

"ہیلو۔۔۔اشتیاق۔۔۔دلاور بات کر رہا ہوں۔۔۔پلیز فون بند مت کرنا" دوسری طرف سے آتی آواز سن کر انھوں نے فون بند کرنا چاہ مگر پھر رک گے

"کیوں فون کیا ہے " غصے سے ان کی آواز بھی اونچی ہو گی تھی

"وہی سچ بتانے کے لیے جو تم سننا نہیں چاہتے"دلاور صاحب کی آواز سے مایوسی عیاں تھی

"اور میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی" غصے سے انکا سفید رنگ سرخ ہو گیا

"اور آئندہ فون مت کرنا" وہ انتہائی غصے سے بولے اور فون رکھنے ہی والے تھے کہ دوسری طرف سے آتی آواز پر چونک گئے

"اُسے حویلی سے نکالنا تو بہت آسان تھا کاش یہ میں پہلے ہی کر لیتی" یہ آواز وہ کیسے نہ پہچانتے

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ بہت معصوم ہے" ایک انجانی آوازانکی سماعت سے ٹکرائی

"معصوم۔۔۔ہاہاہا۔۔۔اُسی معصومیت کا ہی تو فائدہ ہوا ہمیں" ناجانے کیا دشمنی تھی ان کی اُس پاکیزہ عورت سے جیسے انھوں نے داغ دار کر دیا

"لیکن۔۔۔جس وجہ سے تم نے انھیں نکالا ہے وہ تو اب بھی نہیں ہوا" اس انجانی آواز میں تجسس تھا

"وہ بھی ہو جائے گا تم بس دیکھتی جاؤ" وہ انتہائی شاطرانہ انداز میں بولی

"کیسے" وہی متجسس سوالیہ انداز

"اشتیاق کچھ دن بعد آئے گا کچھ ماہ کے لیے ہی سہی مگر ہمارا کام ہو جائے گا" انھیں سخت حیرت ہوئی کہ انکی سگی بہن اپنے کسی مقصد کی خاطر اپنے بھائی کا گھر بھی برباد کر سکتی ہے

"لیکن کیا اشتیاق مان جائیں گے کیونکہ وہ اب بھی انکے نکاح میں ہے" اس انجانی آواز میں اب کچھ پریشانی تھی

"مان جائے گا بڑی اماں منائیں گی اور وہ انکار بھی نہیں کرے گا" وہ پُرجوش تھیں اپنی جیت پر

"لیکن۔۔۔"

"لیکن ویکن چھوڑو اور سنو" اسکی بات کاٹ کر بولی

"بڑی اماں کو میں نے کہہ دیا ہے وہ اُسے پہلے نہیں بتائیں گی اور تم فکر نہ کرو اُسے معلوم نہیں ہو گا کہ اُسکی سُوکالڈ بیوی کو میں نے ایک پوری پلانگ سے اس حویلی سے نکلوایا ہے" اب کہ آواز سرگوشی میں بدل گی تھی شاید کسی کے سن نہ لینے کے ڈر سے وہ دھیمی آواز میں بول رہی تھی

"وہ منع کیوں نہیں کریں گے" تجسس سے بھرپور آواز فون سے اُبھری

"اس لیے کیونکہ۔۔۔۔"وہ بات کرتے ہوئے ٹھہر گئیں انھیں لگا جیسے ان دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی وہاں موجود ہو

"کیا ہوا" انھوں نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا

"کچھ نہیں۔۔۔یوں سمجھو جیسے سفیہ اور اُسکی بیٹی کو میں نے اشتیاق کی زندگی سے نکال دیا ہے ویسے ہی تمہیں اُس کی زندگی میں شامل کر دوں گی اور اپنا مقصد بھی حاصل کر لوں گی" رافعیہ بیگم نے سب باتوں کا اعتراف کر لیا تھا اور یہی تو وہ چاہتی تھی۔اقراء رافعیہ بیگم کی بچپن کی سہیلی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ اُس کی شادی انکے سب سے چھوٹے بھائی یعنی اشتیاق سے ہواور اشتیاق صاحب نے کوٹھے سے بھاگی ایک لڑکی کو پناہ دینے کا فصیلہ کیا تو وہ انکے خلاف ہو گئیں اور بڑی اماں کو بھی طرح طرح کی باتیں بتا کر سفیہ بیگم کے خلاف کر دیا اور پھر ایک پلان کے تحت انھیں بڑی اماں کے سامنے بدکردار ثابت کر کے انھیں حویلی سے نکلوا دیا لیکن انھیں

اس لڑکی کے خلاف کرنے کی وجہ صرف وہاں سے نکلنا ہی نہیں تھا بلکہ بڑی اماں اور اشتعاق کو اپنی مٹھی میں کرنا بھی تھا تاکہ وہ اپنی خاندانی جائیداد میں سے اپنے حصے سے زیادہ لے سکیں دولت کے لالچ میں انھوں نے ایک معصوم کی عزت داغدار کر دی تھی لیکن انھں ذرا سا بھی افسوس نہیں تھا اپنے اس عمل پر۔

یہ recording انھوں نے اٹھارہ سال پہلے یعنی سفیہ بیگم کے حویلی سے جانے کے دوسال بعد ہی سن لی تھی اسی لیے اُس وقت اور پھر بھی کئی بار جب بڑی اماں انھیں پاکستان آنے کے لیے کہتی وہ کام کا بہانا بنا دیتے دوسال کی تھی مسکان جب پہلی بارانھوں نے اُسے گود میں لیا تھا اُسے پیار کیا اُسے نظریں بھر کے دیکھا دوسال اکیلے زمانے سے لڑنے کے باوجود سفیہ بیگم نے انھیں اس شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا کہ اگر وہ بڑی اماں کو اس بات پر راضی کرلیں کہ وہ سفیہ بیگم کو حویلی آنے کی اجازت دیں اور مسکان کو بھی وہی پیار اور محبت دی جائے گی جیسی حویلی کے باقی بچوں دی جاتی ہے انھیں دولت کی کوئی چاہ نہیں تھی لیکن وہ اپنی بیٹی کو محفوظ ضرور دیکھنا چاہتی تھیں اشتیاق صاحب نے بھی اُس وقت انھیں ساتھ لے جانے کے لیے زیادہ اصرار نہ کیا کہ ناجانے اس طرح اچانک اُن دونوں کو دیکھ کر بڑی اماں اور باقی سب کا کیا ریکشن ہو گااور بڑی اماں کو راضی کرنے کا وعدہ کیا جو آج بیس سال بعد تک بھی وہ وفا نہیں کر پائےاُس کے بعد وہ مسکان سے بھی نہیں ملے کہ انھوں نے سفیہ بیگم سےوعدہ کیا تھا کہ انھیں سب کے سامنے بے گناہ اور پاک دامن ثابت کرنے کے بعد ہی دوبارہ انکا اور اپنی بیٹی کا سامنا کریں گے لیکن بد قسمتی سے وہ اب تک بڑی اماں کو منا نہیں سکےاور وعدے کے مطابق سفیہ بیگم بھی اُسکے بعد ان سے نہیں ملی۔۔۔۔۔۔۔۔اس بار وہ پاکستان اس اُمید سے لوٹے تھے کہ بڑی اماں کو منا لیں گے یا انکے خلاف جا کرہی اپنی بیٹی اور بیوی کو واپس حویلی لے آئیں گے بیس سال سے وہ دلاور صاحب کے ذریعے سفیہ بیگم اورمسکان کی ہر ضرورت تو پوری کر رہے تھے مگرمسکان باپ کے پیار اور شفقت سے ہمیشہ محروم رہی تھی اور اسی محرومی نے اُسکے دل میں باپ کے لیے نفرت یا شاہد شدید نفرت پیدا کر دی جسے مٹانا اب شاہد ناممکن تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ فون ریکاڈنگ سننے کے بعد وہ کئی مرتبہ پاکستان آئے مگر حویلی والوں سے ملے بنا ہی چلے جاتے اُسی دوران انھوں نے کئی بار سفیہ بیگم سے معافی مانگی اور انھیں واپس حویلی آنے کو کہا مگر سفیہ بیگم کی ایک ہی شرط ہوتی کہ اگر بڑی اماں انھیں دل سے قبول کریں گی تبھی وہ حویلی واپس جائیں گی انھوں نے اشتیاق صاحب کومسکان سے ملنے تو نہ دیا مگر اُن کے بےحد اصرار پر اُسکا کا نمبر دے دیا آج بیس سال بعد بھی انھیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ انکی سگی بہن جس کے وہ سب سے زیادہ قریب تھےاُسی نے ان کی بیٹی اور بیوی کو ان سے دور کیا مگر وہ سارا قصور رافعیہ بیگم کے سرڈال کر خود کر ہر طرح سے بے قصور نہیں کہہ سکتے تھے وہ بھی اُتنے ہی یا اُس سے بھی زیادہ قصور وار تھے جہنوں نے اپنی بیوی کا یقین نہیں کیا ناہی انھیں صفائی کا کوئی موقع دیا اور بیس سالوں سے اپنی بیٹی سے دور رہ کر وہ اپنی سزا پا رہے تھے مگر کیا وہ اُن کے لیے ہی سزا تھی نہیں سزا تو وہ بھی بھیگت رہی تھی جس کا کوئی گناہ نہیں تھا ہاں شاید اسی لیے کہتے ہیں کہ ماں باپ کے گناہوں کی سزا اس دنیا میں اولاد کو سہنی پڑتی ہے اور اولاد کی ماں باپ کو۔۔۔۔۔۔ایسی کئی سوچیں تھیں جو انھیں سونے نہیں دیتی تھیں ایک اور دن گزر گیا تھا حویلی پھر سے خاموش ہو گئی تھی کہ اُسکے مکین نیند کی وادیوں میں گم ہو چکے تھے مگر ایک فرد ایسا تھا جو اب بھی بے سکون تھا جس سے نیند شاید روٹھ گئی تھی اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کب تک ایسا رہے گا شاید انکی زندگی کے سفر کے ساتھ ہی انکے اس انتظار کا بھی خاتمہ ہونا تھا ناجانے کب۔۔۔۔۔۔۔وہ کھڑکی کے سامنے کھڑے چاند کو بادلوں کے ساتھ لوکا چھُپی کھیلتا دیکھتے ہوئے سوچ رہے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں کسی بھٹکی روح کی طرح اَدھر سے اُدھر ٹہل رہی تھی نائٹ سوٹ پہنے بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنائے وہ رف سے حولیے میں تھی آنکھیں شب بیداری کی وجہ سےسُرخ انار ہو گئی تھی مگر اُسے فکر ہی کب تھی

اپنی۔۔۔وہ تو ہمیشہ سے ہی خود سے بے نیاز رہتی سیاہ آسمان کبھی چاند کی روشنی سے چمک جاتا تو کبھی بادل چاند کو اپنی آغوش میں چُھپا لیتے اُسنے کھڑکی کھولی تو ہوا کا ایک جھونکا اُسکے چہرے سے ٹکرایا کئی پھولوں کی خوشبو ایک ساتھ اُسنے محسوس کی

"کیسے باپ ہیں وہ جنہوں نے اپنے خون کو اپنے اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی نہیں پہچانا۔۔۔شاید وہ ہمیں بھول چکے ہیں۔۔۔کاش ہم بھی انھیں بھول جاتے۔۔۔۔کاش مما بھی اُنکی طرح خوش رہ پاتی۔۔۔۔اُن کی طرح کھل کر مسکرا پاتی۔۔۔۔کاش میں بھی انھیں نہ پہچانتی۔۔۔۔میں آپ کو کبھی معاف نہیں کرو گی۔۔۔۔میں دعا کرتی ہوں اپنے اللہ سے کہ وہ کبھی دوبارہ میرا سامنا آپ سے نہ کروائے ورنہ ناجانے میں کیا کر دوں۔۔۔۔پلیز اللہ میں مما کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں انکی مسکراہٹ انھیں لوٹا دیں اللہ جی" انجانے میں وہ خود ہی اللہ سے اپنے باپ کا ساتھ مانگ چکی تھی شاید وہ اس بات سے بےخبر تھی کہ اُسکی مما کی خوشی وہ انسان تھا جس وہ نفرت کرتی جس کی پرچھائی سے بھی وہ دور رہنا چاہتی تھی اُس ان چاہی ملاقات کو کئی دن ہو گئے تھے مگر وہ اب بھی اُسی کے زیرِ اثر تھی چاند پر نگاہیں جمائے وقت سے بے خبر وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ابھی وہ تسبیح لیے بیٹھی ہی تھی کہ ملازمہ نے انھیں کسی کی آمد کی اطلاع دی سر کے اشارے سے انھوں نے اُسے اندر بُلانے کو کہا مگر آنے والی ہستی کو دیکھ کر ان کے منہ کا زوایہ بگڑا تسبیح مکمل کر کے ایک طرف رکھ کر وہ بے زار سے انداز میں مقابل سے مخاطب ہوئی

"ہم نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ دوبارہ یہاں مت آنا کیا تم نے سنا نہیں تھا" اپنی تخت نما کرسی سے اُٹھتے ہوئے وہ مقابل پر برسی

" اُس کے لیے معذرت چاہتا ہوں مگر میں یہاں تب تک آتا رہوں گا جب تک آپ میری بات مان نہیں لیتی" دلاور صاحب نہایت مؤدب طریقہ سے بولے

" اُس بدکردار عورت کی تم اتنی حمایت کیوں کرتے ہو۔۔۔کیا تم پر بھی اُس نے جادو کر دیا ہے" بڑی اماں سفیہ بیگم سے کس قدر بدزن تھیں انھیں اندازہ تھا انھیں تکلیف ہوئی تھی اُس عورت کے لیے جیسے انھوں نے بہن کا مقام دیا تھا اُنھیں اندازہ نہیں تھا کہ بڑی اماں سفیہ بیگم کو ان سے ہی منسوب کر دیں گی

" آپ بھول رہی ہیں کہ وہ میری بہن ہے " انکا لہجہ خود بخود ہی سخت ہوا تھا

" سگی تو نہیں" طنز بھری آواز آئی انکا جی چاہ اس ذلت پر زمیں پھٹے اور وہ اُس میں سما جائیں

" میری بہن ایک پاکدامن اور باکردار عورت ہے۔۔۔اور ویسے بھی میں یہاں اپنی بہن کی پاکدامنی ثابت کرنے نہیں آیا آپ سے آپ کے خون کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں" وہ آج سے پہلے بڑی اماں سے اس لہجے میں کبھی مخاطب نہیں ہوئے تھے مگر اب انکا ضبط جواب دے گیا انکی آواز دھیمی مگر سخت تھی

" جس عورت کی پاکبازی کی گواہی اُسکا شوہر نہ دے سکا تم کیا دو گے درلاور میاں۔۔۔اور جس کو تم ہمارا خون کہہ رہے ہو وہ گندگی کبھی ہمارے خاندان کا حصہ نہیں ہوسکتی" نفرت ہی نفرت تھی انکے لہجے اور لفظوں دونوں میں۔۔۔

" اُسے آپ نے موقع ہی کب دیا " ایک اور کمزور سی دلیل پیش کی گئی

" دلاور ہمارا اور اپنا وقت برباد مت کرو۔۔۔چلے جاؤ یہاں سے" حقیقت سے نظریں چُرانے کا اچھا انداز تھا انھیں وہاں سے بھیج دینا

" وہ عمر کے اُس حصے میں ہے جہاں اُسے باپ کی ضرورت ہے اتنی پتھر دل مت بنیں بڑی اماں " وہ التجائیہ لہجے میں گویا ان سے فریاد کر رہے تھے

" ہمارا بیٹا اُسکا باپ نہیں " وہ غصے سے گویا چلائی تھیں

" کیا کبھی اپنے بیٹے سے جاننے کی کوشش کی کہ وہ کیا چاہتا ہے " وہ سوالیہ انداز میں مخاطب ہوئے تھے

" اُسنے بیس سال پہلے فیصلہ کر لیا تھا" وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوئی

"اُس فیصلے پر اُسے پچھتاوا ہے" وہ بھی دو بدو بولے

" وہ بھی تمہاری پڑھائی گی پٹیاں ہیں " وہ کسی طور ان کی بات ماننے کو تیار نہیں تھی

" وہ حقیقت جان چُکا ہے اور آپ اب بھی اُس سے نظریں چُرا رہی ہیں " وہ بھی شاید آج انھیں قائل کر کے ہی جانے کا ارادہ رکھتے تھے

" ہم۔۔۔"بڑی اماں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ باہر سے آئی آواز پر دونوں چونک گئے

" ہم نہیں چاہتے کہ بیس سال پہلے جو مُردے گھاڑے گئے انھیں پھر سے اُکھاڑا جائے۔۔۔۔اب آپ جا سکتے ہیں " وہ قدرے دھیمی آواز میں بولی تھی مگر باہر کھڑے وجود تک آواز پہنچ چکی تھی وہ بلکل ساکت ہو گیا۔۔۔دلاور صاحب بڑی اماں کو وشروم کی طرف بڑھتا دیکھ سر جھٹک کر تیزی سے باہر نکلے باہر موجود سائے نے پلر کی اُوڑھ میں خود کو کیا انکے جانے کے بعد اُسنے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کمرے کی طرف بڑھ گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ سونے سے پہلے بڑی اماں سے ملنے انکے کمرے میں آیا تھا مگر اندر سے آتی انکی غصے سے بھری آواز سن کر وہ رک گیا اور واپس مُڑنے ہی والا تھا کہ مردانہ آواز پر وہ پلٹا آواز سے زیادہ اُنکی بات نے اُسے وہاں رکنے پر مجبور کیا ورنہ اکثر جب وہ بڑی اماں سے ملنے جاتا تو کوئی نا کوئی ان سے ملنے آیا ہوتا لیکن وہ سبھی سے نرم اور دھیمے لہجے میں بات کرتیں لیکن آج سب مختلف تھا تجسس کے مارے وہ ان کی باتیں سننے لگا اور اُس پر حیرت کا پہاڑ تب ٹوٹاجب اندر موجود شخص نے حویلی کی بیٹی کا ذکر کیا مگر بڑی اماں اُس سے انکاری رہی اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس کا ذکر ہو رہا ہے اور وہ صاحب کسے حویلی لانے کے لیے اصرار کر رہے ہیں اور کیوں۔۔۔اُس نے انکی تمام گفتگو نہیں سنی تھی ورنہ شاید وہ جان پاتا کہ کس کا ذکر ہو رہا تھا

جنت حویلی کے مالک ملک احمد خان کے تین بیٹے رضا احمد ، روحیل احمد ، اشتیاق احمد اور ایک بیٹی رافعیہ بیگم تھیں جو سبھی حویلی میں ہی رہائش پذیر تھے بڑے بیٹے رضا صاحب کا اکلوتا بیٹا اریب رضا ،اُسے چھوٹے بیٹے روحیل کے دو بیٹے حارث ، حماد اور ایک بیٹی کلثوم ہے اور پھوپھو یعنی رافعیہ بیگم کی دو بیٹیاں سمیرا اور آمنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ صاحب بیٹی کا ذکر کر رہے تھے مگر کس کی بیٹی کی بات ہو رہی تھی کیسے معلوم ہو گا" یہی سب سوچتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا

" مگر وہ۔۔۔کیا نام لیا تھا بڑی اماں نے" اُسنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سوچا

" دلاور صاحب۔۔۔دلاور۔۔۔"اُسنے زیرِ لب دُہرایا

" وہ تو کسی کو حویلی لانے کا کہہ رہے تھے اور ہم سب تو آلریڈی حویلی میں ہی ہوتے ہیں تو پھر وہ کون ہے جو حویلی کی بیٹی ہے شاید لیکن۔۔۔۔اور بڑی اماں یہ بات سب سے چھپا کیوں چاہتی ہیں اور یہ دلاور صاحب کون ہیں"اسنے دانستہ پہلا جملہ ادھورہ چھوڑا تھا اُسے انکی باتوں کا کوئی سرا نہیں ملا تھا اُسنے سر بیڈ کراؤن سے ٹیک لیا

"چچا جان۔۔۔۔۔"اچانک ایک سوچ اسکے دماغ میں اُبھری تو وہ آگے ہو بیٹھا

" کہیں اشتیاق چچا کی کوئی۔۔۔بیٹی تو نہیں" اُسنے حیرت سے سوچا

" لیکن انکی بیٹی کیسے ہو سکتی ہے اُنکی تو شادی ہی نہیں ہوئی" اسنے اپنی سوچ پر خود ہی خود کر جھڑکا تھا سبھی بچے یہی سمجھتے تھے کہ ان کی شادی نہیں ہوئی اسی وجہ سے کلثوم انھیں کئی بار شادی کا مشورہ بھی دیتی جیسے وہ خوبصورتی سے ٹال دیتے

"اُففف۔۔۔۔کیسے معلوم ہو گا۔۔۔کیسے سُلجھے گی یہ پہیلی" سوچتے ہوئے وہ پھر سے نیم دراز ہوا تھا

" مام۔۔۔یس مام کو ضرور معلوم ہو گا کہ دلاور صاحب کون ہیں صبح مام سے پوچھوں گا" وہ صبح رعنایہ بیگم سے پوچھنے کا ارادہ کرتا واشروم کی طرف بڑھ گیا رعنایہ بیگم ایک تو حویلی کی سب سے بڑی بہو تھیں اور دوسرا وہ

بڑی اماں کی بھتیجی بھی تھیں اسی لیے اُسے لگا کہ بیس سال پہلے کا وہ راز جس کی بات بڑی اماں نے کی تھی وہ اس بارے میں ضرور جانتی ہوں گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کا اُبھرتا سورج آسمان پر سُرخی بکھرتا ہر شے پر اپنی روشنی پھیلانے کی تیاری میں تھا کمرے کی بند کھڑکیوں پڑے بھاری پردے روشنی بکھرتی کرنوں کو کمرے سے آنے سے روکے ہوئی تھیں اُس نے کسمساتے ہوئے دائیں جانب کروٹ بدلی آنکھیں روشنی پڑنے پر کھولی سائیڈ ٹیبل پر پڑی الارم کلاک سے ٹائم دیکھا دونوں سوئیاں 6 کے ہندسے پر تھی وہ آنکھیں ملتے ہوئے بیٹھا گزشتہ رات کی کچھ باتیں اُسکے ذہین میں آئی وہ اُٹھ کر وشروم کی طرف گیا بیس منٹ بعد وہ بلیک جینز پر اُسکی ہم رنگ شرٹ پہنے نکلا ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بظاہر وہ بال سیٹ کر رہا تھا مگر اُسکے دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا تھا وہ خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے رعنایہ بیگم سے ماضی کی کہانی پوچھنے کے لیے لفظ ترتیب دے رہا تھا پھر بلاوجہ کمرے کے دو تین چکر لگا کر وہ کمرے سے نکلا سات بج چکے تھے مگر حویلی میں اب بھی خاموشی تھی

وہ کچن میں داخل ہوا لیکن وہاں صرف ملازمہ موجود تھی

"مام کہاں ہیں" وہ واپس جانے لگا پھر مُڑتے ہوئے پوچھا

"وہ اپنے کمرے ہیں" اُسکی آواز پر ملازمہ نے پلٹتے ہوئے جواب دیا

" روم میں۔۔۔"اُسے حیرت ہوئی کیونکہ وہ فجر کے وقت ہی اُٹھ جاتی اورسب کے لیے ناشتہ تیار کرتی

"جی وہ صاحب آج صبح جلدی چلے گئے اور آج سب کی چھٹی تھی تو وہ بولی تھوڑی دیر میں ناشتہ بنا دیں گئی بڑی اماں کو چائے دے کر وہ کمرے میں چلی گئی" وہ کافی باتونی ملازمہ تھی اسی لیے اریب کی بڑبڑاہٹ سن کر اُسنے پوری روداد ہی سنا دی

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔۔صبح صبح اتنا کیسے بول لیتی ہے یہ افف" اریب اگر اب بھی اُسے نہ روکتا تو وہ بولتی ہی رہتی دوسرا جملہ وہ منہ ہی منہ میں بولتا رعنایہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا اسے رضا صاحب کے آج چُھٹی کے دن جانے پر بھی حیرت ہوئی تھی وہ کمرے میں داخل ہوا تو رعنایہ بیگم قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی وہ آہستہ سے چلتے ہوئے صوفے پر جا بیٹھا۔۔۔۔۔۔تقریباً دس منٹ بعد انھوں نے قرآن پاک بند کیا اور مخصوص جگہ پر رکھ کر وہ اُسکے قریب ہی صوفے پر بیٹھ کر اُسے بغور دیکھنے لگی

" ایسے کیا دیکھ رہی ہیں مام " وہ رعنایہ بیگم کو بغور خود کا جائزہ لیتے دیکھ بولا

"دیکھ رہی ہوں ایسی کیا بات ہے جو میرے بیٹے کو صبح صبح اپنی ماں کے کمرے تک لے آئی " اُسکے بالوں کو نرمی سے اُسکے ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے بولی

" کیوں کیا میں بنا کسی بات کے آپ کے روم میں نہیں آ سکتا " وہ مصنوعی ناراضگی چہرے پر لیے بولا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیں

آ سکتے ہیں بلکل۔۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی

" مام۔۔ڈیڈ آج کہاں گئے ہیں وہ بھی اتنی جلدی " اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے بات شروع کرے پھر کمرے میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا

" انھیں اسلام آباد جانا تھا کسی کام سے تو اسی لیے جلدی گئے تاکہ وقت سے پہنچ جائیں" وہ نارمل سے انداز میں اُسے بتا رہی تھی مگر اریب انھیں اُلجھا اُلجھا سا لگا گویا کسی کشمکشش میں ہو

"کیا بات ہے Ak کوئی بات آپ کو پریشان کر رہی ہے آپ اپنی مام سے کچھ بھی ڈسکس کر سکتے ہو " وہ اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی

" مام۔۔۔"وہ انکی طرف دیکھ کر بولا پھر ایک لمحہ کے لیے روکا رعنایہ بیگم کے چہرے پر پھیلی شفقت اور محبت کو دیکھا اُسے نہیں معلوم تھا کہ وہ شخص کون تھا کس کی بیٹی کی بات کر رہا تھا اور پھر رضا صاحب کا یوں اچانک اسلام آباد جانا اُسے کئی خدشات میں ڈالے ہوئے تھا

"مام۔۔۔۔آپ کسی دلاور صاحب کو جانتی ہیں " وہ آخر ہمت کر کے بولا اپنی گھبراہٹ کو چُھپانے کے لیے وہ چہرہ جُھکائے ہوئے تھا رعنایہ بیگم دلاور صاحب کا ذکر اُسکے منہ سے سن کر حیران تھیں

" آپ۔۔۔کیسے جانتے ہو انھیں " وہ اپنی حیرت چُھپائے اُسے مخاطب ہوئی

" اس کا مطلب آپ جانتی ہیں کہ وہ کون ہیں" انکا سوال نظر انداز کرتے ہوئے بولا

" ہو۔۔ہوں" وہ اپنی ہتھیلیوں پر نگاہیں جمائے دھیرے سے بولی

" ک۔۔کون۔۔۔ہیں وہ" شاید زندگی میں پہلی بار وہ اس قدر بے چین اور بے سکون ہوا تھا

" آپ کیسے جانتے ہیں انھیں اریب " رعنایہ بیگم نے اپنا سوال دُہرایا

" کل وہ۔۔۔بڑی اماں سے ملنے گیا تو وہاں تھے..."

" کیا آپ ملے اُن سے" اریب کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی انھوں نے بے چینی سے پوچھا

"نہیں۔۔۔میں اندر نہیں گیا باہر۔۔۔۔۔باہر سے ہی واپس آگیا تھا" اُسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ رعنایہ بیگم کو یہ بتائے کہ اُس نے چپکے سے ان کی باتیں سنی اسی لیے وہ بات گول کر گیا

"پھر آپ کو کیسے معلوم کہ دلاور صاحب آئے تھے" انھوں نے حیرت سے پوچھا

" و۔۔۔وہ۔۔کچھ باتیں سنی میں نے ان کی" وہ شرمندہ سا سر جھکائے بولا

" میرے خیال سے اس عمر میں آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کسی کی باتیں یوں سننا غلط ہے" وہ اپنے نرم لہجے میں اُسے سمجھا رہی تھی اور وہ معصوم بچے کی طرح انھیں سن رہا تھا

"مام وہ سب لاشعوری میں ہوا ان صاحب نے کسی لڑکی کا ذکر کیا اسی وجہ سے میں متجسس ہو گیا "اُسنے اپنا دفاع کیا

" آپ کا شعور اور لاشعور آپ کے کنٹرول میں ہونا چاہیے۔۔۔۔ورنہ بہت بڑی بڑی غلطیاں ہوجاتی ہیں اور ہم اُسے لاشعور کہہ کر ٹال دیتے ہیں " وہ دیوار گیر سینری پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے بولی

" مام کیا آپ جانتی ہیں وہ کس کا ذکر کر رہے تھے" انکے رویے سے اُسے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ کچھ تو اُس بارے میں جانتی ہیں پھر بھی اُسنے پوچھا

" نہیں۔۔۔۔اور آپ آئندہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے" وہ قدرے سختی سے بولی

" لیکن۔۔۔"

"لیکن۔۔۔ویکن۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔اگر بڑی اماں کو اس بارے میں پتا چلا تو قیامت آجائے گئی" وہ اُسے اپنے خدشات بتانے لگی

" مام میں پھر بھی جاننا چاہتا ہوں۔۔۔پلیز" وہ اٹھ کر انکے قدموں میں بیٹھا انکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے وہ التجائیہ انداز میں بولا

" لیکن بڑی اماں۔۔۔"

" جانتا ہوں وہ نہیں چاہتی کہ کسی کو بھی وہ راز معلوم ہو" اُسنے راز پر زور دیتے ہوئے کہا

"اگر آپ سب کچھ جانتے ہو تو مجھ کیا پوچھنا ہے"

"میں سب کچھ نہیں جانتا بس اتنا جانتا ہوں کہ کوئی ہے حویلی کا فرد جسے حویلی سے دور رکھا گیا ہے شاید بیس سال سے۔۔۔لیکن کیوں؟؟مجھے یہ جاننا ہے" وہ اُٹھا اور کھڑکی میں جا کھڑا ہوا اُسکا انداز مضطرب تھا بادل اچانک ہی آئے تھے اور سورج کو اپنی آغوش میں چھپا لیا تھا اسی لیے آٹھ بجے بھی صبح سویرے کا سا منظر تھا

"کیا جاننا چاہتے ہو" وہ آخر ہار مانتے ہوئے بولی

"کون ہے جو حویلی کی بیٹی ہے مگر بڑی اماں اُسے حویلی آنے نہیں دیتی اور کیوں؟؟؟کیوں وہ نہیں چاہتی کہ اُس بارے میں کسی کو بھی معلوم ہو بیس سال پہلے کیا ہوا تھا" رعنایہ بیگم کے کہنے کی دیر تھی وہ فوراً انکی طرف پلٹا اور تمام سوال ایک ساتھ ہی پوچھ ڈالے

"وہ۔۔۔تمہارے چچا کی بیٹی ہے اشتیاق بھائی جان کی بیٹی۔۔۔۔۔۔"اور پھر انھوں نے اُسے شروع سے ساری کہانی بیان کر دی وہ شوکڈ سی حالت میں کھڑا تھا اُسے حیرت ہو رہی تھی چچا پر کہ وہ اپنی فمیلی کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اور آج اُسے شاید نفرت ہوگئی تھی اپنی اصول پسند بڑی اماں سے وہ کیسے کسی کے ساتھ زیادتی کر سکتی ہیں اور اتنے سالوں سے انھوں نے چچا جان کو انکی فمیلی سے دور رکھا اور اب بھی انکا دل موم نہیں ہوا کیا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ انکا اصل چہرہ وہ جو آج سے پہلے اُسے معلوم تھا یا وہ جو اُسے آج معلوم ہوا رعنایہ بیگم کے کمرے سے آنے کے بعد سے وہ اپنے کمرے میں ہی بند تھا اُسے سخت حیرت تھی جس خاندان کو وہ آئیڈیل مانتا تھا وہ تو اتنا سفاک تھا کہ تین دن کی بچی سے باپ کا سایہ چھین لیا اور پچھتاوا اب بیس سال بعد بھی نہ تھا انہی سوچوں میں وہ گاڑی کی کیز اُٹھاتا باہر نکل گیا رعنایہ بیگم نے اُسے یوں جاتا دیکھا تو کچھ پریشان سی ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نا جانے کتنی دیر سے وہ بے مقصد ہی گاڑی دوڑا رہا تھا دماغ ڈرائیونگ کی بجائے کہیں اور ہی اُلجھا ہوا تھا کچھ دیر بعد اُسنے گاڑی سڑک کے کنارے روکی

" افففف۔۔۔۔"اُسنے ایک گہرا سانس لے کر دایئں ہاتھ کی مٹھی سٹیرینگ ویل پر ماری پھر کچھ سوچ کر ڈیش بوڈر سے فون اُٹھا کر ایک نمبر ملایا

"ہیلو۔۔۔ایک کام ہے تجھ سے"کال پک ہوتے ہی بولا

"اسلام علیکم۔۔۔دو مسلمان بات سلام سے شروع کرتے ہے" فون سے حیدر کی غیر سنجیدہ آواز آئی

" وعلیکم سلام۔۔۔اب میری بات سن۔۔۔غور سے" وہ سنجیدگی سے بولا

" حکم کیجئے میرے آقا" وہ کسی پروفیشنل غلام کی طرح آواز کو سنجیدہ بناتے ہوئے بولا

"حیدر میں سریس ہوں۔۔۔اب تُو بھی ہو جا" وہ اُسکی غیر سنجیدگی محسوس کرتے ہوئے بولا

" اوکے سریس ہو گیا اب بول"

" دلاور صاحب کے بارے میں انفرمیشن چاہیے جلد از جلد " وہ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے سیدھ مدعے پہ آیا

" کون دلاور؟؟؟؟ " متجسس انداز میں پوچھا گیا

" یہی تو معلوم کرنا ہے"

" یہ تُو نے خفیہ ایجنسی کب جوائن کی۔۔۔اور یہ دلاور کون ہے کتنے مڈرز میں انوول تھا اور۔۔۔"

"او بھئی بریک پہ پیر رکھ اور کیا ایجنسی مڈر اور۔۔۔پاگل ہو گیا ہے کیا کہیں سر ور مارا ہے" حیدر کی نون سیریس باتیں اُسے غصہ دلا گئی

" ہاں تو اب یہ کام تو ایجنسی وا۔۔۔"

" شٹ اپ یار۔۔۔تُو سیریس ہو رہا ہے یا میں فون بند کروں" وہ اُکتائے ہوئے انداز میں بولا

" اچھا سوری۔۔۔بول کیا کرنا ہے" اریب کو حد درجہ سنجیدہ پا کر وہ سنجیدگی سے بولا

" دلاور صاحب کے بارے ساری انفرمیشن چاہیے انکی فمیلی جاب سب کے بارے میں" حیدر خاموش ہوا تو وہ اُسے تفصیل بتانے لگا

" پورا نام کیا بتایا تُو نے"

" میں نے فل نیم بتایا ہی نہیں مسٹر حیدر" اریب طنزیہ سا بولا

"تو اب بتا دے" وہ پھر سے غیر سنجیدہ ہوا

" پتا نہیں"

"پتا نہیں مطلب" وہ حیران ہوا

" اُردو بولی ہے فارسی نہیں جو مطلب بھی سمجھوؤں" حیدر سے بات کر اُسکا موڈ بہتر ہوگیا

"تُو نے مجھے سی آئی ڈی میں سمجھ رکھا ہے جو سارے شہر کے دلاورز کا پتا کروائے گا پھر تیرے مطلوبہ کو تیرے سامنے پیش کیا جائے گا اور۔۔۔۔۔"

" بس۔۔۔۔بس میں سمجھ گیا کم بولا کر اور شام کو گھر آنا پھر بات کریں گے۔۔۔۔۔اوکے بائے" حیدر کی نون سٹوپ چلتی زبان کو اریب کی آواز سے بریک لگی اور ساتھ ہی کال کاٹ دی گئی۔۔۔۔۔کال بند کرنے کے بعد اُس نے سر سیٹ بیک پر پُرسکون انداز میں ٹیکتے ہوئے آنکھیں موند لی اب اُسے خود ہی دلاور صاحب کے بارے میں معلوم کرنا تھا کیونکہ ان کے ذریعے ہی وہ اشتیاق چچا کی فمیلی تک پہنچ سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گاڑی سے اتر کر اندر جا ہی رہا تھا جب اُسے لان میں کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تو وہ اُس طرف آ گیا اُس کی طرف پیشت کیے وہ کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی

"آہمم۔۔۔"قریب آکر حیدر کھنکھارا

"آ۔۔۔آ۔۔آپ۔۔۔"اپنے پیچھے سے آئی آواز پر وہ تیزی سے کھڑی ہوئی اپنے سامنے حیدر کو دیکھ کر نروس ہو گئی

" جی میں۔۔۔کیسی ہیں آپ" وہ اُسکے چہرے کے بدلتے رنگوں سے محظوظ ہوتے بولا

" ٹ۔۔ٹھیک۔۔۔"ہاتھ میں پکڑی کتاب قریب پڑی میز پر رکھتے ہوئے بولی آواز میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی

"مجھ سے نہیں پوچھیں گی" اُسے خاموش سے گھاس کو گھورتا دیکھ اُسنے مسکراتے ہوئے پوچھا

"کیا" کلثوم نے اُسکی طرف دیکھا تو اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر فوراً نگاہیں جُھکا گئی

" یہی کہ میں کیسا ہوں" اُسکے قریب آ کر قدرے سرگوشی سے کہا گیا

" کی۔۔۔کیسے ہیں آ۔۔آپ" وہ ہیواز نظریں جُھکائے بولی

" اب سے کچھ دیر پہلے تک ٹھیک تھا اب کا معلوم نہیں" وہی خوبصورت سا سرگوشیانہ انداز۔۔۔کلثوم کی گھبراہٹ میں اضافے کے لیے کافی تھا

" مم۔۔مطلب " اسنے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا

" مطلب تم اب بھی مجھے دیکھ کر ویسے ہی گھبراتی ہو جیسے پہلی بار گھبرائی تھی" اُسے کلثوم کا گھبرایا بوکھلایا سا معصوم چہرا شرارت کرنے پر مجبور کر رہا تھا

پہلی بار جب حیدر اریب سے ملنے گھر آیا تو رات کا وقت تھا اور سب اپنے کمروں میں تھے کلثوم کسی کام سے باہر لاونج میں تھی حیدر کو دیکھ کر اس قدر چلائی کہ سب اکھٹے ہو گئے اُسی لمحے حیدر کو وہ معصوم سی لڑکی اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی اور اب تو اُس نے کلثوم سے اپنے جذبات کا اظہار بھی کر دیا تھا

"ن۔۔نہی۔۔۔نہیں تو۔۔۔م۔میں کیوں گھبراؤں گی" اُسنے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی حیدر بس اُسکی بات پر دھیرے سے مسکرا دیا

" گُڈ۔۔۔اریب کہاں ہے" اُسنے آس پاس کام کرتے مالیوں کو دیکھا چونکہ حویلی کا لان کافی بڑا تھا اسی لیے تین مالی صبح اور تین شام میں لان کی دیکھ بھال کرتے

" بھیا اپنے روم میں " وہ جلدی سے بولی حیدر جانے کے لیے مُڑا

" تھینک گاڈ۔۔۔"کلثوم ایک گہرا سانس خارج کرتے ہوئے بڑبڑائی اور ٹیبل کی طرف مُڑی

" اس قدر شکر نہ منایئے میڈم بہت جلد آپ ہمیشہ کے لیے اسی حصار میں آنے والی ہیں" اُسکی بڑبڑاہٹ سن کر وہ واپس آیا اور اُسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اپنی بات کہہ کر چلا گیا اُسکے جاتے ہی کلثوم نے ماتھے پر آئی

ننھی پسینے کی بوندیں صاف کی گال پر ہاتھ رکھ جو اُسکی اتنی سی قربت پر ہی دھکتے انگار ہو گئے ایک بار پھر اُسنے داخلی دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ اندر گیا تھا ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اُسکے لبوں کو چھوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے بھابھی میں صبح سے نوٹ کر رہی ہوں آپ کچھ بےچین سی ہیں" عظمت بیگم کچن میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے رعنایہ بیگم سے مخاطب ہوئی جو اریب اور حیدر کے لیے چائے تیار کر رہی تھیں

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔لو یہ چائے اوپر اریب کے روم میں دے آؤ" وہ چائے ڈالتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی ملازمہ سے مخا طب ہوئی

" جانتی ہیں جب آپ پریشان ہوتی ہیں تو آپ کے چہرے سے واضح معلوم ہوجاتا۔۔۔۔اب بتائیں کیا بات ہے" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم میں جیٹھانی دیورانی سے زیادہ دوستی کا رشتہ تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی مضبوط ہو گیا۔

"وہ۔۔۔کل دلاور بھائی آئے تھے حویلی" وہ انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھامے بولی

" یہ وہی ہیں جن کا آپ نے بتایا تھا کہ وہ۔۔۔۔"عظمت بیگم اُنکے پریشان کن چہرے کو دیکھ کر بولی دانستہ ہی انھوں نے بات ادھوری چھوڑی

" ہاں وہی ہیں " رعنایہ بیگم اُنکی بات سمجھتے ہوئے بولی

" لیکن بھابھی آپ کیسے جانتی ہیں" انھیں حیرت ہوئی کیونکہ جب رعنایہ بیگم نے انھیں دلاور صاحب کے بارے میں بتایا تھا تو یہ بھی بتایا تھا کہ وہ بڑی اماں سے ہی ملنے آئے تھے اور بڑی اماں اپنے مہمانوں سے اکیلے ہی ملتی تھیں ہمیشہ

"اریب نے بتایا۔۔۔"عظمت بیگم نے حیرت سے انھیں دیکھا گویا انھوں نے کوئی انہونی بات کہی ہو

" مگر۔۔۔۔"

" اُسنے بڑی اماں اور بھائی صاحب کی باتیں سن لی تھیں" اسے سے پہلے کہ عظمت بیگم کچھ کہتی رعنایہ بیگم نے انھیں حقیقت بتائی

" تو کیا Ak حقیقت جان گیا ہے" انھوں نے گومگو کی کیفیت میں پوچھا

" کچھ ان کی باتوں سے اور باقی مجھ سے" وہ قدرے آہستہ آواز میں بولی

" آپ نے اُسے سب بتا دیا" وہ حیران تھی

" وہ جاننا چاہتا تھا" انھوں نے گویا اعتراف کیا

" لیکن اگر بڑی اماں یا آپا کو معلوم ہو گیا تُو" انھیں ڈر تھا کہیں بڑی اماں رعنایہ بیگم کو کوئی سزا نہ دیں اور وہ ایسا کر بھی سکتی تھی کیونکہ انھوں نے سختی سے منع کیا تھا اس بارے میں بات کرنے سے

" اسی لیے میں پریشان ہوں۔۔۔لیکن خود کے لیے نہیں اریب کے لیے کہیں بڑی اماں اُسے۔۔۔۔۔۔۔"انکی بے چینی انکے لہجے میں عیاں تھی انھوں نے بات ادھوری چھوڑ دی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں

" فکر نہ کریں بھابھی۔۔۔پتا ہے مجھے لگتا ہے اے-کے اب کوئی نا کوئی حل نکال ہی لے گا۔۔۔"انکی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی گویا ایک نئی اُمید کی کرن نظر آئی ہو ماضی کی غلط فہمیاں دور کرنے کا ایک اور موقع ملا ہو

"ہاں۔۔۔لیکن اس سب میں وہ خود کا نقصان نہ کر بیٹھے" رعنایہ بیگم فکر مندی سے بولی انھیں اپنے اکلوتے بیٹے کی فکر تھی

"بھابھی فکر نہ کریں وہ سب سنبھال لے گا اب آپ جائیں آرام کریں" وہ رعنایہ بیگم کو سمجھتے ہوئے بولی اور انھیں کمرے میں بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ انھوں نے پورا دن فکر مندی میں گزارا تھا اور وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ انکی بہنوں جیسی جیٹھانی بیمار پڑے انکے جانے کے بعد وہ بھی اُٹھی تاکہ ڈنر کی تیاری کر سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" افففف۔۔۔ہُو مسکان تم اتنے دنوں سے کہاں غائب تھی " آج وہ ایک ہفتے کی چھٹیوں کے بعد یونی آئی اور اُسکے آتے ہی کلثوم نے اُسے گھیر رکھا تھا

" کہی بھی تُو نہیں۔۔۔تمہارے سامنے ہی تو ہوں" آج کئی دونوں بعد وہ واپس نارمل ہوئی تھی ورنہ پیچھلے کچھ دونوں سے وہ کافی ڈسٹرب رہی تھی لیکن آج اُسکا موڈ اچھا تھا

" میں نے کال کی تھی تُو آنٹی نے بتایا کہ تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں۔۔۔اب تم ٹھیک ہو" اُسکی فکر مند سی آواز پر مسکان نے غور سے اُسکے چہرے کی طرف دیکھا اب وہ مسکراتے ہوئے اُسے گزرے دنوں کی باتیں بتا رہی تھی

" کلثوم کتنی الگ ہے۔۔۔معصوم سی۔۔۔نرم دل۔۔۔دوسروں کی تکلیف سمجھنے والی۔۔۔ان حویلی والوں سے بالکل الگ" وہ اُسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی

" ارے۔۔تم کہاں کھو گئ" کلثوم اُسے منظر سے غائب پا کر اُسکے چہرے کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے بولی تو وہ اک دم سے چونکی

" مہرین نہیں آئی۔۔۔"وہ موضوع بدلنے کی غرض سے بولی وہ حویلی کے لوگوں سے نفرت کرتی تھی لیکن یہ جانتے ہوئے بھی کہ کلثوم بھی انہی میں سے ہے وہ اُس سے نفرت تُو کیا ناراض بھی نہ ہوئی کیونکہ وہ باقی سب کی سزا اُسے نہیں دے سکتی تھی اور جو ہوا تھا اُس میں کلثوم کا تو کوئی قصور بھی نہ تھا یا در حقیقت وہ ایک اچھی دوست کھونا نہیں چاہتی تھی

" نہیں۔۔ابھی تک نہیں" اُسنے مختصراً کہا

"کسی نے مجھے یاد کیا کیا" اُسی لمحے مہرین کی چہکتی آواز ایک جانب سے آئی تو ان دونوں نے اُس طرف دیکھا جہاں وہ کھڑی چہرے پر مسکراہٹ لیے انہی کی طرف بڑھ رہی تھی

" جی بالکل بھی نہیں۔۔۔چڑیلوں کو بھی بھلا کوئی یاد کرتا ہے کیا " کلثوم جٹ سے اُسے تنگ کرنے کے لیے بولی

" تم تو جلیس ہی رہنا میری خوبصورتی سے۔۔۔"مہرین منہ بسورتے ہوئے بولی تو وہ دونوں بھی اُس کی ناراضگی کی ایکٹنگ پر مسکرا دی

" اور تم اُس دن پارٹی سے بھی اتنی جلدی چلی گئ اور اب محترمہ ایک ہفتے بعد آئی ہیں میں تو تمہیں نوٹس نہیں دینے والی " پارٹی کی بات پر ایک لمحے کو اُسکا موڈ بدلا مگر وہ جلد ہی سنبھلی اور مہرین کی اگلی بات پر دھیرے سے مسکرا دی

" اُسکی طبعیت خراب تھی یار۔۔"کلثوم جھٹ سے بولی اُسے اچھا نہیں لگ رہا تھا مہرین کا یوں مسکان سے ناراض ہونا

" اچھا سوری۔۔۔۔۔نکسٹ ٹائم میں بیمار بھی تمہاری اجازت سے ہوں گی پکا" مسکان پہلے سنجیدگی سے اور پھر مسکراتے ہوئے بولی

"پکا۔۔"مہرین نے مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا

" پکا۔۔"مسکان کے کہنے پر تینوں کھل کر مسکرائی اُن کی کھکھلاہٹ صبح کے اس خوبصورت منزل کو اور بھی خوبصورت بنا رہی تھی

" چلو کلاس کا ٹائم ہوگیا ہے " کلثوم ہاتھ میں بندھی گھڑی سے ٹائم دیکھتے ہوئے بولی تو وہ تینوں اپنی کتابیں سنبھالتی کلاس کی جانب بڑھ گئ

" مسکان۔۔۔"کلاس شروع ہوچکی تھی جب مسکان کلثوم کی سرگوشی پر چونکی اور اُسکی جانب متوجہ ہوئی

" ہو۔۔کیا ہوا" وہ فکر مند سے انداز میں بولی

" کچھ نہیں ایک بات یاد آ گی تو سوچا پوچھ لوں" وہ مسکراہٹ دُبائے بولی جانتی تھی مسکان کتنا ڈرتی ہے یوں کلاس میں لیکچیر کے دوران بولنے سے کہ کہیں سر دیکھ نہ لیں اور انھیں کلاس روم سے نکال نہ دیں

"ابھی نہیں بعد میں" حسبِ توقع جواب ملنے پر وہ مسکرا دی

" تمہیں میرے چچا جان کیسے لگے"مسکان کی بات نظر انداز کر تے ہوئے اُس نے پوچھا تو اُسکی بات پر مسکان نے چونک کر اُسے دیکھا جو اب سامنے دیکھ رہی تھی کلثوم کی ہلکی سی مسکراہٹ میں دبے الفاظ بھی مسکان کو اپنا مذاق اُڑاتے محسوس ہوئے اُسے لگ رہا تھا اُسکے کے گرد موجود ہر چیز اُس پر ہنس رہی ہو

" کیا ہوا۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے وہ میرے لیے کیا لائے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"مسکان کی حالت سے بے خبر اب وہ اُسے اپنے لیے لائے گفٹس کا بتا رہی تھی جبکہ مسکان کے لیے اب وہاں بیٹھنا محال ہو رہا تھا

" وہ بہت اچھے ہیں مسکان" کلثوم کے ان الفاظ پر وہ آسودہ سا مسکرائی کاش کہ وہ اُسے اُس انسان کی اصلیت بتا پاتی لیکن وہ صرف سوچ ہی سکی اُسکے لیے کسی بھی مرد پر اب یقین کرنا ناممکن سا ہو گیا تھا اورشاید کسی بھی مرد کے لیے "بہت اچھے" الفاظ اب اُسے مذاق کے سوا کچھ نہیں لگتے تھے مہرین ان دونوں کی باتوں سے بے خبر خاموشی سے لیکچیر سن رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفیہ بیگم گھر کے سارے کام ختم کر کے لان میں آ گئی بقول دلاور صاحب کے اُن کا لان انتہائی خوبصورت تھا جس کی وجہ انکی نگرانی تھی سفیہ بیگم اور مسکان دونوں کو ہی پھولوں سے خاص لگاؤ تھا اسی وجہ سے مسکان بھی اکثر اپنا فارغ وقت لان میں ہی گزارتی کئی نئے پھول لاتی اور پھر انکی دیکھ بھال خاص طور پر خود کرتی سفیہ بیگم مالی کو کچھ سمجھانے کے بعد ابھی کرسی پر بیٹھی ہی تھی کہ گیٹ پر گاڑی کا ہارن سن کر اُدھر متوجہ ہوئی اندر آتی گاڑی کو دیکھ کر اُنکے چہرے پر مسکراہٹ بکھری

"السلام علیکم۔۔۔بھابھی" بیگم دلاور سے گلے ملتے ہوئے اُن کے چہرے پر خوشی کے ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی کیونکہ پیچھلے کچھ عرصے سے وہ اسلام آباد تھی اور اب واپس آ کر یقیناً انھیں سرپرائز کیا تھا

"وعلیکم اسلام۔۔۔کیسی ہیں" بیگم دلاور کے چہرے پر بھی وہی خوشی تھی

"الحمداللہ۔۔۔آپ کب آئی اور بھائی صاحب آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔۔"وہ پہلے بیگم دلاور سے اور پھر مصنوعی ناراضگی بھرے انداز میں دلاور صاحب سے بولی

" یہ کل ہی آئی ہیں ابھی میں آپ کی طرف آ رہا تھا تو انھوں نے کہا یہ بھی چلیں گی" وہ سبھی لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ چکے تو دلاور صاحب نے انھیں بتایا

"بہت اچھا کیا جو آپ آگئی مسکان بھی کئی بار آپ کا پوچھ چکی ہے کہ کب آئیں گی۔۔۔اور سچ کہوں تو میں خود بور ہوجاتی ہوں یوں اکیلے" وہ ملازمہ کوچائے اور لوازمات لانے کی ہدایات دینے کے بعد بولی

"کہاں ہے مسکان" بیگم دلاور نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا

"وہ یونیورسٹی گئی ہے آتی ہی ہو گی" موسم سرما ابھی شروع ہی ہوا تھا اور لان میں پڑتی سورج کی مدھم مدھم شعوعیاں بھلی لگ رہی تھیں

"گُڑیا۔۔۔۔۔"دلاور صاحب کی پُر فکر آواز پر وہ قدرے چونکی

" جی۔۔۔۔۔"

"مسکان کی سٹیڈیز۔۔۔آئی مین۔۔۔۔۔کورس مکمل ہونے میں کتنا ٹائم ہے" ناجانے وہ کیا پوچھنا چاہتے تھے جس کے لیے اُن کو مناسب الفاظ بھی نہیں مل رہے تھے سفیہ بیگم کو حیرت بھی ہوئی کیونکہ مسکان کا ایڈمیشن انھوں نے ہی کروایا تھا اور پھر اچانک سے ایسا سوال۔۔۔۔وہ کچھ پریشان بھی لگ رہے تھے جو انکی بھی پریشانی کی وجہ تھی

"ابھی تو ایک سمسٹر رہتا ہے اور اس سمسٹر کے پیپرز بھی نہیں ہوئے۔۔۔۔کیا ہوا ہے آپ کچھ پریشان بھی لگ رہے ہیں " وہ چائے کا کپ انکی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھ رہی تھی

"ن۔۔۔نہیں کوئی خاص بات نہیں" انکا پریشان چہرہ دیکھ کر دلاور صاحب بولے

"بھابھی۔۔۔ایک بات پوچھوں" بیگم دلاور کی آواز نے کچھ لمحوں کی خاموشی کو توڑا بیگم دلاور اشتیاق صاحب کی دور کی رشتے دار تھیں انہی کی وجہ سے دلاور صاحب اور اشتیاق صاحب کی دوستی بھی ہوئی تھی مگر کئی برس پہلے جب بڑی اماں کو معلوم ہوا کہ دلاور صاحب نے سفیہ بیگم کو پناہ دی اور انکی مدد بھی کی تو انھوں نے اُن سے رشتہ توڑ دیا اور انھیں اشتیاق یا حویلی کے کسی بھی فرد سے رابطہ رکھنے سے سختی سے منع کیا

" پوچھیں نا۔۔۔اس میں کہنے کی کیا بات ہے" سفیہ بیگم نرمی سے بولی

"آ۔۔۔۔آپ جانتی ہیں اشتیاق بھائی واپس آ چکے ہیں" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی کہ انھیں بُرا نہ لگ جائے

" جی۔۔۔و۔۔وہ۔۔۔تو۔۔۔کافی عرصے سے آ گئے ہیں نا۔۔۔"اشتیاق صاحب کے ذکر پر انھوں نے بمشکل خود کو سنبھالا انھوں نے دلاور صاحب یا کسی سے بھی اشتیاق سے فون پر ہوئی بات کا ذکر نہیں کیا تھا کہ اُنکے مطابق اب وہ اُنکی زندگیوں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ بیس بائیس سال بعد بھی اپنا وعدہ پورا نہیں کر پائے تھے یا شاید انھیں کوئی وعدہ یاد ہی نہیں تھا

"جی۔۔۔۔وہ آپ سے اور۔۔۔۔۔مسکان سے ملنا چاہتے ہیں" سفیہ بیگم کے چہرے پر پھیلے تکلیف کے اثرات دیکھتے ہوئے بیگم دلاور نے بات مکمل کی

" میرے خیال سے اب ہمارا ان سے یا اُنکا کا ہم سے کوئی تعلق نہیں" اپنے آنسوں روکنے کی کوشش میں اُنکی آواز بھاری ہو گئی تھی

"گڑیا۔۔۔دراصل وہ۔۔۔۔"

"وہ کیا۔۔۔بھائی صاحب۔۔۔۔کیا اب وہ پھر سے رشتے جوڑنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔"آنسو بے اختیار ہی انکے رخسار بھگونے لگے

"و۔۔۔وہ۔۔۔۔رشتے جنہیں جوڑنے کا وعدہ۔۔۔۔وہ بیس سال پہلے کر کے گئے تھے "کچھ پل کے وقفے کے بعد وہ پھر سے بولی اُنکا لہجہ ہمیشہ سے قدرے سخت تھا

"لیکن۔۔۔۔"

"بھائی۔۔۔۔بھابھی۔۔۔۔مسکان بہت مشکل سے سنبھلی ہے وہ یہ سب کبھی اکیسپٹ نہیں کر پائی گئی اور میں اپنی بچی کو بکھرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی" وہ باری باری دونوں کو دیکھتے بولی رونے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں

"آپ جانتی ہیں اُسے باپ کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔"دلاور صاحب نے انھیں قائل کرنا چاہ

" جن کے باپ۔۔۔۔م۔۔مر جائیں انھیں اکیلے سب سہنے کی عادت ہو جاتی ہے اور نہ بھی ہو تو بھی وہ سمجھوتہ کرنا سیکھ جاتے ہیں " وہ بات کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی تھی اور آنسو روکنے کی ناکام کوشش کی

"کیا وہ ایک موقع ڈیزیور نہیں کرتے" بیگم دلاور گلوگیر آواز میں بولی

"آپ جانتی ہے وہ ایک موقع۔۔۔۔میں پہلے ہی انھیں دے چکی ہوں " وہ بھی بضد تھیں اپنی بات پر

"وہ صرف ایک بار آپ سے ملنا چاہتے ہیں " بیگم دلاور نے ایک آخری کوشش کی

" بھابھی۔۔۔میں یا مسکان ان سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتے پلیز۔۔۔"آنسو روانی سے بہنے لگے تھے

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔آپ روئیں نا " دلاور صاحب انھیں دلاسہ دیتے ہوئے بولے اور قریب رکھی کرسی پر انھیں بیٹھایا اور خود بھی وہی بیٹھ گئے وہ اشتیاق سے نفرت نہیں کرتی تھیں لیکن اب شاید اُنکے دل میں پہلے جیسی محبت بھی نہیں تھی اُنکی زندگی اب صرف مسکان کے گرد گھومتی تھی اشتیاق صاحب سے اُنکا رشتہ اب صرف اتنا تھا کہ وہ اُنکی بیٹی کا باپ تھا وہ محبت تو شاید اُسی روز ختم ہوگئی تھی جب انھوں نے سفیہ بیگم کو برستی

بارش میں تین دن کی بچی کے ساتھ حویلی سے نکال دیا تھا وہ جتنا ماضی سے بھاگنے کی کوشش کرتی وہ اُتنا ہی انکے سامنے آجاتا۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا۔۔۔تم نے کبھی انکے بارے میں جانے کی کوشش بھی نہیں کی" وہ تینوں آج کافی دنوں بعد فری تھیں اور مہرین نے مسکان سے اُسکے بابا کے بارے میں پوچھا گو کہ اُسنے ساری حقیقت انھیں نہیں بتائی تھی اور نہ بتا سکتی تھی کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ کلثوم حقیقت معلوم ہو جانے پر کیسے ریکیٹ کرتی مگر جو اُسنے بتایا تھا وہ بھی کسی تکلیف سے کم نہیں تھا

" کیا۔۔۔تم اُس انسان کے بارے میں جاننا چاہتی جو بیس سال پہلے تمہیں چھوڑ جاتا اور تم وجہ بھی نہ جانتی ہوتی" مہرین کی بات پر وہ اُسکی طرف مُڑتے ہوئے بولی گلوگیر آواز قدرے بھاری ہوگئی تھی

"جانتی ہوں کرنا آسان نہیں ہوتا کہنا بہت آسان ہوتا ہے اور تکلیف وہی سمجھ سکتا ہے جیسے چوٹ لگی ہو۔۔۔مگر کیا خوشیوں کی چاہت نہیں تمہیں " کلثوم اُسکی بات سن کر بولی وہ ہمیشہ سے ہی اُسے ایک الگ انسیت رکھتی تھی ایک الگ اپنا پن محسوس کرتی اُسکے ساتھ۔۔۔۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ اُسکی مدر سنگل مدر ہیں مگر آج جو مسکان نے انھیں بتایا تھا وہ حقیقتاً اُسکے لیے پریشان ہوئی تھی مسکان کی آنکھوں میں محبت کی پیاس دیکھی تھی اُس نے

"دکھ ،تکلیف ، درد ان سب کی عادت ہو گئی ہے اب اور ہم قسمت سے تو نہیں لڑ سکتے نا۔۔۔اور ویسے بھی ہمارے پیدا ہوتے ہی ہماری قسمت لکھ دی جاتی ہے" وہ بے رحمی سے اپنے رخسار رگڑتے ہوئے بولی

" تقدیر بدلی جا سکتی ہے تدبیر سے۔۔۔۔۔"کلثوم نے اُسے سمجھنا چاہ

"ہر انسان ایسا بھی نہیں کر سکتا نا۔۔۔اور ویسے بھی میں اکیلی دکھی تھوڑی نا ہوں اس دنیا میں۔۔ہر کوئی اپنے اندر کئی دکھ لیے ہوتا ہےاور۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رُکی آنسو پی جانے کی کوشش میں اُسکی آواز کافی بھاری ہو گئی تھی

" ہاں۔۔۔لیکن وہ۔۔۔"مہرین نے کچھ کہنا چاہ

" پانچ سال کی تھی جب وہ شخص ہمیں چھوڑ کر چلا گیا تھا تب سے اب تک وہ واپس کبھی نہیں آئے۔۔۔تو اب میں کیا اُمید رکھوں " رخسار پر آئے آنسو رگڑتے ہوئے وہ بمشکل بول پا رہی تھی

"ہوسکتا ہے انھوں نے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہو " مہرین نے ممکنہ اندازہ لگایا تو اُسنے سرخ ہوتی آنکھوں سے اُسکی طرف دیکھا اُس وقت اُسکی جو حالت تھی وہی جانتی تھی کس ضبط کے ساتھ وہ وہاں بیٹھی تھی

"مجھے اس بارے میں اور بات نہیں کرنی تم لوگ میرے فادر کے بارے جاننا چاہتے تھے سُو میں نے بتا دیا۔۔۔جسٹ اس لیے کے تم لوگوں نے پوچھا کوئی ہمدردی یا مشورے لینے کے لیے نہیں " اُسکا ضبط جواب دے گیا تو وہ قدرے سخت انداز میں بولی اور سامنے کُھلی کتاب بند کر کے اپنی چیزیں سنبھالنے لگی

"ایم سوری۔۔۔ہم تمہیں ہارٹ نہیں کرنا چاہ رہے تھے" وہ دونوں ہی ایک ساتھ بولی

"نہیں اٹس اوکے۔۔۔چلتی ہو" وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ آسودہ سا مسکرائی اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھ گئی اُن دونوں نے بھی اُسے روکنے کی کوشش نہیں کی وہ جانتی تھیں کہ وہ ڈسٹرب ہے اور اب کچھ وقت اپنے ساتھ گزارنا چاہے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما۔۔۔؟"کلثوم عظمت بیگم اور حارث کے ساتھ ٹی وی لاونج میں بیٹھی بظاہر کوئی ٹاک شو دیکھ رہی تھی مگر اُسکا دماغ کہیں اور ہی کھویا ہوا تھا اور بل آخر اُس نے اپنے دماغ میں آنے والے سوالات کو مما سے پوچھنے کا فصیلہ کیا

"جی۔۔بولیں بیٹا۔۔۔کیا بات ہے" کلثوم کا یوں کھوئے کھوئے انداز میں انہیں پکارنا اور پھر نظریں ٹی وی سکرین پر ہوتے ہوئے بھی دماغ کا کہیں اور گم ہونا انھیں پویشانی ہوئی

"مما کیا کوئی باپ اپنی اولاد کو چھوڑ سکتا ہے" آج یونیورسٹی میں مسکان سے ہوئی گفتگو اُسے پریشان کر رہی تھی اور اُسکا یوں سریس موڈ جو گھر والوں کو شازونادر ہی دیکھنے کو ملتا عظمت بیگم کو پریشان کر رہا تھا وہ یہ تو نہیں جانتی تھی کہ اُسکے بابا اُسے اور اُسکی مما کو کیوں چھوڑ کر گئے تھے مگر اُسکی چھٹی حس اُسے کہہ رہی تھی کہ یقیناً انھیں بلاوجہ چھوڑا گیا تھا اسی لیے شاید مسکان کے لہجے کے ساتھ اُسکی آنکھوں میں بھی اپنے بابا کے لیے غصہ اور ناراضگی دیکھی تھی اُسنے

"یہ کیسا سوال ہے" عظمت بیگم کلثوم کے سوال پر چونکی انھیں ایسے کسی سوال کی اُمید نہیں تھی

"بس ایک سوال ہے آپ بتائیں" وہ التجائیہ انداز میں انکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی

"نہیں بیٹا۔۔۔کوئی باپ اپنی اولاد کو۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رُک گئی جیسے انھیں کچھ یاد آگیا ہو تو انھوں نے اپنا جملہ ادھورہ چھوڑ دیا

"نہیں مما ایسا ہوتا ہے۔۔۔"وہ عظمت بیگم کے ادھورے جملے کو سمجھتے ہوئے بولی

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں" وہ اب اُسے پوچھنے لگی اُنکی آواز میں کرب واضح تھا

"مما میری فرینڈ کے بابا انھیں چھوڑ گئے تھے اُسنے ریزن تو نہیں بتایا مگر مجھ ایسا لگتا ہے کہ شاید اُسے بھی وجہ معلوم نہیں یا پھر وہ انھیں بلا وجہ۔۔۔"وہ کچھ سوچتے ہوئے بول رہی تھی جب عظمت بیگم نے اُسکی کی بات کاٹی

"بیٹا کوئی انسان اتنا بڑا فصیلہ بلا وجہ کیوں لے گا یقیناً کوئی وجہ رہی ہو گی یا کوئی مجبوری" عظمت بیگم اُسکی بات کاٹتے ہوئے بولی

"ہوسکتا ہے مما۔۔لیکن۔۔۔"وہ دانستہ طور پر جملہ ادھورہ چھرڑ گئی

" آپکی وہ کون سی فرینڈ ہے جس کی آپ بات کر رہی ہیں " انھوں نے اپنا خدشہ دور کرنا چاہ ناجانے کیوں انھیں لگا کہ وہ شاید سفیہ بیگم کی بیٹی کی بات کر رہی تھی

" مما ایسی بھی کیا مجبوری کہ بندہ پلٹ کر اپنی بیٹی کا بھی نہ پوچھے۔۔۔مانا کہ وجہ ہوسکتی ہے یا اُسکی مما کی غلطی بھی ہو سکتی ہے مگر پانچ سال کی بچی کا تو کوئی قصور نہیں ہو گا نا اُس میں " اُسنے شاید عظمت بیگم کی بات سنی ہی نہیں تھی اپنے ہی خیالوں میں گم وہ رک رُک کر بولی رہی تھی حارث تو ناجانے کب کا جا چُکا تھا وہ خاموش ہوئی تو لاونج میں صرف ٹی وی کی آواز آرہی تھی شاید کسی بسکٹ کا کمرشر چل رہا تھا

"نام کیا ہے اُسکا " ان کی آواز نے خاموشی کو تھوڑا ٹی وی کی آواز مدھم ہو گئی

"مسکان۔۔۔وہ جو پارٹی میں بھی آئی تھی" وہ جلدی سے بولی ساتھ ہی اُسکی شناخت بھی کروائی

"مسکان۔۔۔۔۔"انھون نے زیر لب دوہرایا

" کیا یہ سفیہ بھابھی کی بیٹی۔۔۔۔مسکان ہی ہے۔۔۔۔۔نہیں کلثوم نے کہا کہ اسکے وہ پانچ سال تھی جب اُسکے بابا انھیں چھوڑ کر گئے تھے جبکہ بھابھی کی بیٹی۔۔۔۔نہیں یہ وہ نہیں ہو سکتی" وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھیں

"کیا ہوا مما" وہ انھیں کسی سوچ میں گُم دیکھ کر بولی

"اُسکے بابا کا کیا نام ہے" شاید وہ مکمل تسلی کرنا چاہتی تھیں

"پتا نہیں میں نے پوچھا نہیں اور اُسنے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔ہاں اُسکی مما کا نام سفیہ ہے بہت اچھی ہیں میں کئی بار ملی اُن سے۔۔۔۔جب اُسکے گھر گئی تھی تب اور۔۔۔۔۔۔"اور ناجانے کیا کیا بول رہی تھی وہ مگر عظمت بیگم کے تودماغ میں بار بار ایک ہی جملہ آرہا تھا "ہاں اُسکی مما نام سفیہ ہے" لاونج میں ٹی وی کی آواز، دائیں جانب بنے کچن سے ملازموں کی آواز سب غائب ہوچکی تھی وہ بلکل ساکت ہوگئی تھی تو کیا اُس دن وہ مہمان بن کر آئی معصوم سی لڑکی اصل میں میزبان تھی مگر اُسنے ایسا کیوں کہا کہ وہ پانچ سال کی تھی جب اشتیاق بھائی نے

انھیں چھوڑا ایسے کئی سوال انکے اندر چل رہے تھے جن کے جواب شاید آنے والا وقت ہی دے سکتا تھا کلثوم اُٹھ کر جا چکی تھی ٹاک شو بھی ختم ہو گیا تھا اور ان کے اندر سوالوں کی ایک جنگ شروع ہوچکی تھی انھوں نے وہی صوفے کی بیک پر سر ٹیک کر آنکھیں موند کر اپنے اندر اُٹھنے والے طوفان کو روکنے کی کوشش کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کلثوم۔۔"وہ لاونج سے اُٹھ کر کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اریب کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اُسے اریب نے پُکارا

"جی بھیا" مما سے بات کر کہ اب وہ کافی بہتر محسوس کر رہی تھی بِنا یہ جانے کہ اُسکی بات نے اُنکے اندر ایک طوفان اُٹھا دیا تھا

" بیٹھو۔۔۔مجھے تم سے بات کرنی ہے"وہ لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا کلثوم کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اُسنے لیپ ٹاپ بند کر کے ایک طرف رکھا

"is everything ok bhaiya(سب ٹھیک تو ہے نا بھیا)" اریب کو کچھ پریشان دیکھ کر اُسنے پریشان کن انداز میں پوچھا

"nothing is fine"(کچھ ٹھیک نہیں ہے) اُسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ اور بھی پریشان ہو گئی

"کیا ہوا۔۔بھیا" وہ بغور اریب کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں پریشانی واضح ظاہر تھی

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔تمہاری۔۔فرینڈ۔۔۔مسکان۔۔۔۔وہ۔۔۔"اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے بات کرے

" کیا ہوا۔۔۔مسکان کو۔۔وہ ٹھیک تُو ہے نا" مسکان کے نام پر وہ چونکی کیونکہ آج وہ کافی ڈسٹرب تھی تو کلثوم کو لگا شاید اُسے کچھ نا گیا ہو

"نہیں اُسے کچھ نہیں ہوا۔۔۔اکچیلی وہ۔۔۔ہ۔م۔۔۔۔"اُسے تسلی دیتے ہوئے بولا دوسری بات اُسنے پھر سے ادھوری چھوڑ دی

" شکر ہے" اُسکی بات پر کلثوم نے گہرا سانس لیا

"مجھ تمہاری فرینڈ سے ملنا ہے" پھر ناجانے کیا سوچ کر بات بدلتے ہوئے بولا تو کلثوم نے حیرت سے اُسے دیکھا

"ملنا چاہتے ہیں مگر کیوں؟؟؟" وہ حیرت زدہ سی بولی

"وہ۔۔میں۔۔۔ابھی تمہیں نہیں۔۔۔۔۔۔بتا سکتا۔۔۔۔بس تم۔۔۔۔۔۔تم ملنے کا کچھ انتظام کرو" وہ شاید خود بھی شور نہیں تھا اپنے فصیلے سے اسی لیے رُک رُک کر بول رہا تھا

"لیکن بھیا۔۔۔آپ جانتے ہیں وہ کسی سے نہیں ملتی" کلثوم نے اُسے شاید مسکان سے ہوئی آخری مُلاقات یاد کروانا چاہی تو اریب نے حیران کن انداز میں اُسے دیکھا جیسے اُسکی بات کا مطلب سمجھنا چاہا ہو

"آئی مین۔۔۔لڑکوں سے نہیں ملتی" اُسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے اُسنے اپنا جملہ درست کیا

"I don't care وہ کسی سے نہ ملتی ہو مگراُسے مجھ سے ملنا ہوگا" وہ سنجیدگی سے سخت لہجے میں بولتا ہوا کھڑا ہوگیا کلثوم تو اُسکے انداز پر حیران تھی وہ ہس مکھ۔۔۔ہمیشہ خوش رہنے والا۔۔۔خوش اخلاق اریب تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا وہ تو شاید کوئی اور ہی تھا

"یہ تو اُس پہ ڈیپینڈ کرتا ہے بھیا۔۔۔ہم کسی سے زبردستی۔۔۔۔"وہ اُسکے انداز پر حیران ہوتے ہوئے بول رہی تھی جب اریب نے اُسکی بات کاٹی

"زبردستی ہی سہی۔۔۔ملنا ضروری ہے اُسے راضی کرو" وہ حتمی انداز میں کہتا کمرے سے نکل گیا کلثوم کو حیرت در حیرت ہو رہی تھی

"بھیا کو کیوں ملنا ہے مسکان سے۔۔۔۔"وہ خود سے مخاطب تھی فون کی بیل پر وہ سوچوں سے نکلی اور سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اُف۔۔۔اسے بھی ابھی پنچر ہونا تھا"پریشانی کے عالم میں وہ گاڑی سے اُتری اور پنچر ٹائر دیکھ کر بڑبڑائی سکینڈ لاسٹ سمسٹر کے پیپرز ہونے والے تھے اسی لیے کلاسیس نہیں ہو رہی تھی اکثر طالبات لائبریری میں دیکھائی دیتے یا آف کرتے تا کہ گھر سے تیاری کر سکیں اُن تینوں نے بھی آج چھٹی کی تھی مگر مسکان کو کچھ اسائمنٹس جمع کروانی تھی جو پیچھے ہفتے چھٹیوں کی وجہ سے اُسکی رہ گئی تھی اور انھیں جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی اسی لیے وہ یونیورسٹی جا رہی تھی کہ آدھے راستے میں ہی اُسکی گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا

"کیا کروں۔۔۔ابھی واپس گھر جاوں گی تو لیٹ ہو جاوں گئ اور پھر یہ۔۔۔کیا کروں" وہ حقیقتناً پریشانی ہوئی کیونکہ جہاں وہ اُس وقت موجود تھی وہاں کسی آٹو یا ٹیکسی کا ملنا تقریباً ناممکن تھا اور یہی اُسکی پریشانی کی وجہ تھی اُسی لمحے پیچھے سے آتی ایک سفید کورولا کار اُسکی گاڑی کے کے سامنے آکر رُکی اُسنے حیرت سے گاڑی کو دیکھا کیونکہ اُس طرح کی گاڑی اُسکے جانے والوں میں سے کسی کی نہیں تھی حیرت سے اُسکی آنکھیں اور تب کُھلی جب اُسنے گاڑی سے نکالنے والے شخص کو دیکھا

"کیا ہوا۔۔۔any problem???(کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟؟)" ابھی وہ حیران و پریشان اُسے دیکھ ہی رہی تھی کہ وہ اُسکی گاڑی کی طرف بڑھا اوراُسکی مخالف فرنٹ سیٹ کی کُھلی کھڑکی سے جھک کر نارمل انداز میں بولا سفید جینز پر نیلی شرٹ پہنے، بازو کہنیوں تک فولڈ کیے، آنکھوں پر لگائے کالے چشمے بڑے سٹائل سے دائیں ہاتھ میں پکڑے ،اپنی کالی آنکھیں اُس پر جمائے وہ پُرسکون انداز میں کھڑا تھا

"آ۔۔آپ۔۔۔"شیش و پینج میں مبتلا وہ بس اتنا ہی کہہ پائی

"کیا کہیں یہ لکھا ہے کہ اریب رضا خان کا یہاں آنا منع ہے" وہ کافی عرصہ پہلا اُسکا کہا گیا جملہ بڑے مزے سے اُسے ہی لوٹا گیا

"نہیں۔۔۔میرا مطلب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں" وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی جب سے مسکان کو حقیقت معلوم ہوئی تھی اُس کے بعد سے اُن دونوں کا آمنا سامنا بہت کم ہوا تھا جو مسکان کو اپنے حق میں بہتر لگا تھا

"یہاں سے گزر رہا تھا آپکی گاڑی دیکھی تو رُک گیا سوچا شاید کوئی پُروبلم ہو گی آپکو اور میہ بی میں آپ کی مدد کر سکوں " وہ اُسی انداز میں کھڑا اُسکی بےزارگی کو اگنور کرتا بول رہا تھا جبکہ وہ اُسکے چہرے کی اُکتاہٹ اچھے سے دیکھ سکتا تھا جو اُسے دیکھنے پر آئی تھی

" آپ کی یہاں موجودگی ہی اس وقت میری سب سے بڑی پروبلم ہے۔۔۔تو کائنڈلی یہاں سے جا کر میری پروبلم سُول کر دیں" مسکان لہجہ انتہائی روڈ تھا آواز آہستہ مگر لہجہ سخت۔۔۔

" سوری یہ میں نہیں کر سکتا " اریب کا انداز وہی لاپرواہ سا تھا اُسنے حیرت سے اُسکی طرف دیکھاوہ بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا نظروں کا ٹکراؤ ایک لمحے کو اُسے جان لیوا لگا

"و۔۔واٹ۔۔۔کیوں نہیں جائیں گے آپ" وہ جلد سے خود کو کمپوز کر کے بولی

"آپ مسئلہ بتائیں میں آپ کی ہیلپ کر دیتا ہوں " وہ اُسکا سوال نظر انداز کر بولا

"آپ پلیز جائیں میں خود اپنے مسائل حل کر سکتی ہوں " ڈیش بوڈر کو گھورتے ہوئے ایسے بول رہی تھی گویا اریب سے نہیں ڈیش بوڈر سے مخاطب ہو

"کاش۔۔۔۔۔"وہ ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے بڑ بڑایا

"آپ نے کچھ کہا" وہ اُسکی بڑ براہٹ سن چکی تھی مگر پھر بھی انجان بنتے ہوئے بولی

"کیا ہوا ہے گاڑی کو" ایسے ہی کھڑکی پر جُھکے وہ اُسے دیکھتے ہوئے بولا مگر مسکان مسلسل اُسے نظریں چُرا رہی تھی ناجانے وہ اُسے اگنور کرنے کی کوشش کر رہی تھی یا اُسکے جذبوں کو

"میں نے کچھ پوچھا ہے" وہ اپنی گاڑی سے نکلتے ہوئے ٹائر پنچر دیکھ چُکا تھا مگر پھر بھی اُسے پوچھنے پر بضد تھا وہ اُسے بات کرنا چاہتا تھا اور اس وقت بات کرنے کے لیے فقط وہی موضوع تھا

" ٹائر پنچر ہو گیا ہے" آخر وہ ہار مانتے ہوئے اُکھڑے سے انداز میں بولی تُو وہ دھیرے سے مسکرا دیا

" آپ یونی جا رہی ہیں رائٹ"وہ اُسکے ساتھ کی سیٹ پر پڑی فائلز دیکھ کر بولا

"جی۔۔۔"خلافِ توقع پہلی بار میں ہی جواب دے دیا گیا تھا اگر نوٹس سامنے نہ پڑے ہوتے تو شاید وہ اُسکی بات کی نفی کر دیتی مگر وہ جانتی تھی کہ وہ نوٹس دیکھ چُکا ہے

" ویسے تو میں اپنے کام سے جا رہا تھا مگر آپ کو ڈراپ کر سکتا ہوں " اُسنے مسکراتے ہوئے مسکان کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی گویا مدعے کی بات پر آیا

"جی نہیں I'll manage" مسکان نے بس ایک بار ہی اُسکی طرف دیکھا تھا مگر اُسکی نظریں وہ مسلسل خود پر محسوس کر سکتی تھی اسی لیے اُسکا لہجہ قدرے سخت تھا

" جی دیکھ رہا ہوں کہ " you can manage وہ سیدھے ہوتے ہرئے بڑبڑایا

" کیا کہنا چاہتے ہیں آپ کہ میں manage نہیں کر سکتی" اُسکی بڑبڑاہٹ سن کر وہ تیزی سے گاڑی سے نکلی اور اُسکے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولی

" نہیں۔۔۔میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا؟" اُسکی بات کاٹتے ہوئے وہ تیزی سے گو ہوئی

"لیکن یہ کہ یوں گاڑی میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھ کر آپ مینج کریں گی" اُسنے مسکان کے یوں تقریباً سنسان سڑک پر سکون سے گاڑی میں بیٹھنے پر چوٹ کی

"مجھے آپ کی مدد نہیں چاہیے " ایک لمحے کو اُسے لگا اریب صحیح ہی کہہ رہا تھا یوں بیٹھے رہنے سے گاڑی ٹھیک تھوڑی ہو جانی تھی مگر وہ اُس پر ظاہر کیے بنا بولی

"ویل۔۔اوکے۔۔۔۔۔ویسے تو یہ اچھا خاصا روڈ ہے مگر ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہی ہوتی ہے۔۔۔آپ کو کیا لگتا ہے میں صحیح کہہ رہا ہوں " وہ اُسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا اور جب بھی وہ اُسے ملا تھا وہ اُسے اریٹیٹ ہی ہوئی تھی تو اریب کو اُسے تنگ کرنے میں اور بھی مزا آتا

" انفرمیشن کے لیے شکریہ لیکن میں پھر بھی خود سے ہینڈل کر لوں گی "مسکان اُسکی موجودگی سے کافی زچ ہونے لگی تھی اسی لیے چاہتی تھی کہ وہ جلدی چلا جائے

"آئی تھینک آپ کو بحث کرنے کی بجائے میرے ساتھ چلنا چاہیے" وہ اپنے مخصوص نرم انداز میں بولا وہ تُو کلثوم کے ذریعے اُسے ملنا چاہتا تھا مگر قدرت نے اُسے خود ہی اُسے ملوا دیا تھا تو وہ یہ موقع کھونا نہیں چاہتا تھا

"آپ پلیز جائیں یہاں سے " مسکان واپس گاڑی کی طرف مڑتے ہوئے بولی

"کیوں " اُسے تو جیسے بہت لطف آرہا تھا مسکان کو زچ کر کے

"کیوں مطلب۔۔۔آپ اپنے کام سے جا رہے تھے جایئے" اریب کے کیوں کہنے پر وہ واپس مُڑی اور اُسکی طرف دیکھ کر کہا اریب پُرسکون انداز میں اُسکی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اُسے ہی گھور رہا تھا

"کیا آپ کو مجھ پہ بھروسہ نہیں۔۔۔۔۔۔لیسن۔۔۔آپ مجھ پہ بھروسہ کر سکتی ہیں " اُسے لگا شاید مسکان اُسکے ساتھ کمفٹیبل فیل نہیں کر رہی اسی لیے اُسکے ساتھ آنے سے منع کیا

"نا۔۔۔"وہ کچھ بولنے والی تھی مگر پھر خاموش ہو گئی اُسے اریب کے کریکٹر پہ کوئی ڈوٹ نہیں تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ ایک برائٹ کریکٹر کا مالک ہے اور اُسکے ساتھ ناجانے کی وجہ اُسکا حویلی کا بیٹا ہونا تھی

"اگر آپ اب بھی نہیں آنا چاہتی تو ٹھیک ہے بائے" اُسے سوچوں میں گم دیکھ کر بولا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا

"اُوکے۔۔۔"ایک لمحے میں اُس نے سوچا کہ اُسکا یونی جانا کتنا ضروری تھا تبھی اُسے گاڑی کی طرف بڑھتا دیکھ بولی وہ شاید اُس وقت سلفیش ہو رہی تھی اپنے فائدے کے لیے ہی اُسکا ساتھ قبول کر کے

"واٹ اُوکے" اریب کے آگے بڑھتے قدم مسکان کی آواز پر تھمے تو وہ اُسکا مطلب سمجھنے کے باوجود اُسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا

"آ۔۔۔آ۔۔پ۔۔م۔۔مجھ۔۔۔۔ے۔۔۔۔ڈراپ۔۔کر۔۔۔دیں" بوکھلاہٹ میں اسکی زبان بھی لڑکھڑانے لگی

"چلیں۔۔۔۔"وہ گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے بولا تو مسکان بھی گاڑی سے اپنی چیزیں لے کر اُسکی گاڑی کی طرف بڑھی اُسنے مسکان کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود ڈراوئنگ سیٹ سنبھالی اور زن سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اُن دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی کافی دیر کی خاموشی کو اریب کی آواز نے توڑا

"مسکان۔۔۔۔۔ایک بات پوچھوں آپ سے" اریب کے منہ سے اپنا نام سن کر اُسے حیرت ہوئی کیونکہ اُسنے پہلی بار اُسکے سامنے اُسکا نام لیا تھا اور نارملی بات کرتے ہوئے اُسے آپ بھی کہا تھا جبکہ وہ مسکان کے تاثرات کو نوٹس کیے بنا گاڑی چلاتا رہا

" جی پوچھیں " وہ دھیمی سی آواز میں بولی

" تم نے کبھی اپنے لائف پاڑٹنر کے بارے میں سوچا۔۔۔آئی مین وہ کیسا دیکھتا ہو کیا کرتا ہو وغیرہ " اُسکے سوال پر مسکان نے کافی حیران کن انداز میں اُسے دیکھا جو سامنے دیکھے گاڑی چلانے میں مصروف تھا مسکان کو اریب سے ایسے سوال کی توقع قطعی نہ تھی

"جی نہیں" اُسکے بے رخی سے کہنے پر اریب کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی

"تو اب سوچ لیں " وہ محظوظ کن انداز میں بولا

" آپ پلیز گاڑی ڈرائیو کرنے پر دھیان دیں " وہ کافی سخت لہجے میں بولی

" میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے " اُسکی بات ہمیشہ کی طرح نظرانداز کر تے ہوئے بولا

"کیا تم مجھ سے شادی کروگی"جب مسکان نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ دوبارہ گو ہوا اُسکا قطعی ارادہ نہ تھا مسکان کو اسطرح پرپوز کرنے کا مگر کچھ دن پہلے اُسے جو بات معلوم ہوئی تھی اُسے یہی صحیح لگا

" آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔پاگل ہیں کیا آپ" اُسکی بات پر مسکان تُو غصے سے لال پیلی ہو گئی

"کیوں۔۔۔تمہارے مطابق شادی پاگل لوگ کرتے ہیں" بنا کسی تاثر کے وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اُن دونوں کی ناجانے کب سے دوستی ہو

"گاڑی روکیں" مسکان کے مطالبے پر اُسنے ایک نظر اُسے دیکھا پھر ایسے سامنے دیکھنے لگا گویا سنا ہی نہ ہو

"آپ نے سنا نہیں میں نے کہا گاڑی روکیں" اُسے ہیواز گاڑی چلاتے دیکھ وہ غصے سے بولی

" میری عادت نہیں کسی کو بھی بیچ راستے چھوڑنے کی منزل تک پہنچانے کا کہا تھا پہنچاؤں گا۔۔۔کسی بھی قیمت پر" مسکان کی بات پر وہ ذومعنی انداز میں بولا تو مسکان نے اُسکی طرف دیکھا وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا مسکان نے فوراً نظریں دوسری طرف پھیر لی

"تُو اس لیے یہ احسان کیا آپ نے مجھ پر " دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولی لہجہ بدستور سخت تھا

"کیسا احسان۔۔۔"اریب نے سوالیہ انداز میں پوچھا

" مجھے لفٹ دینے کا۔۔۔"فوراً سے جواب دیا گیا

"تُو تمہیں لگتا ہے میں لفٹ کے بدلے تمہارا ساتھ مانگ رہا ہوں ایز لائف پا ٹنر" مسکان کی بات پر پہلے وہ طنزیہ سا مسکرایا پھر الفاظ چبا چبا کر بولا

" تم خود اتنی معصوم ہو یا مجھے سمجھتی ہو " اُسکی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تو وہ پھر سے بولا

"کیا غلط کہا مرد احسان ہی تُو کرتے ہیں عورتوں پر اور پھر بدلے میں۔۔۔"

" شٹ اپ۔۔۔کیا احسان۔۔احسان۔۔۔لگا رکھا ہے تمہیں لگتا ہے تمہیں لفٹ دے کر میں نے تم پر احسان کیا ہے تو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو چینج یور منٹیلیٹی لیکن میں تم سے شادی کسی احسان یا بدلے کے لیے نہیں کر رہا

بلکہ اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ۔۔۔۔۔"مسکان کی بات نے اُسکا دماغ ہی گھوما دیا اُیک جھٹکے سے اُسنے گاڑی روکی تو مسکان نے بمشکل اپنا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرانے سے روکا کہاں وہ اُسے زندگی بھر کا ساتھ مانگ رہا تھا اور کہاں وہ چھوٹی سی ہیلپ کو احسان کا نام دے رہی تھی

" تو آپ کے سوال کا سیدھا سمپل جواب ہے۔۔۔نہیں "غصے سے کہہ کر وہ اپنی طرف کا دروازہ کھولنے لگی مگر وہ پُر سکون بیٹھا رہا جانتا تھا جب تک وہ نہیں چاہے گا دروازہ نہیں کھولے گا ایک پل کے لیے تو مسکان کو ڈر لگا اریب کے غصے سے۔۔۔جتنا وہ ہمیشہ کول اینڈ کام رہتا اُتنا ہی جب اُسے غصہ آتا وہ ہائیپر ہو جاتا

"کیوں" وہ کافی حد تک خود کو کنٹرول کر چُکا تھا

"میں نے پوچھا ہے کیوں ؟؟؟ کیوں تم مجھ سے شادی نہیں کر سکتی" مسکان کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا تو اُسنے بازو سے پکڑ کر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا اُس اچانک حملے کے لیے وہ تیار نہ تھی اسی لیے اُسکی طرف کھینچتی چلی گئی

" آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں مسٹر اریب" اریب کی اس حرکت پر وہ حد درجہ حیران تھی اپنا بازو اُسکی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

"جانتا ہوں مگر اس سوال کا جواب دینے کی پابند ہو تم مس مسکان " وہ بھی اُسکے انداز میں بولا اپنا بازو وہ اریب کی گرفت سے چھڑوا چکی تھی

" مجھے دیر ہو رہی ہے دروازہ کھولیں" وہ اس وقت یونیورسٹی کی پارکنگ میں موجود تھے

" پہلے میرے سوال کا جواب دو" وہ پُرسکون انداز میں سیٹ کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا

"دروازہ کھولیں پلیز"اگر کچھ دیر اور اریب اُسے روکے رکھتا تو وہ رو دینے کو تھی

"میرے سوال کا جواب۔۔"وہ سیدھے بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا

"پلیز۔۔۔۔"وہ التجائیہ انداز میں بولی ایک آنسو پلکوں کا بند توڑ کر رخسار پر بہنے لگا

"اوکے۔۔۔ایم سوری میں تمہیں ہارٹ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر۔۔۔"وہ جیسے کچھ کہتے کہتے روک گیا تھا اُسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر وہ نرم پڑ گیا اپنی سائیڈ سے بیٹن دُوبایا اور اُسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً ہی گاڑی سے نکلی اور تیزی سے اندر بڑھ گئی اور وہ اُسے جاتا دیکھتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اریب۔۔۔صبح صبح کہاں چلے گئے تھے جانتے ہو نا آج کلثوم کے سسرال والے آرہے ہیں" رعنایہ بیگم جو کچن سے آرہی تھی اریب کو اندر آتا دیکھ کر بولی

" ایک اُمپوٹنٹ کام تھا اور مجھے یاد ہے مام کہ آج گُڑیا کو ہمیشہ کے لیے لے جانے کی ڈیٹ لینے آ رہے ہیں وہ لوگ۔۔۔۔۔"وہ کچھ اداس سا ہو گیا کلثوم اُسکی سگی بہن نہیں تھی مگر سب سے زیادہ اُسی کی لاڈلی تھی

"سُو۔۔۔اسی لیے میں ایک کام چھوڑ کر آیا ہو۔۔۔اور ریمبر وہ بھی ضروری۔۔۔"وہ دوسری بات جتانے والے انداز میں بولا تُو رعنایہ بیگم مسکرا دی

"بہت بہت شکریہ۔۔۔بھیا۔۔احسان کا بدلہ میں کیسے اُتارو گی" کلثوم جو سیڑھیاں اُترتے ہوئے اُس کی بات سن چکی تھی احسان مند انداز میں بولی جبکہ اُسکے احسان بولنے پر اریب کو مسکان اور اپنی صبح ہوئی گفتگو یاد آ گی

"کہاں کھو گئے ہو بھیا " کلثوم اُسے خیالوں میں کھویا دیکھ کر چُٹکی بجاتے ہوئے بولی رعنایہ بیگم واپس کچن میں جا چکی تھیں

" کہیں نہیں۔۔۔اب چونکہ میں نے تمہارے لیے اتنا اُمپوٹنٹ کام چھوڑا ہے تُو بدلے میں تمہیں بھی میری ہیلپ کرنی ہو گی اوکے" وہ پروفیشنل بزنس مین کی طرح بولا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

" اوکے مسٹر اریب رضا خان۔۔ہمیں آپ کی آفر قبول ہے" کلثوم بھی اُسکے انداز میں اُسے ہاتھ ملاتے ہوئے بولی تو دونوں ہی قہقہ لگائے ہسنے لگے وہ کچھ دیر پہلے والی ٹینشن کو بھول چکا تھا اور کھل کر ہنس رہا تھا

"بائے دی وے بھیا آپ آفس تو نہیں گئے تھے پھر کہاں گئے تھے " کلثوم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

" وہ میں تمہاری دو۔۔۔۔"

"ائی مین یونی گیا تھا ایک کام تھا" وہ بات بدلتے ہوئے بولا

"اتنی دیر لگا دی یونی میں کوئی خاص کام تھا" وہ نارمل انداز میں پوچھ رہی تھی جبکہ اریب کو لگا وہ اُسکا جھوٹ پکڑ چکی ہے

" ہاں۔۔۔اُسکے بعد ایک فرینڈ کی طرف چلا گیا تھا اُسے بھی کچھ کام تھا " وہ یقیناً جھوٹ نہیں بول رہا تھا مگر وہ مکمل سچ بھی نہیں تھا

" بھیا کیا آج ہی آپ کو سارے کام یاد آئے تھے" وہ منہ پھولائے بولی تو اریب نے مسکراتے ہوئے اُسے اپنے بازو کے گھیرے میں لیا

"لیکن گیسٹ کے آنے سے پہلے آ تو گیا ہوں نا" وہ مسکراتے ہوئے بولا

"جی وہ اس لیے کہ وہ لوگ لیٹ ہو گئے ورنہ آپ لیٹ ہوتے" وہ ناراضگی بھرے لہجے میں بولی

"تُو اسکا مطلب میری گُڑیا ناراض ہے" وہ اندازہ لگاتے ہوئے بولا

" بلکل بھی نہیں۔۔۔اگر آپ لیٹ ہوتے تو ضرور ناراض ہوتی"وہ مسکرا کر بولی

"ویسے تم کافی بے صبری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ہےنا" وہ اُسے چھڑنے والے انداز میں بولا

"کیوں" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

"اب دیکھو نا مہمان ابھی آئے بھی نہیں اور تم پہلے ہی یہاں ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئی ہو" وہ شرارتی انداز میں بولا

"بھیییا۔۔۔"کلثوم نے قریب پڑا کُشن اریب کو اُٹھا کر مارا اور اپنے روم میں بھاگ گئی اریب کلثوم کو شادی سے مطمن دیکھ کر مطمن تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابھی کچھ دیر قبل ہی اُسے کلثوم کی کال آئی تھی اور اُسنے اُسے شادی کی ڈیٹ فکس ہونے کا بتایا تھا وہ کلثوم کے لیے بہت خوش تھی حیدر بہت اچھا لڑکا تھا انکی ایک دو بار مُلاقات ہوئی تھی اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ کلثوم حیدر کو کافی ٹائم سے جانتی تھی اور وہ اریب کا بیسٹ فرینڈ بھی تھا اُسکی دونوں دوستیں کچھ وقت کے بعد ایک نئے رشتے میں بندھنے والی۔۔۔اُس رشتے میں جس پر مسکان کو قطعی اعتبار نہیں تھا لیکن وہ اُن دونوں کے لیے خوش تھی اور دُعا گو تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے زندگی کے نئے سفر میں خوش رہیں۔۔۔رات کافی ہو گئی تھی مگر اُسے ابھی تک نیند نہیں آرہی تھی اسلیئے وہ بالوں کی ڈھیلی پونی بنا کر دوپٹہ گلے میں ڈالے فون اُٹھا کر باہر لاونج میں آگئی مماکب کی سو چکی تھیں مگر اُسکی نیند ناجانے کیوں غائب تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب اُسکا فون بجا سکرین پر کوئی اِن نون نمبر جگمگا رہا تھا مگر یہ وہ نمبر نہیں تھا جس سے ایک بار پہلے اُسے کال آئی تھی

"یہ کس کا نمبر ہے" سکرین پر اِن نون نمبر دیکھ کر بڑبڑائی فون اُسنے فوراً ہی سائلنٹ کر دیا تھا

"کال مسلسل آ رہی تھی اور وہ اسی کشمکش میں تھی کہ کال اُٹھائے یا نہیں۔۔۔کئی بار بجنے کے بعد کال آنا بند ہو گئی تو اُسنے ایک گہرا سانس لیا مگر ایک منٹ کے توقف کے بعد کال دوبارہ آنے لگی

"ہیلو۔۔۔"فون سکرین پر اُنگلی پھیرنے کے بعد اُسنے فون کال سے لگایا

"ہیلو۔۔۔۔۔مس مسکان فاطمہ خان" دوسری جانب سے اُسکا نام کافی دبے دبے انداز میں لیا گیا اُسے آواز پہچاننے میں ایک لمحہ لگا مگر وہ حیران تھی کہ اُسکے پاس اس کا نمبر کیسے پہنچا

"او۔۔۔ہوں۔۔۔فون رکھنے کی غلطی مت کیجیئے گا" وہ جیسے سمجھ گیا تھا کہ وہ فون بند کرنے والی ہے اسی لیے فوراً بولا

"کیوں فون کیا ہے" اُسے اس وقت بے حد غصہ آ رہا تھا یقیناً اگر وہ اس وقت اُسکے سامنے موجود ہوتا تو وہ کوئی بھاری شہ اُسکے سر پر مار چکی ہوتی

"بات کرنے کے لیے سمپل" دوسری طرف سے لا پروائی سے جواب دیا گیا تو غصے سے سرخ ہوگئی سفید سادہ قمیض اور کُھلی پنک شلوار پہنے وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی اگر اس وقت اریب اُسے دیکھ لیتا تو یقیناً اُسکی سادگی پر ہی مر جاتا

"لیکن مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اور نہ ہی سننی ہے سمجھے" وہ غصے میں الفاظ دُبا دُبا کر بول رہی تھی مما سو رہی تھی اسی لیے وہ آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی

"اوکے نو پروبل۔۔۔مجھے تو کرنی ہے نا تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے" وہ پُرسکون انداز میں بولا شاید وہ کچھ پی رہا تھا کیونکہ اُسکے چسکی لے لے کر سپ لینے کی آواز اُسنے صاف سنائی دے رہی تھی

"میں فون رکھ رہی ہوں " اسنے فون بند کرنا چاہ

" ٹھیک ہے تو میں دوبارہ کر لوں گا۔۔ناٹ آے بگ ڈیل" وہ اتنے آرام سے کہہ رہا تھا کہ مسکان کا دل چاہ وہ اُسکے سامنے ہوتا تو وہ کوئی وزنی چیز اُسکے سر پر دے مارتی

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں" وہ غصے سے گویا چلائی تھی

"میں صرف آپ کو چاہتا ہوں مسکان جی" اُسنے انتہائی ڈرامائی انداز میں شاید کسی فلم کا ڈائیلوگ بولا تھا

" وہ اتنی بڑی بات ایسے کیسے بول سکتا ہے کیوں نہیں بول سکتا جو ایک ہی ملاقات کے بعد شادی کے لیے پرپوز کر سکتا ہے وہ کچھ بھی بول سکتا ہے" مسکان نے پہلے حیرت سے سوچا اور پھر خود ہی اپنی سوچ کی نفی کر دی

'ہیلو مسکان آر یو دئیر" فون سے ایک بار پھر اریب کی آواز آئی

"نو۔۔"غصے سے کہہ کر اُسنے کال کاٹ دی اور ساتھ ہی فون آوف کر دیا اور وہی صوفے پر نڈھال سی بیٹھ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہوں۔۔۔فون کاٹ دیا اور پھر آف بھی کر دیا ویری نائس" وہ بیڈ پر نیم دراز لیٹے ہوئے خود سے مخاطب ہوا مسکان کے فون بند کرنے کے بعد اُسنے دوبارہ ٹرائے کیا تھا مگر نمبر بند آرہا تھا

"کوئی بات نہیں مسکان۔۔۔فون کاٹ دیا تو کیا ہوا ؟ شادی کے لیے تو میں تمہیں راضی کر ہی لوں گا مگر اُسے پہلے تمہیں کچھ اور بتانا ضروری ہے۔۔۔اور نیکسٹ مینتھ برتھ ڈے پارٹی میں آنے کے لیے راضی کرنا ہو گا" وہ بیڈ سے اُٹھ کر کھڑکی کر قریب آگیا رات کی رانی کی دلفریب خوشبو ہر سمت پھیلی ہوئی تھی آسمان بھی صاف تھا چاند تارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے

"مگر کیسے راضی کرو۔۔۔کلثوم سے کہوں یا پھر مجھے ہی کوئی جوگاڑ کرنا پڑے گا" وہ آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا اُسکے سامنے مسکان کا سراپا آیا تو ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اُکے لبوں کو چھوا۔۔۔وہ واپس بیڈ کی طرف آیا نیند اب بھی اُسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ بیڈ پر لیٹے مسکان کے بارے میں سوچنے لگا پھر حقیقت یاد آنے پر وہ کچھ پریشان ہوگیا ناجانے وہ کیسا ری ایکیٹ کرنے والی تھی حقیقت معلوم ہونے پر۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یونی میں ان کا آخری سمسٹر شروع ہوچکا تھا اور اسی وجہ سے پڑھائی بھی زبردست ہو رہی تھی اُس دن کے بعد اریب نے اُس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا اور یہ بات بھی اُسے پریشان کر رہی تھی کہ اب وہ ایسا کیا کرنے والا تھا کیونکہ جہاں تک وہ اُسے جانتی تھی وہ ایک بار مسکان کے انکار پر پیچھے ہٹنے والا تو بلکل نہیں تھا اور کچھ حد تک وہ پرسکون بھی تھی کہ اریب نے اُسے کوئی رابطہ نہیں کیا۔۔۔سمسٹر ختم ہونے کے بعد کلثوم اور مہرین کی شادی تھی

"کس کے خیالوں میں گم ہو۔۔۔ڈئیر فرینڈ" مہرین اُسے خیالوں میں گم دیکھ کر چٹکی بجاتے ہوئے بولی

"کسی کے بھی نہیں۔۔۔میں کس کے خیالوں میں گم ہوں گئی۔۔۔۔ان فیکٹ خیالوں میں تو تم دونوں گم رہتی ہو گی آج کل۔۔نہیں" وہ فوراً سنبھلتے ہوئے بولی اور پھر ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی

"تم کہاں گم ہو۔۔۔"کلثوم کو کسی اور دنیا میں گم دیکھ کر بولی

"ہو۔۔۔۔کہ۔۔۔کہیں نہیں۔۔کیا کہہ رہی تھی" مسکان کے پوچھنے پر وہ کچھ گڑ بڑا گئی پھر سنبھل مسکرا کر بولی

"کلثوم۔۔۔آر یو اوکے۔۔۔"مسکان اُسکی مصنوعی سی مسکراہٹ دیکھ کر بولی

"ہو۔۔۔ایم فائن۔۔"وہ صرف اریب کی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی اُسنے اچانک مسکان سے ملنے کی ضد کی تھی اور پھر کچھ نہیں کہا نہ ملنے کا اور نہ ہی نہ ملنے کا۔۔۔۔اُسے یہ بات زیادہ پریشان کر رہی تھی کہ اریب مسکان سے کیوں ملنا چاہتا تھا ایسا کیا ضروری کام تھا کہ وہ کسی بھی قیمت پر اُسے ملنا چاہتا تھا اور پھر اُس دن کے بعد اس بارے میں کوئی بات بھی نہیں کی

"وہ تو نظر آ رہا ہے۔۔۔اب بتاؤ پروبلم کیا ہے" مسکان اُسکی پریشان سی شکل دیکھ کر بولی

" ہاں۔۔۔مسکان ٹھیک کہہ رہی ہے تم ڈسٹرب لگ رہی ہو تم اپنی پروبلم ہمارے ساتھ شئیر کر سکتی ہو۔۔۔۔ویسے بھی وہ کہتے ہیں نا پروبلم بانٹنے سے کم اور خوشی بانٹنے سے زیادہ ہو جاتی ہے" مہرین نے بھی مسکان کی بات سے اتفاق کرتے سنجیدگی سے کہا اور آخر میں ماحول کی افسردگی ختم کرنے کے لیے تھوڑی مزاحیہ انداز میں بولی

"تم لوگ بلاوجہ ہی میری وجہ سے پریشان ہو رہی ہو میں بلکل ٹھیک ہو۔۔"کلثوم ان دونوں کو اپنے لیے پریشان ہوتے دیکھ کر فوراً بولی ان تینوں کی دوستی ایسی ہی تھی مسکراہٹ میں چھپے درد کو بھی پہچان لیتی کم وقت میں ہی وہ تینوں ایک دوسرے کو بے حد عزیز ہو گئی تھیں

"اوکے مان لیا کے تم ٹھیک ہو۔۔۔یہ بتاؤ کیا تم اپنے رشتے سے خوش ہو" مسکان نے نرم سے انداز میں اپنا پہلا خدشہ دور کرنا چاہ

" بہت خوش ہوں۔۔۔اس لیے نہیں کہ وہ مجھے پسند ہیں بلکہ اس لیے کہ اریب بھیا نے انھیں میرے لیے چُنا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اپنوں کے لیے کبھی غلط فصیلہ نہیں لے سکتے" کلثوم کے لہجے میں اریب کے لیے جو عقیدت اور محبت تھی وہ شاید ہی مسکان نے آج سے پہلے کسی کے انداز میں محسوس کی تھی نا چاہتے ہوئے بھی وہ اریب کے بارے میں سوچنے لگی وہ یقیناً بیسٹ بھائی تھا

"چلو۔۔چلو اب کیفے چلتے ہیں کلثوم خان پر ریسیرچ بہت ہو گئی" کلثوم جلدی سے موضوع بدلتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی کھڑی ہو گئی تو اُن دونوں کو بھی اُسکے ساتھ جانے کے لیے اُٹھنا پڑا مسکان اب بھی مطمن نہیں تھی مگر وہ اُس سے زبردستی نہیں پوچھا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی صحیح وقت اور صحیح موقع پر وہ خود انھیں اپنی پروبلم بتا دے گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم" وہ یونی سے آئی تو ڈرائنگ روم سے باتوں کی آواز سن کر اُدھر ہی چلی آئی مگر وہاں بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسکے چہرے پر حیرت، غصے اور ڈر کے ملے جلے تاثرات نمودار ہوئے۔

"وعلیکم اسلام بیٹا " کمرے میں موجود ان پُر وقار خاتون نے نہایت محبت سے جواب دیا تو اُسنے سوالیہ انداز میں سفیہ بیگم کی طرف دیکھا

"بیٹا یہ مسز احمد ہیں اور یہ انکا بیٹا قمر" مسکان کو ہیواز کھڑا دیکھ کر سفیہ بیگم نے سامنے بیٹھے اُن دونوں کا تعارف کروایا

" بیٹا آئیں نا بیٹھیں ہمارے پاس " مسز احمد نہائیت اپنائیت اُسے اپنے قریب جگہ دیتے ہوئے بولی

"جی" وہ اتنی دھیمی آواز میں بولی تھی کہ بمشکل خود ہی سن پائی اور انکے پاس جا کر بیٹھی مقابل کی نگاہوں کی تپش وہ اپنے چہرے پر باخوبی محسوس کر رہی تھی

"بچے آپ قمر کو جانتی ہی ہوں گی انھوں نے بھی ماسٹرز اسی یونی سے کیا ہے جہاں سے آپ کر رہی ہیں " سفیہ بیگم مسکان کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات اچھے سے دیکھ سکتی تھی اسی لیے سوالیہ انداز میں پوچھا گویا وہ بھی جاننا چاہ رہی ہوں

"ن۔۔نا۔۔۔۔۔"

" جی آنٹی ہم جانتے ہیں ایک دوسرے کو اور ملاقات بھی ہو چکی ہے ایک دو بار آئی ہوپ مسکان جی کو یاد ہو گی" اسے پہلے کہ مسکان کوئی جواب دیتی قمر ذومعنی انداز میں بولا تو اُسنے چونک کر اُسے دیکھا تو وہ معنی خیز سا مسکرایا تو مسکان نے فوراً نظریں جھکا لی

" اُو۔۔اچھا۔۔۔چلیں یہ تو اچھی بات ہے " سفیہ بیگم مصنوعی سی مسکراہٹ لیے بولی مسکان کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی جو انکی پریشانی کی وجہ بھی تھی

"مما۔۔۔میں روم میں جاؤں" مسکان کے لیے اب وہاں بیٹھنا محال ہو گیا تو اُسنے اپنے دائیں جانب بیٹھی سفیہ بیگم سے انتہائی آہستہ آواز میں پوچھا تو انھیں بھی مسکان کو وہاں سے بھیجنا ہی بہتر لگا مسکان بنا ایک بھی لمحہ ضائع کیے تیزی سے وہاں سے نکلی کمرے میں آکر اُسنے ایک گہرا سانس ہوا میں چھوڑا

"وہ تو یہ سوچ بیٹھی تھی کہ قمر اُسکا پیچھا چھوڑ چُکا ہے لیکن وہ تو ایک نئی کہانی بنانے کی تیاری کر رہا تھا اور اب اُسکے گھر تک پہنچ چکا تھا نا جانے وہ مما کو کیا کیا کہانی بتائے گا " ایسی بے شمار سوچیں لیے وہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی اور سر دونوں ہاتھوں سے تھاما نا جانے اب کیا ہونے والا تھا اُسکی زندگی میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قمر مسکان کے لیے شادی کا پرپوزل لایا تھا جسے اُسنے فوراً ہی انکار کر دیا اور سفیہ بیگم کے بے حد اصرار پر بھی وہ قمر کی بد تمیزوں اوراُسکی آوارہ حرکتیوں کے بارے انھیں نہیں بتا پائی ورنہ وہ بلا وجہ ہی ٹینشن لیتی اور بیمار پڑ جاتی۔۔۔پہلے اریب کا اُسے شادی کے لیے پرپوز کرنا اور پھر قمر اس سب نے اُسے کافی ڈسٹرب کر دیا تھا یونی ورسٹی میں بھی کافی دنوں سے اُسکا موڈ آف ہی تھا ان دونوں کے کئی بار پوچھنے پر بھی اُسنے قمر یا اریب کسی کے بارے میں بھی انھیں نہیں بتایا تھا وہ اپنی وجہ سے انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اُسکے اس طرح انکار پر نا تو قمر خاموش رہنے والا ہے اور نا اریب کیونکہ اریب تو اُسے اُسکے بعد کال بھی کر چُکا تھا مگر نا جانے کیوں اُسے اریب سے زیادہ قمر کے پرپوزل سے ڈر لگ رہا تھا اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں سکتی تھی اب اُسے قمر کے اگلے قدم کا انتظار تھا اور ڈر بھی تھا کہیں وہ کوئی انتہائی قدم نہ اُٹھا لے۔

یونی سے آنے کے بعد بھی وہ خاموش ہی رہتی جسے سفیہ بیگم نے بھی محسوس کیا تھا آج بھی یونی سے آنے کے بعد وہ سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی طبعیت خرابی کا بتایا اور لنچ بھی یہ کہہ کر نہیں کیا کہ یونی میں دوستوں کے ساتھ کر لیا تھا نا چاہتے ہوئے بھی وہ اریب کے بارے میں سوچ رہی تھی جہاں تک اُسے معلوم تھا اریب اس بات سے بے خبر تھا کہ ان دونوں کے درمیان ایک رشتہ ہے جس سے وہ انجان ہے اور کلثوم بھی نہیں جانتی کہ وہ دونوں کزنز ہیں اور اریب تو اُسے چند ایک بار ملا تھا وہ بھی اتفاقی ملاقات۔۔۔ان تمام سوچوں میں نا جانے کب اُسکی آنکھ لگی اُسے معلوم ہی نہیں ہوا۔آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیر تھا اذانوں کی آواز آ رہی تھی اُسنے لائٹس آن کی گھڑی پر نظر ڈالی تو مغرب کا وقت ہو رہا تھا وہ فوراً دوپٹہ لیتی وشروم کی طرف گئی وضو کر کے نکلی تو دوپٹہ اچھے سے سر پر لیا ہوا تھا سیاہ دوپٹے سے اُسکا سُرخ و سفید چہرہ انتہائی پُر نور لگ رہا تھا نماز ادا کر کے نیچے آئی تو مما لاونج میں بیٹھی کسی سے بات کر رہی تھی اُسے دیکھ کر فون بند کر دیا وہ بھی اُنکے پاس آکر بیٹھ گئی

"کس کا فون تھا مما" وہ اپنے کُھلے بالوں کا جُوڑا بناتے ہوئے نارمل سے انداز میں بولی اُسکی بات پر وہ ایک لمحے کے لیے گڑبڑا گئی مگر جلد ہی سنبھالی

"و۔۔وہ۔۔۔دلاور بھائی کا تھا کہہ رہے تھے کچھ دنوں کے لیے امریکہ جا رہے ہیں آسیہ کے پاس" انھوں فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا آسیہ اور اُسکا ہزبینڈ کچھ عرصہ قبل ہی دوبئ سے امریکہ شفٹ ہوئے تھے

"آسیہ کیسی ہے میری تو کافی دونوں سے اُسے بات نہیں ہوئی"رومیوٹ اُٹھا کر ٹی وی آن کرتے ہوئے بولی وہ اپنی پریشانی کی وجہ سے اُسے کال نہیں کر سکی تھی

"ٹھیک ہے دلاور بھائی اور بھابھی کچھ دن پہلے آئے تھے تب ہی میری بھی بات ہوئی تھی اُسے" وہ نگاہیں ٹی وی سکرین پر جمائے آہستہ آواز میں بولی

"انکل آنٹی کب آئے تھے" وہ ان سے آخری بار ان کے گھر ہی ملی تھی جب وہ اور مما ان کے گھر گئے تھے وہ ان کے گھر کب آئے اس بارے میں اُسے معلوم نہیں تھا کیونکہ ہمیشہ وہ تب ہی آتے جب وہ گھر ہوتی اور اگر نہ بھی ہوتی تو اُسکے آنے کا انتظار کرتے اور اُسے مل کر ہی جاتے دلاور صاحب اور انکی بیگم کو مسکان بھی بلکل اپنی بیٹوں آسیہ اور ارم کی طرح ہی عزیز تھی اسے حیرت بھی ہوئی کہ انکل آئے اور اُسے ملے بغیر ہی چلے گئے اور مما نے بھی ان کی آمد کا نہیں بتایا

"کچھ دن پہلے آئے تھے میں آپکو بتانا بھول گئی "

"ہو۔۔ں" کہتے ہوئے اُسنے اپنا سر انکی گود میں رکھا

"آپکی طبعیت اب کیسی ہے" اُنھوں نے اُسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

"ٹھیک ہوں اب" وہ لاپرواہی سے بظاہر نگاہیں ٹی وی پر جمائے بولی مگر دماغ کہیں اور ہی گُم تھا

"بچے کیا یونی میں آج کچھ ہوا تھا" جب بھی وہ ڈسٹرب ہوتی ایسے ہی خود کو کمرے میں بند کر لیتی سفیہ بیگم بھی اُسکے نارمل ہونے کے بعد ہی اُسے ڈسٹربنس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی

"نہیں تو۔۔۔"اُسنے چونک کر انھیں دیکھا

"مسکان کیا آپ قمر کے پرپوزل کو لے کر پریشان ہیں " سفیہ بیگم کو یہی وجہ لگی اُسکی پریشانی کی جو کافی حد تک ٹھیک بھی تھی

"نہیں مما جب آپ ہیں تو مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے" اُسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں اب انھیں کیا بتاتی کہ قمر کے علاوہ اُسے اریب کے پرپوزل کی بھی ٹینشن ہے اسکی بات پر وہ دھیرے سے مسکرائی

"ایک بات پوچھوں آپ سے" وہ ٹی وی کی آواز بند کرتے ہوئے بولی شاید اُسے مکمل طور پر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی تھیں

"مما۔۔۔آپکو کچھ پوچھنے کے لیے میری اجازت کی ضرورت ہے کیا؟" وہ انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی

"اگر مجھے کچھ ہو جائے تو۔۔"

"مما۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں اگر آپ کو ایسی باتیں کرنی ہیں تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی" انکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ ناراضگی سے منہ پھولائے بولی

"یہ ایک حقیقت ہے ایک نا ایک دن تو سب کو مرنا ہے مجھے بس آپکی فکر رہتی ہے میرے بعد آپ کس کے پاس رہیں گی آپکی فکر کون کرے گا اس ظالم دنیا سے آپکی حفاظت کون کرے گا" وہ نرمی سے اُسکے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی وہ جانتی تھیں اس بات پر مسکان کا ریکشن کیا ہونا تھا مگر وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے بابا کا کہے وہ اُسے مزید اپنے باپ سے دور نہیں رکھنا چاہتی تھی اور آج جو انھیں معلوم ہوا تھا اُسکے بعد تو انھوں نے فصیلہ کیا تھا وہ مسکان کے دل سے اُسکے بابا کے لیے جو نفرت ہے اُسے مٹا کر ہی رہیں گی

"مما اگر آپ کو یہی باتیں کرنی ہیں تو میں روم میں چلی جاؤں گی" وہ فوراً سے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولی

"تو آپ ہی جواب دے دیں کیا کوئی ایسا ہے جس کے ساتھ آپ رہ سکتی ہیں" نا جانے وہ کیا جانا چاہتی تھی مگر اُنکے اسطرح پوچھنے پر ایک لمحے کو اریب کا چہرا اُسکے سامنے آیا

"ایسا کبھی نہیں ہو گا مما۔۔۔میں آپ کے علاوہ کسی کے ساتھ جینے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہتی میں نے ہوش سنبھالتے ہی آپ کو اپنے قریب دیکھا اگر اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہوا تو میں بھی مر جاؤں گئ" اُسکی آواز بھیگ گئ تھی آنسوں پلکوں کا بند توڑنے کو تیار تھے

" ایسا نہیں بولتے بچے۔۔۔کوئی کسی کے ساتھ نہیں مرتا۔اور آپ آئندہ ایسی بات نہیں کریں گی" وہ اُسکی آنکھیں صاف کرتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں بولی

"اور آپ بھی" وہ دھیرے سے مسکرا کر بولی تو وہ بھی مسکرا دی

" چلیں اب ڈنر کرتے ہیں " وہ انکا دھیان بٹانے کے لیے بولی ساتھ ہی اُنکا ہاتھ پکڑ کر انھیں کھڑا کیا شام کا اندھیرا اب تاریک رات میں بدل چُکا تھا لان میں روشن لائٹس کی روشنی گلاس سے اندر تک آ رہی تھی جو لاونج کے روشن فانوس کی روشنی میں گھول رہی تھی مہینے کی آخری تاریخیں تھی اسی لیے چاند بھی صرف انھیں دیکھتا جو رات بھر جاگ کر اُسکا انتظار کرتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے بھابھی آپ کچھ پریشان ہیں " رعنایہ بیگم کچن میں آئی تو عظمت بیگم کچھ کھوئی کھوئی سی تھی

" عظمی ؟؟؟" وہ دونوں اگرچہ اگر اگر خاندانون سے بیاہ کر آئی تھی مگر دونوں سگی بہنوں کی طرح ایک دوسرے کا خیال رکھتی چونکہ بڑی اماں کے خاندان میں دیورانی جیٹھانی بھی ایک دوسرے کو نام سے نہیں پکارتی تھی اسی لیے رعنایہ بیگم بھی عظمت بیگم کو بھابھی ہی کہتی تھی لیکن کبھی اکیلے میں انھیں پیار سے عظمی بھی کہہ دیتی

"ج۔۔۔جی بھابھی آپ نے کچھ کہا" وہ جو سالن بناتے ہوئے اپنے ہی خیالوں میں کھو گئی تھی کندھے پر رعنایہ بیگم کا ہاتھ محسوس کر کے قدرے چونک گئی

" آپ ٹھیک ہیں" انھوں نے فکرمندانہ انداز میں پوچھا

"جی" وہ مصنوعی سا مسکرائی

"کیا بات آج ہماری عظمی کے مسکراتے لب کچھ اور۔۔۔اور آنکھیں کچھ اور کہہ رہی ہیں" انکے ہاتھ سے چمچہ لے کر انھوں نے سالن میں ہلاتے ہوئے پوچھا عظمت بیگم اب وہی پاس رکھی کرسی پر بیٹھ چکی تھی

" ایسی کوئی بات نہیں بھابھی" عظمت بیگم نے انھیں مطمن کرنا چاہ مگر حقیقتاً انھیں کلثوم کی باتوں نے پریشان کر دیا تھا

"یہ بات ایک بھابھی نہیں ایک بڑی بہن نے نوٹ کی ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔۔۔۔تو اب جلدی سے اپنی پروبلم بتائیں" وہ چولہا بند کرتی ان کے ساتھ آن بیٹھی

"بھابھی۔۔۔"وہ شاید بات کرنے کے کیے صحیح الفاظ کا انتخاب کر رہی تھی اسی لیے قدرے سوچ میں پڑ گئی

"بھابھی آپ نے بتایا تھا کہ۔۔۔"انھوں نے ایک بار پھر جملہ ادھورہ چھوڑ دیا

" عظمی آپ جانتی ہیں نا آپ ہم سے کچھ بھی شیئر کرسکتی ہیں " انھیں نروس دیکھ کر رعنایہ بیگم نے انُ کا اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے نرمی سے کہا

" بات سفیہ بھابھی کے بارے میں ہے " اپنا ہاتھ رعنایہ بیگم کے بایھ میں پا کر انھیں کچھ اطمینان ہوا

" گُڑ۔۔۔یا۔۔۔گُڑیا کے بارے میں کیا بات ہے عظمی سب ٹھ۔۔ٹھیک ہے نا" نا جانے کیوں انھیں لگا کوئی بُری خبر ہے اسی لیے وہ رعنایہ بیگم جو سب کو سنبھالتی آج ایک پل کے لیے خود لڑکھڑائی کیونکہ عظمت اور سفیہ صرف اُنکی دیوراینان ہی نہیں چھوٹی بہنوں کی طرح تھی سفیہ بیگم کو واپس حویلی لانے کے لیے انھوں نے بڑی اماں تک سے بحث کی تھی اور اُسی وجہ سے بڑی اماں آج تک ان سے ناراض تھی سفیہ بیگم کئی سالوں سے

ان سے دور تھی اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ انھیں بھول گئی تھی بلکہ وہ تو رات کے ناجانے کتنے پہر اپنی گُڑیا کی سلامتی کی فریاد اپنے رب سے کرتی رہتی

" سب ٹھیک ہے بھابھی سنبھالیں خود کو" عظمت بیگم فوراً انھیں سنبھالتے ہوئے گوہوئی

"آپ کیا بتانا چاہتی ہیں " اب کہ وہ قدرے سنبھل چُکی تھی

" مجھے لگتا ہے کہ۔۔۔۔کلثوم کی دوست مسس۔۔۔مسکان ہی سفیہ بھابھی کی بیٹی ہے کیونکہ۔۔۔۔۔۔"اور پھر انھوں نے کلثوم کے ساتھ ہوئی گفتگو انھیں مختصراً انھیں بتائی عصر اور مغرب کا درمیانی وقت تھا سبھی مرد حضرات آفس سے واپس سے آچکے تھے حویلی میں اتنے لوگوں کے باوجود گہری خاموشی چھائی تھی ایسی خاموشی جو اپنے اندر ایک بڑا طوفان لیے ہوئے تھی اریب جو ابھی باہر سے آیا تھا انکی گفتگو سن کر وہی کھڑا ہوگیا جب کافی دیر اندر خاموشی رہی تو وہ بھی بنا آہٹ کیے اپنے روم میں آ گیا

" کیا کلثوم جانتی ہے کہ۔۔۔"انھوں نے کافی دیر سے دماغ میں اُٹھتا سوال پوچھا اور بات دانستہ طور پر ادھوری چھوڑی

"نہیں۔۔۔اُسکے بات کرنے کے انداز سے تو ایسا لگا کہ وہ نہیں جانتی" وہ دونوں دھیمی آواز میں بات کر رہی تھی کیونکہ جانتی تھی اگر رافعیہ یا آمنہ سفیہ بیگم کا ذکر سن لیتی تو بات کو بڑی اماں تک پہنچنے میں ایک لمحہ لگتا "بھابھی ہم یہ بات Ak کو بتائیں اُسنے آپ سے کہا تھا کہ وہ بھابھی اور اُنکی بیٹی کو ڈھونڈے گا" رعنایہ بیگم کو خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولی

" عظمی۔۔نا جانے کب میری گُڑیا کو اُسکا حق ملے گا اکیس سال سے وہ اپنے تمام حقوق سے محروم ہے " بات کرتے ہوئے انکی آنکھیں نم ہو گئی

" بھابھی انھوں نے اپنی پاکدامنی کی بہت بڑی قیمت ادا کی ہے انکی یہ قربانی ایک دن رنگ ضرور لائے گئی بہت جلد وہ ہمارے ساتھ ہوں گی ان شاء اللہ " انکا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے بولی

" انشاءاللہ" وہ دھیمی سی مسکرائی

میں آج ہی موقع دیکھ کر اریب سے بات کروں گی" انھوں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا

"جی"

" چلیں اب کھانے کو دیکھ لیں ورنہ بڑی اماں کے غصے سے کون بچائے گا" عظمت بیگم مسکراہٹ روکتے ہوئے بولی

" اب ہماری پھوپھو اتنی بھی سخت نہیں دیورانی جی" رعنایہ بیگم مصنوعی ناراضگی بھرے لہجے میں بولی

" یعنی آپ مانتی ہیں کہ وہ سخت ہیں" عظمت بیگم فوراً ہی اُنکا جملہ پکڑتے ہوئے بولی تو دونوں ہی کھل کر مسکرائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بڑے کمرے میں اماں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھی کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی جب رافعیہ بیگم اجازت لے کر وہاں آئی اور اب ان دونوں کی موجودگی کے باوجود کمرے میں خاموشی چھائی تھی رافعیہ بیگم کچھ کہنا چاہتی تھی وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے شاید خود بھی اُلجھن کا شکار تھی

" بڑی اماں۔۔۔ہم کچھ بات کرنا چاہتے ہیں " انھوں نے انگلیوں کی حرکت کو روکتے ہوئے بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"کیا بات ہے ہم دیکھ رہے ہیں آپ کچھ اُلجھن کا شکار ہیں " وہ کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے اب مکمل طور پر رافعیہ بیگم کی جانب متوجہ ہوئی تھی

" بڑی اماں۔۔۔ہمیں آمنہ کے متعلق بات کرنی ہے" انھیں اپنی جانب متوجہ پا کر بولی گو کہ وہ انکی سب سے لاڈلی اولاد تھیں مگر پھر بھی بڑی اماں سے بات کرتے ہوئے جھجک ضرور ہوتی ناجانے کب بڑی اماں غصہ کر لیں انکے موڈ کا کبھی پتا نہیں چلتا تھا

"آمنہ کے بارے میں کیا بات کرنی ہے " وہ خاصی متجسس لہجے میں بولی

" آ۔۔۔آمنہ چونکہ اب بڑی ہو گئی ہے تو۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے روکی

" تو ہم چاہتے ہیں کہ اب اُس کی شادی کر دیں" ایک ہی سانس میں انھوں نے بات مکمل کی اور نظریں اُٹھا کر بڑی اماں کے تاثرات دیکھنا چاہے

" یہ تو بہت اچھی بات ہے اگر آپ کی نظر میں کوئی اچھا لڑکا ہے تو ہم سے ملوا دیں نہیں تو ہم خود آمنہ بیٹی کے لیے لڑکا ڈ ھونڈ یں گے" خوشی انکے چہرے سے عیاں تھی اور خوشی ہوتی بھی کیوں نا سب بچوں میں وہی انکی لاڈلی تھی

"ہم چاہتے ہیں کہ آمنہ اپنے گھر میں ہی رہے اپنوں میں " انھیں خوش دیکھ کر رافعیہ بیگم کافی مطمن ہو گئی

"یہ تو اچھی بات ہے مگر حویلی میں ایسا کون ہے" وہ پُر سوچ انداز میں بولی

"بڑی اماں Ak اور ویسے بھی اب تو اُسکی پڑ۔۔۔"بڑی اماں کی بات پر وہ جلدی سے بولی وہ اپنے ہی دھیان میں بول رہی تھی جب بڑی اماں کواپنی جگہ سے کھڑے ہوتے دیکھا تو خاموش ہو گئی کچھ ماہ پہلے جب بڑی اماں نے اسے شادی کی بات کی تھی تو اُسنے سختی سے منع کر دیا تھا اب ناجانے کیسے وہ اُسے ماننے والی تھیں

"اریب ایک بار تو شادی سے انکار کر چکا ہے مگر اب ہم اُسے راضی کر لیں گے" رافعیہ بیگم کے دماغ میں چلتے سوال کا جواب بڑی اماں نے خود ہی دے دیا پہلے اُسنے اچانک ہی منگنی سے سختی سے انکار کر دیا تھا بڑی اماں نے بھی اُسے زیادہ فورس نہیں کیا کہ اُس نے وجہ بزنس میں سٹیبل ہونا بتائی تھی اور اب تو اُسے آفس جاتے ہوئے بھی کافی ماہ ہو گئے تھے

"بڑی اماں ہم صرف اس لیے۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں روک دیا

" ہم جانتے ہیں آپ آمنہ کے پریشان رہتی ہیں اسی لیے چاہتی ہیں کہ وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے رہے" انھیں یہی لگا کیونکہ آمنہ رافعیہ بیگم کے بہت قریب تھی

"اگر آپ خوش نہیں تو " یہ تو وہی جانتی تھی کہ یہ جملہ محض کہنے کو بھی انھوں نے کیسے کہا تھا ورنہ اریب اور آمنہ کی شادی کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھیں

"ارے نہیں ہم تو بہت خوش ہیں بس اریب کے بارے میں سوچ رہے تھے لیکن فکر نہیں کرو ہم اُسے بھی راضی کر لیں گے" وہ رافعیہ بیگم کو گلے لگاتے ہوئے خوشی سے بول رہی تھیں

" میرے لیے بہت خوشی کی بات ہے کہ میرے سب سے لاڈلے پوتے کی شادی میری لاڈلی نواسی سے ہو" وہ خوشی سے بول رہی تھی جب رافعیہ بیگم کے چہرے پر یک دم پریشانی نمودار ہوئی

"کیا بھائی اور بھابھی مان جائیں گے" اپنے اندر اُمڈتے سوال کو آخر زبان پر لے ہی آئی

"کوئی انکار نہیں کرے گا۔۔۔ہم ابھی یہ رشتہ طے کرتے ہیں آپ بے فکر ہو جائیں" وہ اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھتے ہوئے بارعب آواز میں بولی

"میں جانتی ہوں بڑی اماں کہ آپ مجھے یا میری بیٹی کو کبھی مایوس نہیں کریں گی ہمیں خوش رکھیں گئ" اُنکے بیٹھتے ہی وہ بھی اُن کے قدموں میں جا بیٹھی اور انداز کو مصنوعی جذباتی بنائے بولی

"اس حویلی پر اور اس میں ہوئے فصیلوں پر پہلا حق آپ ہی کا ہے خوش رہیں" وہ نرمی سے انکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی

" شکریہ بڑی اماں" انکا ہاتھ چومتے ہوئے وہ ذو معنی سے انداز میں مسکرائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب سے اُس نے چچی اور مام کی باتیں سنی تھی انھی کے بارے میں سوچ رہا تھا کھانے کی میز پر بھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم رہا اور برائے نام ہی کھانا بھی کھایا اب بھی ناجانے کب سے کھڑکی کھولے کھڑا مسکان کے بارے میں سوچ رہا تھا جب دروازہ بجنے کی آواز پر اپنی سوچوں سے نکلا

"آجائیں" وہ وہی کھڑے کھڑے بولا اُسے لگا شاید کوئی ملازم پانی وغیرہ رکھنے آیا ہو گا کیوں کہ اُسکے کمرے میں سب کم و بیش ہی آتے تھے

" AK" رعنایہ بیگم کی آواز پر وہ چونک گیا

"مام آپ۔۔۔کوئی کام تھا تو مجھے بلوا لیتی" اُسے حقیقتاً شرمندگی ہوئی کہ رعنایہ بیگم اُسکے روم میں آئی اور وہ متوجہ نہیں تھا

" مجھے بات کرنی تھی سو میں آگئی کیا میں اپنے بیٹے کے روم میں نہیں آسکتی" وہ اُسے دیکھتے ہوئے مصنوعی ناراضگی سے بولی

"بلکل آسکتی ہیں اور آپ کو نوک کرنے کی کیا ضرورت مام آپ ایسے ہی آجاتی" وہ ان کا ہاتھ تھامے صوفے تک لایا اور انھیں صوفے پر بیٹھا کر خود نیچے بیٹھ کر اُنکی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا

"ضرورت تھی اب جوان بیٹے کے روم میں بنا نوک کیا تھوڑا ہی نا آ جاؤں گئ" وہ قدرے شوخ انداز میں بولی اُسکی مام اور ڈیڈ دونوں ہی اُسکے اچھے دوست بھی تھے جسکا اُسنے کبھی ناجائزفائدہ نہیں اُٹھایا انھیں کبھی نہیں لگا کہ اریب کو بے جا پیار دے کر انھوں نے کوئی غلطی کی بلکہ اُسنے ہمیشہ اُنکا سر فخر سے بلند ہی کیا تھا

"کیوں۔۔۔کیوں نہیں آسکتی آپ بنا نوک کیے" اُسنے نا سمجھی سے سر اُٹھا کر اُنکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"اب آپ ماشاءاللہ جوان ہیں تو کیا معلوم آپ اپنی گرل فرینڈ سے باتوں میں بزی ہوں تو" وہ مسکراہٹ روکے بول رہی تھی اور وہ حیرت سے انھیں دیکھ رہا تھا

"مام آپ میں ایسا لگتا ہوں جو گرل فرینڈز بناتا پھرے " وہ ناراضگی بھرے انداز میں کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح لگ رہا تھا

" میں نے کب کہا کہ آٹھ دس ہوں گئ لیکن ایک تو ہو گئ" انھوں نے جانچتی نگاہوں سے بیٹے کو دیکھا

" ایک بھی نہیں ہے اور آپ یہ سب پوچھنے آئی ہیں مام " انکی بات مکمل ہوتے ہی وہ جلدی سے بولا

" نہیں بات تو اکچیلوئیلی تھوڑی سریس ہے" وہ اب کہ سنجیدگی سے بولی

"کیا بات ہے مام سب ٹھیک ہے نا" وہ قدرے پریشانی سے اُنکا نرم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا

"وہ۔۔میں نے آپ کو سفیہ بھابھی کے بارے میں بتایا تھا آپ کو یاد ہے" شاید وہ سمجھی تھی کہ اریب بھول چُکا ہو گا کیونکہ اُس دن کے بعد ان کی اس بارے میں کبھی بات نہیں ہوئی تھی

" جی مام مجھے یاد ہے لیکن ہوا کیا ہے" وہ اب بھی پریشانی سے بولا تھا

"ہمیں یعنی مجھے اور بھابھی کو لگتا ہے کہ اشتعاق بھائی کی بیٹی۔۔۔۔۔"

" مسکان ہے کلثوم کی فرینڈ" اُسنے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے انکا جملہ مکمل کیا ایک لمحے کو کمرے میں خاموشی چھا گئی رعنایہ بیگم نے حیران کن انداز میں اپنے بیٹے کو دیکھا اور کھڑی ہوئی

"آ۔۔آپ جانتے ہیں " انھوں نے تصدیق چاہی

" جی" اُسنے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا

" آپ یہاں بیٹھیں میں بتاتا ہوں " اُسنے انھیں واپس صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ایک لمحے میں اُسنے فصیلہ کیا تھا کہ جو معلومات پیچھلے ایک ماہ میں اُسے ملی تھیں وہ آج سب انھیں بتا دے گا

"جس دن آپ نے بتایا تھا کہ چچا جان کی ایک فمیلی ہے تب سے ہی میں نے ان کی تلاش شروع کر دی تھی ایک دوست سے دلاور صاحب کا پتا معلوم کروایا مگر وہاں جا معلوم ہوا کہ وہ ابھی آؤٹ اف سٹی ہیں میں تو اُنکے آنے کا انتظار کر رہا تھا مگر اللہ نے خود ہی راستہ بنا دیا۔۔۔۔"وہ ایک پل کو روکا رعنایہ بیگم بے صبری سے اسے سن رہی تھی کھلی کھڑکی سے اندر آتی ہوا ماحول کو آفسودہ سا بنا رہی تھی

"پھر ایک دن کسی کام سے یونی گیا وہاں پرنسپل کے آفس میں اُسکا ایڈمیشن فارم دیکھا اُس پر اسکی تصویر اور فادر نیم میں چچا جان کا نام دیکھ کر میں شوکڈ ہوا کیونکہ کلثوم سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے فادر سے ۔۔۔۔نفرت کرتی ہے" وہ ایک لمحے روک کر بولا شاید وہ یہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا

" کیا آپ ان سے ملے" کافی دیر کی خاموشی کو رعنایہ بیگم کی بھیگی ہوئی آواز نے تھوڑا

"جی" اُسنے مختصر جواب دیا

" آپ نے کہا کہ وہ اپنے بابا سے نفرت کرتی ہے کیا ایسا اُسنے آپ سے کہا" انھیں شاید یقین نہیں آ رہا تھا

" مام میری اس بارے میں اُن سے کوئی بات نہیں ہوئی ہاں آنٹی سے ملنے گیا تھا دلاور صاحب سے ملنے کے بعد ہی انکا ایڈریس ملا کیوں کہ یونی میں بھی دلاور صاحب کے گھر کا ہی ایڈریس تھا" رعنایہ بیگم کے سامنے وہ مسکان کا نام نہیں لینا چاہتا تھا جو شاید ایک فطری جھجک تھی وہ انھیں مزید تفصیل بتا رہا تھا

"آنٹی سے مل کر معلوم ہوا کہ اُنھوں نے کئی سال اپنے بابا کا انتظار کیا دھیرے دھیرے اُنکی ناراضگی غصے میں بدل گئی اور پھر غصے سے نفرت میں۔۔۔۔اُنکا فام بھی انکل نے ہی فل کیا تھا اسی لیے اُنکے فادر کا نام لکھا تھا

" اب وہ خاموش ہو چکا تھا رات کی گہری خاموشی چھائی تھی کھڑکی سے اب چاند بھی نظر آ رہا تھا رضا صاحب چونکہ بزنس کے سلسلے میں کراچی گئے ہوئے تھے تو انھیں فکر نہیں تھی دیر تک اریب کے روم میں ہونے کی ورنہ وہ وجہ ضرور پوچھتے

"آپ نے یہ سب ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا اگر آج بھی میں بات نہ کرتی تا آپ نہیں بتاتے" اب وہ قدرے ناراضگی سے شکوہ کر رہی تھیں

" مام میں پہلے اُنکا پوائنٹ دیکھنا چاہتا تھا آپ کو پتا ہے آنٹی۔۔۔۔۔۔اپنی بیٹی کے لیے کافی پریشان رہتی ہیں وہ کسی طور اب چچا جان کو اپنانے کے لیے تیار نہیں" ان کا اپنے ہاتھوں لیتے ہوئے ایک لمحے کے توقف کے بعد

فکرمندی سے بولا اُسے سمجھ نا آیا کہ مسکان کے بارے میں کیسے بتائے تو سگیہ بیگم کی بیٹی کینا ہی اُسے مناسب لگا

" اور سفیہ وہ کیا چاہتی ہے" انھیں ڈر بھی تھا یہ سوال پوچھتے ہوئے مگر پوچھنا بھی ضروری تھا اریب کے باقی الفاظ پر شاید انھوں نے غور ہی نہیں کیا تھا ورنہ اُسے ٹوکتی ضرور

" اب ان کے چاہنے سے کیا ہوگا مام " وہ مایوس کن سے انداز میں بولا

" کیوں " انھوں نے سوالیہ انداز میں پوچھا

" کیونکہ چچا جان تو انھیں۔۔۔"اُسنے دانستہ طور پر جملہ ادھورا چھوڑ دیا

" ان کی ڈ یوئیس نہیں ہوئی تھی مانا کہ دونوں اتنے سال ایک دوسرے سے دور رہے لیکن بھابھی نے شادی نہیں کی۔۔۔تو شرعی طور پر انکا نکاح مکرو ضرور ہوا ہے ٹوٹا نہیں وہ دونوں دوبارہ ایک ہو سکتے ہیں " انھوں نے اریب کی معلومات میں اضافہ کیا وہ اب کسی طور سفیہ بیگم اور ان کی بیٹی کو دور نہیں جانے دینا چاہتی تھی

" لیکن۔۔۔"

" کیا آپ مجھے لے جا سکتے ہیں ان کے پاس" اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی

" مام سب جلدی ٹھیک ہو جائے گا پلیز تب تک آپ بھی ویٹ کریں " وہ نہیں چاہتا تھا کہ رعنایہ بیگم ان سے ملیں اور حویلی میں کسی کو خبر ہو وہ سب کچھ اپنے طور پر سُلجھانا چاہتا تھا

" مجھے پورا یقین ہے آپ سب ٹھیک کر دیں گے" وہ محبت سے اُسکی پیشانی چومتے ہوئے بولی

"پرومس میی اب آپ جا کر ریسٹ کریں گی اور اس بارے میں زیادہ سوچیں گی بھی نہیں" ان کے سامنے اپنا مضبوط سرخ و سفید ہاتھ رکھتے ہوئے بولا انھوں نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں رکھا پھر اُسکے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیر کر وہ اپنے روم میں چلی گئی اب اُسے مسکان کو حویلی واپس آنے راضی کرنا

تھا مگر کیسے؟؟ ابھی کئی مشکلات کا سامنا کرنا تھا اُسے جن میں مسکان کو منانا سب سے کٹھن مرحلہ ہونے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آمنہ۔۔۔آمنہ۔۔۔کہاں ہو" رافعیہ بیگم اُسکے کمرے میں داخل ہوتے ہی اُسے ادھر اُدھر ڈھونڈتے ہوئے آوازیں لگا رہی تھی

"کیا ہو گیا اماں وشروم میں تھی کون سی مصیبت آگئی ہے" وہ باتھ روم سے نکلتے ہوئے بول رہی تھی ساتھ ہی بالوں کا اوچچا جُوڑا بنایا ٹی شرٹ اورٹراوزجس کی اجازت اُسے صرف اپنے کمرے کی حد تک پہنے کی تھی پہنے وہ بیڈ پر آ بیٹھی

"مصیبت آئی نہیں چلی گئی ہے پگلی" وہ بھی بیڈ پر اُسے سامنے بیٹھتے ہوئے معنی خیز انداز میں بولی

"مطلب۔۔۔"وہ نا سمجھی سے رافعیہ بیگم ککو دیکھتے ہوئے حیرت سے بولی

"مطلب میں نے آج۔۔۔بلکہ ابھی دوبارہ بڑی اماں سے تمہاری اور اریب کی شادی کی بات کی ہے" وہ خوشی سے اُسے بتا رہی تھی

"سچ پھر کیا کہا بڑی اماں نے" اُسنے ٹیک چھوڑ کر آگے ہو بیٹھتے ہوئے متجسس انداز میں پوچھا

"کہنا کیا تھا بڑی اماں نے ہاں کہہ دیا ہے" یہ خبر سنتے ہی اُسکے ارد گرد تو گویا شہنایاں بجنے لگی

"کیا بات ہے اماں مجھے تو لگا تھا اب بڑی اماں کو راضی کرنا مشکل ہو گا کیونکہ اے-کے نے منع جو کر دیا تھا" وہ ایک دم خوشی سے گویا چلائی اور پھر اپنا خدشہ ظاہر کیا

"ہاں مجھے بھی لگا تھا مگر بڑی اماں خود بھی یہی چاہتی ہیں" انھوں نے خوشی خوشی اُسے اپنے اور بڑی اماں کے درمیان ہوئی گفتگو بتائی

"مگر اماں اگر ماموں یا ممانی نا مانے تو" آمنہ نے ایک اور خدشہ ظاہر کیا

" ان کی بھی کوئی فکر نہیں وہ بھی بڑی اماں نے کہا ہے کہ وہ سنبھال لیں گی "

" چلو اچھا ہے" وہ ریلکس سے انداز میں نیم دراز ہوئی رافعیہ بیگم اب فون پر سمیرا کا نمبر ملا رہی تھی تاکہ اُسے بھی خوشخبری سنا سکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما۔۔۔میں جا رہی ہوں اوکے بائے" تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ کچن میں موجود عظمت بیگم سے مخاطب تھی آج اُسکا پیپر تھا اسی لیے جلدی میں وہ بنا ناشتے کے ہی یونی جا رہی تھی

" کلثوم بیٹا کچھ تو کھا کر جائیں چلیں یہ جوس ہی پی لیں " کچن سے جوس کا گلاس تھامے رعنایہ بیگم اب اُسے مخاطب تھیں جب بھی اُسکے پیپرز ہوتے وہ ایسے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی

" تائی امی لیٹ ہو جاؤں گی اور مسکان میرا قتل کر دے گی اُسنے بولا تھا جلدی آنے کو اور میں آلریڈی لیٹ ہوں " وہ گلاس انکے ہاتھ سے لیتے ہوئے نان سٹاپ بولی پھر ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے رعنایہ بیگم کی طرف بڑھایا جو مسکان کے نام پر ناجانے کن خیالوں میں کھو گئی تھیں

" جائیں بیٹا اللہ آپ دونوں کو کامیاب کرے " اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے ان کی آنکھیں نم ہوئی

"اللہ حافظ تائی امی۔۔۔۔"

"اللہ حافظ مما۔۔۔"پہلے رعنایہ بیگم اور پھر قدرے اونچی آواز میں عظمت بیگم سے کہہ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی جونہی دروازہ کھولا تیزی سے اندر آتے وجود سے اُس کا اس قدر زور دار تصادم ہوا کہ ایک لمحے کو اُسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا

"افففف۔۔۔۔دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا" وہ ماتھے کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے مقابل کو دیکھے بنا بولی جب کہ حیدر اُسکے چہرے کے بدلتے رنگوں سے محظوظ ہو رہا تھا جب اُسکی بات سن کر بولا

"یہی بات میں بھی کہہ سکتا ہوں میڈم یا پھر آپکو ہینڈسم لڑکوں سے جان بوجھ کر ٹکرانے کی عادت ہے"وہ قدرے شوخ انداز میں بولا تو کلثوم نے حیران کن انداز میں اُسے دیکھا جیسے اُسے اس وقت حیدر کی آمد سے کی توقع نہ ہو

" آ۔۔۔آپ۔۔۔اس ٹائم" اُسکی بات نظر انداز کر کے وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے بولی

" کیا اس وقت آپ کے گھر میں آنا منع ہے" اُسکی بات کے جواب میں وہ شرارت بھرے انداز میں بولا

" ن۔۔نہیں۔۔۔جائیں " حیدر کی شوخ نظروں سے کنفوز ہوتی وہ ایک طرف ہو کر اُسے اندر جانے کا راستہ دیتے ہوئے بولی

"ویسے تم اتنی جلدی میں کہا جا رہی ہو" پہلی بار شاید اُسے کلثوم کو تم کہہ کر پکارا تھا پہلے کی نسبت اب اُسکا انداز سنجیدہ تھا

" یونی۔۔۔آج پیپر ہے " وہ مختصراً جواب دے کر جانے لگی

" میں ڈراپ کر دوں " اُسے جاتا دیکھ کر بولا

"اریب سے ایک چھوٹا سا کام ہے اُسکے بعد اگر لیٹ نہیں ہو رہی تو" ایک لمحے کے توقف کے بعد بولا

" نہیں مجھے لیٹ ہو جائے گا بائے" کہہ کر وہ روکی نہیں تیزی سے باہر چلی گئی حیدر کی نظریں اُسے ہمیشہ ہی کنفوز کر دیتی اُسے جاتا دیکھ وہ بھی ایک بھرپور مسکراہٹ لیے اندر کی جانب بڑھ گیا

"ارے حیدر بیٹا آپ۔۔۔کیسے ہیں " عظمت بیگم حیدر کو آتا دیکھ بولی

" اللہ کا شکر آنٹی آپ کیسی ہیں " وہ جو سیدھا اریب کے کمرے میں جانے کے ارادے سے سیڑھیاں چڑھنے والا تھا عظمت بیگم کی آواز پر انکی طرف متوجہ ہوا

" میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔خیریت بیٹے صبح صبح " انھوں نے پریشان کن لہجے میں پوچھا

" جی آنٹی سب خیریت بس اریب سے ایک کام تھا اسی لیے۔۔۔۔وہ روم میں ہی ہے نا" انھیں پریشان دیکھ وہ نارمل انداز میں بولا اور پھر اریب کا پوچھا

" جی وہ روم میں ہی ہے آپ ناشتہ کر کے ہی جایئے گا" عظمت بیگم مسکرتے ہوئے بولی ساتھ ہی اُسے ناشتے کی دعوت بھی دی

" جی" مسکر کر کہتا وہ دو دو سیڑھیاں چڑھتا اریب کے کمرے کی طرف چلا گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" نیکسٹ ویک بھیا کی برتھ ڈے ہے تم دونوں بھی آنا ویسے بھی پیپرز بھی ختم ہو جائیں گے تو تھوڑا ریلکس ہو جائیں گے" پیپر کے بعد آج وہ تینوں کافی دنوں کے بعد کیفے آئی تھیں اب کلثوم انھیں برتھ ڈے پارٹی میں آنے کے لیے راضی کر رہی تھی

" اووو۔۔۔یہ تو بہت اچھا ہے ادھر ہمارے پیپرز اینڈ اُدھر پارٹی " سدا کی پارٹیز کی شوقین مہرین فوراً بولی

" حارث بھائی کی برتھ ڈے ہے ؟؟" مسکان نے تصدیق کرنا چاہی ویسے بھی پہلے جب وہ حویلی گئی تھی اُسے حارث سے مل کر بہت اچھا لگا تھا تب پہلی بار اُسے لگا تھا کہ کاش وہ بھی کلثوم کی طرح ان پر بہن ہونے کا حق جتا سکتی

" ارے نہیں اُنکی لیسٹ منتھ میں تھی وہ سیلیبرٹ نہیں کرتے یہ تو AK بھیا کی ہے " وہ خوشی سے بتا رہی تھی جبکہ اریب کے نام پر مسکان کے چہرے کے زاویے بدلے تھے مہرین کچھ کھانے کے لیے لینے چلی گئی تھی

"مسکان تم آؤ گی نا " کلثوم نے اُسے خاموش دیکھا تو اب کی بار اُسنے براہ راست پوچھا تھا اریب نے ہی اُسے کہا تھا کہ وہ ان دونوں کو بھی انوائٹ کرے اور خاص طور پر مسکان کو آنے پر رضامند کرے وجہ اُسنے نہیں بتائی تھی ناہی کلثوم نے پوچھی کیونکہ اُسکے مطابق اریب مسکان کو پسند کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ مسکان پارٹی میں آئے

"تم جانتی تو ہو مجھے یہ سب پسند نہیں اور پھر مما کی طعبیت بھی ٹھیک نہیں تو میں نہیں آ سکوں گئ" وہ کلثوم کو اداس نہیں کرنا چاہتی تھی مگر یہ جانتے ہوئے کہ اُس حویلی نے اُسکی مما کا سب کچھ ان سے چھین لیا اور وہ حویلی والے ہی تو تھے جن کی وجہ سے اُسکا بچپن برباد ہوا اُسے تو معلوم ہی نہیں تھی بچپن کی شرارتیں کیونکہ اپنی مما کے لیے وہ بہت جلدی بڑی ہوگئ تھی وہ دوبارہ وہاں کیسے جا سکتی تھی انکار کی دوسری بڑی وجہ اریب بھی تھا اریب کے پرپوزل کے بعد وہ کسی صورت اُسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اور ایسا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ وہاں موجود نہ ہوتا کیونکہ پارٹی ہی اُسکی تھی

" کیا واقع ہی یہی وجہ ہے" کلثوم اُسکا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولی

" افکورس۔۔اور کیا وجہ ہو گی" وہ کلثوم سے نظریں نہیں ملا رہی تھی

" مسکان کیا تم تھوڑی دیر کے لیے بھی نہیں آسکتی" اُسنے اریب کو بتایا بھی تھی کہ مسکان راضی نہیں گی لیکن پھر بھی اُسنے اریب سے کہا تھا کہ وہ کوشش کرے گی

" میں کوشش کروں گی " اُسنے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

" کیا تمہیں میری فمیلی اچھی نہیں لگی" اُسے لگا شاید مسکان کو اُسکی فمیلی پسند نہیں آئی اس وجہ سے وہ دوبارہ نہیں آنا چاہتی

" ارے نہیں میں نے ایسا کب کہا" وہ جلدی سے کلثوم کی طرف مڑی وہ کسی طور کلثوم ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی

"تو پھر تم آنا کیوں نہیں چاہتی "

"ویسے بھی تم بھیا کو تو جانتی ہو اور بھیا کو چھوڑو مجھے تو جانتی ہو نا تو آ جانا پلیز" وہ التجائیہ انداز میں بولی اب اُسے یہ تو نہیں بتا سکتی تھی کہ اریب چاہتا ہے کہ وہ پارٹی میں آئے

"تم پلیز اداس مت ہو تمہیں معلوم تو ہے میں پہلے بھی صرف تمہارے اصرار پر آئی تھی اب بھی کوشش کروں گی" وہ براہراست اُسے انکار نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے ایسا کہا ورنہ اُسکا وہاں جانے کو کوئی ارادہ نہیں تھا

" چلو پارٹی کی خوشی میں یہ برانچ میری طرف سے" مہرین انکے سامنے برگر اور فنگر چپس رکھتے ہوئے بولی

" واؤ پھر تو مجھے روز ہی آ کر ایسا بولنا چاہیے تاکہ ہر روز یہ برانچ تمہاری طرف سے ہو" کلثوم نے پلیٹ سے چپس کو ایک ٹکڑا اُٹھاتے ہوئے کہا

" جی نہیں یہ صرف اس لیے کہ پورٹی اریب بھائی کی ہے اور وہ بہت اچھے ہیں ہے نا مسکان" اریب کے نام پر جہاں اُسکا موڈ خراب ہوا تھا وہی مہرین کے اس طرح اسے بلانے پر وہ چونکی

" صحیح کہا نا میں نے" اپنی بات کے جواب میں اُسے خاموش دیکھ کر مہرین نے دوبارہ پوچھا جس پر مسکان نے صرف سر ہلایا کلثوم نے اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو کافی غور سے دیکھا تھا پھر کچھ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد مسکان کا ڈرائیوار آگیا تو وہ اُن سے اجازت لے کر چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دن ، ہفتے، مہینے اور پھر کئی سال گُزر گئے اب وہ اپنی زندگی کے بائیسوایں سال میں قدم رکھ چکی تھی کتنے ہی سال اُسے بے صبری سے اُنکا انتظار کیا تھا اپنی مما کی آنکھوں میں وہ ہر نئے دن میں ایک نئی اُمید کی کرن دیکھتی مگر دھیرے دھیرے سبھی اُمید کی کرنیں بجھنے لگی اور اب اُسنے بھی انتظار کرنا چھوڑ دیا تھا اور تب وہ واپس آگئے اس وقت جب وہ اُن سے نفرت کرنے لگی تھی یا شاید شدید نفرت۔۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اُن کی کونسی مجبوری نے انھیں اُسکی مما کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا مگر وہ اُنکی کسی مجبوری کی بنا پر اُنھیں معاف کرنے کا ارادہ ہرگز نہیں رکھتی تھی ایک ہی شہر میں میں ہوتے ہوئے بھی اُسکا ان سے دوبارہ کبھی سامنا نہیں ہوا تھا اور وہ مطمن تھی کیونکہ شاید اب کی بار وہ اپنا ضبط کھو دیتی وہ اُنکا سامنا کسی صورت نہیں کرنا چاہتی تھی

انفیکٹ وہ حویلی کے کسی فرد کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی آخری سمسٹر بھی اب اپنے اختیام کو پہنچ چُکا تھا اور اُسکا ارادہ تھا کہ اُسکے بعد وہ مما کو لے کر دوبارہ کراچی شفٹ ہو جائے گئی

موسم سرما ختم ہونے والا تھا اور حیدرآباد میں تو ویسے بھی کچھ خاص سردی نہیں پڑتی تھی مگر آج موسم کچھ الگ تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی سورج بھی تقریباً اپنا سفر مکمل کر کے اپنی منزل کو پہنچنے والا تھا کمرے کی لائٹس بند کیے اُسنے آنکھیں موند لی اور گزرے ماہ و سال کے بارے میں سوچنے لگی جب مما کی آواز پر اُسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا

" مسکان۔۔۔مسکان " وہ اُسے آواز لگاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی کمرے میں اندھیرا تھا بھاری پردوں کے پیچھے لگے سوچ بوڈر پر بٹن دُبائے تو پل میں کمرا روشن ہوا

" جی۔۔۔مما" انکی آواز پر وہ سیدھے ہوکر بیٹھتے ہوئے بولی بھاری آواز سے لگ رہا تھا جیسے وہ کافی دیر روتی رہی ہو

" بچے۔۔۔کوئی آپ سے ملنے آیا ہے۔۔۔جلدی سے نیچے آ جائیں " وہ جانتی تھی کہ مسکان رو رہی تھی مگر اس وقت انھیں پوچھنا مناسب نہ لگا اسی لیے دروازے کے پاس سے ہی اُسے نیچے آنے کا کہہ کر وہ مُڑی

" کون آیا ہے " اُسنے حیرت سے پوچھا اندر کہیں ایک ڈر تھا کہ دوبارہ قمر یا اُسکی فمیلی نہ آئی ہو ٹھنڈی ہوا اب بھی چل رہی تھی جس سے کمرے میں لگے پردے ہل رہے تھے اب کہ اندھیرا کچھ زیادہ ہو گیا تھا لان کی لائٹس بھی آن کر دی گئی تھی وہ ناجانے کتنی دیر تک سوچوں میں گم رہی جو وقت کا اندازہ ہی نہ ہوا

"ا۔ر۔۔وہ تمہاری فرینڈ کلثوم کا بھائی آیا ہے " اریب سے وہ پہلے بھی مل چکی تھی اور تب بھی وہی اُن سے ملنے گھر آیا تھا وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ کون ہے کیونکہ اریب ہی انھیں ساری حقیقت بتا کر گیا تھا کئی بار وہ اُسے فون پر بھی بات کر چکی تھی اور یہ بات انھوں نے مسکان سے چھپائی کیونکہ وہ جانتی تھی مسکان کبھی اس بات کو اتنی جلدی ایکسپٹ نہیں کرے گی مگر وہ اس بات سے لاعلم تھی کہ مسکان جانتی ہے کہ اریب اور کلثوم

اُسکے تایا زاد ہیں اسی لیے اب بھی اریب کا نام لینے کی بجائے انھوں نے اسکے بارے میں کلثوم کی نسبت سے بتایا تھا

"کیا۔۔۔وہ کیوں آئے ہیں " سفیہ بیگم کی بات سن کر وہ بیڈ سے ایک دم ایسے اُچھلی گویا وہاں سپرنگ لگے ہوں اُسے ساتھ ہی اریب کا پرپوزل یاد آیا پھر اُسکا کال کرنا اب وہ سیدھے گھر ہی پہنچ گیا یہ سوچتے ہی اُسکے سفید چہرے پر کئی رنگ ایک ساتھ آئے وہ اُس وقت ہلکے بھورے رنگ کے چوڑی دار پاجامے پر سفید قمیض پہنے بالوں کی مخصوص انداز میں اونچی پونی بنائے خوبصورت لگ رہی تھی

"معلوم نہیں۔۔۔آپ آجائیں" بات مکمل کرتے ہی سفیہ بیگم کمرے سے چلی گئی مسکان کو لگا جیسے وہ اُسے کچھ چھپا رہی تھیں پھر اپنی سوچوں کو جھٹک کر اُسنے دائیں کندھے پر موجود دوپٹہ سیٹ کیا اور ڈرائنگ روم میں جانے کے لیے باہر آ گی

"اسلام علیکم" تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ خود کو اُسکا سامنا کرنے کے قابل کرتے ہوئے ڈرائنگ میں آئی تو وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھا گویا اُسکا ہی انتظار کر رہا تھا مروتاً اُسے سلام کرنا پڑا مما کی موجودگی میں وہ کوئی سین کریٹ نہیں کرنا چاہتی تھی گو کہ اُسکے سلام کی آواز بہت آہستہ تھی مگر اریب تک پہنچ گئی تو اُسنے مسکراتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے جواب دیا وہ فوراً نظریں جُھکا کر مما کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔سلام دعا کے بعد خاموشی طول ہوئی تو مما کے اشارہ کرنے پر اُسے ہی بولنا پڑا

" کوئی کام تھا آپ کو۔۔۔"مسکان کے سخت لہجے میں سوال کرنے کے انداز پر اریب کے ساتھ ساتھ مما بھی حیران ہوئی وہ اُسکے دائیں جانب الگ صوفے پر بیٹھا تھا جس صوفے پر مسکان بیٹھی تھی اُسکی بیک پر ایک بڑی کھڑکی تھی کھڑکی سے آتی ہوا پردوں کو چھوتی تو پردے نرمی سے اُسکے بالوں کو چھو کر پیچھے ہو جاتے کھڑکی کے قریب ہی لان میں چیبیلی کا پودا تھا جس کی بھینی بھینی خوشبو اندر تک آ رہی تھی

" جی۔۔۔نیکسٹ ویک میری برتھ ڈے ہے اُسکی کی پارٹی میں شرکت کی دعوت دینے آیا ہوں آپ کو" اُسکے سخت انداز کے باوجود اریب نے اپنا لہجہ نرم رکھا اور مسکراتے ہوئے جواب دیا البتہ وہ جواب مسکان کی بجائے سفیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے دے رہا تھا

"اچھا۔۔۔سلگرہ بہت بہت مبارک ہو بیٹا" سفیہ بیگم نے حیران ہونے کی بھر پور کوشش کی کیونکہ اریب انھیں آنے کی وجہ پہلے ہی بتا چکا تھا مگر انھوں نے یہ ظاہر کیا جیسے انکے درمیان کوئی بات نہ ہوئی ہو جبکہ مسکان نے انکے جواب دینے کے انداز پر حیرت سے انھیں دیکھا وہ جانتی تھی اُس کی مما اچھی ادکارہ بلکل بھی نہیں

"شکریہ آنٹی" وہ بھی کسی فرمانبردار بچے کی طرح بولا

"میں کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں" سفیہ بیگم اریب سے چند اور باتیں کرنے کے بعد کھانے کا کہہ کر وہاں سے گئی تو مسکان کی گویا سانسیں ہی اٹک گئی مگر اریب تو شاید اُسی لمحے کے انتظار میں تھا

"میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔"وہ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے نرم اور آہستہ آواز میں بولنے لگا جب مسکان نے اُس کی بات کاٹی

" آپ جو بھی چاہتے ہیں مجھے کچھ نہیں سننا" اُسکی بات کاٹتے ہوئےوہ ٹیبل پر پڑی کتاب کو گھورتے ہوئے فوراً بولی جبکہ وہ اب بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا بھورے رنگ کا دوپٹہ اپنے سٹائل میں ایک کندھے پر پھیلائے سُرخ و سفید رنگت کے ساتھ وہ اُسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی غصے میں اُسکا چہرا اور بھی سُرخ ہو گیا تھا

"تمہیں اُس پارٹی میں آنا ہے ضرور" وہ 'ضرور' پر زور دیتے ہوئے اُسکی بات نظر انداز کر کے بولا انداز پہلے کی نسبت کافی سخت تھا

"کیوں؟" اُسنے اریب کے ضرور کہنے پر پوچھا

"بیکاز میں چاہتا ہوں" بغور اُسے دیکھتے ہوئے جواب دیا گیا جو اب بھی کتاب کو گھورنے میں مصروف تھی گویا اس سے ضروری اور کوئی کام ہی نہ ہو اریب کے ایسا کہنے پر اُسنے ایک نظر اُسکی طرف دیکھتا اریب کی نظروں کی تپش اُسے نگاہیں جُھکانے پر مجبور کر گی

"میں نہیں آؤں گی" اُسنے حتُلامکان اپنا لہجہ سخت رکھنے کی کوشش کی

"چلو دیکھتے ہیں " وہ مسکراتے ہوئے بولا اور ٹیبل سے کتاب اُٹھائی جسے مسکان مسلسل گھور رہی تھی

"کیا دیکھتے ہیں آپ کو جواب مل گیا نا اب جایئے" وہ بد تمیز یا بے مروت قطعی نہ تھی مگر ناجانے کیوں اریب کو دیکھتے ہی اُسکا غصہ آسمان پر پہنچ جاتا

" تم نے جواب دیا ہے تمہاری مما نے نہیں " اُسنے ایک بار غلطی سے بھی اُسے آپ کہنے کی زحمت نہیں کی تھی

" ویسے تم کس پر چلی گئی ہو تمہاری مما تو کافی سویٹ اور کیرینگ ہیں تمہاری طرح نہیں جو بنا چائے پانی کے گیسٹ کو بھاگا دیں جانتی ہیں گھر آئے مہمانوں سے کیسے پیش آتے ہیں اُنکی خاطر تواضع کرتے ہیں "وہ کتاب کے صحفے پلٹتے ہوئے اُسے زچ کر رہا تھا جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہا تھا وقفے وقفے سے وہ اُسکے ایکسپریشن بھی نوٹ کر رہا تھا جن سے وہ کافی محظوظ ہو رہا تھا

" مما کیا آنسیر کریں گی وہ نہیں ہی بولیں گی" اُسکی پہلی بات کا جواب دے کر وہ خاموش ہو گئی گویا دوسری بات سنی ہی نہ ہو اس تمام گفتگو میں مسکان نے دوسری بار اُسکی طرف دیکھا تھا بلیو جینز اور اُسکی ہم رنگ شرٹ پہنے ہمیشہ کی طرح بازو کہینوں تک اوپر چڑھائے بال جیل سے سیٹ کیے ہلکی ہلکی بیرڈ کے ساتھ وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا

"لیں بیٹا کھائیں " اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا مما ملازمہ کے ہمراہ لوازمات سے بھری ٹرے لیے اندر آئی

"آنٹی اس سب کی کیا ضرورت تھی " مما سے بات کرتے ہوئے اُسکا لہجہ پھر سے نرم ہو گیا تھا وہ تو اُن سے ایسے باتیں کر رہا تھا گویا سالوں سے جانتا ہو

" تو آنٹی پھر آپ آئیں گی پارٹی میں "پینٹ منہ میں ڈالتے ہوئے وہ اپنے مقصد کی بات پہ آیا وہ سوال سفیہ بیگم سے کر رہا تھا جبکہ دیکھ مسکان کو رہا تھا

" بیٹا میری طعبیت ٹھیک نہیں رہتی اس کیے میں تو نہیں آ پاؤں گی لیکن مسکان آئے گی کیوں بچے" انھوں نے اریب کو دیکھتے ہوئے بات کی پھر مسکان کی طرف دیکھا گویا تصدیق چاہی ہو اپنے نہ آنے کی وجہ وہ پہلے ہی اریب کو بتا چکی تھی وہ چاہتی تھی مسکان حویلی والوں کو ایکسپٹ کر لے کیونکہ انکے مطابق ان سے زیادہ مسکان کا اُن سب کو ایکسپٹ کرنا مشکل تھا

"لیکن۔۔مما۔۔۔"مسکان نے کچھ کہنا چاہ مگر مما کے گھورنے پر خاموش ہو گئ

"بیٹا سوری میں نہیں آسکتی لیکن مسکان ضرور آئے گی" انھوں نے معزرت کرتے ہوئے کہا جبکہ مسکان انھیں صرف دیکھتی رہ گئ

" اوکے آنٹی میں اب چلتا ہوں۔۔ تھینکس "کتاب واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا

"اس میں تھینکس کی کیا بات ہے" اُسے کھڑا ہوتا دیکھ کر وہ بھی کھڑی ہوئ

" آپ ضرور آیئے گا " مما کے سامنے وہ پہلی بار اُسے مخاطب ہوا تھا اُسنے کوئی جواب نہیں دیا تھا البتہ اُسکے آپ" کہنے پر مسکان نے حیرت سے اُسے ضرور دیکھا تھا کیوں مسکان کو یاد نہیں تھا کہ آخری بار یا شاید پہلی بار بھی اریب نے اُسے آپ کہہ کر کب مخاطب کیا تھا اپنی بات کہہ کر وہ روکا نہیں تھا مما بھی اُسکے ساتھ ہی باہر چلی گئ تھی انکے جاتے ہی وہ اپنے کمرے میں آگئ وہ مما کو حقیقت بتانا چاہتی تھی مگر اس وقت وہ جانتی تھی اُلٹا مما ہی اُسے ڈانٹتی کیونکہ اُسنے اریب سے کافی رُوڈلی بات کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھیا۔۔۔AK بھیا" کلثوم اریب کو پکارتے ہوئے اُسکے کمرے میں آئی اُسنے کبھی بھی اپنے تینوں بھائیوں کے کمرے کا دروازہ نوک کرنے کا تکلُیف نہیں کیا تھا لیکن حارث کی شادی کے بعد اب اُسے یہ عزیز حاصل ہو گیا تھا کہ میڈم کلثوم اُسکے کمرے کا ڈور نوک کرتی تھی جبکہ حماد اور اریب اب تک اس سعادت سے محروم تھے

"کیا ہوا" اریب تولیہ سے بال خشک کرتے ہوئے باتھ روم سے نکلتے ہوئے بولا تولیہ صوفے کی پشت پر ڈالتے ہوئے خود بھی صوفے پر بیٹھ گیا

" مسکان۔۔۔پارٹی میں آنے کے لیے مان گئی ہے۔۔۔نہیں مطلب پہلے بھی اُسنے پُروپر انکار نہیں کیا تھا لیکن آج اُسنے کہا کہ وہ ضرور آئے گئی ڈیٹس مین وہ آئے گئی"پیچھلے روز جب مسکان نے اُسے کہا تھا کہ وہ کوشش کرے گئی کلثوم سمجھ گئی تھی کہ وہ نہیں آئے گئی اسی لیے اُسنے اریب کو کہہ دیا تھا کہ مسکان نے آنے سے منع کر دیا ہے اسی لیے وہ خود اُسکے گھر گیا تھا اور آج یونی میں مسکان نے کلثوم کو بتایا تھا کہ وہ پارٹی میں آئے گئی اور وہ یہ بات اب اریب کے گوش گُزار کر رہی تھی

" اچھا لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہ نہیں آئے گئی اُسنے صاف انکار کر دیا ہے" اریب فون میں کچھ ٹائپ کرتے ہوئے کلثوم کو اُسکے الفاظ یاد کرواتے ہوئے دھیرے سے مسکرایا

" ہاں میں نے کہا تھا لیکن اب وہ مان گئی ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں " وہ منہ بسورتے ہوئے بولی

" بائے اد وئے کیسے مانی تمہاری وہ نک چڑی دوست" شاید وہ جاننا چاہتا تھا کہ مسکان نے کلثوم کو اُسکی انکے گھر آمد کے بارے میں بتایا یا نہیں

" پتا نہیں میں نے کافی پوچھا لیکن اُسنے کہا کہ وہ بھی تھوڑا ریلکس ہونا چاہتی ہے اس لیے " کلثوم نے مسکان کے الفاظ اُس تک پہنچائے

" ویسے کافی کڑوس اور بے مروت قسم کی دوست ہے تمہاری جسے مہمان نوازی تک نہیں آتی" اب اریب ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا

" ایکسکیوز می بھیا وہ ایسی بالکل بھی نہیں اور آپ کو کیسے معلوم کہ وہ مہمان نواز نہیں کبھی گئے ہیں اُسکے کے گھر" کلثوم کو ذرا اچھا نہیں لگا تھا اریب کا مسکان کے بارے میں ایسا کہنا حالانکہ وہ جانتی تھی کہ اریب مزاق کر رہا ہے مگر پھر بھی۔۔۔اب اریب اُسے کیا بتاتا کہ وہی تو اُسے مما کے ذریعے بلیک میل کر کے پارٹی کے لیے راضی کر چُکا ہے اور اُسکی مہمان نوازی بھی دیکھ چُکا ہے مسکان کے بارے میں سوچتے ہوئے خود بخود ہی اُسکے لب مسکرائے

" بھیا۔۔۔ویسے آپ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ آپ کی برتھ ڈے پارٹی میں آئے" اُسکے ساتھ ڈریسنگ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے کلثوم نے معنی خیز انداز میں پوچھا ایک بار اریب نے سب کے سامنے مسکان کے لیے پسندیدگی ظاہر کی تھی لیکن اب چونکہ وہ اور کاموں میں مصروف ہوگیا تو سب کو یہی لگا کہ وہ صرف ایک نظر کی پسند تھی جو شاید اب نہیں تو کبھی اس بارے میں کسی نے اُسے بات نہیں کی

" میں کیوں ایسا چاہوں گا" اُسنے بھی فال اس بات کو خود تک محدود رکھنے کا سوچا

"تو پھر آپ نے مجھے کیوں کہا تھا کہ لازمی اُسے آنے کے لیے راضی کروں" وہ بھی کہا پیچھے رہنے والی تھی آخر کو اُسکی بہن تھی لازمی پر زور دیتے ہوئے بولی

" میں نے اس لیے کہا کہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے اس لیے ورنہ مجھے کیا پڑی ہے وہ آئے یا نہ آئے" وہ بھی ایک نمبر کا ڈھیٹ ثابت ہوا تھا

" تو ٹھیک ہے میں اُسے کہہ دیتی ہوں کہ پارٹی کینسل ہوگئی ہے تو وہ نہ آئے۔۔۔۔ویسے کسی نے پہلی مُلاقات میں ہی اُسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا" کلثوم بھی اُسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی اسی لیے اُسے مسکان کے ساتھ اُسکی ملاقات کی یاد دلائی جس کے بارے میں اُسنے خود ہی انھیں بتایا تھا ویسے بھی کبھی کبھی ہی تو اُسے ایسا موقع ملتا جب اریب قابو میں آتا تو وہ چھوڑ کیسے دیتی

" تم بہت مار کھاؤ گئی اب مجھ سے" وہ مصنوعی غصے سے اُسے دیکھتے ہوئے بولا

" ویسے مجھے نا دال میں کچھ کالا کالا لگ رہا ہے آپ کیا کہتے ہوں تائی امی سے بات کروں آپ کے مسکان کے بارے میں " یہ کہہ کر وہ رُکی نہیں جانتی تھی اس بات پر اُسکی پٹائی ضرور ہو جائے گئی اسی لیے فوراً ہی کمرے سے بھاگ گئی اُس کی بات پر ایک دلکش مسکراہٹ اریب کے لبوں پر پھیلی۔لیکن جلد ہی خود کو کمپوز کرتے ہوےت وہ فون اور گاڑی کی چابی اُٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زندگی نے اُسے سوائے محرومیوں کے کچھ نہیں دیا تھا اور اُسکے مطابق زندگی کا مفہوم ہی کسک تھا محرومیوں کی کسک۔۔۔۔۔دکھوں کی کسک۔۔۔۔مما کے اریب کو ہاں کہنے پر اسنے انھیں ماننے کی کوشش کی کہ وہ وہاں نہیں جا سکتی وجہ وہ انھیں بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن سفیہ بیگم اُسکے انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اُسے وہاں جانے کے لیے راضی کر چکی تھی اور اُسکے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا اُسکے سامنے صرف ایک ہی راستہ تھا جو اُس شخص کے گھر کو جاتا جسے وہ شدید نفرت کرتی تھی جسے شاید وہ کبھی چاہ کر بھی معاف نہیں کر سکتی تھی آج اُسکا آخری پیپر تھا اُس دن کلثوم کے پارٹی میں آنے کی دعوت پر اُسنے انکار کر دیا تھا مگر پھر مما کا اریب کو ہاں کہہ دینے سے اُسے بھی کلثوم کے سامنے حامی بھرنی پڑی اور اُسکے کئی بار پوچھنے پر بھی مسکان نے اُسے وجہ نہیں بتائی تھی زندگی کئی بار آپ کو اتنے کٹھن موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے کہ نا آپ کا آگے بڑھنا آپکو درست لگتا ہے اور نہی پیچھے جانا اور مسکان بھی خود کو ایک ایسے ہی راستے پر کھڑا پا رہی تھی جہاں وہ آگے بڑھتی تو اُسے اس انسان کا سامنا کرنا پڑتا جس نے اُسکی مما کی زندگی برباد کی تھی اور اگر آگے نا بڑھتی تو جان سے عزیز مما کی ناراضگی جو وہ کسی صورت آفوڈ نہیں کر سکتی تھی دن بدن اُسکی اریب کے لیے ناپسندگی بڑھتی جا رہی تھی وجہ شاید اُسکی مسکان کی زندگی میں بےجا داخل اندازی تھی اب بھی اگر وہ براہ راست آ کر مما کو پارٹی میں آنے کا نہ کہتا تو مسکان تو مما سے اس بارے میں بات ہی نہیں کرنے والی تھی مگر ضروری نہیں ہوتا نا کہ ہر بار وہی

ہو جو ہم چاہتے ہیں کیونکہ اوپر والے نے ہمارے لیے اُس سے کئی بہتر سوچ رکھا ہوتا ہے جو یقیناً ہمارے حق میں بہترین ہوتا ہے مسکان کے لیے بھی یقیناً اوپر والے نے کچھ اور ہی سوچ رکھا تھا

دن ڈھلنے والا تھا سورج بھی اپنا سفر مکمل کر کے اب مغرب میں منہ چھپا رہا تھا اریب کی برتھ ڈے میں صرف آج کا دن باقی تھا کل اُسے پارٹی میں جانا تھا مگر وہ اب تک یہ ڈسائیڈ نہیں کر پائی تھی کہ اُسے گفٹ کیا دے وہ خالی ہاتھ نہیں جا سکتی اُسکی دو وجہ تھیں ایک مما جو یقیناً اُسکے ایسا کرنے پر اُسے ناراض ہوتی اور دوسری کلثوم کیونکہ وہ کلثوم کا بھائی تھا تو مروتاً اُسے کچھ گفٹ لے کر ہی جانا تھا جسکا فصیلہ وہ اب تک نہیں کر پائی۔

اُسنے ایک نظر گھڑی کو دیکھا مغرب ہونے میں کچھ وقت باقی تھا کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنا ہینڈ بیگ اُٹھائے کمرے سے نکلی اب مغرب ہونے سے پہلے اُسے اریب کے لیے کچھ بھی گفٹ کے کر واپس آنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی کو ہمیشہ کی طرح شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا پچھلی بار جب وہ آئی تھی تب بھی حویلی کو ایسے ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور تب ایک ایسی حقیقت سے اُسکا سامنا ہوا تھا جسے چاہ کر بھی وہ انکاری نہیں ہو سکتی تھی وہ وہاں آنا قطعی نہیں چاہتی تھی مگر مما کے بے حد اصرار پر اُسے آنا پڑا مما کا رویہ بھی اُسے مشکوک سا لگا کیونکہ اسے پہلے انھوں نے کبھی مسکان کو کہیں جانے کے لیئے فورس نہیں کیا تھا حیرت کا دوسرا جھٹکا اُسے کلثوم کی مما اور تائی سے مل کر لگا جو اُسے ایسے ملی گویا وہ اُسے سالوں سے جانتی ہوں ان سب باتیں سے اُسکے اندر کئی اندیشوں جنم لیا جنہیں وہ سچ نہیں ماننا چاہتی تھی تمام پارٹی میں اریب سے اُسکا سامنا صرف ایک ہی بار ہوا تھا جب وہ اُسے گفٹ دینے گئی وہ تو گفٹ بھی کلثوم کے ذریعے اُس تک پہنچنا چاہتی تھی لیکن کلثوم زبردستی ہی اُسے اریب کی طرف لے گئی اریب نے بھی اُسے زیادہ بات نہیں کی تھی وجہ بڑی اماں اور رافعیہ پھوپھو کی پارٹی میں موجودگی وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کا بھی دھیان مسکان کی طرف جائے کیونکہ مسکان کے زیادہ نین نقوش اشتعاق صاحب کی طرح تھے اگر ایک بار بڑی اماں یا رافعیہ بیگم کو شک ہو

جاتا تو یقیناً وہ مسکان کے بارے میں سب کچھ جان جاتی جو کہ اریب فحال نہیں چاہتا تھا مسکان اریب کی پسند ناپسند کے بارے میں چونکہ نہیں جانتی تھی لیکن پھر بھی ایک مہکتی خوشبو اُسے تحفے میں دے آئی اس پوری پارٹی میں اُسنے نوٹ کیا تھا کہ اریب کی کزن جسے وہ ایک بار مال میں مل چکی تھی وہ اُسکے ساتھ ہی تھی اور اُسے مسکان کا اریب کو گفٹ دینا بھی کچھ پسند نہیں آیا تھا تمام پارٹی میں وہ بے چین سی رہی تھی مگر اب کافی حد تک پُرسکون تھی کیونکہ جیسا اُسنے سوچا تھا اُسکا سامنا اشتعاق صاحب سے نہیں ہوا تھا ایک دو بار اُسنے انہیں دیکھا تھا اور اُن کی آنکھوں کی چمک نے اُسے مزید بے چین کر دیا اُسے لگا جیسے وہ بھی اُسے پہچان چکے ہیں" لیکن اگر ایسا ہوتا تو وہ بات تو کرتے وہ کیوں بات کریں گے اگر انھیں ہم یاد ہوتے تو وہ مما سے ملتے "

"میں بھی کیا سوچ رہی ہوں" اپنی سوچوں کو جھٹکتی وہ کلثوم کی طرف بڑھی(جو ابھی ہی اپنی تائی امی کی آواز پر ایک طرف گئی تھی)تاکہ گھر جانے کی اجازت لے اب وہاں مزید رہنا اُسے مشکل لگنے لگا

"کلثوم۔۔۔"کلثوم کو کچھ عورتوں کے ساتھ کھڑا دیکھ کر وہ بھی وہی آگئی اور آہستہ آواز میں اُسے پکارا

" ارے بیٹا آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں یہاں آئیں نا" وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی عظمت بیگم نے اُسے اپنے پاس آنے کے لیے کہا تو وہ دھیمی سی مسکراہٹ لیا اُنکی طرف بڑھی

" آنٹی اب میں چلتی ہوں بس بائے کہنے آئی تھی "وہ آہستہ آواز میں اپنے وہاں آنے کا مقصد بتانے لگی اُسے قطعاً اچھا نہیں لگ رہا تھا یوں سب کے ساتھ۔۔۔وہ تو ویسے بھی گھیدرنگز میں کم ہی جاتی تھی اور پھر وہاں کئی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ اور بھی نروس فیل کرنے لگی

" اتنی جلدی کیا ہے تھوڑی دیر میں چلی جانا " کلثوم اُسکے جانے کا سن کر فوراً بولی

" نہیں وہ مما انکل کے گھر گئی ہیں نا تو ڈرائیور انہیں لینے گیا ہے زیادہ لیٹ ہو گئی تو کوئی ٹیکسی بھی نہیں ملے گی" وہ کلثوم کے ساتھ چلتے ہوئے ان خواتین سے قدرے فاصلے پر آگئی تھی

" تو تم ٹیکسی سے جاؤ گی اکیلے۔۔۔نو" کلثوم اُسکی بات سن کر حیران کن انداز میں بولی

"کیوں " مسکان نے سوالیہ انداز میں پوچھا

" کیوں کیا مطلب۔۔۔تم اس ٹائم اکیلے نہیں جاؤ گی بس۔۔۔ڈرائیور کا ویٹ کر لوں آنٹی کو ڈراپ کر کے تمہیں لینے آجائے گا " کلثوم نے انکار کے ساتھ کھڑے کھڑے اُسے مفت مشورے سے بھی نوازہ

"تب تک بہت دیر ہو جائے گئی اور مما کو میڈیسن بھی دینی ہے مجھے معلوم ہے وہ خود سے نہیں لیں گی ورنہ میں روک جاتی" مسکان نے اُسے ایک اور مسئلہ بتایا وہ اور زیادہ دیر وہاں نہیں روکنا چاہتی تھی اصل وجہ کلثوم کو نہیں بتا سکتی تھی مگر جھوٹ یہ بھی نہیں تھا

" اوکے تو تم۔۔۔Ak بھیا کے ساتھ چلی جاؤ"

"بھیا۔۔۔"اُسنے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا سامنے ہی اُسے اریب اپنے کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف نظر آیا تو اُسنے ساتھ ہی اُسے آواز لگائی اریب بھی دوست سے معذرت کرتا ہوا ان کے قریب آ گیا

" ن۔۔نہیں میں چلی جاؤں گئی" اریب کے نام پر وہ ایک پل کے لیے بوکھلائی مگر جلد ہی سنبھل کر بولی

" کہاں جانا ہے انہیں" اریب نے یقیناً اُسکی بات سن لی تھی اسی لیے اب کلثوم سے پوچھ رہا تھا

" گھر۔۔۔اسے گھر جانا ہے اوراسکا ڈرائیور آنٹی کو لینے گیا ہے تو کیا آپ اسے ڈراپ کر دیں گے" مسکان کا گھورنا بھی کلثوم کی نان سٹاپ چلتی زبان کو نہیں روک پایا مسکان اب اُسے یہ سب بتا کر پچھتا رہی تھی

"نہیں میں خود چلی جاؤں گئی۔۔۔کسی کو بھی تکلیف دینے کی ضرورت نہیں " اس سے پہلے کہ اریب کوئی جواب دیتا مسکان کلثوم کو گھورتے ہوئے بولی

" اٹس اوکے اگر آپ میرے ساتھ جانے سے کمفیٹیبل نہیں تو حارث یا حماد بھی آپ کو ڈراپ کر سکتے ہیں " اریب نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھے تھے جو اُسکے ساتھ جانے کا سن کر سے آئے تھے اسی لیے وہ اُسے ریلکس کرنے کے لیے بولا

" نہیں ایسی بات نہیں میں سچ میں خود چلی جاؤں گئی" اُسے اُمید نہیں تھی کہ اریب یوں کلثوم کے سامنے ہی ایسا بول دے گا اسی لیے جلدی سے بولی تو اریب دھیرے سے مسکرایا اُس کی مسکراہٹ مسکان کی نظروں سے چھپی تھی مگر کلثوم کی نظروں سے نہیں

" تو ٹھیک ہے پھر بھیا تمہیں چھوڑ دیں گے ڈن" اریب کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے وہ فصیلہ کُن سے انداز میں بولی

"لیکن۔۔۔۔۔۔"

"ڈونٹ وری میں آپ کو کھا نہیں جاؤں گا۔۔۔ویسے بھی اکیلی تو آپ کسی صورت نہیں جائیں گی " کلثوم کو ساریا کی طرف متوجہ دیکھ کر وہ اُسکے اور اپنے درمیان موجود فاصلہ ایک قدم سے مٹاتے ہوئے اُسکے قریب آیا اور مسکراتے ہوئے تقریباً سرگوشیانہ لہجے میں بولا دوسری بات انتہائی سنجیدگی سے کہہ کر قدرے فاصلے پر ہو گیا

"چلیں۔۔۔"اُسکا جواب سنے بنا دوبارہ بولا

" جی۔۔۔"اُسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی تمام گفتگو میں اُسنے پہلی بار اُسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا جو انتہائی سنجیدہ تھا

" میں انہیں ڈراپ کرنے جا رہا ہوں کسی نے پوچھا تو کہہ دینا ضروری کام سے گیا ہے" ساریا کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ ساریا سے مخاطب تھا مسکان کو سمجھ نہیں آیا کہ اُسنے ایسا کیوں بولا شاید وہ کسی کو سچ بتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ مسکان کو چھوڑنے گیا ہے حقیقت جو بھی تھی مگر مسکان کو تو یہی لگا کہ وہ اپنی فیملی سے یہ بات چھپانا چاہتا ہے

" اوکے۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔"ساریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

" بہت اچھا لگا کہ تم آئی ورنہ شاید پارٹی میں رونق نہ ہوتی"ساریا مسکان سے گلے ملتے ہوئے بولی دوسری بات اُسنے اریب کو دیکھ کر بولی تو اریب نے اُسے سختی سے گھورا جسے یقیناً اُسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا

"کیوں دیور جی صحیح کہا نا" مسکراہٹ چھپاتے ہوئے وہ چہرے پر سنجیدگی لائے اب اریب سے مخاطب تھی

" جی نہیں بھابھی جی۔۔۔اب ہمیں نکلنا چاہیے غالباً آپ لیٹ ہو رہی تھی" وہ پہلے ساریا اور پھر مسکان سے مخاطب ہوا جو ان کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

" جی۔۔جی۔۔جائیں اینڈ انجوائے" مسکراہٹ روکنے کی کوشش میں وہ سرخ ہو گئی تھی ساریا کے ایسا بولنے پر اریب نے فوراً مسکان کی طرف دیکھا لیکن اُسنے شاید سنا نہیں تھا

"کیوں سب کے سامنے اپنے دیور کی عزت اُتروانا چاہتی ہیں بھابھی جی" وہ سرگوشیانہ لہجے میں التجائیہ انداز میں بولا

"جاؤ اب اُسے چھوڑ کر آو اس سے پہلے کہ وہ خود ہی چلی جائے" ساریا نے مسکراہٹ دُبائے اُسے جانے کے لیے بولا

" اُسکا کوئی بھروسہ بھی نہیں نکلتا ہوں ویش می گُڈ لک" مسکان کی طرف بڑھتے ہوئے مسکراہٹ لیے بولا تو ساریا بھی مسکرا دی

کافی دیر سے ان دونوں کے درمیان خاموشی تھی مسکان ناجانے کن سوچوں میں گُم ونڈو سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی اریب ہر دو منٹ بعد اُسکے چہرے پر نگاہ ڈال لیتا

"و۔۔وہ۔۔۔وہاں پارٹی میں۔۔۔ا۔۔۔ایک۔۔۔بھورن تھری پیس سوٹ۔۔۔میں جو۔۔۔۔۔۔ان۔۔۔۔انکل تھے وہ کیا لگتے ہیں۔۔۔۔آپ کے" خاموشی کے تسلسل کو مسکان کی کپکپاتی اور بوکھلائی سی آواز نے توڑا مسکان کی بات پر اریب نے ایک دم سے بریک لگائی تو مسکان نے بمشکل اپنا سر ڈیش بوڈر سے ٹکرانے سے بچایا اریب نے حیران کن انداز میں اُسے دیکھا

" تو کیا وہ اب تک چچا جان یعنی اپنے بابا کے بارے میں سوچ رہی تھی" اریب نے اُسے دیکھتے ہوئے سوچا

"کیا ہوا" اُسے خود کو دیکھتا پا کر مسکان نے پوچھا اُسے اریب کے گاڑی اس انداز میں روکنے پر کافی حیرت ہوئی

"Actuallyوہ۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں" وہ کچھ کہتے کہتے رُک گیا

" آپ نے بتایا نہیں " وہ گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر چکا تھا مسکان کے سوال دُہرانے پر اُسنے ایک بار پھر اُسے دیکھا وہ سامنے دیکھ رہی تھی گویا اس سب سے انجان ہو

"چچا ہیں تم پہلے بھی مل چکی ہو یقیناً" ایک لمحہ کے لیے اُسنے سوچا مسکان کو حقیقت بتا دے مگر پھر ناجانے کیا سوچ کر بولا

"کب" اُسنے انجان بنتے ہوئے پوچھا شاید پہلی بار وہ اریب سے ایسے نارملی بات کر رہی تھی اریب کو وہ اپنی ہی دنیا میں کھوئی ہوئی محسوس ہوئی

" جب پہلے حویلی آئی تھی تب" بنا تاخیر کیے بولا تو وہ خاموش ہو گئی اریب کو لگا شاید وہ جو جاننا چاہتی تھی اُسے معلوم ہو گیا اسی لیے خاموش ہو گئی ہے مسکان دوبارہ باہر دیکھنے میں مصروف ہو گئی تھی حویلی سے اُسکے گھر کو راستہ قریب ایک گھنٹے کا تھا اور ابھی آدھے سے زیادہ سفر باقی تھا۔

" ایک بات پوچھوں اف یو ڈونٹ مائنڈ " وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولا

" جی" وہ بھی کسی ٹرنس کی سی کیفیت میں بولی

"آپ کے ڈیڈ کیا کرتے ہیں آئی مین میں اُس دن آپ کے گھر۔۔۔۔۔"

"آئی ڈونٹ نو" اریب کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی کافی سخت لہجے میں بولی

"مطلب" وہ حیران ہوا تھا یا ادکاری کر رہا تھا مسکان جان نہیں پائی

"مطلب۔۔۔مجھے معلوم نہیں " وہ اسی انداز میں بولی

"نو۔۔۔آئی مین۔۔۔کیوں۔۔۔۔کیوں تم نہیں جانتی" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ شاید اُسکے منہ سے سب سننا چاہتا تھا

"بیکوز میری مما سنگل مدر ہیں اس لیے" چاہ کر بھی وہ اس وقت اریب کر کوئی سخت جواب نہیں دے پائی

"او۔۔۔ایم سوری۔۔۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارے فادر زندہ نہیں ہیں " اُسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو ہیوز ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی اریب نے جان بوجھ کر یہ سب بولا تھا وہ صرف مسکان کا ریکشن جاننا چاہتا تھا

"ن۔۔۔نہیں وہ زن۔۔۔۔دہ۔۔۔۔زندہ ہیں" ناجانے کیوں وہ یہ سب بولی وہ خود بھی حیران تھی حالانکہ ایک پل کو اُسنے سوچا کہ وہ اریب کی تصلحیی نہ کرے گئ مگر الفاظ خودبخود ہی جیسے اُسکی زبان سے نکلے ہوں اُسکی بات سن کر اریب مسکرا دیا

"اُوو۔۔۔آگین ایم سوری۔۔۔"مسکراہٹ روکے وہ سنجیدگی سے بولا

"تو کیا کبھی آپ کا دل نہیں چاہ کہ آپ ان سے ملیں" مسکان کو لگا اب وہ اپنا ضبط کھو دے گئ اور وہ اریب کے سامنے اپنا آپ آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی آنسوں روکنے کی کوشش میں اُسکا چہرہ سرخ ہوگیا تھا چونکہ وہ اریب سے تقریباً رخ مُڑے بیٹھی تھی اسی لیے اریب نہیں دیکھ پا رہا تھا مسکان کا سرخ ہوتا چہرہ

"نہیں۔۔"وہ بولی نہیں گویا چلائی تھی وہ ایک لفظ بھی اُسنے نے کیسے بولا تھا وہ نہیں جانتی تھی

"how is it possible" وہ مسکان کے اندر کا غبار نکال دینا چاہتا تھا وہ نفرت جو اپنے بابا کے لیے اُسکے دل میں تھی اسے نکال دینا چاہتا تھا

"کیوں۔۔۔۔جو شخص آپ کو بیس سال پہلے یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ اُسکی کوئی مجبوری ہے اور پھر پلٹ کر ایک بار آپ کو دیکھے تک نہیں۔۔۔۔۔تو کیا ایسے انسان سے محبت کی جانی چاہیے اُسکا انتظار کیا جانا چاہیے" وہ اریب کی طرف مڑی تو وہ شرمندہ سا ہوا مسکان کے گلابی رخسار پر بہتے آنسوؤں کو دیکھ کر وہ اُسکے اندر کی تکلیف کو مٹانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا ایک بار اُسے تکلیف ہوگئ مگر وہ تکلیف عمر بھر کی تکلیف سے بہتر تھی جو ابھی اُسے ہوتی

"کیا آپ وہ وجہ نہیں جانتی" گاڑی کی سپیڈ آہستہ کرتے ہوئے اُسنے مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"نہیں " مختصر سا جواب دے کر وہ دوبارہ باہر دیکھنے میں مصروف ہوگئی اریب نے بھی مزید کچھ نہیں پوچھا اس کے بعد دونوں میں مزید کوئی بات نہیں ہوئی باقی کا راستہ خاموشی کی نظر ہوگیا وہ بن آواز کے رو رہی تھی لیکن اریب کے پاس اُسکے تسلی دینے کے لیے شاید کوئی الفاظ نہیں تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی سے آنے کے بعد سے اریب کی باتیں اُسکے ذہن میں گردش کر رہی تھیں باربار وہی باتیں سوچنے پر اُسکا سر گھومنے لگا تو وہ سر درد کی ٹبلیٹ کھا کر سونے کے لیے لیٹ گئی اُسکے آنے تک مما آچکی تھی اور ملازمہ نے اُسے بتایا تھا کہ وہ دوا کھا کر سونے جا چکی ہیں اسی لیے وہ ایک نظر انھیں دیکھ کر اپنے روم میں آگئی گھڑی بارہ کے بعد کا ٹائم شوکر رہی تھی لیکن اب بھی نیند اُسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی ٹبیلٹ سے سر درد کو کچھ آرام پہنچا تو وہ اپنی سوچوں میں گم نیند کی وادیوں میں کھو گئی اُسے سکون صرف نیند میں ہی میسر آتا ورنہ تو کسی نا کسی سوچ میں گم رہتی۔

جب اُسکی آنکھ کھلی تو کمرے میں روشنی تھی جامنی پردے کھڑکیوں سے کھسکے ہوئے تھے اور ڈریسنگ روم سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھی جس کا مطلب تھا کہ مما وہاں موجود ہیں اور اُسکے کپڑے نکال رہی ہیں زیادہ تر یہ کام مما ہی کرتی ہاں کبھی اُسے جلدی ہوتی تو وہ خود نکال لیتی ملازمہ شازونادر ہی اُسکے روم میں آتی شاید صرف صفائی کی غرض سے۔وہ آنکھیں ملتے ڈریسنگ روم میں گئی جہاں سفیہ بیگم اُسکے کپڑے نکالنے کے بعد اب وہاں رکھی چیزیں ترتیب سے رکھ رہی تھیں

"گڈ مارننگ مما۔۔۔"رات کی نسبت اُسکا موڈ قدرے فریش تھا

"گڈ مارننگ۔۔۔نہیں بچے اب گڈ نون ہونے والی ہے ٹائم دیکھیں ذرا" وہ اُسکی پیشانی پر بھوسہ دیتے ہوئے واپس کمرے میں آگئی تو وہ بھی ان کے پیچھے آگئی گھڑی پر نگاہ ڈالی جہاں بارہ بجنے میں دس منٹ رہ گئے تھے ایگیزمز کے بعد بھی وہ کبھی اتنی دیر تک نہیں سوئی لیکن آج تو وہ صبح نماز کے لیے بھی نہیں اُٹھی تھی پھر بھی

اتنی لیٹ تک سوتی رہی سفیہ بیگم کو لگا شاید رات وہ پارٹی سے لیٹ آئی اور تھکن کی وجہ سے اتنی دیر سوتی نہیں اریب کی باتوں کی وجہ سے وہ کافی ڈسٹرب رہی تھی اور اسی وجہ سے صبح جلدی نہیں اُٹھ سکی اب ایک بار پھر سے اریب کی باتیں اور نظریں اُسے منتشر کرنے لگی بظاہر اُسنے اریب کی طرف نہیں دیکھا تھا مگر اریب کی نظریں اُسے اپنے آرپار محسوس ہوئی تھی گویا وہ اسکی ذات کی حقیقت معلوم کرنا چاہ رہا ہو اُسے ایسا محسوس ہوا گویا کہ اریب کی نظریں اُسکا پوسٹ ماٹم کررہی ہوں وہ اپنا چکرتا سر تھام کر بیڈ کے کنارے گرنے کے سے انداز میں بیٹھی

"کیا ہوا بچے" اُسے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے دیکھ کر سفیہ بیگم پریشانی سے اُسکی طرف بڑھی دوپہر کا وقت ہو رہا تھا اور گرمی کی شدت میں بھی اضافہ ہوگیا تھا اے سی کے باوجود اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندیاں نمایاں ہونے لگی آف وائٹ قمیض شلوار میں آنکھوں میں سرخی لیے وہ انھیں کافی ڈسٹرب لگی

"مسکان بچے۔۔۔کیا کل رات کچھ ہوا" اُسکی بکھری سی حالت دیکھ کر انھیں اندازہ ہوگیا کہ یقیناً ایسی کوئی بات ہوئی ہے جس سے وہ بہت ڈسٹرب ہوگئی ہے ایک لمحے کے لیے انھیں مسکان کو وہاں بھیجنے کا اپنا فصیلہ غلط لگا

"مما۔۔۔کیا انھیں ہمارا بالکل خیال نہیں" انکی بات کا جواب دینے کی بجائے اُسنے سوال کیا ایک پل میں مما اسکی حالت کی وجہ جان گئی یقیناً اسے اُسکے بابا سے متعلق سوال کیا گیا تھا ہر بار ایسا ہی تو ہوتا تھا وہ لوگوں کو تو مطمن کر دیتی مگر ان کی باتوں سے وہ جود کئی دنوں تک ایک الگ ہی فئیز میں چلی جاتی

"کن کو بیٹا" جانتے بوجھتے بھی وہ انجان بن گئیں

" آپ کے سُوکلڈ ہزبینڈ کو" دوبدو جواب میں وہ کیا بول رہی تھی اسکا اندازہ اُسے خود بھی نہیں تھا سفیہ بیگم کو ایک پل کے لیے دکھ ہوا اُسکی بات سے وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ ایک بیٹی اپنے باپ سے اس قدر بدل ہو ایک طرف دنیا تھی جہاں باپ کا مان غرور بیٹیاں تھیں اور بیٹیوں کے محافظ انکے بابا۔۔۔اور ایک طرف مسکان

تھی جس نے کتنی ہی غلیظ نظروں سے اپنی حفاظت خود کی تھی ایک عرصے تک تو وہ یہی سمجھتی تھی کہ اُسکے بابا زندہ ہی نہیں اور تب تک ہر بیٹی کی طرح اُسکا باپ بھی اُسکا ہیرو تھا پھر ایک دن اچانک سے اُسے یہ معلوم ہوا کہ کسی مجبوری کی وجہ سے وہ اُسے اسکی مما کے ساتھ چھوڑ کو گئے ہیں اور مما اُسے ہمیشہ ہی کہتی کہ وہ جلد آ جائیں اور وہ انُکا انتظار کرتی لیکن آج تک وہ منتظر ہی رہی اُسکے انتظار کو منزل نہیں ملی.سفیہ بیگم نے اُسکے چہرے کو بغور دیکھا انھوں نے مسکان سے بات کرنے کے بعد اریب سے بات کرنے کا فصیلہ کیا تاکہ جان سکیں کہ مسکان کا رویہ ایسا کیوں ہے پارٹی میں ایسی کیا بات ہوئی جس سے وہ اس قدر ڈسٹرب ہوگئی تھی

"وہ آپکے بابا بھی ہیں " کچھ وقت پہلے اُسنے اس سب کے بارے میں بات کرنا چھوڑ دیا تھا انھیں لگا کہ انکی طرح مسکان نے بھی حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے مگر اب پھر سے اُسکی حالت جنونی سی ہو رہی تھی گویا وہ اس دنیا کو آگ لگانے کے در پہ ہو اپنے بابا کے کیے اُسکے دل میں نفرت روز بروز بڑ ھتی جا رہی تھی اور انکے لیے یہی بات تشویشناک تھی وہ اُسے اسکے بابا کے نزدیک کرنا چاہتی تھی مگر وہ دن بدن اور دور ہوتی جارہی تھی

"وہ م۔۔میرے با۔۔۔با ن۔۔ نہیں ہیں۔۔۔میرے بابا۔۔۔۔میری مما۔۔۔۔میری دوست۔۔۔۔۔میرا ۔۔۔س۔۔۔سب کچھ۔۔۔صر۔۔صرف آپ ہیں " وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسکیوں کے دوران بولی تو انھوں نے نرمی سے اُسکا سر اپنی گود میں رکھا اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی

"مسکان۔۔۔بیٹے ایسے روتے نہیں آپ تو بہت سٹرونگ ہو " اُسے روتا دیکھ وہ کافی پریشان ہوگئی تھی

"مما میں تھک گئی ہوں۔۔۔تھک گئی ہوں لوگوں کو اپنی ذات کی صفائیاں دیتے دیتے۔۔۔مما مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرا وجود ناجائز ہو۔۔۔لوگوں کی باتیں انکی نظریں مجھے میری ہی نظر میں گرا دیتی ہیں۔۔۔۔میں اس سب سے دور جانا چاہتی ہوں۔۔۔۔جہاں سکون ہو جہاں میری ذات کو جج نا کیا جائے جہاں میں سب بھول جاؤں۔۔۔"وہ کسی ٹرنس کی سی کیفیت میں بول رہی تھی اور مما خا موشی سے بس اُسے سن رہی تھیں کچھ لمحوں

بعد وہ خاموش ہو گی اُسکے گلابی رخسار سرخ ہورہے تھے آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں۔۔۔۔
اریب نے اُسے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی جس کا تعلق اُسکی ذات سے اُسکے وجود سے ہوتا مگر مسکان کو اُسکی نظروں سے وحشت ہوئی تھی خود کو کھوجتی نظریں گویا وہ اُسے اندر تک جاننا چاہتا ہوں
" مسکان۔۔۔۔۔۔"کچھ توقف کے بعد انھوں نے اُسکے پکارا وہ ہیواز انکی گود میں سر رکھے لیٹی رہی کچھ نہیں بولی
" وہ۔۔۔۔آپ۔۔۔۔کے با۔۔۔با۔۔۔۔و۔۔واپس آ گئے ہیں پاکستان" انھوں نے ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کی پھر ایک نظر اُسکے چہرے پر ڈالی جو بے تاثر تھا گویا اُسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو انکا ہونا یا نا ہونا اُسکے کے لیے برابر ہی تھا
"وہ ایک بار آپ سے ملنا چاہتے ہیں" اُسے خاموش پا کر انھوں نے بات جاری رکھی
" کیا آپ ان سے ملی ہیں " انھیں مسکان کے ایسے سوال کی توقع قطعی نہ تھی اُسے پُرسکون دیکھ کر انھیں حیرت ہوئی تھی
"مما۔۔۔۔"سفیہ بیگم کو خاموش دیکھ کر اُسنے انھیں پکارا
"جی۔۔۔"وہ آہستہ سی آواز میں بولی تھی گھڑی پر وقت بدلتا جا رہا تھا اور اب بارہ سے اوپر کا ٹئم شو ہو رہا تھا لیکن وہ اب تک وہی بیٹھی تھیں انھوں نے بھی آج گویا تمام حقیقت سے پردہ اُٹھانے کا فصیلہ کر لیا تھا
"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا" وہ ایسے ہی آنکھیں بند کیے بولی
" وہ۔۔۔۔اب ہمارا ساتھ چاہتے ہیں" اس کی بات نظر انداز کیے بولی تو اُسنے شوکڈ سی نظروں سے مما کو دیکھا
"ہو۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔۔مما۔۔۔۔۔۔انکی بے حد مجبوریوں کا کیا ہوا اب" وہ استیزائیہ سی مسکرائی آسودہ سی مسکراہٹ۔۔۔ٹوٹا انداز۔۔۔اُسکے اندر کی کیفیت بیان کر رہا تھا
"وہ۔۔۔۔شرمندہ ہیں۔۔انھوں نے معا۔۔۔۔۔"

" تو آپ مل چکی ہیں ان سے رائٹ" وہ انکی گود سے سر اُٹھا کر انکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولی

" انھوں نے معافی مانگی" وہ شرمندہ سی بولی جانتی تھیں انکی بیٹی انسے ناراض ہو گی ،گر یہ سب ضروری تھا وہ اُسے مزید اُسکے حق سے دور نہیں رکھنا چاہتی تھی

"معافی۔۔۔مما۔۔۔۔۔۔۔انکی۔۔۔۔۔معافی کا کیا کروں میں"انداز اب بھی پُرسکون سا تھا وہ بیڈ سے اُٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی شاید وہ مما سے اپنے اندر کی حالت چھپانا چاہتی تھی کھڑکی سے لان کا منظر واضح تھا جہاں مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ میں مصروف تھا تھوڑا دائیں جانب گاڈ کانوں میں ہینڈ فری لگائے کچھ سننے میں مصروف تھا

"وہ شرمندہ ہی۔۔۔"

" انکی شرمندگی میرے بیس سال لوٹا دے گئی وہ تکلیف جو اس تمام عرصے میں ہم نے جھیلی اُسے ختم دے گئی یا ان تمام نظروں کو میرے دماغ سے مٹا دے گی جو میرے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی" وہ گویا چلائی تھی اپنا ضبط کھو بیٹھی آنسوں ایک دھار کی صورت آیکھوں سے رخسار پر بہنے لگے

" میں جانتی ہوں آپ نے بہت تکلیف سہی ہے لیکن کیا جو شرمندہ ہو اُسے معاف نہیں کیا جا سکتا" وہ کچھ توقف کے بعد بولی اُسنے حیران کن نگاہوں سے انھیں دیکھا جیسے انھیں جاننا چاہ رہی ہوں کہ آخر کیا تھی وہ جو ایسے شخص کو معاف کرنے کا بول رہی تھی جس نے ان سے انکی جوانی چھین لی تھی انھیں بے آسرا چھوڑ گیا تھا اور اب بیس سال بعد فقط ایک معافی پر انھیں معاف کر دیا

"کیا آپ نے تکلیف نہیں سہی۔۔۔کیا آپ وہ سب بھول گئی ہیں " آنسوں کے دوران ہی اُسنے پوچھا تو انھیں وہ رات یاد آئی جب انھیں حویلی سے نکال دیا گیا تھا مسکان تو اس بات سے انجان تھی اگر اُسے پوری حقیقت معلوم ہوتی تو ناجانے کیسے ریکیٹ کرتی

" ہاں۔۔۔"یہ ایک لفظ ہاں انھوں نے کیسے بولا تھا کتنی ازیت ہوئی تھی انھیں یہ وہی جانتی تھی یا انکا خدا جو دلوں کے حال سے واقف ہے کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا انھیں ان چند توقف کے سکینڈز میں۔۔۔گزرے ماہ و سال انکی آنکھوں کے سامنے آئے کتنی تکلیف سہی تھی انھوں نے۔۔۔کتنے طعنے سنے تھے کتنی بار اپنے کردار کی پاکیزگی کی صفائیاں دی تھی سبھی تو یاد تھا انھیں

"مما۔۔۔"وہ بس اتنا ہی بول پائی اُسکی آواز میں تکلیف تھی کرب تھا

"بچے کیا وہ ایک موقع ڈزور نہیں کرتے" انھیں لگا شاہد اگر وہ یہ موقع اکیس سال پہلے انھیں دیتی تو آج حالات کچھ اور ہوتے مگر اس وقت وہ اپنی ذات کی نفی اپنے کردار پر اُٹھتے سوالات ان سب سے اس قدر دل برداشتہ ہوگئی تھی کہ انھوں نے شرط رکھ دی وہ غلط نہیں تھی شاید حالات غلط تھے

"مجھے انکی شرمندگی سے فرق نہیں پڑتا مما" وہ بے حس سی بنی بولی انھوں اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو نازک مزاج تھی دوسروں کے دکھ تکلیف میں آنسو بہنے والی اپنے لیے اتنی سخت دل بنی بیٹھی تھی

"لیکن مجھے پڑتا ہے" انھوں نے قدرے سخت لہجے میں کہا ایک بار اب سختی سے وہ اُسے قائل کرنا چاہتی تھی

"کیوں فرق پڑتا ہے آپکو۔۔۔وہ بیس اکیس سال پہلے آ۔۔۔۔"

"مسکان۔۔اگر ہم ماضی میں جیتے رہیں گے تو آگے نہیں بڑھ سکتے" اُسکی بات کاٹ کر وہ اب قدرے نرم انداز میں اُسے سمجھا رہی تھیں

" مما ماضی کو اتنی آسانی سے بھولا نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔میں نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔میں وہ نہیں بھول سکتی جب میں انکا انتظار کرتی تھی۔۔۔۔میں وہ نہیں بھول سکتی جب کوئی میری طرف غلیظ نظروں سے دیکھتے ہوئے جملے کسے جاتے اور میں گھر کی چاردیواری میں بھی غیر محفوظ تھی کیونکہ میرا باپ نہیں تھا میرے ساتھ۔

۔۔۔۔۔۔۔میرا ظرف اتنا بڑا نہیں مجھ میں آپ جیسی قوت نہیں۔۔۔۔میں آپ کی طرح نہیں ہوں

مما۔۔۔۔میں اُس انسان کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی انھوں نے بھی اُسے رونے دیا شاید اسطرح اُسکے دل کا غبار نکل جاتا اور وہ کچھ نارمل ہو جاتی

" اوکے مسکان ادھر آئیں یہاں بیٹھیں " وہ اسے اپنے ساتھ لگائے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی

"آج سے تقریباً دو سال پہلے جب ہم یہاں شفٹ ہوئے تھے اُسکے کچھ ٹائم بعد وہ بھی ابروڈ سے واپس آئے تھے" وہ ایک پل کے لیے رُکی

" تو کیا مما دوسال سے ان سے کنٹکیٹ میں ہیں " وہ صرف سوچ سکی

"ایک دن دلاور بھائی نے اچانک مجھے بُلایا ان کے گھر آپ یونی گئی تھی میں نے ان سے کہا کہ آپ آ جائیں گئی تو میں چکر لگاؤں گئی مگر انھوں نے کہا کہ ایمرجینسی ہے مجھے لگا کہ شاہد ماں جی کہ طعبیت خراب ہوگئی ہے اسی لیے میں فوراً وہاں گئی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ وہاں ہوں گے تو شاید میں کبھی نا جاتی۔۔۔۔۔"وہ ایک بار پھر کچھ پل کے لیے ٹھہری

"وہاں انھیں دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کیونکہ دلاور بھائی نے کہا تھا کہ وہ امریکہ میں ہوتے ہیں اسی وجہ سے میں یہاں اس شہر میں واپس آئی تھی۔۔۔۔۔انھوں نے مجھ سے معافی مانگی خدا اور رسول کا واسطہ دیا کہ میں انھیں معاف کر دوں مجھے آپ کا واسطہ دیا تو اس سب کے بعد میں کیسے معاف نہ کرتی میں اتنی سنگ دل نہیں ہوسکتی تھی۔۔۔۔بچے۔۔۔۔۔جہاں آپ اتنے سال انکے انتظار میں تھی وہاں وہ بھی اتنے سال آپکے لیے تڑپے تھے " وہ ان دونوں میں کھو سی گئی تھی وہ چاہ کر بھی انکی پہلے والی مُلاقات مسکان کو نہیں بتا پائی ناجانے کیوں؟؟؟

"انھوں نے آپ سے ملنے کا کہاں لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ میں جانتی تھی آپ اتنی جلدی یہ سب ایکسپٹ نہیں کر پائیں گئی پھرکچھ دونوں بعد دوبارہ ہماری مُلاقات ہوئی دلاور بھائی کے گھر ہی تب انھوں نے آپ کا نمبر لیا وہ آپ سے بات کرنا چاہتے تھے اور اُس کے لیے میں انکار نہیں کر پائی انھوں نے اُپ کو کال کی

تھی " وہ ایک لمحے کے لیے رُکی تو مسکان کے ذہن میں ایک رات انجان نمبر سے آئی کال کلک ہوئی اُس چند سکینڈز کی کال سے اُسے کتنا پرسکون سا محسوس ہوا تھا تو کیا وہ باپ کا سایہ ملنے کا سکون تھا ایک جھٹکے میں اُسنے اپنی سوچ کی نفی کی

"مما۔۔۔میں نے کئی سال تک ان کا انتظار کیا لیکن وہ نہیں آئے اور اب میں نے انتظار کرنا چھوڑ دیا تو وہ کیوں لوٹ آئے میں نے اب خود کو سمجھا لیا تھا کہ یہی میری قسمت ہے تو پھر وہ کیوں آ گئے جب مجھے انکی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب وہ نہیں تھے اب میں خود کو سنبھال سکتی ہوں اپنی حفاظت کر سکتی تو وہ کیوں آگئے ہیں" کرب ہی کرب تھا اُسکی آواز میں وہ اندر سے ٹوٹی ہوئی تھی اسکا اندازہ سفیہ بیگم کو باخوبی تھا شروع میں جب وہ کراچی الگ گھر میں شفٹ ہوئے تھے تو ان کے پڑوس کے ایک لڑکے نے اُسے بدتمیزی کی تھی اُسکے ایسے جملے بولے تھے کہ وہ ٹوٹ گئی تھی کئی دونوں تک وہ گھر سے نہیں نکلی تھی پھر آخر دلاور صاحب نے انھیں اپنے گھر کے نزدیک ہی گھر لے کر دیا بظاہر تو وہ سنبھال گئی مگر سفیہ بیگم کو اب معلوم ہوا وہ اب تک بھی اُس واقع کو بھول نہیں پائی تھی

"بچے۔۔۔وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں نا" انھوں نے کسی معصوم بچے کی طرح اُسے سمجھنا چاہ

" پہلے کہاں تھا انکا پیار مما۔۔۔اب مجھے انکی ضرورت نہیں مجھے صرف آپ کا پیار چاہیے میرے لیے باقی سب معنی نہیں رکھتے آپ ہی میرا سب کچھ ہیں" وہ گلوگیر آواز میں بول رہی تھی رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہوگئے تھی آنکھیں اور رخسار مزید سُرخ ہوگے تھے

"میرا پیار صرف آپ کے لیے ہے۔۔۔لیکن آپ کو آپ کے بابا کی بھی ضرورت ہے" وہ پیار سے اُسے سمجھنے کی سعی کرنے لگی

"مما میں بس آپ کے ساتھ زندگی گزرانا چاہتی ہوں اب سب قسمت کے حوالے کر کے میں روز روز کی پہلیوں سے تھک گئی ہوں اب سکون چاہتی ہوں کبھی کبھی دل چاہتا ہے اتنی لمبی نیند سوؤں کہ سکون آجائے"

وہ بہت تھکے ہوئے انداز میں بول رہی تھی گویا کتنی ہی مسافت طے کر کے آئی ہو اور اب بھی منزل بہت دور ہو اسکے لفظوں میں محرومیوں کی کسک تھی اسکا انداز ایسا تھا گویا دکھوں تکلیفوں محرومیوں کو اپنا مقدر سمجھ کر تسلیم لر لیا ہو

"ایسے نہیں کہتے بچے۔۔۔اللہ آپ کو سکون عطا کرے اور یہ قسمت ہی تو ہے نا جو آپ کو آپ کے بابا سے ملوا رہی ہے" اسکے لفظوں سے وہ ڈر گئی تھئ انھیں اندازہ ہوا تھا کہ انکی بیٹی کتنی بے سکونی میں ہے کس قدر تکلیف میں ہے انھوں نے دل سے اسکی خوشیوں کی دعا کی وہ چاہتی تھی کہ اب اُسکا انتظار اُسکی تکالیف اُسکی محرومیاں ختم ہو جائیں

"مما میں فریش ہو کر آتی ہوں آپ کھانا لگوائیں " وہ انکی بات اگنور کرتے ہوئے بولی اور وشروم کی طرف بڑھی انھوں نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں 1:46 کے سرخ ہندسے جگمگا رہے تھے انھیں یکدم شرمندگی ہوئی جلدی سے اُسکے لیے کھانا لگوانے کے لیے باہر آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈنر کے بعد وہ کافی کپ اُٹھائے لان میں آگیا کچھ دیر قبل ہی اُسے سفیہ بیگم کی کال آئی تھی اور انھوں نے اُسے مسکان کے بارے میں بتایا تھا کئی بار سوچنے پر بھی اُسے ایسی کوئی بات یاد نہیں آئی جس سے مسکان ڈسٹرب ہو پارٹی میں بھی وہ اُسے دور ہی رہا تھا اور جہاں تک اُسے یاد تھا چچا جان کا بھی اُسے سامنا نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ کافی دیر بعد پارٹی میں آئے تھے تقریباً جب پارٹی ختم ہونے والی تھی سفیہ بیگم نے اُسے پوچھنے کے لیے ہی کال کی تھی کیوں اُسی نے انھیں یقین دلایا تھا کہ وہ مسکان کا خیال رکھے گا اور دھیان رکھے گا کہ اُسکے پاسٹ کے بارے میں بات نہ کی جائے

"ایسی کیا بات ہوئی جس وہ اتنی ڈسٹرب ہو گئی" اُسنے ایک بار پھر سوچنا چاہ

"او۔۔۔تو کیا میری باتوں کی وجہ سے۔۔۔"اُسے اپنی اور مسکان کی گاڑی میں ہوئی گفتگو یاد آئی تو اُسنے سوچا

"کیا ہے یہ لڑکی اوپر سے اتنا سٹرونگ شو کرتی ہے خود کو اور اندر سے اتنی نازک۔۔۔۔افففف" کپ لبوں سے لگائے اُسنے ایک بار پھر سوچا

"کن سوچوں میں گم ہیں برخودار" اشتعاق صاحب کی آواز پر وہ ان کی جانب مُڑا

"کسی سوچ میں گم نہیں چاچو۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا

"ہوں۔۔۔۔"انھوں نے محض سر ہلایا

"آپ کی بات ہوئی ان سے" کچھ سکینڈز کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ بولے

" نہیں۔۔۔۔وہ ابھی اس سب کے لیے ریڈی نہیں" شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں

" اگر آپ کی بات نہیں ہوئی تو پھر آپ کیسے جانتے ہیں" وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولے گویا کچھ جاننا چاہ رہے ہوں

" ایسے ہی جنرل سی بات ہوئی تھی لیکن اُسکے بعد اُسکا ریکشن کافی ہاریش آیا"وہ کافی ختم کرچکا تھا کپ ٹیبل پر رکھ کر واپس ان کی طرف مڑا

"مطلب" وہ سوالیہ انداز میں بولے

" ابھی کچھ دیر پہلے آنٹی کی کال آئی تھی انھوں نے بتایا کہ کافی ڈسٹرب ہے۔۔۔۔"پھر اُسنے وہ تمام باتیں انھیں بتائی جو ان دونوں کے درمیان ہوئی تھی اور جو سفیہ بیگم نے اُسے بتائی تھی اُسکی باتیں سن کر وہ ایک گہرا سانس کے کر رہ گئے

"آپ فکر نہیں کریں میں جلد ہی اُسے بات کروں گا " انھیں پریشان دیکھ کر وہ بولا

" میں مزید وقت برباد نہیں کرنا چاہتا انھیں جلد سے جلد انکا حق دینا چاہتا ہوں " کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ تھکے ہوئے سے انداز میں بولے

" ڈونٹ وری وہ سمجھ جائے گی جلد ہی انشاءاللہ" وہ ایسے بولا گویا خود بھی اُسے یقین نہ ہو اپنی بات کا ناجانے وہ کب مانے گی اور کب ان کی زندگیاں ایک نیا رخ لیں گی

" شاید ابھی میری اور سزا باقی ہے " وہ پُرسوچ سے انداز میں بولے

"چچا جان آپ فکر نہیں کریں میں جلد آنٹی سے بات کر کے اُسے بھی بات کروں گا " وہ سفیہ بیگم کو اب بھی آنٹی ہی بول رہا تھا جیسے ان سے رشتہ معلوم ہونے سے پہلے بولتا تھا پھر کچھ آفس کی باتوں کے بعد وہ اُٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے وہ ایک بار پھر خیالوں میں گم مسکان سے بات کرنے کے لیے لفظوں کو ترتیب دینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھانا کھانے کے بعد وہ مما کے ساتھ انکی کسی فرینڈ کے گھر گئی تھی مما اُسے اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی تاکہ وہ اپنے فیئز سے باہر آسکے وہاں سے انکی واپسی عصر کے بعد ہوئی ڈنر تک وہ اپنے کمرے میں ہی رہی اور ب ڈنر کے بعد مما کو دوا دے کر وہ واپس کمرے میں موجود تھی اس دوران اُسکی مما سے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی ناہی مما نے اُسے اس بارے میں کوئی بات کی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ جاتنی زیادہ اس بارے میں بات کریں گی وہ اتنا ہی زیادہ ٹئم لے گئی اس سب سے نکلنے میں۔وہ بیڈ پر نیم دراز مما سے ہوئی گفتگو کے بارے میں سوچ رہی تھی دیوار گیر کھڑکیوں سے جامنی پردے ہٹائے ہوئے تھے فانوس کی روشنی میں کمرا نہا ہوا تھا کھڑکی کے سامنے موجود صوفے پر بھی پردوں کا ہم رنگ کور تھا بیڈ کی دائیں جانب ڈریسنگ روم کا دروازہ تھا اسی جانب دوسرا دروازہ باتھ روم کا تھا کمرے میں اُسکی ضرورت ہی ہر چیز موجود تھی اُصے زندگی کی ہر آرائش میس تھی ماسوائے باپ کی محبت کے جس کے کیے وہ ہر پل ترسی تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب سائیڈ ٹیبل پر رکھا اُسکا فون بجا نمبر پر غور کیے بنا اسنے کال یس کی اور فون کان سے لگایا اگلے ہی پل فون سے آئی آواز پر وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی گویا کسی نے بجلی کا جھٹکا دیا ہو

"ہیلو۔۔"دوسری طرف گھمبیر بھاری آواز نے اُسے ایک مرتبہ پھر متوجہ کیا

"آ۔۔۔۔آپ " وہ کچھ بوکھلا سی گئی

"تو تم پہچانتی ہو ماہ بدولت کو" آواز سے شوخی عیاں تھی کبھی جو اُسنے غلطی سے ہی اُسے آپ کہا ہو

" آپ نے اس وقت کال کیوں کی ہے" گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے اریب کی بے توقعی بات کو اگنور کر کے بولی

"کیا ہے نا مسکان بیگم تم نے کبھی بتایا نہیں کہ مجھے کب کال کرنی ہے اس لیے" دوسری طرف سے خاصہ تپا دینے والا جواب دیا گیامسکان کو ایسا محسوس گویا وہ مسکرا رہا ہو

" کال کرنے کی وجہ" وہ خاصی زچ ہوئی تھی اُس کی بات پر

"تم"بنا تاخیر کے جواب حاضر تھا جبکہ اُسکے ایسا کہنے پر حیرت سے مسکان کی آنکھیں باہر کو آ گئی

" آپ پلیز تمیز سے بات کریں" وہ اُسکے تم کہنے پر اچھی خاصی زچ ہوتی اور اُسے ٹوکتی بھی تھی مگر وہ کہا اُسکی سنتا اب بھی اُسکا تم کہنا مسکان کو طیش دلا گیا

"فحال تو منہ سے مخاطب ہوں میڈم اگلی بار سوچوں گا۔۔۔خیر میں تم سے ملنا چاہتا ہوں " پہلے قدرے شوخیہ انداز میں بولا جبکہ دوسری بات سنجیدگی سے کی گئی اشتعاق چچا سے بات کرنے کے بعد اُسنے صبح ہی مسکان سے ملنے کا فصیلہ کیا اسی لیے اس وقت اُسے کال کی تھی

"لیکن مجھے نہیں ملنا" مسکان نے اُسکی پہلی بات اگنور کر دوسری کا جواب دیا

" میں پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں" وہ سنجیدہ تھا کچھ دیر پہلے والی شوخی اب کہیں نہیں تھی

"میں آپ کی غلام نہیں ہوں جسے آپ حکم دیں گے سمجھے" اُسکا لہجہ برقرار تھا

"مجھے تمیں اپناغلام بنانے میں کوئی انٹرسٹ بھی نہیں سُو کل صبح آٹھ بجے تمہارے گھر کی بیک پہ گاڈرن میں آجانا۔۔۔خدا حافظ" اسکا جواب سننے سے پہلے ہی وہ اپنی بات مکمل ر کے کال کاٹ چکا تھا مسکان نے ایک نظر

فوں کو دیکھا پھر ایک گہرا سانس لے کر فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا گھڑی پر نظر گئی تو 12:45 کے ہندسے جگمگا رہے تھے نیند اُصے پہلے ہی نہیں آ رہی تھی اور اب اریب کی باتوں نے اُسے اور ڈسٹرب کر دیا تھا

"اب ناجانے وہ کیا چاہتا ہے" اُسنے دل ہی دل میں سوچا سر بیڈ کراؤن سے ٹیک کر وہ ایک بار پھر اپنی سوچوں میں گم ہو چکی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"AK" تیزی سے سیڑھیاں اترا وہ باہر کی طرف بڑھ رہا تھا کہ رعنایہ بیگم کی آواز پر رک گیا

"جی مام " ان کی طرف مڑا

"اتنی صبح صبح کہاں جا رہیں ہیں آپ" وہ کھانے کی میز کے پاس کھڑی سب کو ناشتہ دے رہی تھی سب ہی حیران کن نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ اتنی صبح کہیں جانا تو کیا اُٹھتا بھی نہیں تھا اور وہ آٹھ بجے تیار ہو کر کہیں جا رہا تھا

"ایک امپوٹنٹ کام ہے مام کچھ دیر میں آجاؤں گا " وہ فون پر مصروف سے انداز میں بولا

"ایسا بھی کیا ضروری کام ہے کہ آپ سلام کرنا بھی بھول گئے" بڑی اماں کو اُسکا یہ انداز ایک آنکھ نا بھایا تھا اسی لیے کافی غصے سے بولی اشتعاق صاحب کی فمیلی کے بارے میں معلوم ہونے سے وہ بڑی اماں سے کافی بدزن سا ہو گیا تھا اور اب اُسکی کوشش ہوتی کہ ان سے اس کو سامنا کم ہی ہو ویسے تو وہ اپنے چچا جان سے بھی ناراض تھا مگر انکے ساری حقیقت بتانے اور معافی مانگے پر اب وہ ابھیں انکی فمیلی سے ملانے کی بھرپور کوشش میں تھا بڑی اماں سے بھی اسے ایسی ہی توقع تھی مگر انھیں اپنے موقف پر قائم دیکھ وہ ان سے ناراض تھا اور اسکا اظہار وہ ان سے دور رہ کر کر رہا تھا مگر بڑی اماں کو تو گویا اسکی ناراضگی کی کوئی فکر نہ تھی انھیں لگا رہا تھا شاید آمنہ اور اسکی شادی کو لے کر دوبارہ جو باتیں چل رہی ہیں اس لیے وہ پریشان ہے اور وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گا

"او۔۔ایم سوری۔۔ایکچوئیلی گڈ مارننگ۔۔"وہ قدرے شرمندہ سا ان کے سامنے جھکا

"صبح باخیر " وہ اسکی پیشانی پر بھوسہ دیتے ہوئے بولی کتنے ہی ٹائم بعد وہ اسے ایسے ملی تھی اُسے دلی خوشی ہوئی تھی

"AK آج سب کے ساتھ ناشتہ کرو" آمنہ کی آواز پر اسکے چہرے کے تاثرات بدلے تھے

"نو تھینکس میں کر چکا ہوں "کافی کوشش کے باوجود بھی وہ اپنا لہجہ نارمل نہ رکھ سکا تو قدرے سخت انداز میں بولا

"بیٹا آج ایک امپوٹنٹ میٹنگ ہے اور آپ بھی وہ اٹنیڈ کریں گے یاد ہے نا آپ کو" رضا صاحب اُسکا موڈ بگڑتا دیکھ کر بولے وہ ایک خوش مزاج قسم کے آدمی ہیں جو ہمیشہ مسکرا کر ہی مقابل سے مخاطب ہوتے

"جی ڈیڈ مجھے یاد ہے میں آ جاؤں گا " وہ بھی انہی کے انداز میں مسکر کر بولا جب سے اُسنے آفس جوائن کیا تھا اُسنے کوئی میٹنگ اٹینڈ نہیں کی تھی آج اُسنے فرسٹ میٹنگ میں جانا تھا لیکن مسکان سے ملنا بھی ضروری تھا سُو اسنے مسکان سے مل کر آفس جانے کا ارادہ کیا کیونکہ پھر اُسکا پورا دن خاصا مصروف رہنے والا تھا

"اوکے آفس میں ملتے ہیں بائے" پھر سب کو بائے بول کر وہ ایک مرتبہ پھر فون پر مصروف ہوچکا تھا آٹھ سے اوپر ٹائم ہوچکا تھا اور اسے ابھی ایک گھنٹہ ڈرائیو بھی کرنا تھا وہ تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے قریب سے آتی آواز پر اسکی آنکھ کھلی وہ نماز کے بعد دوبارہ سو گئی تھی اور اب اچانک آتی آواز پر اُسکی آنکھ کھلی نظر سامنے لگی گھڑی پر گئی تو 8:20 کے ہندسے دیکھ کر وہ ایک دم اُچھلی اریب کی آواز کانوں میں گونجی

"کل صبح آٹھ بجے تمہارے گھر کی بیک کے گارڈن میں" موبائل بجنے کی آواز پر وہ چونکی فون پر نظر ڈالی تو اریب کا ہی نمبر جگمگا رہا تھا ایک بار اُسنے سوچا نہ اُٹھائے مگر پھر یس کر کے بنا کچھ کہیے کان سے لگایا

"اسلام علیکم" وہ شاید اچھے موڈ میں تھا اُسکا لہجہ کافی خوشگوار تھا

" وعلیکم سلام۔۔۔اب صبح صبح کال کرنے کا مقصد" وہ جانتی تھی کہ اُسنے کیوں کال کہی مگر پھر بھی بولی انداز ایسا تھا گویا کافی مصروف ہو اور اُسنے ڈسٹرب کیا ہو

"لگتا تمہاری یاداشت کمزور ہوگئی ہے چلو خیر کوئی نہی ہمیں ملنا ہے اگر اگلے پانچ منٹ میں تم نہیں پہنچی تو میں تمہارے گھر آ جاؤں گا" وہ سمجھ گیا تھا وہ بھی ابھی تک نہیں پہنچی ورنہ کال پک کرتے ہی بھڑک اُٹھتی بھڑکی ہوئی تو وہ خیر اب بھی تھی

"میں نہیں آ رہی سمجھے" وہ غصے سے بولی اور فون بند کرنے لگی جب اریب کی آواز آئی

" نو پروبلم تو پھر میں تمہارے گھر ہی آ جاتا ہوں آنٹی تو ویسے بھی خوش ہی ہوں گی رائٹ" وہ گاڑی کی سپیڈ اور بڑھتے ہوئے بولا

"سُو یو آر کم انگ" جب اسنے کوئی جواب نہ دیا تو وہ دوبارہ بولا مسکان نے بنا کچھ کہے کال کاٹ دی

وہ تیزی سے اُٹھ کر ڈریسنگ کی طرف گئی جانتی تھی وہ کتنا ضدی ہے اگر نہ گئی تو وہ گھر آجائے گا جو وہ نہیں چاہتی تھی وہ جتنا اسے دور رہنے کی کوشش کرتی اریب اتنا ہی اسکے سامنے آ جاتا چینج کر کے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال سُلجھا رہی تھی جب مما اُسکے روم میں آئی

"گڈ مارننگ " وہ مسکراتے ہوئے اندر آئی وہ اُسے جگانے ہی آئی تھی مگر اُسے تیار دیکھ کر اچھی خاصی حیران ہوئی

" گڈ مارننگ مما" وہ بھی مسکرائی کل کی نسبت آج اُسکا موڈ انھیں کافی اچھا لگا دل میں اسکی دائمی مسکراہٹ کی دعا کی

"آج آپ خود ہی اُٹھ گئی" وہ بیڈ شیٹ صحیح کرتے ہوئے مسکرا کر بولی

" جی۔۔۔وہ مجھے کہیں جانا تھا مما" وہ نروس تھی کہ اگر انھوں نے پوچھا کہ اُسے کہاں جانا ہے تو وہ جھوٹ نہیں بول پائی گی اور سچ بھی کیسے بتائے گی

"اوکے آپ تیار ہو جائیں میں ناشتہ لگواتی ہوں" وہ اسے تیار ہونے کا کہہ کر باہر چلی گئی دوئیں کندھے پر دوپٹہ سیٹ کر کے وہ بھی باہر آگئی

سفید فراک کے ساتھ سرخ چوڑی دار پاجامہ پہنے سفید ہی دوپٹہ دائیں کندھے پر ہمیشہ کی طرح پھیلائے بالوں کی اُونچی پونی بنائے وہ مصنوعی آرائش سے پاک چہرے کے ساتھ تقریباً پونے نو بجے گارڈن پہنچی ناشتہ اُسنے مما سے بولا کہ واپس آ کر ہی کرے گی وہاں پہنچ کر اُسنے انٹریس سے ہی اِدھر اُدھر متلاشی نگاہ آس پاس موجود لوگوں پر ڈال کر آگے بڑھی وہ اُسے کہیں نظر نہیں آیا

"ہیلو۔۔۔"وہ اُسکے نزدیک آکر سرگوشیانہ لہجے میں بولا تو وہ اُچھل کر اُسے دو قدم دور ہو کر اسکی طرف مڑی

" کیوں۔۔بُلایا ہے " وہ اپنی منتشر ہوتی سانسیس درست کرتی اس سے مخاطب ہوئی

" کہیں بیٹھ کر بات کریں " وہ اُسکی منتشر ہوتی سانسیس سن سکتا تھا

" ہوں۔۔۔"وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی تو وہ بائیں جانب پڑی کرسیوں کی طرف بڑھے

"بولیں " وہ اُسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی وہ بلیک جینز پر اُسکی ہم رنگ شرٹ پہنے آستین مخصوص انداز میں موڑے آنکھوں پر چشمہ لگائے ہمیشہ کی طرح پُرکشش لگ رہا تھا اُس نے صرف ایک بار ہی اُسکی جانب دیکھا تھا اُس نے نوٹ کیا تھا وہ ہمیشہ ایک جیسی رنگ کی جینز اور شرٹ پہنتا تھا

"اچھی لگ رہی ہو" وہ اُس پر نگاہیں جمائے بولا پہلی بار اُسنے یوں مسکان کے سامنے تعریف کی تھی اسکی بات پر مسکان نے حیران کن انداز میں اُسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو یہ بات کرنے کے لیے بُلایا ہے

" جو بات کرنے کے لیے بُلایا ہے وہ کریں" وہ اُسکی بات اگنور کرتے ہوئے بولی

"اوکے بٹ پرومس کہ تم کچھ بھی ری ایکٹ کرنے سے پہلے پوری بات سنو گئی " اُسنے بات شروع کرنے سے پہلے تمہید بندھی اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا بات کہاں سے شروع کرے

"مجھے تمہارے ڈیڈ کے بارے بات کرنی ہے" اریب کی بات پر وہ حیران کم شوکڈ زیادہ ہوئی اسنے سوچا آخر وہ کیوں اسکے باپ کے پیچھے پڑا ہے اس دن گاڑی میں بھی اور آج بھی

"مجھے ان کے بارے کوئی بات نہیں کرنی" وہ ضبط کرتے ہوئے بولی

"کوئی بات نہیں تم صرف سن لینا " اُسکے انداز میں سنجیدگی تھی جبکہ لہجہ نارمل تھا

"میں چلتی ہوں" اریب کو اپنی بات پر قائم دیکھ کر اُسنے وہاں سے چلے جانا ہی بہتر سمجھا مگر اسے پہلے کہ وہ جاتی اریب نے اسکی کلائی تھام کر اُسے روکا

"یہ کیا بد تمیزی ہے" اپنی کلائی اریب کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ گویا چلائی

"آواز آہستہ۔۔۔تمہارے چلانے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑنے والا " اُسکی آواز آہستہ مگر انداز سخت تھا مسکان کی بازو اب بھی اُکے ہاتھ میں ہی تھی مسکان کے اونچا بولنے پر دو تین لوگ انکی طرف متوجہ ہوئے مگر اریب کے گھورنے پر اپنے کام میں مصروف ہو گے سب کو پھر سے مصروف دیکھ کر اُسنے مسکان کو بھی واپس بیٹھایا اور خود کو نارمل کرنے کے لیے ایک گہرا سانس لیا

"پلیز۔۔۔"اب کہ وہ التجائیہ انداز میں بولا مگر وہ خاموش رہی اُسے ڈر تھا کہ کہیں اریب کو حقیقت معلوم نہ ہو جو وہ نہیں چاہتی تھی

" تمہارے۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔میرے۔۔۔۔۔سگے چچا ہیں اور۔۔۔۔۔"پہلے وہ قدار ہچکچایا مگر پھر مسکان کو پُرسکون دیکھ کر بولتا گیا اریب نے اپنی دانست کے مطابق اُسے سب کچھ بتا دیا سوائے اسکے کہ اشتعاق صاحب نے سفیہ بیگم کو کیوں چھوڑا تھا کیونکہ وہ بات رعنایہ بیگم نے کسی کے سامنے بھی کرنے سے منع کیا جب انھوں نے اُسے حقیقت بتائی تھی اُسے لگا تھا کہ مسکان اُسکی بات سن کر اچھا خاصا ری ایکٹ کرے گی مگر وہ تو

خاموش تھی گویا کچھ سنا ہی نہ ہو اریب کی پہلی بات سن کر ہی اُسکا ڈر یقین میں بدل گیا تو گویا وہ حقیقت جان چکا تھا لیکن کب اور کیسے؟؟ اب یہی سوال اُس کے دماغ میں چلنے لگے اچانک مما سے ہوئی گفتگو اُسکے دماغ میں آئی تو کیا وہ بھی جانتی تھی کہ اریب کون ہے یعنی سب کو سب کچھ معلوم ہے ایک وہی بے خبر تھی جو وہ چھپارہی تھی اسکے بارے میں تو سب جانتے تھے یا شاید اُسے زیادہ جانتے تھے اُسکے بعد اریب نے کیا کہا تھا اُسنے کچھ نہیں سنا تھا پھر وہ خاموش ہوگیا شاید اُسنے اُسے سب کچھ بتا دیا تھا شاید وہ اپنی بات ختم کر چُکا تھا پہلے کی نسبت گارڈن میں اب لوگ کم ہو گئے تھے سورج بھی ہر شے پر اپنی کرنیں بکھر رہا تھا اریب اپنی بات مکمل کر چکا تو مسکان کی طرف دیکھا مگر وہ تو کسی اور ہی جہاں میں تھی گویا جو وہ نہیں چاہتی تھی وہی ہو رہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کسی کو بھی اُسکے خاندان کے بارے میں علم ہو حتا کہ اُسکے اپنے خاندان والوں کو بھی مگر کیا سب کو معلوم ہو چکا تھا اب اُسکی پہچان وہ خاندان تھا جس سے وہ نفرت کرتی تھی جس نے اُسکا بچپن اُسے چھینا جس نے اُسکی مما کو تکلیف دی اس طرح کی کئی سوچیں ایک ساتھ اُسکے دماغ میں چلنے لگی اُسے لگا اُسکا سر پھٹ جائے گا مگر نہیں اسے کمزور نہیں پڑنا تھا مگر سامنے بیٹھا شخص شاید اُسکی کمزوری جان چکا تھا

" مسکان۔۔۔۔۔۔کیا تم یہ سب۔۔۔۔۔۔آئی مین تمہیں معلوم تھا کہ۔۔۔۔میں کو۔۔کون ہوں۔۔۔تمہارے فادر کون ہیں " مسکان کو خاموش دیکھ کر اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اریب کو یہی لگا کہ شاید وہ حقیقت پہلے سے جانتی تھی مگر اگر اُسے سب کچھ معلوم تھا تو اُسنے کسی کو بتایا کیوں نہیں کیونکہ سفیہ بیگم اور دلاور صاحب نے اُسے یہی بتایا تھا کہ وہ حقیقت نہیں جانتی

"تو" وہ خود کو کافی حد تک کمپوز کرتے ہوئے لاپرواہ سے انداز میں بولی تو اریب نے حیرت سے اُسے دیکھا " تُو۔۔۔۔مطلب۔۔۔پھر تم نے کسی سے بھی اسکا ذکر کیوں نہیں کیا" وہ اسکے لاپرواہ سے انداز پر تپ ہی تو گیا تھا

" باقی سب بھی تو جانتے ہیں پھر کسی نے بھی مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا" وہ قدرے غصے میں سوالیہ انداز سے بولی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھی آواز میں اعتماد یقین ٹوٹنے کا کرب واضح تھا

" صحیح وقت کا انتظار کر رہے تھے اس لیے" وہ اب نارمل لہجے میں بولا

" ہہوں۔۔۔ صحیح وقت۔۔۔۔"وہ استہزاہیہ سی مسکرائی

"دیکھو مسکان۔۔۔۔۔"اریب نے کچھ کہنا چاہ

" میرے خیال سے آپ نے جو بات کرنی تھی وہ کر لی ہے تو مجھے جانا چاہیے " اریب کی بات کاٹ کر وہ سخت لہجے میں بولی دھوپ اب گھاس پر بکھر رہی تھی صبح کی نسبت اب خاموشی زیادہ تھی مگر مسکان کے اندر ایک طوفان برپا تھا جو جانے کیا تباہیاں مچانے والا تھا

" پہلے سکون سے میری بات سنو پھر چلی جانا " اسے اُٹھتا دیکھ وہ بولا اور بازو سے پکڑ کر اُسنے واپس بیٹھایا

" مجھے اور کچھ نہیں سننا" وہ ایسے بولی گویا بہت لمبا سفر طے کر کے اب تھک چکی ہو

"ایم سوری۔۔۔شاید مجھے نہیں یہ سب تمہیں بتانے کا حق سفیہ چچی جان کا تھا اینڈ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ان سب میں سے کتنی باتیں تم جانتی تھی اور کیا تم سے چھپایا گیا تھا لیکن میں تم سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا تھا بس اسی لیے سب بتایا لیکن اب لگ رہا ہے شاید میں نے غلط کیا۔۔۔۔انجانے میں ہی سہی لیکن تمہیں تکلیف تو دے بیٹھا ہوں " وہ اُسکے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے ہوئے بول رہا تھا پہلی بار سفیہ بیگم کو آنٹی کی بجائے چچی بولا تھا اُسنے لیکن مسکان نے شاید غور نہیں کیا تھا وہ اسکے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ضبط کن مراحل سے گزر رہی ہے وہ اُسکا درد اُسکا دکھ بانٹنا چاہتا تھا اُسے سمیٹنا چاہتا تھا

" آئی نو یہ سب تمہارے لیے ایزی نہیں لیکن کیا تمہیں نہیں لگتا سب کو سکینڈ چانس ملنا چاہیے" اُسے ہیواز خاموش پا کر وہ سمجھنے والے انداز میں نرمی سے بول رہا تھا لیکن وہ پھر بھی خاموش تھی جیسے الفاظ ختم ہوگئے ہوں اُسکے پاس

"مسکان پلیز ایسے خاموش مت رہو۔۔۔۔۔سیے سم تھینگ۔۔۔کچھ تو بولو" اسے ایسے ہی ایک ہی جگہ کو گھورتے دیکھ کر بولا

" بیس بائیس سال بعد اب انھیں سکینڈ چانس کی کیا ضرورت پڑ گئی" وہ کچھ سوچتے ہوئے بول رہی تھی گویا اپنے حواس میں نہ ہو

" مما کو بھی لگتا ہے کہ انھیں ایک چانس ملنا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔آپ کو بھی لگتا انھیں ایک۔۔۔۔۔۔۔"وہ رُکی آنسوں کا ایک گولا حلق میں گویا پھنسا

"ا۔۔۔بیک چانس ملنا چاہیے۔۔۔۔۔لیکن کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا سب نے فصیلہ سنایا" وہ شکوہ کر رہی تھی ایک ایسے انسان سے جس کے کے سامنے وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی مگر اب کمزور پڑ رہی تھی آنسوؤں کو پلکوں پر روکنے کے لیے اُسنے سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولی

"کسی نے نہیں پوچھا کہ میں کیا چاہتی ہوں کیا میں انھیں اپنی زندگی میں شامل کر پاؤ گئی جن کے انتظار میں میں تھک چکی ہوں کیا میں وہ سب لمحے بھول پاؤ گئی جن میں میں نے انکا انتظار کیا وہ سب لمحے بھول جاؤں گئی جب مجھے انکی ضرورت تھی لیکن وہ موجود نہیں تھے وہ پل جب مجھے کہا جاتا کہ میں اپنی حفاظت نہیں کر پاؤں گئی کیونکہ مجھے میرے باپ کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں میرے سر پر باپ کا سایہ نہیں اسی ڈر سے میں دوست نہیں بناتی تھی کہ کہیں کچھ ایسا نہ ہو جائے کہ لوگ میری مما کی پرورش پر سوال اٹھائیں۔۔۔ان سب لمحوں میں وہ نہیں تھے تو پھر اب کیوں؟"وہ ایک ٹرنس کی سی کیفیت میں بول رہی تھی وہ خود سے لڑتے لڑتے تھک چکی تھی اور شاید اب ہار گئی تھی اس انسان کے سامنے جس کے سامنے وہ کبھی ہارنا نہیں چاہتی تھی اریب تو حیران تھا کیا تھی وہ لڑکی اندر سے اتنی بکھری ہوئی اتنی نازک۔۔۔۔اُسے افسوس تھا کہ اُسکے سامنے بیٹھی اس معصوم سی لڑکی کو زندگی کے اتنے سے عرصے میں اتنے زیادہ دکھ سہنے پڑے کاش وہ اُسکے تمام دکھ وہ

تمام بُرے لمحات اسکی زندگی سے نکال پاتا جو اُسے تکلیف دیتے تھے وہ نازک سی لڑکی اسکے دل کے بہت قریب تھی اُسے بہت عزیز تھی

" ایم سوری۔۔۔میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا نا میرا مقصد تمہیں دکھی کرنا تھا میں بس تمہیں حقیقت بتانا چاہتا تھا " وہ افسوده لہجے میں بولا

"کیا سب جانتے ہیں " اُسنے سوالیہ انداز سے پوچھا

"آنٹی۔۔۔چچا جان اور میں " اُسنے بھی مختصرً بتایا رعنایہ بیگم کا دانستہ طور پر اُسنے نہیں بتایا وہ مسکان کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی بھی طرح سے احساسِ کمتری کا شکار ہو

" میں چلتی ہوں" وہ قدر سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے بولی

"میں ڈراپ کر دیتا ہوں" جانتا تھا وہ گاڑی نہیں لائی ہو گئی کیونکہ گارڈن اُسکے گھر سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا

"نہیں۔۔۔۔"

"چلو۔۔۔پر بات پہ ضد کرنا ضروری نہیں ہوتا" اسے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتی اریب گاڑی کی چابی سنبھلتے ہوئے بولا پھر اُسے چلنے ک اشارہ کیا اُسکے آگے چلنے پر وہ بھی ایک گہرا سانس خارج کرتا باہر کی طرف چل پڑا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسکان سے ملنے کے بعد وہ آفس آیا تھا آفس میں بھی وہ سارا دن ڈسٹرب ہی رہا تھا بار بار اُسکی نظروں کے سامنے مسکان کی سرخ ہوتی آنکھیں گھوم رہی تھی میٹنگ اٹینڈ کرتے ہی وہ گھر آگیا اور تب سے کمرے میں بند تھا لنچ بھی اُسنے نہیں کیا تھا اور اب ڈنر کے لیے بھی ایک بار ملازمہ اُسے بولنے آئی تو اُسنے منع کر دیا لیکن دوبارہ اُسے لازمی آنے کو کہا جو کہ بڑی اماں کا پیغام تھا ضرور بڑی اماں کو کوئی اہم بات کرنا تھی اسی لیے اُسے لازمی آنا کو کہا گیا ورنہ ایسا کم ہی ہوتا کہ سب ایک ساتھ کھانا کھاتے۔ملازمہ پیغام دے کر جاچکی تھی وہ بھی

ہاتھ منہ دھو کر اپنا حلیہ کچھ بہتر کرے نیچے آیا سبھی لوگ ڈنر کے لیے موجود تھے لیکن ابھی شروع کسی نے نہیں کیا تھا یقیناً اُسی کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ سیڑھیوں کے پاس کھڑا سوچوں میں گم تھا جب عظمت بیگم کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

"AK بیٹا جلدی آ جائیں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے"انھوں نے وہی سے اُسے پکارا تھا

" آج خیریت سب موجود ہیں یہاں" وہ حارث کے بائیں جانب کی کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

" باقی سب تو اکثر ہی ہوتے ہیں تم ہی غائب ہوتے ہو" آمنہ اُسے نظروں کے حصار میں لے کر بولی اُسکی آواز اور الفاظ دونوں پر ہی اُریب کے چہرے کے زاویے بدلے تھے

" جی۔۔۔۔جی بیٹا سب خیریت ہے" اسے پہلے کہ وہ آمنہ کو کوئی سخت جواب دیتا رافعیہ بیگم مسکراہٹ سجائے بولی اریب کو انکی آنکھوں میں ایک انجان سی چمک محسوس ہوئی جو حیران کن بات تھی

" ہوں۔۔۔۔مام پانی دیں پلیز۔۔۔"ہلکا سا سر کو خم دے کر کہا پھر رعنایہ بیگم کے نزدیک پانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا اُسکے بعد کوئی بات نہیں ہوئی تھی کھانا خاموشی سے کھایا گیا تھا اور ایسا شاید اُسکی موجودگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ وہ وہاں موجود تھا اور کسی نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس سے اُسکا موڈ خراب ہوتا بظاہر سبھی کو آج وہ اچھے موڈ میں لگ رہا تھا ایک تو اُسنے آمنہ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا اور دوسرا ایسی کوئی بات بھی نہیں ہوئی تھی کہ جس پر وہ بھڑکتا۔۔۔۔البتہ اُسکا موڈ پھر بھی کوئی خاطر خوا ٹھیک نہیں تھا وجہ اب بھی آمنہ ہی تھی وہ اُسکے بلکل سامنے بیٹھی تھی اور اُسکے کپڑوں سے اُٹھتی خوشبو اُسے کافی ڈسٹرب کر رہی تھی

"بیٹھیں اریب ہمیں کچھ بات کرنی ہے" کھا نا ختم کرتے ہی وہ جانے لگا تو بڑی اریب نے اسنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

" جی کہیے" وہ واپس بیٹھتے ہوئے مودبانہ انداز سے بولا پھر حارث کی طرف سوالیہ انداز سے دیکھ جس نے کندھے اُچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ بڑی اماں کی طرف متوجہ ہوا

" ہم کوئی تمہید نہیں باندھنا چاہتے اسلیے صاف صاف بات کریں گے" انھوں نے بات کا آغاز کیا آواز میں ہمیشہ کی طرح رُعب و دبدبا تھا گویا کسی ریاست کی ملکہ اپنے محاتحتوں سے مخاطب ہو انکے بات شروع کرنے پر رافعیہ اور آمنہ بیگم کے چہرے کھل اُٹھے جب کے باقی سب بڑی اماں کی طرف متوجہ تھے کہ ناجانے وہ کیا بات کرنے والی تھی اریب یک ٹک انکے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا وہی پُرنور چہرا جس کے لیے وہ بچپن سے ہی ایک فرشتہ صفت انسان تھی کچھ رافعیہ بیگم کے حویلی آنے بعد سے وہ ان سے کھچا کھچا رہنے لگا تھا اور اب ایک نئ حقیقت جانے کے بعد سے وہ اُن سے کافی دور ہو گیا تھا دوپٹہ سلیکے سے سر پر کیے ایک کندھے پر بڑی سی چادر ڈالے بلاشبہ وہ ایک پُرکشش شخصیت رکھتی تھی

" ہم نے طے کیا ہے کہ رمضان کے بعد کلثوم کے ساتھ ہی آپ کا اور آمنہ کا نکاح بھی کر دیا جائے" وہ تو اُنکی شخصیت میں کھویا ہوا تھا جانے کتنے عرصے بعد اُسنے انھیں یوں فرصیت سے دیکھا تھا جب اُن کی بات پر گویا ہوش میں آیا وہ اُسکے محض ایک بات نہیں کوئی دھماکہ خیز انکشاف تھا کلثوم کی شادی کچھ وقت پہلے طے تھی جو حیدر کی دادی کی وفات کی وجہ سے پوسٹ پون ہوئی تھی اور اب رمضان کے بعد ہونا طے پائی تھی رمضان کا مہینہ شروع ہونے میں دس دن باقی تھے حیرت تو اُسے اس بات پر تھی کہ کسی نے اُسے پوچھا تک نہیں تھا اور اب بیٹھا کر فصیلہ سنا دیا گیا اس شادی کے لیے وہ پہلے ہی دو بار انکار کر چکا تھا سب سے زیادہ غصہ اُسے پھوپھو اور آمنہ پر آیا جو اب بھی شادی کے لیے بضد تھی جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ آمنہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا بڑی اماں کی بات پر سب کی بےساختہ نظریں اریب کی طرف اُٹھی جس کی آنکھیں سرخ اور دماغ کی رگیں تنی ہوئی تھیں غصہ ضبط کرنے کے لیے اُسنے ہاتھوں کی مُٹھیاں سختی سے بند کی تھیں

"لیکن بڑی اماں۔۔۔"رضا صاحب نے اریب کی حالت دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہ لیکن بڑی اماں نے انھیں ٹوک دیا

" معلوم ہے کہ تم اور بہو حیران ہو لیکن ہمیں یہی صحیح لگا اور ہم چاہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ اُسی سنجیدگی سے گو ہوئی

" آپ کی بات کاٹنے کی گستاخی معاف کیئجے بڑی اماں۔۔۔مگر میری زندگی کا اتنا بڑا فصیلہ آپ ایسے کیسے سکتی ہیں مجھ سے پوچھنا تو دور آپ نے مام ڈیڈ کو بھی بتانا گوارہ نہیں کیا " اُسے حقیقتاً بُرا لگا تھا غصہ بھی آیا کہ اُسکے والدین کو بھی اس بات سے بے خبر رکھا گیا تھا بے شک وہ سب کی بڑی تھی مگر یوں اُسکی زندگی کا فصیلہ وہ اکیلے نہیں کر سکتی تھی لیکن پھر بھی کافی ضبط سے بولا اُسے غصہ تو اس بات کا بھی تھا کہ جب وہ انکار کر چکا ہے تو بار بار ایک ہی بات ماننے کے اُسے کیوں کہا جا رہا ہے اور آخر رافعیہ بیگم کا ایسا کیا مفاد تھا جو وہ آمنہ کی شادی اُسی سے ہی کرنا چاہتی تھیں وہ اس وقت غصے کی انتہا پر تھا اُسکا جی چاہ سامنے موجود پر شے کو تہس نہس کر دے

"ہم نے آج تک اپنے ہر فصیلے میں اپنی بہوؤں اور بیٹوں کو اپنا ہم خیال پایا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ آج بھی ہم سے اختلاف نہیں کریں گے" وہ فخرایہ انداز میں پریقتن لہجے میں بولی

"معافی چاہتا ہوں لیکن اس بات پر میں اپنا فصیلہ پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں " وہ اب بھی تمیز سے ہی مخاطب تھا ان سے بدتمیزی یا انکی بے ادبی کر کے وہ رعنایہ بیگم کی پرورش پر کسی کو بھی سوال اُٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا

" جانتی ہوں بھائی بھابھی اور اریب بیٹا آپ سب ناراض ہیں اور ہونا بھی چاہیے آخر آپ لوگوں کا حق ہے پہلے جاننے کا۔۔۔۔۔اور آپ اریب کی شادی کسی بڑے خاندان میں کرنا چاہتے ہیں اور پُرسکون بھی ہیں کہ آپ کا تو بیٹا ہے جب چاہیں شادی کر دیں گے لیکن میں بیٹی کی ماں ہوں نا سمیرا کی شادی یوں خاندان سے باہر کر کے سبق سیکھ لیا ہے اسی لیے اب اپنی آمنہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں بس اسی لیے اس بارے میں بڑی اماں سے بات کی بھابھی اگر آپ کو بُرا لگا تو معاف کر دیں اور میری التجا سمجھ کر اسے مان لیں" وہ

مصنوعی آنسوں لیے رضا صاحب اور رعنایہ بیگم سے مخاطب تھیں اریب اُنکے اس ناٹک واقف تھا کہ کیوں کیا جارہا ہے رافعیہ بیگم جانتی تھی کہ رعنایہ بیگم کسی قدر اموشینل ہو جاتی ہیں اور اُنکے چند آنسو بہنے پر ہی نا صرف وہ خود مان جائیں گئیں بلکہ اریب کو بھی راضی کر لیں گی کافی ہوشیاری سے انھوں نے پتا کھیلا تھاوہ بنا کچھ کہیے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا ڈریسنگ ٹیبل پر موجود ہر چیز کو ایک ہی ہاتھ مار کر زمیں بوس کر دیا ایک ہی پل میں نفاست سے سیٹ کیا گیا کمرا کسی جنگ زدہ میدان کا منظر پیش کرنے لگا ہر شے بکھری ہوئی اس وقت وہ کسی اینگل سے اریب کا کمرا نہیں لگ رہا تھا جو ہمیشہ سے ہی نفاست پسند تھا اور اُسکا کمرا ہمیشہ ایسے ہوتا گویا کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو ان بکھری چیزوں سے زیادہ وہ خود اندر سے بکھرا ہوا تھا جہاں ایک طرف اُسکی محبت مسکان تھی دوسری طرف وہی اُسکے عزیز چچا کی فمیلی اُنکی خوشیاں تھی جن کا وہ بائیس سالوں سے انتظار کر رہے تھے اور اب یہ شادی جس کے لیے اگر رعنایہ بیگم نے اسے فورس کیا تو شاید وہ انکار نہ کر پائے۔۔۔۔ناجانے زندگی کیا موڑ لینے والی تھی اس قدر ڈسٹرب وہ اپنی چوبیس سالہ زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا جتنا اب تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اریب سے ملے اُسے ایک ہفتہ گزر گیا تھا اس دوران نا تو اریب نے کوئی کال کی اور نہی اُسے ملنے آیا اور وہ چاہتی ہی یہ تھی کہ اریب اُسے دور رہے اسی لیے مطمن تھی اریب سے ملنے کے بعد سے اُسنے مما سے بھی کوئی خاص بات نہیں کی تھی وجہِ ناراضگی وہی بات تھی جو اُسے اریب نے بتائی گو کہ وہ پہلے سے جانتی تھی مگر اُسکے مطابق اگر مما یہ بات جانتی تھی تو انھیں اُسے بتانی چاہیے تھی ناکے کسی تھرڈ پرسن کو۔۔۔۔۔۔سفیہ بیگم اگر اُسے کوئی بات کرتی تو وہ اُسکا جواب دے دیتی خود سے اُسنے کوئی بات نہیں کی تھی نا ہی ناراضگی کی وجہ بتائی اور نا انھوں نے پوچھا کیوں کہ وہ وجہ جانتی تھیں ناراضگی میں بھی وہ انکی دواؤں اور کھانے پینے کا خیال رکھتی جس پر وہ مسکرا دیتی جانتی تھی وہ زیادہ وقت ان سے ناراض نہیں رہ سکتی اریب سے انکی بات اُس دن

بھی ہوئی تھی اور اُسکے بعد بھی کئی بار ہوئی جس کا ذکر انھوں نے مسکان سے نہیں کیا تھا البتہ اشتعاق صاحب سے جب بھی اب ان کی بات ہوتی تو وہ مسکان کو ضرور بتاتی لیکن اُسکا رسپونس اب تک صفر تھا گویا اُسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو کہ وہ ان سے بات کرتیں ہیں یا نہیں اُسکے لیے اب بھی وہ وہی بیس سال پہلے کے اشتعاق احمد خان تھے جو اُسے اور اُسکی مما کو چھوڑ کر چلے گئے تھے

آج صبح سے وہ پھر سے کافی ڈسٹرب تھی اُسنے سوچا شاید مما کی ناراضگی کی وجہ سے اسکا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا اسی لیے اب وہ ان سے کوئی نا کوئی بات کر رہی تھی ناشتے کے بعد سفیہ بیگم ملازمہ کے ساتھ مل کر صفائی کروانے لگ گئی کافی دیر وہ بھی وہی رہی ان سے باتیں کرتی لنچ اُسنے آج بھی نہیں کیا تھا کچھ دیر کے لیے وہ لان میں ٹہلنے چلی گئی سورج اپنا سفر مکمل کر کے اب ہر شے پر ایک ٹھنڈی روشنی پھلاتا مغرب میں جا ڈوبا جب ہر چیز پر اندھیرا چھانے لگا وہ بھی اندر آگئی مغرب کی نماز ادا کرکے کچن میں آئی جہاں مما ملازمہ کے ساتھ مل کر رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں ڈنر ابھی کچھ وقت پہلے ہی مما نے اُسے زبردستی کروایا تھا پھر کچھ دیر ان سے باتیں کر کے اپنے دل کا بوجھ قدرے ہلکا کرکے وہ انھیں سولا کر روم میں آگئی مگر نیند اُسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ بلاوجہ ہی کئی چکر کمرے کے لگا چکی تھی اور اب کھڑکی کھولے آدھے چاند پر نگاہیں جمائے کھڑی تھی جب کمرے کی خاموشی کو فون کی آواز نے توڑا فون کی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے نکلی پہلے ویل کلاک پر نگاہ ڈالی تو رات کے بارہ بج چکے تھے فون ایک بار بج کر بند ہو چکا تھا اور اب دوبارہ بجنے لگا اُسنے فوراً آواز بند کی اور یس کر کے فون کان سے لگایا مگر بولی کچھ نہیں وہ بھی ڈسٹرب تھا اسی وجہ سے مسکان سے بات نہیں کی تھی دوسرا وہ مسکان کو بھی ٹائم دینا چاہتا تھا

"ہیلو۔۔۔۔"جب دوسری جانب سے بھی مسلسل خاموشی رہی تو اُسے ہی بولنا پڑا وہ جانتی تھی کہ دوسری جانب کون تھا اُسے اس پل اپنی ہی آواز اجنبی لگ رہی تھی

"مسکان۔۔۔کیسی ہو" حسبِ توقع دوسری طرف سے اریب کی گھمبیر آواز آئی وہ نہیں جانتی تھی کہ اُسنے اریب کی کال کیوں اٹینڈ کی تھی شاید انجانے میں یا پھر بے خودی میں وہ اُسے بات کر کے سکون حاصل کرنا چاہتی تھی وہ اُس وقت صرف سکون چاہتی تھی اپنی سوچوں سے آزادی اندر اُٹھتے طوفان سے آزادی۔۔۔۔مکمل خاموشی۔۔۔وہ فون رکھنے ہی والی تھی کہ اریب کی آواز دوبارہ آئی

"فون رکھنے کی غلطی مت کرنا تم جانتی ہو اگر کال کاٹ دو گی تو میں خود آجاؤں گا" ناجانے کیسے وہ ہمیشہ اُسکا ارادہ بھانپ لیتا تھا

"اب کیا سوچنے لگی کہ میں اس وقت نہیں آؤں گا۔۔۔میڈم مسکان مجھ پر کسی بھی وقت گھر سے نکالنے پر کوئی پابندی نہیں یعنی میں کبھی بھی کہیں بھی آ جا سکتا ہوں" وہ مسکراہٹ دُبائے اُسے زچ کرنے کی غرض سے بولا مگر وہ تو ہنوز خاموش تھی وہ ڈسٹرب تھی اسی لیے وہ چاہتا تھا وہ بولے بھلے ہی اُسے باتیں سنا دے غصہ کرلے مگر اپنے اندر کا غبار نکال دے مگر وہ جانے کس مٹی کی بنی تھی اپنے اندر کا طوفان اپنے اندر ہی جمع کیے بیٹھی تھی

"مسکان۔۔۔۔تم سن رہی نا" جب وہ پھر بھی نہ بولی تو وہ نرم محبت سے چور لہجے میں بولا

"ہوں۔۔۔۔۔"اسنے فقط اتنا ہی کہا مگر اریب نے ایک گہری سانس لی یعنی وہ اسے سن رہی تھی وہ مسکرایا

"تو کچھ بولو" وہ اُسی نرم انداز میں بولا

" آ۔۔۔آپ نے کال کیوں کی ہے" وہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ سخت نہیں کر پائی تھی

"تم سے بات کرنے کے لیے" صاف گوئی سے جواب دیا گیا مسکان کو لگا گویا وہ مسکرا رہا ہو

" پلیز جو بات کرنی ہے وہ کیجئیے" وہ اُسکے انداز سے تنگ آکر بولی اور اُسکے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ آئی وہ اُسے زچ کرنے میں گویا کامیاب ہو گیا تھا

"ہماری ہر بات تو آپ سے شروع ہو کر آپ پر ہی۔۔۔۔"اب جب اُسے معلوم ہو گیا کہ مسکان کا دھیان بٹا نے وہ کامیاب ہو چکا ہے تو وہ پھر سے اُسے تنگ کرنے کیے ڈرامائی انداز میں بول رہا تھا جب مسکان نے اُسکی بات کاٹی

" میں فون رکھ رہی ہوں " اب کی بار وہ قدرے سخت لہجے میں بولی

" او۔۔۔ہو۔۔۔۔پھر سے دھمکی ایک تو تم دھمکیاں بہت دیتی ہو یار" وہ بھی اُسے تنگ کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا تھا

"اچھا اب ایک سریس بات سن لو" کچھ توقف کے بعد وہ سنجیدگی سے بولا

" جی" وہ لا پرواہ سے انداز میں بولی

" کل میں چچا جان کو ساتھ لاؤں گا تمہارے گھر " وہ انتہائی سنجیدگی سے بولا جبکہ اُسکی بات پر مسکان ایک دم چونک گئی

" کیوں" وہ حیرت سے سوالیہ انداز میں بولی

" کیوں کیا مطلب۔۔۔وہ تمہارے فادر ہیں انھیں تم سے ملوانے اور کیوں " اُسکے سوالیہ انداز پر وہ قدرے سخت لہجے میں بولا

" میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں۔۔۔۔وہ مما کے ہزبینڈ اور آپکے چچا جان ہیں" وہ چچا جان پر زور دیتے ہوئے بولی وہ خود بھی حیران تھی اپنے کہے الفاظ پر

" چلو کوئی نہی میرے اور چچی جان کے رشتے سے ہی مل لینا" وہ پُرسکون انداز میں بولا

" میرا آپ سے بھی کوئی رشتہ نہیں جو آپ کے تواسل سے کسی سے بھی ملتی پھروں" وہ غصے سے بولی

" خیر ایک رشتہ تو ہے جسے تم چاہ کر بھی انکاری نہیں ہو سکتی لیکن جلد ہی ایک اور مضبوط رشتہ بھی قائم ہو جائے گا ڈونٹ وری۔۔۔لیکن چچی جان سے تو تمہارا تعلق ہے نا اب یہ مت کہہ دینا کہ ان سے بھی نہیں" اس کے غصے کی پرواہ کیے بغیر پر وہ پُر سکون سا بولا اریب کا انداز اُسے تپا گیا

" کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنا بند کیجیے مسٹر اریب" اسنے طیزائیہ انداز میں اُسکی پہلی بات کا جواب دیا

" حقیقت کو خواب سمجھنا بند کیجئیے اور اُسے اپنانا سیکھئیے مس مسکان اشتعاق خان" وہ بھی اُسی کے انداز میں بولا

"وہ میرے بابا نہیں ہیں اتنی سی بات آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی" وہ غصے میں اب گویا چلائی تھی

" تمہارے اونچا بولنے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی جو رشتے بن چکے ہیں انھیں تم چاہو تب بھی توڑ نہیں سکتی ان سے دور ہو سکتی مگر الگ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنا نہیں تو اپنی مما کا ہی خیال کر لو کیا تم یہ بات نہیں جانتی کہ وہ کہ ان کی خوشی کیا ہے وہ کیا چاہتی ہیں کہ وہ چچا جان کو ایک موقع دینا چاہتی ہیں" اُسکی ضد سے وہ تنگ آکر چکا تھا لیکن اس وقت وہ اپنا ضبط کھو کر اُسے اور ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے غصہ آنے کے باوجود ضبط سے بولا

" احساس۔۔۔مجھے مما کا ہی احساس ہے اسی لیے خاموش ہوں اور بیس سال سے آپ کے چچا کے احساسات کہاں تھے ہم زندہ ہیں یا مر گئے ہیں کہاں ہیں انھوں نے کبھی جانے کی کوشش نہیں کی ہم نے یہ سال کیسے گزارے کس اذیت سے مما گزری وہ نہیں جانتے کتنی راتوں میں میں نے ان کا انتظار کیا وہ نہیں جانتے ان بیس سالوں میں مما کتنی بار ٹوٹی وہ اسکا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔۔۔۔۔"ناچاہتے ہوئے بھی وہ ایک بار پھر خود کو اُس شخص کے سامنے کھول چکی تھی وہ ضبط کے آخری مراحل سے گزر رہی تھی رونے کی وجہ سے سُوجھی ہوئی سرخ آنکھیں۔۔۔سرخ رخسار۔۔۔مسلسل بولنے کی وجہ سے کپکپاتا بدن اُسکے اندر کی حالت بیان کر رہا تھا

"آ۔۔۔اور اب۔۔۔۔۔اب اتنے عرصے بعد ان کے احساسات جاگ اُٹھے ہیں۔۔۔۔نہیں چاہیے اب انکا ساتھ۔۔۔انکی ہمدردی۔۔۔انکی بھیگ میں ملی محبت۔۔۔۔کچھ نہیں چاہیے " وہ ایک پل کے لیے روکی پھر ہچکی لیتے ہوئے بولی وہ رو رہی تھی اور اُسکے آنسو اریب کے دل پر گر رہے تھے اُسنے بھی اُسے بولنے دیا رونے دیا تاکہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال دے شاید اسی طرح وہ پُرسکون ہو جائے

" تو کیا تم اب ان سے اس سب کا حساب نہیں لینا چاہو گی اپنے حصے کی محبت سمیٹنا نہیں چاہو گی اپنی چاہت تمہارے حصے کا پیار۔۔۔۔تم ان سب کا حساب لے سکتی ہو اور یقین کروں وہ ایک لفظ بھی کہے بنا تمہاری ساری باتیں سنیں گے ہر شکوہ مانیں گے" اُسنے نرمی سے ایک بار پھر اُسے سمجھنا چاہ

"پیار، محبت ، چاہت ، اپنائیت ان سب کے لیے بھیگ نہیں مانگی جاتی۔۔۔۔جو دے اُسے سمیٹ لیا جاتا ہے پھر اُسے بھی زیادہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے نا کہ نا ملنے پر جھولی پھیلائی جائے۔۔۔۔۔ محبتیں بھیگ میں نہیں ملتی ناہی اُنکے لیے بھیگ مانگی جاتی ہے " وہ افسردہ لہجے میں دھیمی سی آواز میں بولی اور ساتھ ہی فون رکھ دیا اریب نے ایک نظر فون کو دیکھ ایک گہری سانس لے کر اُسنے سر بیڈ کراؤن سے ٹیک لیا اور آنکھیں موند لی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Alarm bell کی آواز پر اُسنے آنکھیں کھولی سائیڈ ٹیبل پر رکھی کلاک کی آواز لیٹے لیٹے ہی بند کی پھر کروٹ بدل کر سونے لگا مگر آنکھوں پر پڑتی روشنی سے اُٹھ بیٹھا سامنے کی دریوار گیر گلاس وال سے پردے ہٹے ہوئے تھے جس کا مطلب تھا رعنایہ بیگم اُسکے کمرے میں آئی تھی وہ اٹھ کر وشروم جانے لگا لیکن کسی خیال کے تحت کھڑکی میں جا کھڑا ہوا جہاں سے گلاب اور چنبیلی جیسی کئی خوشبویں ایک ساتھ اُسکے روم میں داخل ہو رہی تھیں وہاں سے لان کا ایک حصہ نظر آتا تھا مالی اپنے کام میں مصروف پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا جبکہ رضا صاحب لان میں رکھی ایک کرسی پر بیٹھے اخبار کا مطالعہ فرما رہے تھے ساتھ ہی رعنایہ بیگم اور اشتعاق صاحب اور روحیل صاحب بھی موجود تھے جو کہ حیران کن بات تھی کیونکہ رعنایہ بیگم آج معمول سے ہٹ

کر وہاں موجود تھی کیونکہ ہمیشہ وہ اس وقت ناشتہ بنا رہی ہوتی تھی ان چاروں کو وہاں دیکھ کر اریب کے لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ آئی پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ وہاں سے ہٹ گیا اور وشروم گیا تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ رائل بلیو پینٹ پر ہلکی نیلے رنگ شرٹ پہنے ڈریسنگ کے سامنے موجود تھا ہمیشہ کی طرح پہلے بازو کہنیوں تک موڑے پھر بال سیٹ کیے اور اپنے اوپر کافی سارا پرفیوم سپرے کر کے جب وہ روم سے نکلا اُسکا روم روزانہ کی طرح اُسکی مخصوص خوشبوسے مہک رہا تھا روم سے وہ سیدھا لان میں آیا سب کو مارننگ وش کر کے وہ بھی وہی بیٹھ گیا

"کیا بات ہے برخودار آج کل آپ بہت جلدی اُٹھ جاتے ہیں " رضا صاحب نے بیٹے کے ہشاش بشاش چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکر کر کہا تو ان کی بات پر سبھی مسکرا دیئے

" کیا ڈیڈ اب جلدی اُٹھ جاتا ہو پھر بھی" رضا صاحب باقی دونوں بھائیوں کی نسبت زیادہ فرینڈلی تھے جبکہ روحیل اور اشتعاق صاحب کم گو

"چلیں پھر ہم بھی تیار ہوجائیں اسے پہلے کہ آپ کہیں کہ ہماری وجہ سے آفس سے لیٹ ہو گئے" روحیل صاحب کلائی میں بندھی گھڑی سے ٹائم دیکھتے ہوئے بولے جہاں پونے آٹھ بج چکے تھے وہ سبھی ساڑھے آٹھ بجے آفس کے لیے نکلتے تھے

" چاچو آپ بھی۔۔۔"اریب انکی بات پر مصنوعی خفگی سے بولا

" ارے نہیں نہیں ہم تو آپ کی سائیڈ ہی ہوتے ہیں ہمیشہ" روحیل صاحب مسکراتے ہوئے گو ہوئے اس دوران رعنایہ بیگم جا چکی تھی تاکہ ناشتہ وغیرہ لگا سکیں۔۔۔۔۔ایک دو ادھر اُدھر کی باتیں کر کے رضاصاحب اور روحیل صاحب بھی اُٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئے

" چچا جان مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے"وہ اشتعاق صاحب کو اُٹھتا دیکھ بولا

"کیا بات ہے بیٹا کہیے" وہ واپس بیٹھ کر بولے اریب کے چہرے کی سنجیدگی سے انھوں نے بات کی سنجیدگی کا اندازہ لگایا

" کیا آپ مسکان سے ملنا چاہتے ہیں" اُسنے نے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ کیا اریب کی بات پر انھوں نے اُسے حیرت سے دیکھا

" مسکان۔۔۔۔سے۔۔۔کیا آپ۔۔۔کا اُسے کنٹکیٹ ہے" وہ بے یقینی کے سے عالم میں بول رہے تھے گویا انھوں اریب سے اس بات کی توقع نہ ہو

" جی۔۔۔"اُسنے مختصر جواب دیا

"وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتی" انھوں نے گویا اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔۔۔۔کیا کچھ نا تھا انکے لہجے میں افسوس، درد، تشنگی، کرب کسی متاعِ جان سے جدائی کی تکلیف۔۔۔۔۔

" یہ کل تک کی بات تھی آج وہ آپ سے ملے گی" وہ مکمل سنجیدگی سے بولا

" کیا آپ نے اُسے فورس کیا یا پھر۔۔۔۔"انھوں نے دانستہ اپنی بات ادھوری چھوڑ دی

"آپ شاید نہیں جانتے کہ وہ بھی آپ کی طرح ہی ضدی ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ وہ کسی کے فورس کرنے پر بات مان سکتی ہیں یا انھیں کوئی دھمکی دے سکتا ہے" وہ دھیمے مگر سنجیدہ لہجے میں بول رہا تھا اور اشتعاق صاحب کو ایک اور گلیٹ نے آ گھیرا کہ انکی بیٹی کو انکا بھتیجا ان سے بہتر جانتا تھا یا شاید سمجھتا تھا

" ہو سکتا ہے۔۔۔"ناجانے انھوں نے اُسکی کون سی بات کا جواب دیا تھا اُسنے انکی طرف دیکھا کرب اور تکلیف چہرے سے عیاں تھی

" کیا آپ آج چل سکتے ہیں ان کے گھر" وہ اشتعاق صاحب کے سامنے مسکان کو اُس نہیں کہہ سکتا تھا اسی کیے قدرے تمیز سے کہہ رہا تھا

" لیکن وہ حقیقت نہیں۔۔۔۔"

" آئی تھینک جتنی حقیقت اُنھیں اس وقت معلوم ہونی چاہیے تھی وہ اُنھیں معلوم ہے" اشتعاق صاحب کی بات کاٹ کر وہ بولا

"کیا آپ نے بتایا" ایک اور سوال کیا گیا

" وہ خود ہی جانتی ہیں " ناجانے کیوں وہ ان سے یہ بات چھپا گیا کہ اُسنے مسکان کو سچائی بتائی تھی مگر وہ پہلے سے جانتی تھی

"کب سے" وہ اُسکے چہرے پر نگاہیں جمائے بولے جبکہ وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا

" اس بارے میں مجھے علم نہیں" وہ صاف گوئی سے بولا

" کیا آپ مسکان میں انٹرسٹیڈ ہیں"کچھ توقف کے بعد وہ سوچتے ہوئے بولے نگاہیں اب بھی اُسکے چہرے پر ہی تھیں اُن کے اس سوال پر اُسنے حیرت سے انھیں دیکھا وہ اس وقت اس سوال کی توقع قطعی نہیں رکھتا تھا

" آ۔۔۔آپ۔۔۔۔کو ایسا کیوں لگ رہا ہے" وہ قدرے گڑبڑایا مگر جلد ہی سنبھال گیا

" یعنی آپ مسکان میں انٹرسٹیڈ ہیں" وہ مضبوط انداز میں بولے

" ایسی بات نہیں" اُسنے نفی کرنی چاہیے ناجانے وہ انھیں یقین دلا رہا تھا یا خود کو

" پھر بھی آپ اُسکے بارے میں وہ سب بھی جانتے ہیں جو شاید وہ خود بھی نہیں جانتی" انھیں ایک اطمینان سا ہوا اریب کی آنکھوں میں مسکان کے لیے محبت وہ دیکھ سکتے تھے مسکان کی جانب سے اب انھیں فکر نہیں تھی کیونکہ اُسکو جس نے پسند کیا تھا وہ یقیناً انکی طرح بزدل ناتھا وہ اپنی محبت کے لیے لڑنا جانتا تھا

"وہ تو۔۔۔۔"

"ہم چلیں گے آج آپ کے ساتھ " اسے پہلے کہ اریب کچھ کہتا وہ اپنی بات کہہ کر وہاں سے جا چکے تھے اُسے حیرانگی ہوئی کیا اسکے مسکان کے لیے جذبات جنہیں وہ فال خود بھی چھپا رہا تھا اب وہ سب کو معلوم ہونے لگ گئے تھے ایک اطمینان بھرا سانس لے کر وہ بھی اندر کی طرف آگیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مسکان۔۔۔۔بچے کیا آج آپ کا جاگنے کا کوئی ارادہ نہیں" سفیہ بیگم اُسکے کمرے میں آئی تو اُسے کسمساتے دیکھ بولی

"گڈ مارننگ۔۔۔۔۔مما" وہ آنکھیں کھولتے ہوئے بولی

"گڈمارننگ۔۔۔آج آپ کافی دیر تک سوتی رہی پورا دن رسیٹ کا ارادہ ہے کیا" وہ کھڑکی سے پردے ہٹاتے ہوئے بولی روز کی نسبت آج وہ اُسے زیادہ فریش لگ رہی تھیں انھیں پُرسکون دیکھ کر وہ دل سے مسکرائی ان کی بات پر اُسنے ایک نظر گھڑی کو دیکھا جہاں دس بجنے میں دس منٹ تھے وہ فجر کے بعد پھر سے سو گئی تھی اور اب مما کے جگانے پر اُٹھی تھی

"نہیں۔۔۔۔وہ را۔۔ت۔۔۔۔"

"ہوں۔۔۔رات کو آپ پھر دیر سے تک جاگتی رہی " سفیہ بیگم نے اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اُسکا کان پکڑتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا

"او۔۔سوری مما کان تو چھوڑ دیں درد ہو رہا ہے" وہ کھکھا کر ہنسی اور ناجانے کتنے عرصے بعد انھوں نے اُسکی کھکھلاہٹ سنی تھی

"ہمیشہ ایسے ہی ہستی رہیں۔۔۔۔"وہ اُسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولی

"چلیں اب جلدی سے فریش ہو کر آ جائیں میں ناشتہ لگواتی ہوں" اُسے خود کو دیکھتا پا کر وہ مسکرا کر بولی

"جی۔۔۔۔آپ چلیں میں آتی ہوں" وہ کہہ کر وشروم میں گئی جبکہ سفیہ بیگم باہر آئی تاکہ اُسکے لیے ناشتہ لگوا دیں چینج کر کے وہ تقریباً بیس منٹ بعد نکلی بال سُلجھا کر ایک نظر خود پر ڈالی پھر کسی خیال کے طے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے فون اُٹھا کر دیکھا جہاں کوئی نوٹیفیکیشن نہیں آئی تھی فون لیے وہ باہر آگئی جہاں مما ناشتے کے لیے اُسکا

انتظار کر رہی تھیں آف وائٹ ساڑھی جس کے باڈر گہرے بھورے رنگ کے تھے پہنے بالوں کا مخصوص انداز میں جوڑا بنائے وہ کافی پُرکشش لگ رہی تھیں

" کیا دیکھ رہی ہیں ناشتہ کریں" مسکان کو یک ٹک خود کو دیکھتا پا کر وہ مسکر کر بولی

" مما۔۔۔آج آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں خیریت ہے نا" پہلے مسکر کر جبکہ دوسری بات اُسنے خیر سنجیدگی سے خلافِ عادت ایک آنکھ دُبا کر پوچھی

" اچھا۔۔۔بہت بہت شکریہ لیکن اب ناشتہ کر لیں" وہ مسکراتے ہوئے بولی صبح ہی اشتعاق صاحب سے اُسے پتا چلا تھا کہ آج وہ اور اریب آئیں گے اسی لیے وہ کافی خوش تھی اور مسکان کا موڈ اچھا دیکھ کر وہ اور بھی مطمن ہو گئی تھی

" مما۔۔۔ایک بات پوچھوں"وہ جوس کا سپ لیتے ہوئے سنجیدگی سے بولی سفید کیپری پر پنک رنگ کا گھٹنوں تک آتا فراک پہنے وہ بنا میک اپ کے ہی بہت خوبصورت لگ رہی تھی خوبصورت تیکے نقوش ستون ناک بڑی خوبصورت آنکھوں پر لمبی خمدار پلکوں کی باڑ وہ بنا شبہ ایک خوبصورت دوشیزہ تھی جو اپنی ضوبصورتی سے ایک پل میں مقابل کو اپنا بنا سکتی تھی مگر اسنے تو کبھی خود پر دھیان ہی نہیں دیا تھا

"پوچھیں۔۔۔ایسی کیا بات ہو گئی بچے جو آپ مجھ سے پوچھ کر کرنا چاہتی ہیں" وہ بریڈ پر بٹر لگاتے ہوئے بولی

" مما۔۔۔کیا آپ جانتی تھی کہ کلثوم آپکی۔۔۔آئی مین حویلی۔۔۔کی بیٹی ہے" اُسنے رک رُک کر بات مکمل کی سفیہ بیگم اُسکی بات سمجھ گئیں تھیں مگر پھر بھی اُسے بات مکمل کرنے دی

" جی۔۔۔"انھوں نے مختصر سا جواب دیا

" پھر آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا" ناچاہتے ہوئے بھی اُسکا انداز شکایتی ہو گیا

"وہ اس لیے بچے کے میں صحیح وقت کے انتظار میں تھی اور میں چاہتی تھی کہ جب آپ کو یہ بات معلوم ہو آپ اپنی فمیلی کو ایکسپٹ کرنے کی پوزیشن میں ہو" وہ بنا کچھ چھپائے آج کھل کر بات کر رہی تھیں

"کیا آپ چاہتی ہیں کہ ہم انھیں ایکسپٹ کر لیں۔۔۔اور ان کا ساتھ قبول کر لیں" وہ کافی ضبط سے بولی کیونکہ آج بھی انکا ذکر اُسے اتنی ہی تکلف دیتا تھا جتنی پہلے۔۔۔لیکن اریب نے اُسے کہا تھا کہ وہ اپنی مما کے دل کی بات نہیں جانتی اور کسی حد تک اُسکی بات سچ ثابت ہوگئی تھی وہ بات وہ جانتے بوجھتے بھی نہیں سمجھنا چاہتی تھی لیکن آج وہ براہ راست ان سے وہ بات پوچھ رہی تھی جس کا جواب شاید اُسے معلوم تھا

"کیا آپ اب بھی ایسا نہیں چاہتی" انھوں نے جواب کی بجائے سوال کیا مسکان انکے اب بھی کہنے پر چونکی تو کیا وہ اُسکی اور اریب کی رات فون پر ہوئی گفتگو سے واقف تھی اسنے دل ہی دل میں سوچا

" جیسا آپ چاہتی ہیں مما آپ وہی کریں" وہ سنجیدگی سے کہہ کر وہاں سے چلی گئی انھوں نے اُسکی پشت کو دیکھا وہ صرف اُسکی محرومیوں کو ختم کرنا چاہتی تھی اُسکی ابھی آگے کی زندگی باقی تھی جس میں اُسے مضبوط سہارے کی ضرورت پڑنی تھی وہ بس اُسے وہ سہارا دینا چاہتی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کل کا پورا دن غیر ارادی طور پر وہ اریب کا انتظار کرتی رہی تھی کیونکہ اُسنے کہا تھا کہ وہ آئے گا مگر وہ نہیں آیا تھا مسکان نے سوچا شاید اُسکی وجہ سے وہ اپنے چچا کو لے کر نہیں آیا اُسنے نوٹ کیا تھا مما کے چہرے پر جیسی خوشی صبح تھی وہ گزرتے دن کے ساتھ پھیکی ہوتی گئی اُسنے یقین ہوگیا کہ سفیہ بیگم انکی آمد کے بارے میں جانتی تھی اسی لیے جب وہ نہیں آئے تو وہ مرجھا سی گئیں تھیں مما کے چہرے پر خوشی اور سکون اتنے عرصے میں پہلی بار اُسنے ایک ساتھ دیکھے تھے ورنہ وہ خوش تو ہوتی مگر انکی مسکراہٹ انکی آنکھوں کا ساتھ نہیں دیتی تھی انکی لب مسکراتے مگر آنکھوں میں ہمیشہ ویرانی سی ہوتی مگر کل وہ دل سے مسکرا رہی تھی اور اب اُسے رہ رہ کر اریب پر غصہ آ رہا تھا اگر اُسنے انھیں بتایا تھا کہ وہ آئے گے تو پھر آیا کیوں نہیں

"کہیں وہ ایک بار پھر مما کی آنکھوں میں اُمید کے جگنو جگا کر چلے تو نہیں گئے" اُسنے سوچا صبح صبح کا وقت تھا وہ بے چین سی کمرے میں ٹہل رہی تھی کئی منفی سوچیں اُسکے دماغ میں جگہ بنائے ہوئے تھیں

" نہیں۔۔۔اریب کو کال کروں" اُسنے فون اُٹھاتے ہوئے پہلے اپنی سوچ کی نفی کی پھر اریب کو کال کرنے کا سوچا

" نہیں۔۔۔نہیں انکا کیا بھروسہ کچھ اور ہی سمجھیں" وہ بڑبڑائی

" لیکن مما۔۔۔۔وہ پھر کل سے کتنی اداس ہیں اگر آنا ہی نہیں تھا تو مما کو کیوں کہنا تھا" بے اختیار ہی اُسکی آنکھیں برسنے لگی پھر ایک لمحے سوچنے کے بعد اُسنے کوئی نمبر ملایا کافی دیر بیل جاتی رہی مگر کوئی فون پک نہیں کر رہا تھا۔اُس نے غصے سے فون بیڈ پر اُچھالا اور خود کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی کچھ دیر کے بعد اُسنے ایک بار پھر سے نمبر ملایا

"ہیلو۔۔۔"کال پک کر لی گئی تھی مگر حیرت اُسے دوسری جانب سے آئی آواز پر ہوئی کیونکہ وہ کسی لڑکی کی تھی

"و۔۔وہ۔۔۔۔مجھے۔۔۔اریب سے بات کرنی ہے" ایک نظر موبائل سکرین کو دیکھ کر اریب کا نمبر ہی ہونے کی تصدیق کی وہ حیران ضرور تھی مگر اسنے اپنی حیرت پر کنٹرول کرتے ہوئے پوچھا

"آپ کون؟؟؟" دوسری جانب جو بھی تھی اُسے مسکان کا کال کرنا شاید برا لگا تھا اسی لیے قدرے ناگواری سے پوچھا گیا

" وہ جانتے ہیں آپ پلیز انھیں۔۔۔۔۔"

" میں نہیں جانتی اس لیے پہلے مجھ سے بات کرو" وہ ناگوار لہجے میں بولی مسکان کو اسکا لہجہ انتہائی بُرا لگا وہ اُسے کوئی سخت جواب دینا چاہتی تھی مگر وہ اُسے فضول گفتگو کر کے ٹائم ویسٹ نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے بنا لحمہ ضائع کیے اُسنے کال کاٹ دی۔

"ہر دو منٹ بعد مجھے کال کرنے ہو گی تو کر لیں گے موصوف لیکن اب ناجانے کس کے ساتھ مصروف ہیں۔۔۔۔۔"وہ غصے بڑبڑائی ایک نظر فون کو گھورا گویا وہ فون نہیں اریب ہو۔۔۔۔دن کے گیارہ بجنے والے

تھے اور وہ صبح سے اُسے کال کر رہی تھی یا یوں کہا جائے کہ کل سے اُسکا انتظار کر رہی تھی تو غلط نہ ہو گا اُسنے آنے کا کہا تھا مگر آیا نہیں حیرت کی بات تھی کہ وہ اپنے کہے سے مڑ گیا تھا

"کیا مما نے اُسے آنے سے منع کر دیا تھا" وہ خود سے مخاطب تھی پھر ایک گہری سانس لے کر موبائل کو دیکھا لیکن شاید آج وہ جس کا انتظار کر رہی تھی وہ بہت مصروف تھا یا اُسے جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باتھ روم سے نکل کر وہ شیشے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا جب آمنہ بِنا نوک کیے اُسکے کمرے میں آئی آمنہ کو دیکھ کر اُسکے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا وہ ابھی کچھ دیر قبل ہی اسلام آباد سے آیا تھا جہاں اُسے دو دن پہلے ایک ضروری کام سے جلدی میں جانا پڑا تھا

"کسی نے تمیز نہیں سکھائی؟ وہ اُسکے بازو سے پکڑے دروازے کی طرف بڑھا

"میں تو سمجھی تھی کہ تم ایک شریف، پریٹکل اپنے آپ میں مست رہنے والے بندے ہو مگر۔۔۔"اریب کی بات نظر انداز کرکے وہ اپنا بازو اُسکی آہنی گرفت سے چھڑوا کر ایک ادا سے فون ہاتھ میں گھوماتے ہوئے بولی

"اچھا۔۔۔۔تو اب اگر تمہاری غلط فہمی دور ہو ہی گئی ہے تو اپنی شکل گم کرو یہاں سے" اُسکی باتیں سنی اَن سنی کرتا وہ غصے سے گو ہوا

"میں تو تمہارے ہی بھلے کی بات کرنے آئی تھی" وہ بھی ڈھیٹ بنی وہی کھڑی اُسکا ضبط آزما رہی تھی

"مجھے تمہاری بکواس سننے میں کوئی انٹرسٹ نہیں اور فحال میں ریسٹ کرنا چاہتا ہوں سُو آمنہ پلیز گیٹ آؤٹ" اُسکی آواز آہستہ مگر الفاظ کافی سخت تھے آخری بات پر اُسنے دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا

"کوئی بات نہیں۔۔۔مجھے تو تم سے بات کرنے میں دلچسپی ہے نا اتنا ہی کافی ہے" وہ ایک ادا سے اپنے بال کندھے سے ہٹاتے ہوئے بولی اریب نے غصے سے دو قدم اُسکی جانب بڑھائے تو وہ بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہوئی

" دیکھو آمنہ میں اگر آرام سے بات کر رہا ہوں تو کسی غلط فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں اور ہاں ایک بات اور بڑی اماں کی باتوں کو زیادہ سیریس لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے نہ پہلے کبھی تم میں انٹرسٹ تھا اور نہ کبھی ہو گا" وہ کتنی آسانی سے اُسکے دل کو چوٹ پہنچا گیا تھا پہلی بار اُسکی باتوں سے آمنہ کی آنکھوں میں نمی اتری جسے وہ کمال ضبط سے چھپا گئی اور وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی شیشے کی طرف مڑ گیا

" جانتی ہوں تمہیں مجھ میں نہیں کسی اور میں دلچسپی۔۔۔۔۔۔"اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اریب نے اُسے گھورا تو اُسنے بات ادھوری چھوڑ دی

" ویسے میں اُسی کے بارے میں بتانے آئی تھی"وہ دوبارہ بولی

" کس کے بارے میں" وہ قدرے نرم آواز میں بولا گویا وہ جانتا ہو کہ مسکان کی بات ہو رہی ہے

" کسی لڑکی کی کال آئی تھی تمہارے سیل پے" آمنہ کی بات پر وہ حیران کن سے انداز میں مڑا اُسکے ہاتھ میں اپنا فون دیکھ کر آگے بڑھا وہ یقیناً اپنا فون نیچے ہی بھول آیا تھا جو آمنہ کے ہاتھ لگ گیا ایک جھٹکے سے اپنا فون چھینے کے انداز میں اُسکے کے ہاتھ سے لیا اور اتنی ہی تیزی سے اُسے بازو سے پکڑ کر روم سے باہر نکالا اور دروازہ بند کیا آمنہ ایک نظر بند دروازے کی طرف دیکھ کر اپنے روم کی طرف چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آ منہ کے جانے کے بعد اُسے اپنا فون چیک کیا تُو مسکان کی کئی گا مس کالز آئی ہوئی تھی اُسکے ماتھے پر ایک فکرمندانہ لکیر نمایاں ہوئی دو دن پہلے اُسنے مسکان سے کہا تھا کہ وہ چچا جان کو لے کر آئے مگر پھر اُسے اسلام آباد جانا پڑا فورن ڈلیگیشن کے ساتھ اُن کی میٹنگ کچھ دن بعد کی تھی لیکن انھوں نے اچانک کال کر کے بتایا کہ انھیں جلدی واپس جانا ہے اسی وجہ سے میٹنگ جلدی رکھنی پڑی کچھ سوچتے ہوئے اُسنے مسکان کا نمبر ڈائل کیا

وہ اپنی ہی سوچوں میں گُم تھی جب کمرے کی خاموشی کے تسلسل کو فون کی گھنٹی نے توڑا رخسار پر بہتے آنسوں کو ہتھیلیوں سے رگڑ کر وہ فون کی طرف بڑھی سکرین پر اریب کا نمبر جگمگتا دیکھا تو اُسے دوبارہ غصہ آیا اُسکی لاپروائی پر۔ایک نظر سکرین کو غصے سے گھور کر اُسنے سبز رنگ کے نشان کو اُنگلی کی پور سے چھو کر کال یس کی اور بنا سوچے سمجھے بولنے لگی

"کہاں پھینکا ہوا تھا اسے میں کب سے کال کر رہی تھی کال اُٹھا کیوں نہیں رہے تھے آپ۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔"وہ ابھی اور ناجانے کیا کیا بولنے والی تھی کہ دوسری جانب سے آتی آواز پر خاموش ہوئی اور اب اُسے اپنی بے اختیاری پر جی بھر کہ شرمندگی بھی ہو رہی تھی اور غصہ بھی آ رہا تھا

"ریلکس۔۔۔ریلکس۔۔۔۔مجھے کچھ بولنے کا موقع دو گی تو بتا پاؤ گا نا" پہلے تو اریب اُسکے انداز پر جی بھر کر حیران ہوا ایک نظر سکرین کو بھی دیکھا گویا کنفرم کر رہا ہو کہ نمبر مسکان کا ہی ہے پھر اپنی حیرت پر قابو پا کر بولا

" اب پوچھو بھی کیا کہہ رہی تھی تم" مسکان کی خاموشی اُسے شوخی کرنے پر اُکسا رہی تھی

"و۔۔۔وہ آپ کال نہیں اُٹھا رہے تھے" اریب کے انداز پر وہ کنفوز ہوئی گویا وہ فون پر نہیں اُسکے سامنے موجود ہو

"تُو" ایک لفظی جواب آیا

"کیوں" اُسنے بھی ایک لفظ میں سوال کیا اب قدرے سنبھل چکی تھی

" تم میری کال کا انتظار کر رہی تھی یا میرا" وہ اُسکے نروس انداز کو نظر انداز کرتا اُسے اور نروس کر رہا تھا

" آپ نے خود ہی کہا تھا کہ آئیں گے" وہ بھی دوبدو بولی

" یعنی میرا انتظار کر رہی تھی" وہ بھی اُسے زچ کرنے پر تُلا تھا

" مجھے آپ سے ملنا ہے" وہ مدعے کی بات پر آئی جس کے لیے اُسنے کال کی تھی

"اب تم مجھے خوش فہمیوں میں مبتلا کر رہی ہو پہلے کال اور اب ملاقات۔۔۔۔۔۔ویسے خیریت ہے نا" وہ اُسے مزید تنگ کرتے ہوئے بولا سکان کا دل چاہ کال کاٹ دے مگر وہ مما کی وجہ سے اُسے ملنا چاہتی تھی اسی لیے ضبط کر گئی

" مل کر بتاؤ گی " اُسکی پہلی بات نظر انداز کر کے بولی

" اوکے۔۔۔۔کہاں ملنا ہے" وہ اب قدرے سنجیدہ تھا

" جہاں آپ کہیں۔۔۔۔۔آئی مین آپ بتا دیں میں آ جاؤں گی" وہ جو پہلے ہی اریب کے اندازِ گفتگو سے کنفوز ہو رہی تھی اپنے کہیے الفاظ پر اور بھی بوکھلا سی گئی۔

"ہوں۔۔۔۔جہاں میں کہوں۔۔۔۔سوچ لو" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا مسکان کو لگا کہ وہ مزاق کر رہا ہے مگر اُسکے لہجے سے وہ جان چکی تھی کہ وہ مکمل طور پر سنجیدہ تھا جس پر اُس نے محض سر ہلایا گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہو

" اب مجھے خطرے کی بو آ رہی ہے مسکان۔۔۔۔۔۔"اُسکی خاموشی کو اقرار سمجھ کر وہ سنجیدگی سے بولا

"نہیں کہاں تم مجھ سے بات تو کیا دیکھا بھی نہیں چاہتی تھی اور اب میری مرضی کی جگہ پر مجھ سے ملنے کے لیے تیار ہو سب خیریت ہے نا" اُسکی جانب سے مکمل خاموشی پر وہ دوبارہ گو ہوا وہ اب بھی سنجیدہ تھامسکان کے ساتھ یہ اُسکی شاید پہلی انتہائی سنجیدہ گفتگو تھی اُسکی حد درجہ سنجیدگی پر مسکان بھی حیران تھی

" میں یہ سب صرف مما کی خوشی کے لیے کر رہی ہوں" وہ اپنی نروسنیس پر قابو پا کر قدرے اعتماد سے بولی مگر لہجے میں کپکپاہٹ تھی جیسے اریب نے محسوس کیا تھا

" اوکے تو اب پہلی بار تم نے کچھ کہا ہے یا یوں کہوں مانگا ہے تو ماننا تو پڑے گا ہی" اُسنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسکی کی پیشت سے ٹیک لگا ئی گویا آرام دہ انداز میں بیٹھا ہو

" آپ جگہ اور ٹایم میسج کر دیجئیے گا میں آ جاؤں گی" اُسنے بات ختم کرنی چاہی

اوکے۔۔۔۔پھر ملتے ہیں لنچ پہ" کہتے ہی اُسنے کال ڈیسکنیکٹ کی اور اُسے کوئی میسج سینڈ کیا ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو بارہ بجے کا ٹئم بتا رہی تھی اپنی گاڑی کی چابی اور فون سنبھالتے ہوئے وہ باہر آیا اور دو دو سیڑھیاں پھلانگتا داخلی دروازے سے باہر چلا گیا دو آنکھوں نے اُسکے اُجھل ہونے تک اُسکا پیچھا کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹھیک ایک بجے وہ ڈئیوار کے ساتھ اُسکے بتائے گئے ہوٹل کے سامنے موجود تھی مما سے اُسنے اس بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا تھا انھیں وہ دوست سے ملنے کا کہہ کر آئی تھی گاڑی سے اُترنے کے بعد اُسنے ڈرئیوار سے کچھ کہا تو ڈرئیوار نے گاڑی آگے بڑھا دی خود اُسنے ہوٹل کا ایک سرسری سا جائزہ لیا پھر دائیں بائیں نظریں دوڑائی تو وہ اُسے ایک طرف سے آتا ہوا دیکھائی دیا جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بلیوکلر کی شرٹ پہنے حسبِ عادت کہنیوں تک بازو موڑے ہلکی بریڈ آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈل ہو سکتا تھا وہ کوئی بارُعب شخصیت نہیں رکھتا تھا مگر اُسکی ڈیشنگ پرسنیلٹی اُسکی کیرنگ عادت اُسے سب کا پسندیدہ بناتا

"ہیلو" اُسکے قریب آکر مخاطب ہوا وہ بھی دور سے ہی اُسے دیکھ چکا تھا

"اسلام علیکم" اُسکے ہیلو کے جواب میں مسکان نے سوال کیا تو وہ ذرا سا شرمندہ ہوا اُسکی طرف دیکھا مگر وہ اُسے نہیں دیکھ رہی تھی

" وعلیکم اسلام۔۔۔اندر چلیں" اُسنے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تو مسکان نے فقط ہاں میں گردن ہلائی پھر اُسکے پیچھے ہی ہوٹل میں داخل ہوئی وہ تھوڑی نروس بھی تھی کیونکہ آج سے قبل وہ مما یا آسیہ کے علاوہ کسی کے ساتھ بھی ہوٹل وغیرہ نہیں گئی تھی اور کسی لڑکے کے ساتھ تو اُسنے کبھی سوچا بھی نہ تھا ویڑ سے کچھ کہہ کر وہ ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک طرف ایک دو سیٹیڈ صوفہ ایک سامنے ایک شیشے کی میز اور اسے کچھ فاصلے پر ایک ٹیبل لگائی گئی تھی جس کی دواطراف میں کرسیاں رکھی تھی شیشے کی دیوار سے باہر کا منظر واضح نظر آرہا تھا جہاں سب اپنی باتوں میں مگن تھے روم سونڈ پروف ہونے کی وجہ سے باہر کی آوازیں

اندر نہیں آرہی تھی وہ اُسے ٹیبل کی طرف لے کر گیا پھر ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا تو اُسنے بیٹھتے ہوئے کمرے کا سرسری سا جائزہ لیا اریب اُسکے چہرے کے مسلسل بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا

" ریلکس۔۔۔یہاں ہم آرام سے بات کر سکتے ہیں کوئی ہمیں ڈسٹرب نہیں کرئے گا " اُسے نروس دیکھ کر اریب نے اُسے مطمن کرنا چاہ اور اریب کی بات سن کر وہ قدرے مطمن ہو بھی گئ تھی

"بولو۔۔۔کیا بات کرنی ہے" وہ نرم لہجے میں سنجیدگی سے بولا سنجیدہ شاید وہ مسکان کی حالت دیکھ کر تھا جو ایسے بیٹھی تھی گویا ابھی بھاگ جائے گی۔

" وہ۔۔۔مجھے۔۔آ۔۔۔آپ کے چچا سے ملنا ہے" بلاِ وجہ ہی اُسکی زبان لڑکھڑا رہی تھی وہ ڈرپوک قسم کی لڑکی ہر گز نہ تھی مگر لڑکی تھی جتنی بھی پُراعتماد ہوتی ایک لڑکے سے اکیلے ملنے پر اُسکا دل خوف سے دھڑکا ضرور تھا ایسا نہیں تھا کہ اُسے اریب کے کردار پر شک تھا لیکن کچھ واقعات اُسکے بچپن میں ایسے گزرے تھے جو اپنا خوف اُسکے دل میں بیٹھا گئے تھے

" لیکن تم نے تو کہاتھا کہ تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو" اُسکے کنفیوز سے انداز پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی شوخ ہوا

" ہاں میں ابھی آپ سے ملنا چاہتی تھی لیکن۔۔۔۔۔آئی مین میں۔۔۔"اریب کی بات پر وہ مزید کنفوز ہوئی وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا بول رہی ہے

" اوکے۔۔۔میں سمجھ گیا۔۔"اُسے مزید نروس ہوتا دیکھ وہ جلدی سے بولا

" مسکان۔۔۔۔وہ صرف میرے چچا نہیں وہ تمہارے بھی کچھ لگتے ہیں " اُسکی طرف سے خاموشی پا کر وہ پھر سے بولا اب کہ وہ مکمل سنجیدہ تھا

"ہوں۔۔۔۔۔مما شاید اب انکا ساتھ چاہتی ہیں " اریب کی بات پر اُسنے صرف سر ہلایا پھر خود کو مضبوط بناتی سنجیدگی سے بولی

"شاید نہیں یقیناً۔۔۔۔اور تم" مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے اُسے گویا اُسکی اصطلاح کی پھر سوالیہ انداز میں پوچھا

"میں چاہتی ہوں آپ اپنے چچا کو بولیں کہ وہ مما کو حویلی لے کر جائیں اور انھیں اُنکا حق دلوائیں" اریب کے سوال کا اپنے انداز میں جواب دیا تھا اُسنے

" میں نے پوچھا ہے کہ کیا تم اپنے گھر نہیں آنا چاہتی" اس بار اُسنے براہ راست پوچھا

" آپ کی اطلاح کے لیے عرض ہے کہ میں آلریڈی اپنے ہی گھر میں ہوں " اُسکی طرف دیکھتے ہوئے وہ پُراعتماد انداز میں بولی اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دینے پر اریب نے اُسکی ہمت کی داد دی بات ختم کرتے ہی اُسنے نگاہیں موڑ لی مگر اریب کی نظریں اب بھی اُسکے چہرے پر تھیں قبل اسکے کہ ہ کوئی جواب دیتا درازہ نوک ہوا اُسکے اجازت دینے پر ویٹر کھانے کے ساتھ اندار داخل ہوا کھانے ٹیبل پر لگایااور اُسکا اشارہ پاتے ہی چلا گیا

"ہوں۔۔۔۔"اُسنے گہری سانس لی

"مطلب تم حویلی کو اپنا گھر نہیں سمجھتی" اریب نے بریانی کی پلیٹ اُسکی طرف کھسکاتے ہوئے اپنا سوال دُہرایا

" جی با لکل" اُسنے بھی صاف گوئی سے کہا

"لڑکی کا اصل گھر تو ویسے بھی اُسکا سسرال ہوتا ہے نہیں" وہ اپنے لیے کھانے نکالتے ہوئے بولا تو مسکان نے حیران کن نظروں سے اُسے دیکھا مگر وہ متوجہ نہیں تھا

" تو تم اس حثیت سے تو جا سکتی ہو نا حویلی" مسکان کی نظریں اپنے چہرے پر وہ باخوبی محسوس کر چکا تھا

"ک۔۔۔کیا مطلب آپ کا " وہ بھوکھلائی تھی اُسکی بات اور انداز دونوں پر

" وہی جو تم سمجھی ہو۔۔۔۔کہ اب تم حویلی مسکان اشتعاق خان نہیں بلکہ مسکان اریب خان بن کر جاؤ گی " نظریں اُسکے چہرے ہر جمائے وہ لفظ چبا چبا کر بولا تو مسکان کی ایک پل کے لیے کانپ اُٹھی

" ایسا نا ممکن ہے " وہ خود کو مضبوط بناتے ہوئے بولی

" شادی یا تمہارا حویلی آنا" وہ بھی ڈھیٹ بنا بولا

" دونوں" وہ اب سنبھل کر بولی

" پھر تو تمہاری معلومات بہت ناقص ہیں کیونکہ ان دونوں باتوں کا شمار نا ممکنات میں تو قطعی نہیں ہوتا " کھانے کی پلیٹ سے نظریں ہٹا کر اُسکے جانب دیکھا جو مسلسل کھانے کو گھور رہی تھی

" مجھے چلنا چاہیے" جب اُسے کوئی جواب نا بن پایا تو کھڑے ہوتے ہوئے بولی

" کیا چچی جان ایسا چاہیں گئ" اُسے کھڑے ہوتا دیکھ وہ جلدی سے بولا تو اُسنے اریب کو سوالیہ نظروں سے دیکھا گویا پوچھ رہی ہو کیسا؟

" یہی کہ تمہیں چھوڑ کر وہ خود حویلی چلی جائیں گی "اریب نے اُسکی سوالیہ نظروں کا جواب دیا وہ واپس بیٹھ چکی تھی

" میں مما کو راضی کر لوں گی " وہ اب بھی پلیٹ کو صرف گھور ہی رہی تھی

" اور وہ راضی ہو جائیں گی" پانی گلاس میں ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

" شاید " مختصر سا جواب آیا

"Neverوہ کبھی راضی نہیں ہوں گی " وہ پُر یقین انداز میں بولا

"میں مما کو آپ سے زیا دہ جانتی ہوں " اُسکے اتنے یقین سے کہنے پر اُسنے چونک کر اُسے دیکھا وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا ناجانے اُسکی نظروں میں ایسا کیا تھا جو مسکان کو نگاہیں فوراً جُھکانے پر مجبور کر گیا

"اور میں زیادہ سمجھتا ہوں " دوبدو جواب دیا گیا

"مطلب؟" اسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

" تم مطلب کچھ زیادہ ہی نہی پوچھتی" وہ ذرا شوخ ہوا

" خیر۔۔۔مطلب یہ مس مسکان کہ جہاں تمہاری مما اور ڈیڈ رہیں گے تم بھی وہی رہو گی" پھر سنجیدگی سے بولا اُسکا انداز سمجھنے والا تھا

"ضروری تو نہیں " وہ لا پروائی سے بولا

" ضروری ہے تمہیں لگتا ہے کہ سفیہ چچی تمہیں وہاں اکیلا چھوڑ کر خود حویلی آجائیں گی" وہ اب سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"تو پھر۔۔۔"

"تو پھر یہ کہ اگر تم انکی خوشی کے لیے انھیں حویلی بھیجنا چاہتی ہو تو تمہیں بھی وہاں آنا ہو گا " وہ ٹیشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا کھانا دونوں نے ہی پرائے نام ہی کھایا تھا

"لیکن میں وہاں نہیں آنا چاہتی جہاں مسٹر اشتعاق صاحب ہوں " وہ الفاظ چبا چبا کر بولی لہجے میں محرومیوں کی کسک تھی انداز ٹوٹا ہوا تھا

"اسی لیے تو کہا کہ مسز اریب خان بن کر آجاؤ پھر تمہیں انکے نام کی ضرورت نہیں ہو گی" وہ کسی بھی طرح اُسے حویلی آنے کے لیے راضی کرنا چاہتا تھا

" مجھے کسی کے بھی نام کی ضرورت نہیں " اُسکی آواز مدھم تھی گویا وہ تھک چکی تھی زندگی کے اس کھٹن سفر میں وہ ٹوٹ چکی تھی

"مسکان۔۔۔پلیز چچی جان کے لیے" وہ اُسے ٹوٹنے نہیں دینا چاہتا تھا بلکہ اور مضبوط بنانا چاہتا تھا

" اوکے۔۔۔۔"وہ شکستہ لہجے میں بولی آنسوؤں کو بہت مشکل سے اُسنے پلکوں کی باڑ سے پیچھے روکے وہ کھڑی ہو گئ

"ہوں۔۔۔تو اپنے گھر آنے کے لیے تیار ہو جاؤ مسکان فاطمہ خان" اُسے کھڑا ہوتا دیکھ وہ بھی کھڑا ہو گیا

"وہ میرا گھر نہی۔۔۔۔۔"

" نو پروبلم بہت جلد تمہارا بھی ہو جائے گا" اُسکی بات کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے بولا مسکان نے ایک بار پھر نگاہیں اُس کی جانب اُٹھائی مگر مقابل کی گہری نظریں اُسے نظریں جھکانے پر مجبور کر گئی

" میں چلتی ہوں " اُسکی نظروں سے گھبرا کر مسکان نے جانا ہی بہتر سمجھا

" ہوں۔۔۔میں چچا جاں سے بات کر کے تمہیں کال کروں گا" وہ بھی اُست کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے بولا

" جی۔۔خدا حافظ "دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

" خدا حافظ" وہ اُسے آگے بڑھ کر دروازہ کھولتے ہوئے بولا تو وہ تیزی سے نکل گئی ڈرائیور کو کال کر کے اُسنے بلایا نکے مین دروازے تک پہنچے کے کچھ دیر بعد ڈرائیور آگیا جب تک مسکان کی گاڑی نظروں سے اُجھل نہ ہوئی وہ اُسے دیکھتا رہا پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"Ak کہاں تھے " وہ گاڑی پارک کر کے اپنے روم میں جا رہا تھا جب رافعیہ پھو پھو کی آواز پر مڑا وہ آمنہ ، رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں اُسے حیرت ہوئی ایک نظر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی جہاں چار بج رہے تھے مسکان سے ملنے کے بعد وہ حیدر وغیرہ سے ملنے چلا گیا تھا اور ابھی اُسکی واپسی ہوئی تو حویلی میں چائے کا دور چل رہا تھا

" ایک دوست کی طرف گیا تھا " بے شک وہ اُسے اچھی نہیں لگتی تھیں مگر وہ اتنا غیر مہذب نہیں تھا کہ انکی بات نظر انداز کرتا یا بد تمیزی سے جواب دیتا وہ ادب و احترام کے دائرے میں رہتے ہوئے سنجیدگی سے بولا "لنچ ٹائم میں بھی آپ نہیں تھے خیریت تھی نا... کیا کوئی خاص کام تھا؟" رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم کو وہاں بیٹھا دیکھ وہ بھی وہی بیٹھ گیا عظمت بیگم اُسکے لیے چائے بناتے ہوئے اپنے نرم انداز میں پوچھ رہی تھیں

" نہیں کوئی خاص کام تو نہیں تھا بس ایسے ہی اور لنچ بھی فرینڈز کے ساتھ ہی کر لیا تھا " اُسنے خلافِ عادت تفصیلی جواب دیا جانتا تھا رعنایہ بیگم کو اُسکے کھانے کی فکر لگی رہی ہوگئ وہ کھانے کے معاملے میں خاصا چور تھا اکثر لنچ سکپ کر دیتا اور جب سے آفس جوائن کیا بزی ہونے کا بہانا بنا دیتا

" مام۔۔۔۔۔چچا جان آگئے ہیں" چائے کا کپ عظمت بیگم سے لیتے ہوئے وہ رعنایہ بیگم سے مخاطب تھا

"نہیں۔۔۔کیوں کوئی کام تھا" رعنایہ بیگم سے پہلے ہی رافعیہ پھوپھو بول پڑی انہیں شاید اپنا آپ اگنور ہونا پسند نہیں آیا تھا

" جی نہیں کوئی کام نہیں تھا " وہ کرسی کی پیشت سے ٹیک لگاتے ہوئے آرام دہ انداز میں بیٹھتے ہوئے بولا

" چچی جان آپ لوگ عمرے کے لیے کب جا رہے ہیں " ماہِ رمضان شروع ہونے والا تھا بڑی اماں اپنے منجھلے بیٹے اور بہو کے ساتھ عمرے کے سعادت کے لیے جا رہی تھی عید سے پہلے ہی اُنکی واپسی بھی ہونی تھی

"اگلے ہفتے کی فلائیٹ ملی ہے آپکے چچا بتا رہے تھے کافی رش ہے تو اسے پہلے کی فلائیٹ نہیں ملی" انھوں نے اُسے تفصیل بتائی

" یہ تو اچھی بات ورنہ پھر آپ لوگ گڑیا کا نکاح مس کر دیتے " وہ مسکراتے ہوئے بولا

" نہیں ہم نے ویسے بھی کلثوم کے نکاح کے بعد ہی جانا تھا" اگلے جمعے کو کلثوم کا نکاح تھا رخصتی عید کے بعد ہونی تھی نکاح بھی پہلے بڑی اماں کے کہنے پر ہو رہا تھا کیونکہ عظمت بیگم اور روحیل صاحب انکے ساتھ عمرے کی ادائیگی کے لیے جا رہے تھے تو وہ چاہتی تھیں کہ اُسے پہلے بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں

" میں تھوڑی دیر ریسٹ کروں گا مام چچا جان آ جائیں تو مجھے بتایئے گا" وہ کپ ٹیبل پر رکھ کر رعنایہ بیگم سے مخاطب ہوا ایک نظر آمنہ پر ڈالی جس کی خاموشی اُسے کسی طوفان سے پہلے کی خاموشی جیسی لگ رہی تھی کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں ہوتا کہ اریب اُسکے سامنے ہو اور وہ خاموش رہے چھ تو چل رہا تھا اُسکے دماغ میں مگر کیا یہ وہ سمجھنے سے قاصر تھا وہ اپنی سوچوں میں گم کمرے میں داخل ہوا بلاوجہ ہی ایک گہرا سانس لیا گویا خود کو

ریلکس کرنا چاہ ہو پھر بنا فریش ہوئے یا جوتے اتارے بیڈ پر نیم دراز ہو گیا آج ہی وہ اسلام آباد سے اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا تھا اور صبح سے اُسے ریسٹ کا ٹائم ہی نہیں ملا تھا ابھی اُسے لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازہ کھلنے ہی آواز پر اُسنے آیکھیں کھولی جانتا تھا رعنایہ بیگم یا کلثوم ہی ہوں گی کیونکہ ان دونوں کے علاوہ باقی سب اُسکے کمرے میں کم ہی آتے یا نوک کرکے آتے

" مام آپ کوئی کام تھا تو مجھے بُلوالیتی" رعنایہ بیگم کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا

" اریب آپ کی طبعیت ٹھیک ہے" وہ اُسے ایسے ہی بنا جوتے اتارے نیم دراز ہوئے دیکھ کر پریشان کن انداز میں بولی

" جی مام۔۔۔ٹھیک ہوں بس تھوڑا تھک گیا ہوں" اُسکا انداز کافی تھکا تھکا تھا

" ٹھیک ہے آپ ریسٹ کریں رات کو بات کریں گے" وہ اُسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولی

" آپ بیٹھیں یہاں۔۔۔۔"وہ انکا ہاتھ تھام کر انھیں بیڈ پر اپنے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا پھر اپنا سر انکی گود میں رکھا تو وہ دھیرے سے مسکرا دی

"اب کہیں کیا بات کرنی ہے آپ کو" وہ آنکھیں موند بولا

" آپ کو اشتعاق بھائی سے کیا کام تھا " شاید ماں کے ہاتھ کا لمس تھا وہ کچھ ہی دیر میں خاصا فریش لگ رہا تھا

" کچھ خاص کام نہیں مام"

"آپ آج حیدر سے ملنے سے پہلے کہاں گئے تھے" انھوں نے دن میں حیدر کو کال کی تھی کسی کام کے سلسلے۔۔۔حیدر نے انھیں بتایا تھا کہ اریب نے کچھ دیر بعد آنے کا کہاں ہے جبکہ وہ حویلی سے کافی دیر پہلے نکل چُکا تھا

" کیا میں یہ سمجھوں کہ میری مام اب میری جاسوسی کرنے لگی ہیں " انکی بات پر حیران بھی ہوا کیونکہ آج سے پہلے اُسے کبھی کسی نے نہیں پوچھا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے یا کہاں سے آ رہا ہے لیکن پھر مسکراتے ہوئے بولا انداز کافی شوخ تھا

" بالکل بھی نہیں بلکہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کی مام کو آپکی فکر رہتی ہے" وہ بھی اُسکے انداز میں بولی تو انکے انداز پر اسکے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ بکھری

"ڈونٹ وری مام آپکا بیٹا کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے آپ کو یا ڈیڈ کو شرمندگی ہو" وہ انکا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ محبت بھرے انداز میں بولا اُسکا انداز اور الفاظ دونوں سے ظاہر تھا کہ اُسکے لیے انکی عزت ہر چیز سے بڑھ کر ہے

" جانتی ہوں۔۔۔لیکن ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں دوسروں کی خوشیاں ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کی اپنی خوشیاں نہ چھن جائیں" اسکے چہرے پر نگاہیں جمائے بولی تو اُسنے حیرت سے انھیں دیکھا

" میں۔۔۔میں نے آپکو بتایا تھا نا۔۔۔مسکان کے بارے میں" اُسے نے کچھ سوچتے ہوئے کہاں۔وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا بات کہاں سے شروع کروں

"کیا بات جو ہمارے بیٹے کو ڈسٹرب کر رہی ہے" وہ ماں تھیں فوراً ہی اسکے انداز سے سمجھ گئی کچھ تو تھا جو اُسے ڈسٹرب کر رہا تھا

" میں مسکان سے ملنے گیا تھا" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا انکا ہاتھ اب بھی اُسکے ہاتھ میں تھا

"خیریت۔۔۔بھابھی ٹھیک ہیں نا" انھیں شاید سفیہ بیگم کی فکر لگی

" جی وہ ٹھیک ہیں۔۔۔اکچوئیلی مسکان چچا جان سے ملنا چاہتی ہے" وہ سنجیدگی سے بولا

" یہ تو اچھا سائن ہے نا کہ وہ بھائی جان سے ملنا چاہتی ہے" وہ خوش تھی کہ آج وہ ملنے کے لیے کہہ رہی ہے جلد ہی وہ انھیں اپنا بھی لے گی

" اپنے لیے نہیں چچی جان کے لیے" اُسنے بات مکمل کی

" کیا مطلب۔۔"وہ نا سمجھی سے بولی

" وہ چاہتی ہے کہ چچا جان چچی کو یہاں لے آئیں اپنی وائف کی حثیت دیں انھیں" اب وہ انھیں تفصیل بتا رہا تھا جسے سن کر رعنایہ بیگم کے ماتھے پر فکر کی لکیر نمایاں ہوئی یہ ان کے لیے بھی خوشی کی بات تھی مگر جب بڑی اماں کو اس بارے میں علم ہو گا تو وہ کیا کریں گئ ابھوں اس بات کی فکر ہوئی

"میرا خیال ہے بھائی جان کو اسے کوئی اختلاف نہیں ہو گا کیونکہ وہ اپنی ماضی کی غلطیوں پر پچھتا رہے ہیں لیکن بڑی اماں نہیں مانیں گی۔۔۔وہ انھیں کیسے راضی کریں گے" انھوں نے اپنی رائے دی ساتھ سی اپنا خدشہ بھی ظاہر کر دیا

"اس بارے میں میری ابھی چچا جان سے کوئی بات نہیں ہوئی نہ ہی انھوں نے کچھ بتایا ہے لیکن اس کے علاوہ مسکان بھی نہیں آنا چاہ رہی " اُسنے وہ بات بتائی جو اُسے پریشان کر رہی تھی گو کہ اُسنے اریب کے سامنے آنے کی حامی بھری تھی مگر پھر بھی اُسے ڈر تھا کہ وہ اینڈ ٹائم پر انکار نہ کر دے بڑی اماں کے حوالے سے وہ بھی پریشان تھا ناجانے حالات کیا رخ کرنے والے تھے

" لیکن۔۔اس طرح تو پھر سفیہ بھی نہیں مانے گی ایسے جوان بیٹی کو چھوڑ کر۔۔۔۔"وہ پریشان کن انداز میں بولی

" آپ بات کریں اُسے " انھوں نے مشورہ دیا اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اُسکے لیے فکر اور محبت دیکھ چُکی تھیں

" ہوں۔۔۔۔"

" اریب بیٹا کیا یہ سب ٹھیک ہے۔۔۔میرا مطلب کہیں ایسا نا ہو حالات اور بگڑ جائیں" وہ کافی فکر مند تھیں

" مام وہ کافی ضدی ہے اگر وہ چچی جان کو یہاں چچا جان کے ساتھ بھیجنے کا سوچ چکی ہے تو اب جب تک اس پر عمل نہیں کر لے گئ سکون سے نہیں بیٹھے گی" انکی بات سمجھتے ہوئے وہ بھی فکر مند انداز میں بولا اُسکے انداز سے مسکان کے لیے فکر ظاہر تھی

"میرا بیٹاکافی جاننے لگا ہے " وہ ماحول کو نارمل کرنے کے لیے مسکرا کر بولی

" آفٹر آل کزن ہے جانا تو ضروری تھا" وہ بھی ڈھیٹائی سے بولا تو وہ مسکرا دی

"صرف کزن یا اُسے زیادہ" وہ بات کا رخ موڑ چکی تھیں

" مام آپ پیٹری سے اتر رہی ہیں" وہ مسکراتے ہوئے بولا

" آپ کافی تیزی سے پیٹری پر دوڑ رہے ہیں شاید اس لیے" وہ بھی اُسکی مام تھیں اُسے بخشنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھیں

" ایسا نہیں ہے میں بس چچا جان کی ہیلپ کر رہا ہوں انکا گھر بسانے کے لیے" ابھی وہ اپنی پسندیدگی کے بارے ابھیں نہیں بتانا چاہتا تھا لیکن جانتا تھا وہ ماں ہیں انھیں آنکھیں پڑھنی آتی ہیں

" انکا گھر یا اپنا گھر" مصنوعی سنیجدگی سے پوچھا گیا

" مام۔۔۔"وہ چڑ گیا تھا

" کیا مام بتاؤ ورنہ آمنہ سے شادی کے لیے تیار ہو جاؤ" انھوں نے دھمکی دی جو کارآمد ثابت ہوئی

"اوکے۔۔۔فائن " اُسنے ہار مانی

" اچھی لڑکی ہے معصوم سی " ان کا لہجہ محبت بھرا تھا

" اور ضدی بھی" اُسنے اضافہ کیا

" نہیں شاید وہ اب سفیہ کو سیکیور دیکھنا چاہتی ہے" وہ اُسکا اشارہ سمجھتے ہوئے بولی

" ہوں میبے بی" اُسنے اثبات میں سر ہلایا

"آپ اور بھائی جان دونوں سمجھ دار ہیں لیکن کہیں جلدبازی میں کچھ غلط نہ ہو جائے" وہ کافی حیران تھیں کیونکہ اشتعاق صاحب بڑی اماں کی مرضی کے خلاف جا رہے تھے انکی مرضی کے بغیر انکی مخالفت کو پسِ پشت ڈال کر وہ بائیس سال کے فاصلے مٹانے جا رہے تھے

"ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا بہت جلد انشاءاللہ " وہ انکی پریشانی سمجھتا تھا بڑی اماں کی طرف سے وہ بھی فکر مند تھا اور اب وہ جو قدم اُٹھانے والا تھا اُسکے لیے اُسے ناجانے کس کس کا سامنا کرنا تھا لیکن اس سب کے باوجود اُسکا منانا یہ تھا کہ کسی کو تو قدم بڑھنا ہو گا اور وہ اشتعاق صاحب کے ساتھ مل کر وہ قدم اُٹھانے والا تھا اُسے مچمن دیکھ کر وہ بھی کافی مطمن ہو گئیں انھیں اپنے بیٹے پر بھروسہ تھا وہ سب ٹھیک کر دے گا اسکے بعد کوئی بھی اور بات کیے بنا چلی گئی وہ بھی کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹ گیا باہر آہستہ آہستہ اندھیرا چھانے لگا تھا حویلی کی بڑی عمارت میں لائٹس آن کر دی گئی تھیں سورج کا آج کا سفر ختم ہو چکا تھا وہ بھی مغرب میں جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھ بجے جب وہ کمرے سے نکلی تو مما ڈرائنگ روم میں بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں وہ بھی انکے پاس چلی آئی پھر اپنی اور اریب کی مُلاقات کے بارے میں انھیں بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ وہ انھیں یعنی اریب اور اشتعاق صاحب کو ڈنر کے لیے انوائیٹ کر چکی ہے جس کے لیے اریب نے ایک دن بعد آنے کی حامی بھری تھی سفیہ بیگم بھی خوش تھی کہ انکی بیٹی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے بابا کو بھی تسلیم کر چکی ہے کچھ دیروہی بیٹھ کر باتیں کرنے کے بعد ملازمہ کو ڈنر کا کہہ کر وہ لان میں آگئیں تھیں مسکان کو اپنے گھر کا لان بہت پسند تھا اکثر وہ خود مالی بابا کے ساتھ پودوں کی دیکھ بھال کرتی (جب سے سفیہ بیگم کی طبعیت زیادہ خراب رہنے لگی تھی مسکان نے انھیں کچن کے کام کرنے سے بھی منع کر دیا تھا)

" بیٹا میں آپ کے بہت خوش ہوں اور مطمن بھی ہوں " وہ لان میں رکھی کرسیاں پر بیٹھ چکی تھیں

"میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی کھل کر جیئے زندگی کو انجوائے کرے۔۔۔۔خوشیوں کو ولیکم کرے" وہ اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی وہ بہت خوش تھیں مسکان کے فصیلے سے

" مما خوشیاں کو جینا تو آپکی بیٹی نے کب کی چھوڑ دیا ہے اب تو بس زندگی گزار رہی ہوں سانسیں پوری کر رہی ہوں" وہ ناجانے کن خیالوں میں گم بھول رہی تھی لفظوں میں درد کی شدت سفیہ بیگم نے باخوبی محسوس کی تھی

" بیٹا ایسے نہیں کہتے۔۔۔زندگی تو اللہ کی دی سب سے بڑی نعمت ہے " وہ اُسکی تکلیف اُسکے کرب سے اچھی طرح واقف تھیں وہ جانتی تھیں وہ اتنا جلدی سب کچھ نہیں بھول سکتی یا شاید کبھی نہیں بھول سکتی مگر وہ اُسکی خوشیوں کے لیے ہمہ وقت دعا گو تھیں

"مما آپ جانتی ہیں کئی لوگ ہیں اس دنیا میں جو۔۔۔جو بس زندگی گزار رہیں ہیں جی نہیں رہیں بس اپنا وقت پورا ہونے کے انتظار میں ہیں " اُسنے شاید ان کی بات سنی ہی نہیں تھی وہ ایک گلاب کے پودے کے پاس کھڑی تھی لائٹ کی روشنی اُسکے چہرے کو روشن کر رہی تھی

"جو زندگی جیتے ہیں نا انکی زندگی میں خوشیاں ہوتی ہیں میں یہ نہیں کہتی کہ دکھ نہیں ہوتے وہ بھی ہوتے ہیں مگر ایک مدت کے لیے پھر وہ دکھ بھی خوشیوں میں بدل جاتے ہیں محبتیں چاہتیں انکا مقدر ہوتی ہیں " وہ بولتے ہوئے ایک لمحے کے لیے رُکی اُسکی آواز بھیگی ہوئی تھی مما بس خاموشی سے اُسے سن رہی تھی وہ یہ تو جانتی تھیں کہ اُنکی بیٹی اندر سے ٹوٹ چکی ہے مگر یہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ اتنی مایوس ہو چکی ہے انھیں گہرے ملال نے آن گھیرا تھا

"اور جو میری طرح ہوتے ہیں زندگی کے دن صرف کاٹ رہے ہوتے ہیں انکے لیے زندگی صحرا کے ان ذرات کی مانند ہوتی ہے جو دور سے تو پانی کا گمان دیتے ہیں مگر قریب جانے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو فقط ریت کے ذرات ہیں میری زندگی بھی صحرا کی طرح ہے بنجر۔۔۔محبت اپنائیت سے خالی اپنوں کے ہوتے ہوئے اپنوں سے دور" آنسو اُسکے گلابی رخسار پر بہہ رہے تھے مما چاہتی تھی کہ وہ اپنا غبار نکل دے وہ جانے کب سے وہ اپنے

اندر لیے بیٹھی ہے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ آنسو رگڑ کر مما کر طرف مڑی آنسو اُنکی آنکھوں سے بھی بہہ رہے تھے وہ اُسکی تکلیف سے واقف تھیں انھوں نے دیکھا تھا کیسے وہ ہر دن ، ہر رات، ہر گھڑی، ایک ایک لمحے اُسنے اپنے بابا کا انتظار کیا تھا اُسنے انھیں کبھی نہیں کہا مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے بابا کا انتظار کرتی ہے انکی گود میں سر رکھ کر سونا چاہتی ہے مگر اُسکا انتظار۔۔انتظار ہی رہا اور اب جب اُسنے اُنکا انتظار کرنا چھوڑ دیا تھا تو وہ لوٹ آئے

"ایم سوری مما۔۔۔میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی" وہ اُن کے گال پر آنسو دیکھ کر فوراً اُنکی طرف بڑھی اور اُنکے سامنے ہی زمین پر بیٹھ کر انکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی نا دانستہ ہی سہی مگر وہ انھیں تکلیف کا باعث بن چکی تھی جو اُسے قطعی گورا نہیں تھا

" نہیں بچے میں ہرٹ نہیں ہوں بلکہ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی بیٹی کو وہ خوشیاں، وہ محبتیں ، چاہتیں اور وہ اپنائیت نہیں دے سکی جو اُسکا حق تھیں"وہ اُسکے رخسار پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی

"نہیں مما ایسا مت کہیں آپ نے مجھے جتنی محبت دی جو خوشیاں میں نے آپ کے سنگ جی ہیں جیسے آپ نے میری ہر ضرورت پوری کی ایسا کوئی نہیں کر سکتا شاید بابا ہوتے تو وہ بھی نہ کر پاتے" وہ روانی میں بول رہی تھی اور سفیہ بیگم تو اُسکے منہ سے بابا سن کر ہی مسکرا دی تھی انھیں مسکراتا دیکھ وہ بھی پرسکون ہوگئی

"چلیں ڈنر ریڈی ہو چکا ہو گا" وہ اُنکا دھیان بٹانے کے لیے بولی تو وہ دونوں آگے پیچھے اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈنر کے بعد وہ اشتعاق صاحب کے ساتھ لان میں آگیا تھا وہ دونوں ہی لان میں ٹہل رہے تھے ٹھنڈی ہوا کے ساتھ دلفریب پھولوں کی خوشبو نے سارے لان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا

" تو پھر آپ نے کیا فصیلہ کیا ہے " کچھ دیر چہل قدمی کے چعد وہ وہی رکھی کرسیوں میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

"کس بارے میں " وہ بھی اُسکے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ چکے تھے

" جو میں نے آپ کو بتایا مسکان کے فصیلے کے بارے میں" انکے آفس سے آنے کے بعد وہ انھیں تفصیل سے ساری بات بتا چُکا تھا

" میں نے فصیلہ کر لیا ہے" انکا انداز اٹل تھا انتہائی سنجیدہ انداز

"کیسا فصیلہ؟" اُسنے حیران کن سے انداز میں پوچھا

" میں۔۔۔بہت جلد انھیں حویلی لے آؤں گا" وہ پختہ لہجے میں بولے

"کیا بڑی اماں مان جائیں گی" اُسنے ذہن میں آیا سوال پوچھا

" انھیں ابھی نہیں بتانا جب سفیہ اور مسکان آجائیں گی انھیں بھی خبر ہو جائے گی" وہ سخت لہجے میں بول رہے تھے انکے انداز سے انکے ارادوں کی پختگی ظاہر تھی

"اور اگر تب انھوں نے کوئی اعتراض کیا تو" وہ ہر پہلو سے سوچنا چاہتا تھا

" اُسکا جواب بھی سوچ لیا ہے لیکن وہ میں ابھی آپ کو نہیں بتاؤں گا "انکا انداز اب بھی سنجیدہ مگر نرم تھا

"چلو اب سو جاؤ کل ملتے ہیں" اُصے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ مخاطب ہوئے ساتھ ہی کھڑے بھی ہو گئے تھے انھیں اُٹھتا دیکھ وہ بھی کھڑا ہو گیا

" جی۔۔۔گڈ نائٹ" وہ دھیرے سے مسکرایا

" گڈ نائٹ" اُسکا کندھا تھپتھپا کر وہ اندر کی جانب بڑھے تو وہ بھی اُنکے پیچھے ہو لیا آسمان پر چاند اور بادلوں کی آنکھ مچولی جاری تھی کہیں کہیں ستارے بھی نظر آرہے تھے روئی کی طرح بکھرے بادل خوب بھلے لگ رہے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم بڑی اماں " اریب بڑے کمرے میں داخل ہوتے یوئے بولا بڑی اماں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی تھیں

"وعلیکم اسلام بیٹھیں" اُسکے سلام کا جواب دے کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

"آپ نے بلوایا تھا" انھیں خاموش دیکھ کر اُسے ہی بولنا پڑا

" ہاں ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی تھی" وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی جو نگاہیں جھکائے فرش پر بچھے کارپٹ کو مسلسل دیکھ رہا تھا

" کیسی بات " انکی بات پر اُسنے انھیں دیکھا جیسے جانتا ہو کہ وہ کیا کہنے والی ہیں

" آپ آمنہ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے" وہ بنا تمہید کے بولی

" کیونکہ وہ مجھے پسند نہیں " اُسنے بھی صاف گوئی کا مظاہرہ کیا

" شادی کے بعد پسند کرنے لگیں گے" وہ قائل کرنے کے انداز میں بولی

" لیکن میں پھر بھی نہیں کرنا چاہتا" اُسنے گویا حتمی فصیلہ سنایا تھا

"آج تک ہم ہی سارے فصیلے کرتے آئے ہیں کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں " وہ بولتے ہوئے کھڑی ہو گئیں انکا انداز سخت تھا

"بڑی اماں یہ میری شادی ہے کوئی حویلی یا کسی ادارے کا فصیلہ نہیں جو آپ نے ایک بار کہہ دیا تو وہ بدل نہیں سکتا" اُماں جان کا لہجہ اور انداز دونوں پر ہی اُسے غصہ آیا مگر پھر بھی کافی ضبط کے باوجود وہ اپنے لفظوں پر قابو نہیں رکھ سکا

"اریب۔۔۔۔یہ مت بھولیں کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں " اریب کے لہجے پر وہ کافی غصے سے بولی

" میں جانتا ہوں لیکن۔۔۔"

" لیکن ولیکن ہم کچھ نہیں جانتے عمرے کے بعد کلثوم اور حیدر کی شادی کے ساتھ آپ کی اور آمنہ کی بھی شادی ہے اب ہم اور بحث نہیں چاہتے" اُسکی بات کاٹتے ہوئے انھوں نے بھی اپنا فصیلہ سنایا پھر اُسکا جواب سنے بنا ہی کمرے سے چلی گئی اریب نے غصے سے مٹھیاں بند کیں دماغ کی رگیں اُبھر آئی تھیں وہ اضطرابی انداز میں وہی چکر لگانے لگا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج اپنا سفر مکمل کر چکا تھا مغرب سے کچھ دیر پہلے کا وقت تھا حویلی کا بڑا سایہ لان میں پھیلا ہوا تھا ایک لمبا اور تھکا دینے والا دن گزار کر پرندے بھی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے حویلی کے سبھی بڑے بڑی اماں کے کمرے میں موجود تھے وہ کوئی بات کرنا چاہتی تھیں اسی لیے انھوں نے سب کو بُلایا تھا

" ہم نے فصیلہ کیا ہے کہ عمرے سے واپسی پر ہم آمنہ اور اریب کی بھی شادی کر دیں گے" ان کی بات پر سوائے رافعیہ بیگم کے سب حیران تھے کیونکہ اس رشتے کے لیے اریب ایک نہیں دو بار باقاعدہ انکار کر چکا تھا لیکن پھر بھی بڑی اماں اُسکی شادی کراونے پر بضد تھیں وہ انکار کر دیتی اگر یہ انکی لاڈلی بیٹی کی خواہش نہ ہوتی چونکہ وہ رافعیہ بیگم کی ہر بات پر آنکھ بند کر کے یقین کرتی تھیں اسی لیے انکے ہی کہنے پر وہ یہ شادی کروا رہی تھی جبکہ وہ جانتی تھیں کہ اریب بھی ضدی ہے اور شاید ضد میں ان سے بھی آگے تھا اسی لے سب سے بات کرنے سے پہلے انھوں نے اریب سے بات کی تھی

"لیکن اریب نے تو منع کر دیا ہے نا "رضا صاحب نے اعتراض کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ بڑی اماں کے فصیلوں سے انحراف کرتے لیکن اُنکے لیے بیٹے کی خوشیاں بھی اہم تھیں

" ابھی ہم فصیلے کرنے کیے زندہ ہیں اور ہم اپنا فصیلہ آپ سب کو بتا چکے ہیں" پہلے اریب کی گفتگو اور اب رضا صاحب کو اعتراف ابھیں طیش دلا گیا

"میرے بھی خیال سے یہ فصیلہ کرنے کو حق اریب کو ہے" اشتعاق صاحب جو کافی دیر سے خاموش تھے آخر بول پڑے

"آپ خاموش ہی رہیں۔۔۔آپ نے بھی تو اپنی مرضی کی تھی تنیجہ دیکھ لیا تھا سب نے" سفیہ بیگم کو اشتعاق صاحب کی مدخلت اچھی نہیں لگی تھی

" سچ کیا ہے وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اور شاید آپ بھی واقف ہیں"وہ طنزایہ لہجے میں بولے اشتعاق صاحب سچائی جانے کے بعد پہلی بار یوں رافعیہ بیگم سے مخاطب ہوئے تھے وہ بھی ایک پل کے لیے شوکڈ ہو گئیں ان کی بات پر سبھی حیران تھے مگر بڑی اماں نہی انکے الفاظ پر غور کیا اور نہی انکا انداز نوٹ نہیں کیا تھا

" ہم آپ سب کو بتا چکے ہیں اب آپ لوگ جا سکتے ہیں" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بڑی اماں کی آواز دوبارہ کمرے میں گونجی دونوں بہوئیں خاموش تھیں کیونکہ دونوں کی ان کی ضد سے واقف تھیں مگر رعنایہ بیگم کو اپنے اکلوتے بیٹے فکر تھی کیونکہ بڑی اماں اپنی ضد پر قائم تھیں اور اریب اپنی ضد پر۔اب وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ جانے اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اماں وہ مان تو جائے گا نا " ابھی ہی رافعیہ بیگم نے اُسے بڑی اماں کے فصیلے کے بارے میں بتایا تھا اور اب وہ اضطرابی انداز میں کمرے میں چکر لگا رہی تھی

"ارے مانے گا کیوں نہیں آج بڑی اماں نے اپنا اٹل فصیلہ سنایا ہے اب انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں" وہ مسرور کن انداز میں بولی

" لیکن وہ تو کسی کی بھی نہیں سنتا نا " وہ اب بھی پریشان تھی اریب کی نیچر سے تو سبھی واقف تھے

" اچھا۔۔۔۔بیٹھ تو جاؤ میرا سر گھوم گیا ہے"رافعیہ بیگم اُسکا بازو پکڑ کر اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے بولی

"اماں آپ کو ٹینشن نہیں ہو رہی" اُسنے رونی سی صورت بنا کر رافعیہ بیگم ست پوچھا

"نہیں کیونکہ میں بڑی اماں کو جانتی ہوں انھوں نے جو کہہ دیا وہ پتھر پر لکیر ہو گیا" وہ کافی ریلکس انداز میں بولی

"ہوں۔۔۔۔تو پھر یہ لوگ عمرے پر کب جا رہے ہیں" اب کہ وہ پُرجوش سی بولی

"کلثوم کے نکاح کے بعد" اُسکی اکیسائیٹمینٹ دیکھ کر وہ بھی مسکرائی

"مطلب عید کے بعد میری بھی شادی ہو گی۔۔۔ہائے اماں کتنا اچھا لگتا ہے۔۔۔پھر میں راج کروں گی یہ۔۔۔یہ حویلی بھی میری ہو جائے گی" وہ خوشی سے کمرے کے وسعت میں کھڑے ہو کر گھول گھرمتے ہوئے بول رہی تھی

" ہاں۔۔۔پھر جو دل میں کرنا" وہ معنی خیز انداز میں بولی اور پھر دونوں کا قہقہہ کمرے میں گونجا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈور بیل کی آواز پر وہ کچن سے نکلی مگر اُسے پہلے ہی ملازمہ دروازہ کھول چکی تھی وہ جانتی تھی دروازے پر کو ن ہو گا مگر پھر بھی ایک پل کے لیے وہ حیران بنی وہی کھڑی رہی

" اسلام علیکم" اُسے ایک ہی جگہ کھڑا دیکھ کر اُسے ہی بولنا پڑا

"و۔۔۔وعلیکم سلام" اُسکے انداز اور نظروں کی تپیش سے وہ گڑبڑائی

" کیا آپ کے ہاں مہمانوں کو اندر بُلانے کا رواج نہیں" اریب اُسکی حالت انجوائے کرتے ہوئے لہجے کو سنجیدہ بنائے بولا

" نہیں۔۔۔آئی مین آئیں" وہ جلدی سے بولی ساتھ ہی ایک طرف ہو کر اُسنے اُسے گزرنے کا راستہ دیا اُسکے پیچھے آئے دوسرے انسان کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر وہی تھم چکی تھی سفید شلوار سوٹ پر براؤن کوٹ پہنے چہرے پر بلا کی سنجیدگی اُسکی نظریں انکے چہرے پر ہی ٹھہر گئی تھی تھم تو وہ گئے تھے یوں اپنی بیٹی اپنی پرچھائی کو اپنے سامنے پا کر مگر وہ جلد ہی سنبھل گئی اور نظریں جھکا لی انھوں نے شفقت بھرے انداز میں اُسکے سر پر

ہاتھ رکھا تو گویا اُسے کسی گھنے سائے کا گمان ہوا تھا آنسو اُسکے رخسار کر بھگو چکے تھے نم تو اُنکی بھی آنکھیں ہو گئی تھیں

" اسلام علیکم" اُسی لمحے سفیہ بیگم کچن سے آئی

" وعلیکم اسلام۔۔۔کیسی ہیں چچی جان ؟" اریب نے انکی طبعیت دریافت کی اشتعاق صاحب نے صرف سر ہلا کر ہی اُنکے سلام کا جواب دیا تھا

" اللہ کا شکر ہے اندر آئیں " مسکراتے ہوئے جواب دیا ساتھ ہی انھیں ڈرئنگ روم میں لے گئیں مسکان موقع پاتے ہی کچن میں آگئی پھر ملازمہ کے ساتھ مل کر ڈنر لگوادیا اُس دوران مما انکے ساتھ ڈرائنگ روم میں ہی موجود رہیں تھیں ڈنر کے دوران کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی اسی لیے مسکان اس بات سے انجان تھی کہ انھوں نے کب سفیہ بیگم کو ساتھ لے جانے کا کہا ہے

" مسکان بچے ہم دو دن بعد آئیں گے آپ لوگوں کو لینے ہمیں اُمید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا"

ڈنر کے بعد چائے کو دور چل رہا تھا جب اشتعاق صاحب نے اُسے مخاطب کیا یہ ان دونوں کی پہلی براہ راست گفتگو یا یوں کہا جوئے بات تھی

" چچا جان انھیں کیا مسئلہ ہو گا کیوں " اسے پہلے کہ وہ کچھ دن کا کہتی اریب اُسکے ارادے جان کر فوراً ہی بولا تو اُسنے غصے سے اُسے دیکھا مگر وہ مسکان کی طرف متوجہ نہیں تھا

"جی" وہ مختصراً بولی

"چلیں پھر اب ہم چلتے ہیں " وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولے تو باقم تینوں نفوس نے بھی اُنکی پیروی کی

" خدا حافظ" وہ مسکرائے ایک انجانا سا بوجھ انھیں اپنے کندھوں سے ہٹاتا ہوا محسوس ہوا

"خدا حافظ " سفیہ بیگم بھی اُنکے پیچھے ہی باہر آئی

" آئی ہیوپ اب تم کوئی پروبلم نہیں کرو گی " اُسکے تاثرات دیکھ کر اریب کو تو ایسا ہی لگا جیسے وہ کچھ بھی کر کے سفیہ بیگم کو ابھی حویلی نہیں بھیجنا چاہتی جبکہ پہلے اُسی نے اریب سے یہ سب کہا تھا

"کیا مطلب" وہ اُسکی صحیح قیاس آرائی پر حیران ضرور ہوئی تھی مگر فوراً ہی سنبھلی

" مطلب یہ کہ تم اب ایسا کیوں چاہ رہی ہو کہ چچی جان حویلی نہ جائیں" اُسنے پوچھا نہیں تھا کہ وہ ایسا چاہتی ہے یا نہیں اُسنے براہ راست کیوں کا جواب مانگا

" میں ایسا کیوں چاہوں گی " وہ پُراعتماد سے انداز میں بولی

" وہی تو میں جاننا چاہتا ہوں " اُسنے گویا اپنا سوال دُہرایا تھا

" ایسا کچھ نہیں لیکن اگر آپکے چچا کلثوم کے نکاح کے بعد آتے تو زیادہ مناسب تھا" اُسنے انکار اور اقرار ایک ہی جملے میں کر دیا

" تو یہ وجہ ہے" وہ اُسکی پریشانی سمجھتے ہوئے بولا کلثوم اُسکی سب سے اچھی دوست تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُسکے اتنے بڑے دن پر ایسا کچھ بھی ہو جس سے اُسکا دن خراب ہو جائے یا وہ اُسے معنی مسکان کو غلط سمجھے وہ شاید اپنی دوست کو کھونا نہیں چاہتی تھی

"فکر نہیں کرو کلثوم کا نکاح ڈسٹرب نہیں ہو گا نہی وہ تم سے ناراض ہو گی" اُسنے اُسے تسلی دی مسکان حیران تھی وہ کیسے اُسکے دل کی بات جان گیا تھا

"کیا مما کے علاوہ بھی کوئی ہے جو اُسے سمجھ سکتا ہے" وہ خود سے سوال کر رہی تھی

" اب چلتا ہوں کل ملیں گے"

"کل کیوں " اسنے حیرت سے پوچھا کیوں کہ سفیہ بیگم اور اشتعاق صاحب کا نکاح بھی پرسوں ہی ہونا تھا اور پرسوں ہی انھوں نے حویلی بھی جانا تھا

" وہ کل ہی بتاؤ گا ابھی بتا دیا تو تم آو گی نہیں لیکن یاد رکھنا بات ضروری ہے چچی جان کے بارے میں ہے" وہ چاہتا تھا کہ کل وہ کسی بھی طرح اُسے ملے اسی لیے سفیہ بیگم کا حوالہ دیا جانتا تھا اپنی مما کی لائف سے جوڑی ہر بات اُسکے لیے کتنی معنی رکھتی تھی اُسکے انداز سے ایسا بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کسی قسم کا مذاق کر رہا ہو اُسکی بات پر مسکان کا دل زور سے دھڑکا تھا

"بائے" دایاں ہاتھ ماتھے تک لے جا کر کہا ایک گہری مسکراہٹ تھی اُسکے لبوں پر۔۔۔۔۔مسکان ویسے ہی کھڑی اُسکی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی ناجانے کیا بتانے والا تھا یہی سوچ کر اُسکا دماغ پھٹنے لگا پھر مما کے باہر سے آنے سے پہلے ہی وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اب اُسکی پوری رات یہی ساچتے گزرنی تھی کہ نا جانے ایسی کیا بات تھی جو وہ کل کرنے والا تھا آنے والے کل سے بے خبر وہ مسلسل کمرے میں چکر لگا رہی تھی رات پر گزرتے پل کے ساتھ گہری ہورہی تھی چاند اور ستارے آج صاف موسم کی وجہ سے آسمان کو روشن کیے ہوئے تھے مگر اُسکی اُداسی برقرار تھی گویا کبھی نہ ختم ہونے والی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کلثوم۔۔۔تیار ہو جائیں " عظمت بیگم کلثوم کے روم میں داخل ہوتے ہوئے بولی وہ جو بیڈ پر نیم دراز کسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی ان کی آواز پر سیدھی ہو بیٹھی

" کیوں" اُسنے ٹانگے سمیٹتے ہوئے انھیں بیٹنے کی جگہ دنتے ہوئے پوچھا

" کیونکہ حیدر آرہا ہے آپ ان کے ساتھ شوپنگ پر جا رہیں ہیں " وہ مسکراتے ہوئے بولی تو حیدر کا نام سن کر اُسکے چہرے پر کئی رنگ بکھرے

" لیکن مما میری شوپنگ تو ہو گئی ہے" وہ حیدر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ حیدر کی شوخ نگاہیں اُسے ہمیشہ نروس کر دیتی

" آپ بھول رہی ابھی تک آپ نے نکاح کا جوڑا نہیں لیا اور پرسوں آپ کا نکاح ہے" انھوں نے اُسے یاد لایا

" مما وہ میں بھیا کے ساتھ کر لے آؤں گئی انکے ساتھ جانا ضروری ہے کیا" اُسنے ایک اور کوشش کی اور رونی سی صورت بنائی تو عظمت بیگم کو اُس پر بے شمار پیار آیا

" بچے انھوں نے خود کال کر کے اجازت مانگی ہے اور میں انکار نہیں کر پائی اب اگر آپ منع کر دیں گی تو شاید انھیں بُرا لگے " اُسکی صورت دیکھ کر وہ پیار سے اُسے سمجھتے ہوئے بولی

" اوکے۔۔۔لیکن میں ایسے ہی ٹھیک ہوں اور تیار نہیں ہوں گئ"پہلے وہ منہ بسورتے ہوئے بولی پھر جلدی سے اپنے آپ کو دیکھا تو اُسے بہتر ہی لگا تیار ہونے سے ویسے ہی اُسکی جان جاتی تھی اسی لیے جلدی سے بولی

" لیکن۔۔۔"عظمت بیگم نے کچھ کہنا چاہ

" مما پلیز" وہ انھیں مناتے ہوئے بولی تو انھوں نے بھی سر ہلایا

" تھینک یو" وہ مسکراتے ہوئے انکے گلے لگی عظمت بیگم نے بھی اسکی پیشزنی پر بوسہ دیا بے اختیار ہی انکی آنکھیں نم ہو گئی اُنکی لاڈلی بیٹی جلد ہی اُنکے آنگن پو چھوڑ کر کسی اور آنگن کو بسانے جا رہی تھی دل ہی دل میں وہ اسکی خوشیوں اور اچھے نصیب کے لیے دعا گو تھیں۔ابھی وہ اُسکے روم میں ہی تھیں جب باہر سے ہارن کی آواز آئی جسکا مطلب تھا کہ حیدر آچکا ہے وہ دونوں ساتھ ہی روم سے نکلی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اُسکا انتظار کر رہا تھا جب وہ باہر آتی ہوئی دیکھائی دی اورنج شاٹ شرٹ اور سفید پلوزو سفید ڈوپٹہ ایک کندھے پر پھیلائے وہ نارمل سے حولیے میں ہی بلکل گڑیا لگ رہی تھی اُسے دیکھ کرحیدر کا دل زور سے دھڑکا تھا

" ا۔۔۔سلا۔۔۔م۔۔۔۔۔علیکم" حیدر کو یوں یک ٹک خود کو دیکھتا پو کر وہ مزید نروس ہوئی مگر پھر بھی ہمت کر کے بولی لیکن آواز کی لڑکھڑاہٹ پر وہ پھر بھی قابو نہ پا سکی

" وعلیکم اسلام" اُسکی آواز پر اُسنے بھی کلثوم کے چہرے سے نظریں ہٹائی

"چلیں " اُسے پھر بھی کھڑا دیکھ کر کلثوم کو ہی دوبارہ بولنا پڑا

" جی چلیں " کہنے کے ساتھ ہی اُسنے فرینٹ ڈور کھول کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ جلدی سے بیٹھ گئی اُسکی پھرتی دیکھ کر حیدر مسکرا دیا پھر خود بھی ڈراونگ سیٹ سنبھلی۔

" ویسے یہ اور نخرے کا تو موسم نہیں تو آپ پھر کیوں مالٹا بنی گھوم رہی ہیں اس موسم میں " جب انکے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تو حیدر بامشکل مسکراہٹ دُبائے بولا اشارہ اُسکی ڈریس کی طرف تھا جس میں بلاشبہ وہ خوبصورت لگ رہی تھی

" جی" اُسنے نا سمجھی سے پوچھا پھر سمجھ آنے پر نگاہیں جُھکا گئی دل میں خود کو کوسا بھی۔

" مما نے کہا بھی تھا کاش میں چینج کر لیتی" وہ دل میں دل میں خوُد سے مخاطب تھی

" کیا ہوا کس سوچ میں پڑ گئی ہیں " اُسے کسی سوچ میں گم دیکھ کر وہ بولا

" کیا میں اچھی نہیں لگ رہی " وہ بے اختیار ہی پوچھ بیٹھی مگر احساس ہونے پر فوراً نظریں جھکا لی اُسکے سوال پر حیدر نے مسکراتے اُسے دیکھا مگر اُسکی نظریں اپنی گود میں رکھے ہاتھوں پر تھی

" میں نے ایسا کب کہا" وہ مسکراتے ہوئے بولا

" آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں اس ڈریس میں " وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا لیکن جب وہ کچھ نہ بولی تو وہ دوبارہ بولا اُسکی بات پر کلثوم کے رخسار لال ٹماٹر ہو گے

" اچھا۔۔۔چلو بتاؤ ڈریس کس کلر کا لینا ہے" اُسنے ہیواز خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا انداز خاصا دوستانہ تھا

" وہ۔۔۔۔"

وہ کون سا کلر ہوتا ہے" اُسے وہ پر ہی اٹکا دیکھ بولا

" وائٹ"کلثوم جلدی سے بولی

"کیوں " اگلا سوال تیار تھا وہ جو یہ سمجھ رہی تھی جواب مل جانے پر اب وہ کچھ نہیں بولے گا اگلے سوال پر حیران ہوئی

"۔۔۔کیو۔۔۔۔۔نکہ مجھے ا۔۔۔چھا لگتا ہے " کہہ کر اُسنے گہرا سانس لیا جیسے ناجانے کون سا قلع فتح کیا ہوا اُسکی اس حرکت پر حیدر نے بامشکل اپنا قہقہ روکا

" لیکن میں تو چاہتا ہو کہ تم ریڈ کلر لو" اُسکا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ بس کلثوم سے باتیں کرنا چاہتا اسی لیے بولا

" وہ میں بارات پر لے لوں گی" وہ جلدی سے بولی گویا اگر نا بولی تو حیدر اُسے زبردستی ریڈ کلر دلا دے گا اُسکی جلد بازی پر گاڑی میں حیدر کا قہقہ گونجا تو وہ بھی اپنی جلد بازی پر چھنپ گئ

" اچھا۔۔۔۔یعنی میڈم نے ابھی سے سچ لیا ہے کہ وہ بارات پر کیا پہنیں گی " وہ محظوظ کن لہجے میں بولا کلثوم کی نروسنس اُسے شوخ ہونے پر مجبور کر رہی تھی

"نا۔۔۔نہیں۔۔۔۔و۔۔وہ۔۔۔تو۔۔آپ۔۔۔نے۔۔۔۔۔۔کہا۔۔۔۔"وہ اٹکتے ہوئے ہوئے پھر اپنا جملہ ادھواہ ہی چھوڑ دیا

" ہاں کیونکہ میں سوچا یہ نہ ہو نکاح پر ہی میری نیت بدل جائے تو میں ساتھ ہی رخصتی بھی کروا لوں گا"وہ اُسے تنگ کرنے کے لیے بولا جب کی اُسکی بات پر کلثوم کا دل چاہ کہ وہ غائب ہو جائے اُسے سرخ ٹماٹر ہوتا دیکھ وہ بھی خاموش ہو گیا باقی کا راستہ دونوں نے خاموشی سے طے کیا نکاح کا جوڑا کلثوم نے اپنی پسند سے لیا تھا اُسکے علاوہ بھی حیدر نے اُسے کئ چیزیں دلائی جبکہ اُسکا ادارادہ صرف ڈرریس لینے تھا شوپنگ کے بعد حیدر کا ارادہ لنچ کرنے کا بھی تھا لیکن کلثوم نے منع کر دیا تو وہ اُسے گھر ڈراپ کر گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ مما کے ساتھ لاونج میں بیٹھی کوئی ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھی جب فون کی آواز سے وہ اُس جانب متوجہ ہوئی

"ٹو۔ٹون۔۔۔ٹو۔۔۔ٹون" کوئی میسج ریسو ہوا تھا اُسنے فون اُٹھ کر جیسے ہی دیکھا تو گویا کرینٹ کھا کر صوفے سے اُچھلی

"کیا ہوا" اُسکے ایسے ریکشن پر مما سفیہ بیگم بھی اُسکی جانب متوجہ ہوئیں

"ک۔۔۔۔کچھ نہیں مما۔۔۔۔۔وہ ایک فرینڈ سے ملنا تھا اور میں بھول گئی اُسی کا میسج ہے" اریب کی بات وہ مکمل طور پر بھول چکی تھی پہلے تو اُسے لگا تھا کہ وہ صبح صبح ہی کال کر کے اسے بلوا لے گا مگر جب اُسکی کوئی کال یا میسج نہ آیا تو وہ سمجھی کہ وہ بھی بھول چکا ہو گا اور اب اچانک سے سکرین پر اُسکا نمبر دیکھ کر وہ ایسے بھوکھلائی جیسے وہ خود سامنے موجود ہو مما کو مطمن کر کے اُسنے پھر سے فون کو دیکھا اور میسج اُوپن کیا

"کیا تم خود آ رہی ہو یا میں لینے آؤں"اُسکے لفظوں میں ہی دھمکی تھی میسج پڑھ کر اُسے لگا وہ خود اُسکے سامنے موجود ہو

"میں نہیں آرہی اکچوئیلی مما کی طعبیت ٹھیک نہیں" اُسنے فوراً سے ٹائپ کیا اور سینڈ کرنے سے پہلے ایک نظر مما کو دیکھا جو بلکل ٹھیک اُسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی

اُسکا میسج پڑھ کر اریب کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آئی گویا وہ ایسے ہی جواب کی توقع کر رہا تھا

"تم میری توقعات پر ہمیشہ پوری اترتی ہو" مسکان کو اُسکا جواب پڑھ کر سمجھنے میں کچھ دیر لگی پہلے تو وہ سمجھی شاید اُسنے غلطی سے اُسے بھیج دیا کیوں اسکے بھیجے گئے میسج کا جواب اُسنے یہ نہیں سوچا تھا ایک دو بار پڑھنے پر اُسے سمجھ آیا کہ وہ اُسکا جھوٹ پکڑ چکا ہے

"اب تم آرہی ہو یا۔۔۔۔۔۔"ایک بار پھر میسج ٹون بجی اسنے جان بوجھ کر میسج ادھورہ چھوڑا تھا

"نہیں " ناجانے کیوں مگر آج وہ اریب سے ملنا نہیں چاہتی تھی کل رات اُسنے اُسکی آنکھوں میں کچھ الگ دیکھا تھا جیسے وہ کچھ کرنے والا ہو مگر کیا وہ سمجھنے سے قاصر تھی

"یعنی تم چاہتی ہو کہ میں خود تمہیں لینے آوں" وہ اُسکے جواب سے محظوظ ہوا تھا وہ صبح سے آفس کے کاموں میں بزی تھا لیکن اب اُسکا کوئی کام نہیں تھا سُو وہ فرصت سے اپنے کیبن میں بیٹھا اُسکے میسجز کا جواب دے رہا تھا

"آپ مجھے ایسے ہی بتا دیں کیا بات بتانی ہے" اُسنے کوشش کی کہ شاید وہ اُسے بتا دے

"میں نے کب کہا کہ بات بتانی ہے" وہ فوراً ہی مکرا

"تو" فوراً ہی جواب آیا

"کچھ دیکھنا ہے اب آمنے سامنے بیٹھ کر بات ہو گی۔۔۔"اُسے بات ختم کرتے ہوئے کہا اُسی پہلے والے ریسٹورینٹ کا پتہ اور ٹائم تھا

"آئی ہوپ مجھے نہیں آنا پڑے گا۔۔۔بائے" وہ ناجانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ دوبارہ میسج آیا جیسے پڑا کر اُسکا حلق تک کڑوا ہو گیا

"تو کیا وہ اُسکی سوچ تک رسائی حاصل کر چکا تھا۔۔۔بدتمیز۔۔کھڑوس۔۔۔اکڑو" وہ دل ہی دل میں اُسے کوستی جانے کے لیے اُٹھی کیونکہ جانتی تھی اگر نہ گئی تو کوئی بعید ناتھا کہ وہ خود آٹپکتا جبکہ وہ مما کے سامنے ایمبیرس نہیں ہونا چاہتی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے بڑا مسکرایا جا رہا ہے" حارث اُسکے کیبن میں داخل ہوا تو اسے اکیلے ہی مسکراتا دیکھ بولا

"تُو تو بھی مسکرا لے کون سا پابندی ہے" وہ ٹیک چھوڑ کر کہیناں ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا حارث اُسکے سامنے کی کرسی سنبھال چکا تھا

"ہوں۔۔۔میں تو تیری مسکراہٹوں کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا" وہ بھی ڈھیٹ بنا بولا

"وہ بھی جلد ہی معلوم ہو جائے گا" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا

"یعنی۔۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ کون ہے وہ" ایک دو بار مسکان کی بات سب کے سامنے وہ کر چکا تھا جبکہ اپنی پہلی ملاقات کے بعد اُسنے انھیں کچھ نہیں بتایا تھا تو سبھی کے ساتھ ساتھ حارث بھی اُسے بھولا چکا تھا

"کون وہ" وہ انجان بنا

" بیٹا جی وہی جو آپ کے سپنوں میں آکر آپ کو تنگ کرتی ہے وہی جن کے بارے میں تُو کُھلی آنکھوں سے سپنے بُنتا ہے چل اب جلدی بتا" پہلے وہ ڈرامائی انداز میں پھر انداز کو سنجیدہ بناتے ہوئے بولا

"لگتا کہیں سر ور مار کے آیا ہے یا سستا نشہ کر کے آیا جو تیرے دماغ میں چڑھ گیا ہے"اُسنے بھی بات شوخی میں اُڑا دی وہ ابھی حارث کو کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا تھا خاص کر ابھی جو وہ کرنے جا رہا اُسکے بارے میں تو بلکل نہیں کیونکہ جانتا تھا اُسکے نیک ارادے جان کر حارث نے اُسکا قتل ہی کر دینا ہے

"تُو خود بتا رہا ہے یا میں پتا لگواؤں" اب کہ اُسنے بڑے ہونے کا رُعب جھاڑا جسکا اریب نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا (حارث اریب سے ایک ماہ بڑا تھا)

"جب کچھ ہے ہی نہیں تو بتاؤں کیا" وہ اپنی چیزیں سنبھلتے ہوئے بولا کیونکہ اُسے جانا تھا جس جگہ اُسنے مسکان سے ملنا تھا وہ اُسکے آفس کے نزدیک ہی تھی

" ابھی کہاں جا رہا ہے" حارث نے کھوجتی نظروں سے اُسے دیکھا

"تُو بھی چلے گا" جانتا تھا پندرہ منٹ بعد میٹنگ ہے جیسے حارث ہی ہیڈ کرنے والا ہے تو وہ نہیں جائے گا خود کو اُسکے سامنے کلیر کرنے کے لیے اُسنے ایسا بولا تھا

"نہیں۔۔۔لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں تھا" وہ شائد کچھ جاننا چاہ رہا

"تو کیا بیویوں کی طرح شک کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔نکاح نہیں کرنے جا رہا" وہ حارث کو مطمن کرتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھا اُسے پہلے اُسنے کوئی میسج بھیجا دروازے کے پاس پہنچ کر وہ ایک منٹ کے لیے رُکا پھر واپس اُس تک آیا

"حیدر سے ملنے جا رہا ہوں" اپنا فون اُسکے سامنے کیا جس پر کچھ دیر پہلے ملنے کا میسج کیا گیا تھا یہ میسج اُسنے حارث کو اس لیے دیکھایا تا کہ وہ مطمن ہو جائے اُسے مطمن دیکھ کر وہ تیزی سے نکل گیا تو حارث بھی اپنے کیبن میں چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں اس وقت ایک کیبن میں موجود تھے یہ پہلے والے کیبن کی نسبت بڑا تھا جس میں ایک طرف ڈبل سیٹڈ صوفے ایک سنیٹرل ٹیبل اور ایک طرف چاروں کرسیوں کا ٹیبل لگایا گیا تھا یہ کیبن ریسٹورینٹ کے قدرے کونے کی طرف بنایا گیا گویا ایک پرئیوٹ کیبن تھا جس کی گلاس وال ہونے کے باوجود وہاں سے ریسٹورینٹ کا کوئی حصہ نظر نہیں آرہا تھا ایک طرف شاید گارڈن تھا جہاں رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے مسکان ایک صوفے پر بیٹھی اپنی ہیتھلیوں کو گھور رہی تھی جبکہ اریب وہی ایک طرف اضطرابی حالت میں ٹہل رہا تھا جب دونوں کے درمیان خاموشی خاصی طویل ہوگئی تو مسکان کو ہی بولنا پڑا

"آ۔۔۔آپ نے کیا بات۔۔۔کرنی تھی" وہ پہلے ہی اُسے ملنے سے نروس ہورہی پھر اریب کا اُسے ایسے ایک الگ تھلگ کیبن میں لانا اور اب اُسکی ختم نہ ہونے والی خاموشی یہ سبھی باتیں مسکان کو انجانے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں مسکان کی آواز سن کر وہ رُکا ایک نظر اُسکے سراپے پر ڈالی وہ ہمیشہ کی طرح اُسکی دھڑکنین منتشر کر چکی تھی اپنی سوچوں کو جھٹک کر وہ اسکی طرف بڑھ تو وہ نا محسوس طور پر صوفے پر پیچھے ہوئی جسے اریب نے باخوبی محسوس کیا تھا ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرکے وہ اُسے مخاطب ہوا

" میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں" وہ بنا کسی تمہید کے بولا مسکان نے حیران کن نگاہوں سے اُسے دیکھا گویا اُسنے سننے میں غلطی کی ہو

" جو تم نے سنا ہے میں نے وہی کہا ہے" اُسے ایسے حیرت کی مورت بنے دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تو مسکان ہوش میں آئی

" آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا" اُسکی بات پر مسکان کا پارہ ہائی ہو چکا تھا وہ یک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے بولی

"نہیں ابھی تک نہیں تھا لیکن تمہاری حالت دیکھ کر لگ رہا جلد ہو جائے گا" وہ اُسی پُرسکون انداز میں بولتا مسکان کو دماغ اور خراب کر چکا تھا

" میں جا رہی ہوں " وہ اپنا بیگ سنبھلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی اریب نے اُسے بازو سے پکڑ کر روکا تو وہ بمشکل خود کو اُسکے سینے سے ٹکرانے سے روک پائی

" یہ کیا بدتمیزی ہے" اُسے اریب سے ایسی کسی حرکت کی اُمید نہیں تھی اسی لیے دبے دبے لہجے میں چلائی اُسکی بازو اب بھی اریب کی گرفت میں تھی جسے وہ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی

"بدتمیزی۔۔۔مسکان میڈم کیا مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت ہے کہ بدتمیزی کیا ہوتی ہے" وہ استہزائیہ سا مسکرایا اُسکی بات کا مفہوم سمجھ کر مسکان نے نم نگاہوں سے ایک نظر اُسے دیکھا مگر اُسکے سخت تاپرات دیکھ کر فورا ہی نظریں جھکا لی

" م۔۔۔مجھے جانے۔۔۔دیں پلیز" ناچاہتے ہوئے بھی اُسکی آنکھیں جھلک پڑی اریب نے اُسکے بازو پر گرفت ہلکی کی مگر چھوڑ نہیں

"پہلے نکاح ہو جانے دو پھر چلی جانا" وہ اُسکے چہرے کو فوکس کیے پُرسکون انداز میں بولا تو مسکان کو ایک اور جھٹکا لگا

" یہ نا ممکن ہے۔۔۔میں ایسا نہیں کروں گی" وہ غصے چلائی اور اپنی بازو اُسکی گرفت سے چھڑوا کر قدرے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی

" او۔۔۔رئیلی۔۔۔۔یہ نکاح کب نا ممکنات میں شامل ہوا" وہ ایسے بولا جیسے مسکان نے کوئی لطیفہ سنایا ہو

" پلیز۔۔۔"اریب کا یہ رُوپ اُسکے کے لیے کسی شوک سے کم نہیں تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھائے اسی لیے ایک بار پھر التجائی انداز میں بولی ویسے بھی وہ کوئی مضبوط لڑکی نہیں تھی وہ خود کو جتنا بھی مضبوط ظاہر کرتی مگر پھر بھی اُسکا ماضی اُسے کمزور کر دیتا

" اور اگر یہی التجا میں تم سے کروں۔۔۔پلیز سِے یس" وہ بھی اُسکی انداز میں بولا اب اُسکا لہجہ نرم تھا نگاہیں اب بھی مسکان کے چہرے کا طواف کر رہی تھی

" آ۔۔آپ یہ۔۔سب کیوں کر رہے ہیں" اُسے نرم ہوتا دیکھا مسکان نے پوچھا

" وہ میں ابھی نہیں بتا سکتا۔۔۔۔لیکن نکاح ابھی ہو گا تمہاری مرضی سے۔۔۔نہیں تو زبردستی" وہ پہلے نرم انداز میں بولا آخر میں اُسکا لہجہ پھر سے سخت تھا مسکان کو اُسے خوف محسوس ہوا اُسے لگا اُسنے آج یہاں آ کر شاید اپنی لائف کی سب سے بڑی غلطی کر دی ہے

"دس منٹ ہیں خود کو ریڈی کر لو۔۔۔ادر وائز جو میں کروں گا اُسکی ذمہ دار تم ہو گی" وہ اُسے ڈرنا نہیں چاہتا تھا لیکن یہ بھی جانتا تھا کی وہ آرام سے اُسکی بات نہیں مانے گی اسی لیے سخت الفاظ کا استعمال کیا

" م۔۔۔۔میں ان۔۔۔۔انکار۔۔۔۔کر دوں گی" اُسکے اس طوح کہنے پر ایک لحمے کے لیے اریب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا

" ایسا بھی کر کے دیکھ لینا۔۔۔پھر جو میں کروں گا اس کے لیے تم مجھے بلیم نہیں کروں گی"وہ جانتا تھا اُسکی لفظی دھمکیاں ہی مسکان کو ڈرانے کے لیے کافی ہیں

" پلیز۔۔۔م۔۔مما۔۔۔۔پہلے ہی بیمار ہیں۔۔۔وہ۔۔۔یہ سب کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔"اُسنے ایک اور کوشش کرنی چاہی پھر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی اُسکے آنسو اریب کو تکلیف پہنچا رہے تھے مگر وہ اس وقت نرم نہیں پڑنا چاہتا تھا

" تو میں نے کب کہا کہ ہم ابھی چچی جان کو بتا دیں گے جب ان کی طبعیت ٹھیک ہو گی ہم تب انھیں یہ خوش خبری سنائیں گے" وہ پہلے سنجیدہ سے کہتا آخر میں شوخ ہوا ایک دلکش مسکراہٹ نے اُسکے لبوں کو چھوا جسے مسکان کے دیکھنے پر وہ چھپا گیا

" مولوی صاحب آتے ہی ہوں گے۔۔۔فریش ہو جاؤ" وہ ایک طرف بنے باتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو مسکان نے حیرت سے اُسے دیکھا کیا اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اُسکی وجہ سے کتنے لوگوں کو تکلیف ہو گی اُسکی فملیی ،مسکان کی مما یقیناً سبھی اُسے نفرت کرنے والے تھے

" نہیں اُسے کوئی کچھ نہیں کہے گا اُنگلیاں تو میرے کریکٹر پر اُٹھیں گئیں" وہ وہی کھڑے سوچنے لگی اُسے اپنے ماضی سے ایک واقع یاد آیا جب وہ کراچی میں مما کے ساتھ اکیلے رہتی تھی اُسے ایک لڑکا چھیڑتا تھا جب سفیہ بیگم نے اُسکے گھر والوں کو اس لڑکے کی حرکت کا بتا یا تو بجائے اسکے کہ وہ لڑکے کا سمجھتے انھوں نے مسکان کے ہی کریکٹر کو بُرا کہا جس کی وجہ سے انھیں وہ محلہ چھوڑنا پڑا اُسکے بعد وہ دلاور صاحب کے ساتھ ہی رہتی تھی اُسکا ماضی کتنا تلخ گزرا تھا مگر حال شاید اُسے بھی بُرا ہونے والا تھا یہ سوچتے ہی اُسکی آنکھیں برسنے لگی

" اور ہاں اوور سمارٹ مت بننا۔۔۔۔اب جلدی سے فریش ہو جاؤ" وہ اُسکا مطلب سمجھ گئی تھی یعنی اب اگر وہ خود کو وش روم میں بند بھی کرلیتی تو وہ کچھ نا کچھ کر کے اُسے نکال لیتا جس کی دھمکی اُسے دبے دبے لفظوں میں دے دی گئی تھی وہ خا موشی سے اس جانب بڑھ گئی جہاں اریب نے اشارہ کیا تھا اُسکے وش روم جاتے ہی اریب نے ایک گہرا سانس لیا اپنا غصہ دُبانے کے لیے یا شاید جو تکلیف اُسنے مسکان کو دی تھی اسکے لیے اُسنے مُکا دیوار پر مارا درد کی ایک لہر اُسکے پورے بازو میں اُٹھی مگر وہ جنونی انداز میں مارتا رہا

"اریب۔۔۔۔"وہ اب بھی نہ رُکتا مگر حیدر کی آواز پر پلٹا حیدر۔اسد کے ساتھ اُنکے دو جانے والے اورمولوی صاحب کمرے میں داخل ہوئے انکے ساتھ ہی اسد کی وائف بھی تھی اُسکی شادی کو زیادہ ٹائم نہیں ہوا تھا اریب نے ہی اسد کو اُسے ساتھ لانے کے لیے بولا تھا تاکہ مسکان اتنے مردوں میں خود کو اَنکم فاٹیبل فیل نہ کرے اور تھوڑا ریلکس ہو جائے

" تم ٹھیک ہو" اسد نے پوچھا تو اُسنے نفی میں سر ہلایا وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا وہ دونوں ہی اپنے دوست کو اس حال میں دیکھ کر پریشان تھے

"سب ٹھیک ہو جائے گا تو نے اُسے بتایا کہ تو کیوں کر رہا ہے یہ نکاح" حیدر نے اُسے تسلی دی پھر سوالیہ انداز میں پوچھا تو اُسنے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا

" ہوں۔۔۔کہاں ہے وہ " اُس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے مسکان کے بارے میں پوچھا مولوی صاحب اور باقی دونوں نفوس صوفے پر بیٹھ چکے تھے جبکہ سارہ (اسد کی وائف) کیبن کا ایک سرسری جائزہ لے کر اب اُنکی طرف متوجہ تھی حیدر کے سوال پر اریب نے صرف ایک طرف اشارہ کیا تھا

" اسلام علیکم بھابھی" سارہ پر نظر پڑی تو فوراً بولا

" وعلیکم اسلام۔۔۔مجھے تو لگا تھا اپنے نکاح کی خوشی میں میرے دیور جی سلام کرنا ہی بھول گئے ہیں " سارا نے ماحول کی سنجیدگی کو مٹانے کے لیے شوخ انداز میں کہا تو سبھی مسکرا دیے

" تو نے حارث کو نہیں بتایا" اسد نے کچھ یاد آنے پر پوچھا

" نہیں" اُسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے

" کیوں" حیدر اور اسد دونوں نے حیران ہوئے کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ اریب کچھ کرے اور حارث کو اُسکی خبر نہ ہو

"کیونکہ میرا ابھی شہید ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا" وہ سنجیدگی سے کہتا مڑ گیا نظریں باہر سے لگے پھولوں پر جما دی اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے کوئی تبصرہ کرتا کیبن میں بنا وہ دروازہ کھولا جس طرف اریب نے اشارہ کیا تھا مسکان منہ دھو کر باہر نکلی تو اتنے لوگوں کو وہاں دیکھ کر پریشان ہو گئی اُسکی پریشانی دیکھتے ہوئے سارہ اُسکی طرف بڑھی

" اسلا علیکم۔۔۔۔۔۔۔مجھے سارہ کہتے ہیں۔۔۔اریب کی بھابھی۔۔۔۔۔لیکن تم مجھے اپنی بہن کہہ سکتی ہو" سارہ کو وہ کوئی معصوم سی گُڑیا لگی اگر اریب نے اُسے بتایا نا ہوتا کہ وہ ایم اے کر چکی ہے تو وہ تُو مسکان کو کالج گرل ہی سمجھتی اُسے اس چھوٹی سی لڑکی کے لیے دکھ ہوا تھا کہ وہ ماضی میں نا جانے کیا کیا سہہ چکی تھی اریب نے ابھی سرسری سی بات بتا کر نکاح کی وجہ تائی تھی

" وو۔۔وعلیکم۔۔۔سلام" سارہ کے دوستانہ انداز پر اُسے کلثوم کی یاد آئی وہ بھی ایسے ہی اُسے ملی تھی اور پھر اُسکے بنا کہے ہی اُسکی اداس آنکھیں پڑ لیتی تھی

" اریب شی از سوپریٹی" سارہ اکسائیٹڈ انداز میں بولی تو اُسنے ایک نظر مسکان کے دُھلے چہرے پر ڈالی۔۔۔اُسی نگاہیں جُھکی پر لمبی خم دار پلکیں سایہ فگن تھیں گلابی رخسار جو غصے سے سرخ ہو جاتے لمبی ستون ناک، پتلے خوبصورت گلابی ہونٹ وہ بلاشبہ خوبصورتی کا پیکر تھی ایک مکمل خوبصورت اور خوب سیرت لڑکی جسے اُسکے نصیب میں لکھ دیا گیا تھا وہ اپنی آخری سوچ پر دھیرے سے مسکریا اور نگاہیں اُسکے چہرے سے ہٹائی جو اُسکی نگاہوں کی تپش سے مزید نروس ہو رہی تھی

"سارہ آئی تھینک انہیں بیٹھا دو کیونکہ اگر یہ دو سکینڈ اور کھڑی رہی تو گر جائیں گی" اسد نے مسکان کی غیر ہوتی حالت دیکھتے ہوئے کہا تو اُسنے بھی ایک تشکر بھری نگاہ اُس پر ڈالی پھر سارہ کت ہمراہ چلتی ہوئی صوفے تک آئی اُسکے سامنے ہی اریب برجمان ہو گیا اسکے ساتھ مولوی صاحب جبکہ ایک صوفے پر احمر اور علی بیٹھے تھے اسد اور حیدر دونوں کرسیاں لا کر وہاں بیٹھ چکے تو اریب کے اشارے پر نکاح شروع کیا گیا

" مسکان فاطمہ خان بنتِ اشتعاق خان آپکا نکاح اریب رضا خان والد رضا خان سے حق مہر دس لاکھ روپے طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کی آواز اُسے ایسا لگا رہا تھا صور پھونکا جارہا ہو گرم سیال اُسکی آنکھوں کے ساتھ اب اخسار کو بھی بھیگو چُکا تھا اُسکا جی چاہ وہ انکار کردے اور یہاں سے بھاگ کر مما کی آغوش میں جا کر پناہ لے جہاں وہ ہر مصبیت سے محفوظ تھی جہنوں نے اُسے ہر مصبیت سے بچایا تھا

" بولیں بیٹا کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا تو وہ اپنے خیالوں سے نکلی

"مسکان بولو" اُسے خاموش دیکھ کر سارہ نے اُسنے پکارہ تو اُسنے نم آنکھوں سے اُسے دیکھ سارہ کا دل چاہ وہ اُسے سینے سے لگا لے مگر ابھی وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی مسکان کو آنے والے طوفان سے بچانے کے لیے یہ نکاح ضروری تھا

" قو۔۔۔قبو۔۔ل۔۔۔۔ہے" اُسکے منہ سے الفاظ ٹوٹ کر نکلے آواز انتہائی آہستہ تھی جسے بمشکل ہی سارہ سن پائی مولوی صاحب نے پھر سے جملہ دُہرایا شاید انھوں نے بھی اُسکے ہلتے لبوں سے ہی اُسکے اقرار کا اندازہ لگایا تھا نکاح نامہ اور پن اُسکی طرف بڑھا دھندلاتی آنکھوں اور کپکپاتے ہاتھوں سے اُسنے سائن کیے چند آنسو نکاح نامے پر بھی گرے تھے اُسکے سائن کرتے ہیٔ حیدر نے ایک بھائی کی طرح اُسکے سر پر ہاتھ رکھ تو اُسکے آنسوؤں تیزی سے بہنے لگے

" اریب رضا خان ولد رضا خان آپکا نکاح مسکان فاطمہ خان بنتِ اشتعاق خان کے ساتھ دس لاکھ روپے حق مہر طے کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کے اُسے پوچھنے پر وہ بنا تاخیر کیے تین بار قبول ہے بولا پھر نکاح نامے پر سائن کیے سب سے مبارک باد وصول کرکے انھیں رخصت کیا اب سبھی وہاں سے جا چکے تھے سوائے مسکان اور سارہ کے وہ کچھ دیر اُسے اکیلا چھوڑنا چاہتا تھا اسی لیے اسد اور حیدر کے ساتھ خود بھی باقی سب کو چھوڑنے گیا سب کے جاتے ہی سارہ نے اُسے گلے لگایا تو وہ ایک سہارا پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی سارہ نے بھی اُسے رونے دیاکچھ دیر کے بعد جب مسکان بہتر ہوئی تو سارہ اسے ادھر اُدھر کی باتیں کرنے

لگی اریب حیدر اور اسد کافی دیر بعد اندر داخل ہوئے مسکان کو سارہ کے ساتھ باتیں کرتا دیھ اریب نے سکون کا سانس لیا گویا کوئی بوجھ اُسکے کندھوں سے ہٹا دیا گیا

" اوکے یار اب ہم چلتے ہیں بھابھی کا خیال رکھنا" اسد اریب سے اجازت لیتے بولا مسکان نے ایک بھی بار اُسے نہیں دیکھا تھا

" ہوں۔۔۔اوکے " وہ ان دونوں سے بغگیر ہوا

" اوکے اب میں چلتی ہوں۔۔۔اپنا خیال رکھنا " سارہ بھی مسکان سے گلے ملتے ہوئے بولی تو وہ آسودہ سی مسکرائی سب کے جانے کے بعد وہ بھی مسکان کو لیے نکلا دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی وہ بھی مسکان کو ابھی کچھ کہہ کر مزید ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ وہ جو بھی کہہ گا مسکان اُسے غلط ہی سمجھے گئ اریب نہیں چاہتا تھا کہ کل جب وہ حویلی آئے تو پہلے کی طرح اُسے پھر سے بدکردار اور ناجائز جیسے الفاظ سننے کو ملیں اور بڑی اماں اپنی ضد میں اُسے حویلی میں رکھنے سے انکارکر دیں اسی لیے اُسنے مسکان سے نکاح کا فاصلہ کیا تاکہ ایسی کسی بھی بات کا وہ جواب دے سکے اور کوئی ان پر انگلی بھی نہ اُٹھائے ویسے تو وہ مسکان کے لیے کچھ بھی کرنے کر سکتا تھا لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی مسکان کے کردار پر انگلی اٹھائے گاڑی مسکان مینشن کے سامنے روک کر اُسنے ہارن دیا چوکیدار کے دروازے کھونے پر مسکان بنا کچھ کہہ تیزی سے نکل کر اندر چلی گئ اُسکی جلد بازی دیکھ کر اریب مسکرا دیا ایک نظر گیٹ پر ڈالی پھر سر سیٹ کی پیشت سے لگا کر آنکھیں موند لی کچھ یاد آنے پر اُسنے آنکھیں کھولی گاڑی وہی ایک طرف پارک کر کے بیل بجائے کچھ سکینڈز کے بعد دروازہ کھول دیا گیا تو وہ چوکیدار کے سلام کا جواب دیتا اندر چلا گیا داخلی دروازہ کھلنا چاہ تو وہ بھی بند تھا ایک طرف لگی بیل بجائی تو ملازمہ نے دروازہ کھولا اندر داخل ہوتے ہی اُسنے ایک سرسری نظر ہر طرف ڈالی مگر وہ شاید اپنے کمرے میں جا چکی تھی

" سب لوگ کدھر ہیں" اُسنے ملازمہ سے پوچھا گھر کے سبھی ملازم بھی اُس سے واقف ہو چکے تھے

" وہ بڑی بی بی اپنے کمرے میں ہیں اور مسکان بیبی ابھی باہر سے آئی ہیں بڑی بی بی کا پوچھ کر وہ کمرے میں چلی گئی ہیں" ملازمہ نے اُسے تفصیل بتائی وہ لاونج میں ہی صوفے پر بیٹھ گیا

" ایک کپ چائے ملے گا" وہ فون پر کچھ ٹائپ کرتے بولا

" جی ابھی لاتی ہوں" ملازمہ سر ہلا کر کہتی جانے لگی جب دوبارہ اریب نے اُسے پکارا

" اچھا سنو اپنی مسکان بی بی کے لیے بھی بنا دینا " اُسنے خود کو مصروف ظاہر کیا تھا مگر ملازمہ کو وہی کھڑا دیکھ کر اُسے دوبارہ بولنا پڑ

" ابھی آپ نے کہا کہ وہ باہر سے آئی ہے تو اب میرے ساتھ آکر تو چائے پینے سے رہی تو روم میں ہی سہی " وہ وضاحت دینے لگا ملازمہ کے جاتے ہی اُسنے فون ایک طرف رکھ دیا کچھ ہی دیر میں ملازمہ اسے چائے دے گئی

" سنو" وہ مسکان کی چائے اسکے روم میں لے جا رہی تھی جب اریب نے اُسے بلایا

" جی"

" ایک گلاس پانی ملے گا " اُسنے ایک نظر اُسکے ہاتھ میں پکڑی ٹرے پر ڈالی جس میں چائے کے علاوہ دیگر لوازمات بھی تھے جو وہ اریب کے لیے بھی رکھ کر جا چکی تھی

" جی" اُسنے ٹرے سینٹرل ٹیبل پر رکھی اور اریب کے لیے پانی لینے گئی اریب نے کوٹ کی پاکٹ سے ایک گولی نکال کر مسکان کی چائے میں ملائی وہ نیند کی گولی تھی اریب جانتا تھا کہ وہ ڈسٹرب ہے اور اس وقت اُسے آرام کی ضرورت ہے اسی لیے اُسنے مسکان کی چائے میں نیند کی گولی ملا دی

" تھینکس" ملازمہ کے ہاتھ سے پانی لیتے ہوئے بولا ملازمہ کو اریب کا انداز آج کچھ الگ لگا تھا مگر وہ کیا کہہ سکتی تھی اسی لیے خاموشی سے چائے لیے مسکان کے روم کی طرف چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آجائیں" وہ ابھی ہی آرام کر کے اُٹھی تھیں جب ان کے کمرے کا دروازہ نوک ہوا تو انھوں نے آنے والے کو روم میں آنے کی اجازت دی

" اسلام علیکم چچی جان" اریب انکے روم داخل ہوا اُسے وہاں دیکھ وہ تھوڑی حیران ہوئی

"وعلیکم اسلام۔۔۔بیٹا۔۔آپ۔۔۔۔۔۔۔۔خیریت ہے نا سب" وہ کچھ کنفیوز سے انداز میں بولی کہ کہیں وہ بُرا نا مان جائے

" جی وہ میں یہاں سے گزر رہا تھا سوچا آپ سے ملتا جاؤں" اُسنے صفائی سے جھوٹ بولا

" بیٹھیں۔۔۔میں چائے وغیرہ کا کہتی ہوں " وہ بھی مسکراتے ہوئے بولی ساتھ ہی دروازے کی طرف بڑھی

" چائے پی چکا ہوں" اُسنے انھیں بتایا

" اُو۔۔معاف کرنا بیٹامیری طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو آرام کرنے آگئی دراصل مسکان بھی گھر میں نہیں وہ بھی کسی دوست کی طرف گئ ہے تو آپ کی مہمان نوازی نہیں کر پائی " وہ شرمندگی سے اُسے وضاحت بتانے گئ وہ مسکان کی آمد کے بارے میں نہیں جانتی تھی اور نہی اریب نے انھیں بتایا

" ارے نہیں آپ فکر نہ کریں میں بلکل ٹھیک ہوں اور دل کھول کر لوازمات کھا چکا ہوں " اُسنے انکی شرمندگی مٹانا چاہی

" اب آپ رات کا کھانا کھا کر ہئ جانا" انھوں نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی جہاں ساڑھے تین بج رہے تھے لنچ کا ٹائم گزر چکا تھا اسی لیے انھوں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا

" نہیں چچی جان اب تو انشاءاللہ جلد ہی سب ایک ساتھ ہی کھانا کھایا کریں گے تو تکالف کی ضرورت نہیں" اُسنے سہولت سے انھیں منع کر دیا

" چلیں اب میں چلتا ہوں اجازت دیں" وہ کھڑے ہوتے ہوئے احترام سے بولا

" کچھ دیر بیٹھ جاتے مسکان آنے ہی والی ہو گی میری کمپنی سے تو آپ نے بور ہی ہونا ہے" وہ مسکراتے ہوئے تھوڑے مزاح کے انداز میں بولی تو وہ بھی مسکرا دیا

دل ہی دل میں اُسنے سوچا اگر چچی جان کو معلوم ہو جائے کے وہ انکی بیٹی سے زبردستی نکاح کر چکا ہے تو وہ اُسے وہاں سے نکالنے میں شاید ایک لمحہ بھی نہ لگاتی

" ایسی بات نہیں۔۔۔اکچوئلی میں آپ کی نہیں لیکن آپ کی بیٹی کی کمپنی میں بور ضرور ہو جاؤں گا" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو انھوں نے مصنوعی سنجیدگی سے اُسے دیکھا

" اب اتنی بُری بھی نہیں میری بچی" وہ اُسی طرح مصنوعی سنجیدگی سے بولی

" یعنی آپ بھی مناتی ہیں کہ وہ تھوڑی بُری ہیں " مسکراتے ہوئے بولا مسکان کے ذکر پر تو خود بخود ہی اُسکے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی

" اااریبب" انھوں نے اُسکا نام خاصا لمبا کر کے کیا گویا دھمکی ہو کہ انکی بیٹی کے بارے میں کچھ نہ کہہ

" اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔فائن شی از دا بیسٹ ڈوٹر اینڈ بیسٹ گرل " وہ ہار ماننے والے انداز میں ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے بولا آخری بات بظاہر تو اُسنے مذاق میں سفیہ بیگم سے کہی تھی لیکن حقیقت میں وہ اُسکے دل کی بات تھی

" یس شی از" انھوں نے بھی فخر سے کہا یقیناً وہ سب سے اچھی بیٹی تھی

" اب آپ آرام کریں میں خود ہی چلا جاؤں گا مہمان تھوڑا ہی نا ہوں" وہ مسکراتے ہوئے انھیں بی پر واپس بیٹھتے ہوئے بولا سفیہ بیگم کی طبعیت کچھ دنوں سے زیادہ خراب تھی اسی لیے ڈاکٹر نے انھیں بیڈ ریسٹ کا کہا تھا

" پکا" انھوں نے پوچھا

" جی۔۔۔اور اپنا خیال رکھیئے گا " وہ انھیں خدا حافظ کہتا چلا گیا ایک بار اُسنے سوچا مسکان کو دیکھ لے کہ وہ آرام کر رہی ہے یا نہیں لیکن پھر کچھ سوچ کر اُسنے اپنا ارادہ بدلا اور باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کیا تم پُریقین ہوجو تم کر رہے ہو اُس کے لیے" دلاور صاحب کو شاید اب بھی ان کی بات پر یقین نہیں تھا

" ہاں میں بلکل ہوں " انھوں نے پُر اعتماد لہجے میں کہا

"کیا تم نے بڑی اماں سے بات کر لی ہے" انھوں نے اشتعاق صاحب کے چہرے کو بغور دیکھا تھا

" نہیں" وہ پُرسکون انداز میں بول کر اُنھیں بے سکون کر چکے تھے

" تو پھر۔۔۔"

" کل جب وہ میرے ساتھ جائیں گی تو بڑی اماں کو بھی معلوم ہو جائے گا" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے انکا انداز پرسکون تھا مگر دل میں آنے والے حالات کو لے کر ڈر بھی تھا

" اور یقیناً وہ انھیں قبول نہیں کریں گئ تب تم کیا کرو گے" دلاور صاحب سخت لہجے میں بولے

" اُن کے خلاف جاؤں گا" انداز اب بھی ایسا ہی تھا مکمل پُرسکون

" کیا جا پاؤ گے" انھوں جیسے یقین تھا کہ وہ بڑی اماں کے خلاف نہیں جائیں گے

" ضرور" وہ اُسی اعتماد سے بولے

" یہی بات تم نے شادی سے پہلے بھی کی تھی گڑیا سے لیکن پھر کیا ہوا یہ تم بھی جانتے ہو" وہ انھیں ماضی یاد دلاتے ہوئے بولے

" وہ ماضی تھا لیکن اب میں حال کا نہیں مستقبل کا سوچ کر فصیلہ کر رہا ہوں "

" کس کا مستقبل؟؟؟۔۔۔اپنی بیٹی کا" پہلے وہ سوالیہ انداز میں بولے پھر اُنکا لہجہ کچھ طنزیہ تھا جس پر اشتعاق صاحب نے حیران کن انداز میں انھیں دیکھا

"کیا نہیں سوچنا چاہیے؟ " وہ بھی سوالیہ انداز میں بولے

" تو اب بھی تمہیں اپنی بیٹی کی ہی فکر ہے صرف " وہ استہزائیہ سے انداز میں بولے

" بات صرف بیٹی کی نہیں اگر ایسا ہوتا تو میں یہ فصیلہ نہ کرتا" وہ اُنکی بات کا مطلب سمجھ کر بولے

"تو کیا میں اُمید رکھوں کہ اب میری بہن کو کوئی پروبلم نہیں ہوگی" انھوں نے سفیہ بیگم کو صرف بہن کہا ہی نہیں تھا بلکہ مانا بھی تھا ان کے مشکل وقت میں اُنکا ساتھ ایک بھائی کی طرح دیا اور اب بھی وہ ایک بھائی کی طرح انھیں سکیور دیکھنا چاہتے تھے

" بالکل " وہ مکمل اعتماد کے ساتھ بولے

" انکا خیال رکھنا انھوں نے بہت مشکل وقت گزارہ ہے تمہارے انتظار میں امید ہے انکے انتظار کا پھل انہیں ملے گا " وہ اشتعاق صاحب سے بغگیر ہوتے ہوئے بولے انکے لہجے میں اعتماد اور بھروسہ تھا اور اشتعاق صاحب نے خود سے عہد کیا کہ وہ ان کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائے گے

" اب اجازت دو کل ملاقات ہو گی " وہ ان سے اجازت لے کر ہوٹل سے باہر آگے اب انھیں اگلی صبح کا انتظار تھا شاید وہ دن انکے ماضی کی غلطیوں کا کچھ کفارہ بن جائے اور انکے دل سے پچھتاوے کا بوجھ ہلکا ہو جائے دلاور صاحب کو وہ اپنے اور سفیہ بیگم کے نکاح کے بارے میں بتانے آئے تھے سفیہ بیگم ان سے اس بارے میں پہلے ہی بات کر چکی تھی جب اشتعاق صاحب نے انھیں حویلی لے جانے کی بات کی تھی تب بھیی انھوں نے دلاور صاحب کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد ہی انھیں جواب دیا تھا وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ مسکان کو مستقبل محفوظ ہو جائے لیکن اُسکے ساتھ ساتھ وہ اپنی بہن کو بھی محفوظ دیکھنا چاہتے تھے اور آج اشتعاق صاحب سے بات کر کے انھیں اندازہ ہوگیا تھا کہ اب وہ اپنی فملیی کے لیے کسی کے سامنے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں پھر چاہے ہو بڑی اماں ہوں یا رافعیہ بیگم۔۔۔۔انھوں نے ایک نظر اس طرف دیکھا جہاں سے ابھی ابھی اشتعاق صاحب گئے تھے پھر ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کر کے وہ بھی اپنے گھر کے لیے چل دیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" گڑیا۔۔۔۔"وہ اپنے روم میں جا رہی تھی جب اریب کی آواز پر پلٹی

" جی بھیا" وہ سیڑھیاں اترتی اُس تک آئی

" حارث آگیا ہے کیا" اُسنے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی اور موجود نہیں تھا

" جی کافی دیر پہلے آئے کیا آپ آفس نہیں گئے تھے" اُسنے حارث کے بارے میں بتایا ساتھ ہی پوچھا

" گیا تھا لیکن جلدی آگیا تھا " وہ سرسری سا جواب دے کر جانے لگا لیکن کلثوم کے سوال پر کرنے پر رک گیا

" لیکن آپ گھر تو نہیں آئے تھے کیا کوئی پروبلم ہے" اُسنے اریب کے چہرے پر پریشانی نوٹ کی تھی اسی لیے پوچھا

" نہیں کوئی پریشانی نہیں حیدر سے ملنے گیا تھا " وہ اُسکے فکر مند انداز پر مسکراتے ہوئے بولا

" میری ابھی تھوڑی دیر پہلے ان سے بات ہوئی انھوں نے بتایا نہیں کہ آپ انکے ساتھ ہیں" وہ کچھ سوچ کر بولی

" ہاں شاید تب میں وہاں سے نکل چکا ہوں گا" اُسنے اُسے مطمن کرنا چاہ

" اوکے" اسے شاید اب بھی یقین نہیں ہوا تھا

" ایک دن بعد تمہارا نکاح ہے اور تم ایسے گھوم رہی ہو" اُریب نے اُسکا دھیان بٹانے کے لیے کہا

" ایک دن بعد ہے تو کیا ابھی سے دلہن بن کے بیٹھ جاؤں" وہ اریب کا اشارہ سمجھ گئی تھی جو اُسکے کپڑوں کی طرف تھا اُسنے لان کا سوٹ پہنا ہوا تھا

" ویسے میں نے حیدر کو اچھی خاصی دھمکی دے دی ہے کہ وہ تمہیں خوش رکھے اور ساتھ بتا بھی دیا ہے " وہ مسکراہٹ دُبائے بولا اُسکی پہلی بات پر وہ بھی مسکرائی لیکن دوسری بات اُسے سمجھ نہیں آئی اور اریب کے اس طرح بات ادھوری چھوڑنے پر وہ متجسس لہجے میں بولی

" کیا؟؟؟"

" یہی کی تمہیں کبھی کبھی پالگل پن کے دورے بھی پڑتے ہیں" وہ مسکراہٹ دُبائے بولا اور ساتھ ہی دو دو سیڑھیاں پھلانگتا اپنے روم میں بند ہو گیا

" بھییاااا۔۔۔میں آپ کو چھوڑوں گی نہیں" وہ خفا خفا انداز میں بولی

" ہوں۔۔۔پہلے پکڑ تو لو" وہ بھی وہی بولا اُسکا قہقہہ کلثوم نے نیچے تک سنا تھا وہ بھی پاؤں پٹختی اپنے روم میں چلی گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کیا میں اندر آسکتا ہوں" ابھی اُسے روم میں آئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ حاث اُسکے روم میں داخل ہوا

" آف کورس" وہ جو الماریمیں گھسا کپڑے نکل رہا تھا مسکراتے ہوئے پلٹا

" تم بزی ہو کیا"حارث اُسے اب بھی الماری میں گھسا دیکھ کر بولا

" نہیں کوئی امپورٹینٹ کام ہے کیا" وہ الماری بند کر کے اب اسکی طرف متوجہ ہوا جو کھڑی کے سامنے کھڑا تھا

" تم حیدر سے آج کیوں ملنے گئے تھے" اُسکے سوال پر اریب نے چونک کر اُسے دیکھا کیونکہ ایسا پہلی بار نہیں تھا کہ وہ حارث کے بغیر حیدر سے ملنے گیا ہو تو پھر آج وہ اُسے سوال کیوں کر رہا تھا

" مطلب" وہ فوراًسے خود کو سنبھلتے ہوئے بولا

" مطلب تم حیدر اسد اور مسکان آج ملے تھے کیوں؟" وہ اُسکی طرف مڑتے ہوئے سنجیدگی سے بولا اریب نے بے ساختا ہی تھوک نگلا

" م۔۔۔مس۔۔۔مسکان۔۔۔کون" اُسنے انجان بننے کی ادکاری کی مگر بھول گیا سامنے حارث تھا جو اُسکی رگ رگ سے واقف تھا

" ہوں۔۔۔مسکان کون " وہ استنزائیہ سا بولا ساتھ ہی ایک مکا اریب کو جھڑ دیا

" مسکان وہی جسے آج تو نکاح کر کے آیا ہے " اُسنے بولتے ہوئے ایک اور مکا اُسے مارا تھا اریب نے بھی اُسے نہیں روکا وہ جانتا تھا اگر حارث کو معلوم ہو گیا تو اُسکا ریکشن ایسا ہی کچھ ہو گا

" اب یاداشت لوٹی یا ایک دو اور لگاؤں" وہ اسے چہرے کو فوکس کیے بولا جہاں اُسکے مکے اپنے نشان چھوڑ چکے تھے اریب نے سکون کا سانس لیا کہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اُسنے مسکان سے زبردستی نکاح کیا تھا

" تُو۔۔۔۔کیسے جانتا ہے" وہ جانتا تھا اب جھوٹ بولنے کا فائدہ نہیں اسی لیے اُسنے پوچھا

" احمر نے بتایا " وہ بنا کسی تاثر کے بولا تو اریب کو حیدر پر غصہ آیا جو احمر کو لے کر آیا تھا احمر انکی کمپنی میں امپلائے ہونے کے ساتھ ساتھ حارث کے کافی قریب تھا اور حارث کی ایک دھمکی سے ہی اُسنے سچ اگھل دیا ہو گا

" تو تُو نے اب مجھ سے بھی باتیں چھپانی شروع کر دی ہیں" وہ خفگی سے بولا

" اگر بتا دیتا تو کیا تو مجھے یہ سب کرنے دیتا " اُسنے صفائی گوئی سے کہا

" بلکل نہیں" وہ بھی بنا تاخیر کے بولا

" اسی لیے نہیں بتایا" اب دویوں کا منہ کھڑکی کی طرف تھا دونوں ہی کسی غیر مطقی نقطے پر نظریں جمائے کھڑے تھے

" اب وجہ بتائے گا کہ وہ بھی میں خود معلوم کر لوں" وہ سنجیدگی سے بولا تو اریب نے اُسے کہا کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور اُسکی شادی کہیں اور ہونے جا رہی تھی اسی لیے اُسنے یہ قدم اُٹھایا وہ اُسے اصل وجہ نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ سفیہ بیگم اور اشتعاق صاحب کے رشتے کے بارے میں وہ نہیں جانتا تھا حارث کو مکمل تو نہیں مگر کچھ کچھ اُسکی بات پر یقین ہو گیا مگر پھر بھی اُسنے اریب کو اچھا خاصا ڈانٹا اور کہا کہ وہ انکے گھر جا کر شرافت سے رشتہ مانگ سکتے تھے پھر بھی وہ کچھ دیر اُسے سناتا رہا اور وہ بھی چپ چاپ سنتا رہا

اُسکے جانے کے بعد اریب نے کوئی نمبر ملایا بیل جا رہی تھی مگر کال ابھی تک پک نہیں کی گئی تھی اُسکا ارادہ ان احمر کو اچھی خاصی سنانے کا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج صبح سے ہی وہ کافی بے چین تھے اور ایک ڈر بھی تھا کیونکہ کل کلثوم کا نکاح ہونا تھا اور آج انھیں سفیہ بیگم ور مسکان کو حویلی لے کر آنا تھا اُسکے بعد سب کا اور خاص طور پر بڑی اماں اور رافعیہ بیگم کا ناجانے کیا ردِ عمل ہونے والا تھا اس سب کے بارے میں سوچ کر انھیں کافی ٹینشن بھی ہو رہی تھی وہ اس وقت آفس جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے بارہ بجے انھیں مسکان مینشن جانا تھا اس بعد نکاح کے فوراً بعد ہی انھوں نے ان دونوں کو حویلی لانا تھا وہ خود کو آنے والے ہر طرح کے حالات کے لیے تیار کر چکے تھے

دوسری طرف اریب بھی آفس کے لیے تیار تھا ناشتہ سب نے ساتھ ہی کیا تھا اور تمام مرد حضرات آفس کے لیے نکل چکے تھے خواتین بھی گھر کے کاموں میں مصروف ہوچکی آنے والے طوفان سے بے خبر سبھی اپنی زور مرہ کی مصروفیات میں بزی تھے

بارہ بجے کے قریب بیل کی آواز پر وہ باہر نکلی ملازمہ کے دروازہ کھونے سے پہلے ہی وہ پہنچ چکی تھی اسی لیے اُسنے دروازہ کھولا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اُسکی آنکھوں میں غصہ اترا جو مقابل سے چھپا ہر گز نہ تھا اُسے دیکھتے ہی مسکان نے منہ پھیر لیا اریب اُسکی اس حرکت پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا یقیناً یہ اُسکی ناراضگی تھی جس کا اس طرح سے اظہار کیا گیا تھا

"آہمم۔۔"اُسے رخ مڑے کھڑا دیکھ کر اریب نے اسنے متوجہ کرنا چاہ مگر وہ ویسے ہی کھڑی رہی

" اسلام علیکم۔۔۔بیوی" وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولا تو مسکان نے چونک کر پہلے اُسے پھر اردگرد دیکھا کہ کہیں کسی نے سن نہ لیا ہو ایک غصے سے بھری نظر اریب پر ڈالی

" کیا ہوا ؟میں اندر آ۔۔۔"وہ اُسکی بوکھلاہٹ دیکھ کر انجان بنتے ہوئے بولا

" میں آپکی بیوی نہیں ہو سمجھے" وہ اُسکی بات کاٹ کر غصے سے مگر آہستہ آواز میں بولی

" اچھا تو کیا کل میرا نکاح تم سے نہیں ہوا تھا" اشتعاق صاحب کو آنے میں ابھی کچھ وقت تھا وہ باہر ہی باقی لوگوں کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اسی لیے وہ دروازے میں کھڑا اُسے بحث کر رہا تھا

" وہ آپ نے زبردستی۔۔۔۔"

"آ۔۔ہاں۔۔۔۔۔زبردستی نہیں کی تھی میں نے" وہ اُسکی بات کاٹ کر بولا

" کیا میں نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر سائن کروائے تھے یا گن پوئنٹ پر تم سے ہاں بلوایا تھا" اب وہ چلتا ہوا اُسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اُسکی اس بات کا جواب مسکان کے پاس نہیں تھا کیونکہ اُسنے ایسا نہیں کیا تھا مگر اُسکی وہ لفظی دھمکیاں وہی مسکان کی جان لینے کے در پہ تھیں

" بولو کیا ایسا کچھ کیا تھا میں نے" اُسے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا اب وہ اُسے بولنے پر اکسا رہا تھا

" آ۔۔۔آ۔۔۔پ۔۔۔نے دھمکی۔۔۔۔دی تھی" وہ ہمت کر کے بولی

" اااااچھاا۔۔۔۔۔کیا دھم کی۔۔دی تھی میں نے" وہ اچھا کو خاصا لمبا اور دھمکی پر زور دیتے ہوئے بولا اور وہ سوچ میں پڑ گئی اُسنے صرف کہا تھا کہ وہ جو کچھ کرے گا اُسکی ذمہ دار مسکان ہو گئی لیکن اُسنے کوئی خاص دھمکی نہیں دی تھی اور یہ سوچ کر مسکان کو خود پر غصہ آیا وہ کتنا جلدی وہ اُسکے ٹریپ میں آگئی اور اُسے نکاح بھی کر چکی تھی اُسنے ایک غصے بھری نظر اُس پر ڈالی اور اندر کی جانب بڑھ گئی اریب اُسکا ریکشن دیکھ کر مسکرا دیا کچھ ہی دیر میں اشتعاق صاحب کے ساتھ کچھ لوگ ، دلاور صاحب اور انکی بیگم بھی آچکی تھیں نکاح کی باقائدہ رسم ادا کی گئی کھانے کا انتظام بیگم دلاور گھر سے کر کے لائی تھیں سب لوگ کھانے کے بعد رخصت ہو چکے تھے اب صرف دلاور صاحب، بیگم دلاور ہی موجود تھے

" میری بیٹی اور میری گڑیا اب تم لوگوں کے سپرد انکا خیال رکھنا"دلاور صاحب اشتعاق صاحب اور اریب سے مخاطب تھے

" انکل آپ فکر نہ کریں اب یہ ہماری ذمہ داری نہیں فرض ہے تو انشاء اللہ آپ کو کوئی شکایت نہیں ملے گی" وہ دلاور صاحب سے مخاطب تھا مگر نظریں بار بار مسکان کی طرف اُٹھ رہی تھیں جو پنک فراک میں اُسکی کا ہم رنگ دوپٹہ اپنے مخصوص انداز میں دائیں کندھے پر پھیلائے مصنوعی آرائش سے پاک انتہائی پُرکشش لگ رہی تھی

"بھائی صاحب۔۔۔یہ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اب بھابھی اور مسکان آپکی ذمہ داری ہیں انکا خیال رکھیئے گا" بیگم دلاور گوگیر لہجے میں بولی انکے لہجے میں اپنائیت ہی اپنائیت تھی

" آنٹی آئی ہوپ اب یہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکیں گے" نا چاہتے ہوئے بھی مسکان کا انداز طنزایہ ہو گیا جس پر مما کے ساتھ ساتھ اریب نے بھی اُسے گھوری سے نوازہ تھا

" آئی تھینک اب ہمیں نکلنا چاہیے" اریب نے انھیں دیکھتے ہوئے کہا تو سب اُسکی تائید میں کھڑے ہو گے

" میں سامان لے کر آتی ہوں" وہ دونوں پہلے ہی اپنا سامان پیک کر چکی تھی مسکان کا وہاں سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر مما کی وجہ سے وہ جا رہی تھی وہ انھیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی

"کیا آپ کو کچھ نہیں لینا" اریب نے اُسے وہی بت بنے کھڑا دیکھا تو بولا سب کے سامنے اُسکے اتنے عزت سے بلانے پر مسکان نے حیرت سے اُسے دیکھا اور سوچا کتنا دوغلا انسان تھا وہ سب کے سامنے کچھ اور اور اکیلے میں کچھ اور۔۔۔۔۔

" جی۔۔۔ابھی لاتی ہوں " وہ بھی سنجیدگی سے کہتی اوپر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔کچھ دیر بعد سبھی جانے کے لیے تیار تھے مگر مسکان ابھی تک نہیں آئی تھی

" چاچو آپ گاڑی میں بیٹھیں میں انہیں لے کر آتا ہوں " وہ اشتعاق صاحب سے کہتا اوپر اُسکے روم کی طرف چلا گیا تو سبھی باہر آگئے جہاں گاڑی کھڑی تھی

" کیا جانا نہیں ہے" وہ روم میں داخل ہوا تو اُسکا بیگ بیڈ کے پاس رکھا تھا جس میں یقیناً وہ اپنا سامان رکھ چکی تھی خود کھڑی کے پاس کھڑی باہر ناجانے کیا دیکھ رہی تھی تو وہ بھی اُسکے پاس چلا آیا

" جس جگہ آپکی زندگی کا ایک حصہ گزرا ہو اُسے چھوڑنا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے" وہ بنا اُسکی طرف دیکھے ایک ٹریس کی سی کیفیت میں بولی

" اور ہر تکلیف کے بعد آسانی ہوتی ہے کیا تم اس بات سے ناواقف ہو " وہ اسکی طرف رخ کیا کھڑا تھا اُسکے گلابی گال رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے

" کچھ تکلیفوں کا مداوہ ممکن نہیں ہوتا" وہ اسی انداز میں بولی

" تمہاری آگے کی زندگی میں صرف خوشیاں اور محبتیں ہوں گی بلیومی" وہ پُر یقین انداز میں اُسے یقین دلاتا بولا

" آپکو پتا ہے پہلے مجھے بھی محبتوں کی کمی محسوس ہوتی تھی۔۔۔جب۔۔۔۔اپنے آس پاس کے لوگوں کی اتنی محبت کرنے والی فملیز دیکھتی تھی سوچتی تھی۔۔۔۔۔ کبھی تو میرے پاس بھی یہ سب ہو گا فملیی، نام۔۔۔ محبتیں یہ سب ہو گا پھر لوگ مما کو بد..... کردار اور مجھے نا۔۔۔ناجاا۔۔۔ئز جیسے گھٹیا الفاظ سے نہی پکاریں گے" وہ آج ایک بار پھر خود کو اُسکے سامنے کھو رہی تھی وہ رو رہی تھی مگر اتنے سخت الفاظ ادا کرتے ہوئے اُسکی زبان ایک بار بھی نہیں لڑ کھڑائی تھی شاید اپنے آس پاس کے لوگوں سے وہ یہ لفظ اتنی بار سن چکی تھی کہ اب عادی ہو گئی تھی اریب کا دل چاہ اُسے سینے سے لگا کر اُسکے سارے درد وہ لے لے ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ پھر سے بولی اریب نے اُسے روکا نہیں وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال دی

"۔۔۔ایک عرصے تک میرا محبت کا کشکول خالی رہا۔۔۔۔میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ۔۔۔جہاں دنیا محبت کے سمندر میں ڈوبی ہے کیا اُسی دنیا میں میرے لیے ایک قطرہ محبت کا کافی ہے۔۔۔۔مما کی محبت میرے لیے ایسی تھی جیسے صحرا میں پانی کا ایک قطرہ۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ ایک قطرہ صحرا کے پیاسے کے لیے زندگی کی نوید

ہوتا ہے میرے لیے بھی ویسا ہی تھا جیسا بھٹکے ہوئے صحرائی کے لیے پانی کی ایک بوند۔۔۔۔۔۔۔پھر گزرتے وقت کے ساتھ مجھے۔۔۔۔احساس ہوا کہ مما کی محبت ہی میری زندگی کا کُل اثاثہ ہے انکی محبت میرے لیے کافی ہے اور اب مجھے انکے علاوہ کسی کی بھی ضرورت نہیں۔۔۔کسی کی بھی نہیں" وہ بے رحمی سے آنسو رگڑتے ہوئے بولی اُسکی بات سن کر اریب نے ایک گہرا سانس لیا وہ کتنے درد میں تھی اُسکا اندازہ اریب کو اُسکے لفظوں سے ہوا وہ کس قدر احساسِ کم تری کا شکار تھی زندگی میں وہ کتنا کچھ فیس کر چکی تھی شاید اُسکے ساتھ جو ہو چکا تھا اُسکا کوئی مداوہ نہیں تھا لیکن وہ کوشش کرنا چاہتا تھا اُسے اُسکے حصے کی خوشیاں لوٹانے کی۔

" چلو۔۔۔نیچے چلیں۔۔۔چچی اور چاچو ویٹ کر رہے ہیں" وہ نرمی سے اُسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا تو اُسنے اپنے انسو صاف کیا پھر اریب کے پیچھے چل دی جو اُسکا بیگ اُٹھائے پہلے ہی کمرے سے نکل چکا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جن راستوں پر وہ سفر کر رہے تھے وہ اُنکے کیے انجان بالکل بھی نہیں تھے مگر اب ویسے نہیں تھے جیسے انھوں نے کبھی دیکھے تھے ان راستوں سے گزرتے ہوئے انکے زخم ایک بار پھر سے تازہ ہونے لگے وہ طوفانی رات دو دن کی کمبل میں لپٹی بچی۔۔۔خوف ناک راستے اور اکیلی عورت۔۔۔۔یہ سوچتے ہی انھیں وہی خوف محسوس ہوا جو انھوں نے اُس رات محسوس کیا تھا لیکن اب وہ راستے بدل چکے تھے سڑکیں اتنی ویران نہیں تھی یا اب دن کا وقت تھا اس لیے وہ خوبصورت لگ رہی تھی جو رات کی تاریکی میں خوفناک ہو جاتی آنسو انکی آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے تھے مسکان بھی کھڑکی سے باہر نظریں جمائے ناجانے کن سوچوں میں گم تھی ڈرائیو کرتا اریب بھی کبھی اُس پر نظر ڈالتا اشتعاق صاحب بھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھے گاڑی میں مسلسل خاموشی تھی تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد گاڑی ایک خوبصورت پرانے انداز میں بنی حویلی کے سامنے روکی ہارن کی آواز پر دروازہ کھولا گیا اریب نے گاڑی وہی روک دی اشتعاق صاحب اور اُسکے گاڑی سے نکلنے کے بعد انھیں بھی نکلنا پڑا بے اختیار ہی انھوں نے ایک نظر حویلی کی عمارت پر ڈالی جو اپنی پوری شان کے

ساتھ کھڑی تھی اُس عمارت کی درودیوار سے غرور و تکبر ٹپکتا تھا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اس حویلی کے مالکن میں غرور نہ ہوتا پھر ایک نظر انھوں نے اُسکے کشادہ لان پر ڈالی وہ بھی ویسا ہی تھا بس کچھ نئے پھولوں کا اضافہ ہو چکا تھا جب وہ پہلی بار حویلی آئی تھی تو انھیں وہ لان بہت اچھا لگا تھا وہ اپنا زیادہ وقت لان پھولوں کے درمیان ہی گزارتی تھیں

" چلیں" انھیں وہی کھڑا دیکھ اشتعاق صاحب ان کے نزدیک آکر بولے تو وہ پرانی یادوں سے نکلی

"اش۔۔۔تعا۔۔۔ق۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔یہا۔۔ں۔۔۔۔"بوکھلاہٹ، ڈر، ایک بار پھر ٹھوکرائے جانے کا خوف کیا کچھ نا تھا انکی آنکھوں کے سامنے ماضی کی وہ بھیانک رات ایک بار پھر سے آئی انھیں لگا ماضی ایک بار پھر سے اُنکے سامنے آن کھڑا ہوا ہے

"گھبرائیں نہیں کچھ نہیں ہو گا" اشتعاق صاحب نے انھیں حوصلہ دیا

" لیکن۔۔۔۔بب۔۔بڑ۔۔۔ی۔۔۔۔ما۔۔۔ں۔۔۔۔"یہ سوچ ہی ان کے لیے جان لیوا تھی کہ اگر ایک بار پھر انھیں انکی بیٹی کے سامنے ٹھوکرا دیا گیا کیا وہ اس بار سہہ پائیں گی

" فکر نہ کریں میں ہوں نا آپ کے ساتھ" اشتعاق صاحب نے انکا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا تو انھوں نے اُنکی جانب دیکھا ان آنکھوں میں یقین اعتماد بھروسہ تھا

" مما۔۔۔۔پلیز۔۔۔"مسکان جانتی تھی انکے لیے کتنا مشکل تھا وہاں جانا جہاں سے انھیں دھکے دے کر نکالا گیا تھا مگر وہ چاہتی تھی کہ اب وہ ہمت کریں اور اپنا حق وصول کریں

" چچی۔ہم سب ہیں نا۔۔۔آپ فکر نہیں کریں ایم شیو چاچو سنبھال لیں گے" اریب نے بھی انھیں یقین دلانا چاہ تو وہ بھی اثبات میں سر ہلا کر آگے کو بڑھی

"کاش وہ پہلے ہی سنبھال لیتے" وہ آہستہ آواز میں بولی تھی مگر اریب اور اشتعاق صاحب نے اُسکی بات ضرور سن تھی جس پر اشتعاق صاحب نے ندامت سے نگاہ جھکا لی وہ جانتے تھے کہ مسکان ان سے خفا ہے اسی لیے انھیں اُسکا یہ کہنا بُرا نہیں لگا جبکہ اریب کے غصے سے گھورنے پر وہ مزید کچھ نہیں بولی

اشتعاق صاحب نے پہلے آگے بڑھ کر داخلی دروازہ کو ہلکا سا دھکیلا تو وہ کھولتا چلا گیا پھر وہ نامحسوس انداز میں دو قدم پیچھے ہوئے سفیہ بیگم کا ہاتھ پھر سے اپنے ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھے اریب اور مسکان ایک ساتھ اندر داخل ہوئے اندر کی طرف بڑھتے ایک ایک قدم کے ساتھ انھیں حویلی میں گزرا ایک ایک دن یاد رہا تھا انکا اور رعنایہ بیگم کا رشتہ سگی بہنوں جیسا تھا عظمت بیگم اور رعنایہ بیگم کا انکا خیال رکھنا بڑی اماں اور رافعیہ بیگم کی اُنکے ساتھ کی زیادتیں۔۔۔۔۔آنسو بے قابو ہو کر اُنکے رخسار کو بھیگو رہے تھے انھوں نے ایک نظر چاروں طرف دیکھا اندر کافی کچھ بدل گیا تھا انھیں آج بھی یاد تھا جب پہلی بار انھوں نے دلہن بن کر اس حویلی میں قدم رکھا تھا تب بھی یہ حویلی ایسی ہی شان سے کھڑی تھی کشادہ لاونج میں اُس وقت کوئی نہیں تھا انھوں نے ایک متلاشی نگاہ چاروں طرف ڈالی کسی کو موجود نہ پا کر سوالیہ نگاہوں سے اشتعاق صاحب کو دیکھا

" اس وقت سب اپنے رومز میں ہیں آپ پہلے ریسٹ کرلیں پھر سب سے مل لیں گے" اشتعاق صاحب نے انکی حالت کے پیشِ نظر کہا

" نہیں۔۔۔پہلے آپ مما کو سب سے ملوائیں" اس سے پہلے کہ سفیہ بیگم کوئی جواب دیتی مسکان ضدی لہجے میں بولی تو ایک نظر انھوں نے اپنی بیٹی کو دیکھا

" مسکان تم چپ رہو۔۔۔۔چاچو جانتے ہیں کہ انھیں کیا کرنا ہے" اریب پہلی بار ان دونوں کے سامنے اُسے ایسے مخاطب ہوا تھا وہ ایسا کبھی نا کرتا مگر اُسے مسکان کااشتعاق صاحب سے اس انداز میں بات کرنا قطعی اچھا نہیں لگا تھا

" اریب۔۔۔ٹھیک کہہ رہی ہے میری بیٹی " اشتعاق صاحب نے اریب کو اُسے مزید کچھ کہنے سے روکا انکے میری بیٹی کہنے پر مسکان نے استنزائیہ سے انداز میں انھیں دیکھا گویا کہہ رہی ہو آپ کو یاد ہے کہ میں آپ کی بیٹی ہوں اُسکی نظروں کا مفہوم سمجھ کر وہ اپنی نگاہیں جھکائے ایک طرف کو بڑھ گئے اریب نے ایک نظر مسکان کو دیکھا اُسکے دیکھنے پر مسکان نے بھی نگاہیں پھیر لی کچھ ہی دیر بعد اشتعاق صاحب جس ہستی کے ساتھ لاونج میں داخل ہویے انھیں دیکھ کر سفیہ بیگم بے اختیار ہی دو قدم پیچھے کو ہٹی دائیں جانب سے اشتعاق صاحب کے ساتھ آتی بڑی اماں انھیں دیکھ کر وہی رک گئی

"یہ۔۔۔یہ یہاں کیا کر رہی ہے" کچھ دیر تو بڑی اماں کو اُنکی موجودگی کا یقین نہ ہوا انھیں اپنی آنکھوں پر گمان گزرا پھر یقین آنے پر گویا چلائی

" یہ میری بیوی ہے تو۔۔۔"انکے چلانے پر اشتعاق صاحب بھی غصے سے بولے مگر بڑی اماں نے اُنکی بات کاٹ دی

" یہ ایک بد چلن اور بد کر۔۔۔۔"

" بڑی اماں پلیز" انکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اشتعاق صاحب ضبط کے باوجود غصے سے چلائے تو انھیں اپنی سماعتوں پر یقین نہ ہوا سفیہ بیگم نے بھی بے یقینی کی سی کیفیت میں انھیں دیکھا اریب اور مسکان بھی اپنی جگہ حیران تھے کسی نے انھیں اتنے غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا شور کی آواز پر سبھی اپنے کمروں سے نکل آئے تھے سفیہ بیگم کو دیکھ کر جہاں بڑے سب حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے کھڑے تھے وہی ینگ پارٹی کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی مسکان کو وہاں دیکھ کر حارث نے ایک نظر اریب کو دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے معاملہ پوچھنے کی کوشش کی مگر اریب کے اشارے پر کہ سب ٹھیک ہے وہ خاموش ہو گیا مسکان کے ساتھ اُسکی مما کو وہاں دیکھ کر اُسے زیادہ حیرت ہوئی تھی

" مسکان۔۔۔تم یہاں۔۔۔۔او مائے گاڈ" کلثوم مسکان کو وہاں دیکھ کر تیزی سے اُسکی جانب بڑھی اور اُسے گلے لگا لیا اُسکی اس حرکت پر اریب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا باقی سب بڑی اماں کے ریکشن سے خوفزدہ تھے رافعیہ بیگم بھی ابھی تک حیرت کی مورت بنی کھڑی تھی انھیں سفیہ بیگم کی وہاں موجودگی کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی

" کلثوم۔۔۔دور ہٹیں اُسے" بڑی اماں کی کڑدار آواز پر وہ ان کی طرف پلٹی اور سوالیہ انداز میں بولی

" لیکن کیوں" سوال کے بعد اُسنے سب کی طرف دیکھا سبھی وہاں موجود تھے رعنایہ بیگم، رضا صاحب، عظمت بیگم، روحیل۔حارث،ساریہ، حماد، رافعیہ پھوپھو آمنہ یہاں تک کہ رافعیہ پھوپھو کی بڑی بیٹی سمیرا بھی موجود تھی مگر سبھی خاموش تھے

" آپ سب اپنے کمروں میں جائیں" وہ کلثوم کے بعد سبھی ینگسٹرز سے مخاطب تھیں ان بات سن کر سبھی ناچاہتے ہوئے بھی اپنے کمروں میں چل دیے جس پر مسکان طنزائیہ سی مسکرائی تھی

" کیا آپ نے سنا نہیں ہم نے کیا کہا"اب وہ اریب سے مخاطب تھیں جو ابھی بھی وہی موجود تھا

" جس وجہ سے آپ نے ان سب کو یہاں سے جانے کو کہا ہے میں اس وجہ سے واقف ہوں " وہ کمال اعتماد سے بولا اس بات سن کر بڑی اماں نے قہر آلود نگاہ رعنایہ بیگم پر ڈالی تو وہ نظریں جُھکا گئیں

" اشتعاق۔۔۔اس عورت کو ابھی اسی وقت یہاں سے دفع کرو" وہ اریب کی بات نظر انداز کرتی اشتعاق صاحب سے مخاطب تھی انکا لہجہ اور الفاظ دونوں زہر آلود تھے

" بڑی اماں۔۔۔سفیہ میری بیوی اور اس حویلی کی بہوہے وہ کہی نہیں جائے گی" وہ اٹل انداز میں بولے بڑی اماں کے رویے اور اشتعاق صاحب کے فصیلے پر سفیہ بیگم کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی

" یہ بد کردار عورت اس حویلی کی بہو نہیں ہے" بڑی اماں پہلے سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے بولی تو مسکان کا ضبط جواب دے گیا وہ اپنی مما کے کیے ایسے الفاظ کبھی نہیں سن سکتی تھی

"زبان سنبھال کر بات کریں پلیز۔۔۔۔۔آپ بڑی ہیں اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ مما۔۔۔۔۔۔۔"بڑی اماں کے بار بار سفیہ بیگم کو بد کردار اور بدچلن کہنے پر وہ مزید برداشت نہ کر پائی تو بول پڑی کوشش کے باوجود وہ اپنے الفاظ کی سختی روک نہیں پائی تھی

" مسکان۔۔۔"اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی سفیہ بیگم نے اسے روکا دیا انھوں نے اُسکی تربیت ایسی نہیں کی تھی کہ وہ بڑوں سے بدتمیزی کرے مگر اپنی مما کے لیے وہ کسی سے بھی لڑ سکتی تھی

"یہ میری بیٹی ہے" بڑی اماں کے سوالیہ انداز میں اُسے دیکھنے پر اشتعاق صاحب بولے بڑی اماں کے ساتھ ساتھ مسکان بھی طنزائیہ سا مسکرائی کہ آج کی تاریخ میں انھوں نے دو بار اُسے میری بیٹی کہا تھا جو بیس سال پہلے یہ بھی بھول گئے تھے کہ انکی کوئی بیٹی بھی ہے اس سب کے دوران باقی سب خاموش تھے

" تمہاری بیٹی؟ جانتے ہو حقیقت کیا ہے پھر بھی" وہ طنزائیہ انداز میں بولی انکے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی ایک نظر مسکان کو دیکھا پھر انھیں دیکھ کر بولی مسکان سکتے کی سی کیفیت میں انکی گفتگو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

" بہت اچھے سے جانتا ہو کہ حقیقت کیا ہے" وہ قہر آلود نظر رافعیہ بیگم پر ڈال کر بولے

" تمہیں۔۔۔بہت غصہ آیا اپنی ماں کی اصلیت جان کر لیکن یہی حقیقت ہے پوچھو اسے کیوں چھوڑا تھا اشتعاق نے اسے۔۔۔کون ہے تمہارا باپ یہ یا کوئی۔۔۔۔۔۔"وہ جو پہلے ہی گو بگو کی سی حالت میں کھڑی تھی انکی بات پر اُسے ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا اس بات سے تو انجان تھی کہ کیوں انھیں چھوڑ دیا گیا تھا وہ جب بھی مما سے پوچھتی وہ نصیب کا لکھا کہہ کر ٹال دیتی تو یہ بات تھی اتنا بڑا الزام لگایا گیا تھا اُسکی ماں پر اور وہ پھر سے انھیں اس جہنم میں لے آئی تھی اگر وہ اس سب سے واقف ہوتی تو مر کر بھی انھیں یہاں واپس نہ آنے دیتی

"رافعیہ۔۔۔اپنی زبان کو لگام دو" رافعیہ بیگم کی بات پر اشتعاق صاحب غصے سے چلائے تو انکی بات ادھوری رہ گئی انکی اس قدر زور سے چلانے پر سبھی نے انکی طرف دیکھا جن کا چہرہ اور آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھی مگر مسکان تو رافعیہ بیگم کی باتوں میں ہی گم تھی اُسے اردگرد کی کچھ خبر نہیں تھی اریب نے اُسکی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اشتعاق صاحب نے اُسے روک دیا شاید وہ چاہتے تھے کہ وہ خود اس سب کا سامنا کرے بنا کسی کی سپوٹ کے

" یہ مت بھولیئے کہ آپ اپنی بڑی بہن سے مخاطب ہیں۔۔۔۔۔۔"

"بڑی بہن۔۔۔۔۔اونہہ۔۔۔بڑی بہن ہونے کا خوب فائدہ اُٹھایا انھوں نے" وہ بڑی اماں کی بات کاٹ کر ناگواریت سے بولے سبھی ان کی طرف متوجہ تھے جبکہ اریب کا دھیان اب بھی مسکان کی طرف ہی تھا جو وہاں موجود ہو کر بھی وہاں نہیں تھی

"ہم کچھ نہیں سننا چاہتے۔۔۔ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ یہ عورت ہماری بہو نہیں۔۔۔نکل جاؤ" وہ پہلے اشتعاق اور پھر سفیہ بیگم سے مخاطب ہوئی

" ایک منٹ۔۔۔"مسکان کی آواز پر سب نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا سب کی نظریں خود پر پا کر وہ بولی

" آ۔۔۔آ۔۔۔اگر۔۔۔میں یہ۔۔۔ثابت کر دوں کہ۔۔۔میری مما بے گناہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔تو کیا۔۔۔جو قصور وار ہے۔۔۔اُسے سزا ملے۔۔۔گی" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی اریب نے بے یقینی کی سی حالت میں اُسے دیکھا جیسے وہ جانتا ہو کہ وہ کیا کرنے والی ہے اُسکی بات پر سب ہی نے حیرت سے اُسے دیکھا

" بے گناہ۔۔۔۔۔بی بی یہ عورت بد کر۔۔۔۔۔۔"

" ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی"رافعیہ بیگم کی بات کاٹتے ہوئے وہ انھیں غصے سے دیکھ کر بولی

" کیا مما کے بے گناہ ثابت ہونے پر آپ اُسے سزا دیں گی جو قصوراور ہے" اب وہ براہ راست بڑی اماں سے مخاطب تھی

"لی۔۔۔لیکن۔۔۔یہ۔۔۔۔گنا۔۔۔ہ۔۔۔گار ہے" مسکان کے اس طرح سوال پر وہ گڑبڑا گئیں

" یہ میرے سوال کا جواب نہیں" وہ اب بنا ڈر کے مکمل اعتماد کے ساتھ بول رہی تھی اریب اُسکے انداز پر دھیرے سے مسکرا دیا

" وعدہ رہا۔۔۔اگر یہ عورت۔۔۔"

"عورت نہیں۔۔مسز اشتعاق خان" وہ انکی بات کاٹ کر فخرایہ انداز میں بولی اس کے انداز پر سوائے رافعیہ بیگم کے سبھی مسکرا دیے بڑی اماں کا چہرہ سپاٹ تھا بنا کسی تاثر کے

" ٹھیک ہے دو دن کے اندر آپ کو اس بات کا ثبوت مل جائے گا کہ میں سفیہ اور۔۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رُکی اشتعاق صاحب کو دیکھا

" اور۔۔۔۔انکی۔۔۔بیٹی ہوں" آنسو روکنے کی کوشش میں اُسکا چہرہ سرخ ہو گیا

" ٹھیک ہے لڑکی ہمارا بھی وعدہ رہا پھر گناہ گار کوئی بھی ہوا اُسے سزا ہم دیں گے" اُسکی بات سن کر بڑی اماں بھی حتمی انداز میں فصیلہ کرتی بولی انکی بات پر رافعیہ بیگم کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور ایک گیا

" لیکن بڑی اماں۔۔۔"انھوں نے کچھ کہنا چاہ مگر بڑی اماں نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں روک دیا

" اگر تم ایسا نہ کر پائی تو دو دن بعد اپنی ماں کو لے کر چلی جانا " وہ اپنا فصیلہ سنا کر وہاں روکا نہیں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں رافعیہ بیگم بھی اُنکے پیچھے ہو لی بڑی اماں کے جاتے ہی سب سفیہ بیگم کی طرف بڑھے سبھی بہت پیار سے ان سے ملے رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم سے گلے ملتے وہ خوب روئی رعنایہ بیگم نے محبت بھری نظروں سے بیٹے کو دیکھا جس نے بیس سالوں کی دوریاں مٹا دی تھی اپنوں کو اپنوں سے ملوا دیا تھا سبھی مسکان سے بھی محبت سے ملے اُسے ڈھیروں دعائیں دی

" مما۔۔۔آپ کی طعبیت خراب ہو جائے گی" انھیں مسلسل روتا دیکھ وہ انکے قریب صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی ڈاکٹر نے انھیں سٹریس لینے سے منع کیا تھا

" مسکان ٹھیک کہہ رہی ہے اب آپ کو آرام کرنا چاہیے" اشتعاق صاحب نے بھی مسکان کی تائید کی

' چاچو آپ انھیں کمرے میں لے جائیں" اریب اشتعاق صاحب سے بولا

" تھینک یو بیٹا۔"وہ اُسے گلے لگا کر بولے تو رضا صاحب اور رعنایہ بیگم دونوں نے مسکرا کر اپنے بیٹے کو دیکھا

"اب آپ چچی کو روم میں لے جائیں ورنہ انہیں بُرا لگ جائے گا " وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے مسکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شوخ انداز میں بولا تو سوائے مسکان کے سبھی کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئ

"چلیں" اشتعاق صاحب نے انھیں ہاتھ کے اشارے سے چلنے کا کہاتو ہو بھی کھڑی ہو گئ

" مما اپنا خیال رکھیئے گا" انھیں جانتا دیکھ مسکان بولی

" بیٹا اب آپ کی مما کسی اور کی ذمہ داری ہیں اور مجھے پوری اُمید ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری اچھے سے نبھائیں گئے" رضا صاحب اُسے فکرمند ہوتا دیکھ اُسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے تو وہ بھی اثبات میں سر ہلا کر آسودہ سا مسکرا دی اشتعاق صاحب سفیہ بیگم کر لے کر ایک طرف کو گئے وہ انھیں جاتا دیکھتی رہی ایک طرح سے وہ مطمن بھی تھی جتنا اُسنے سوچاتھا اُسے بڑھ کر انھوں نے مما کا ساتھ دیا تھا اور بڑی اماں اور رافعیہ بیگم کے علاوہ سبھی ان سے اچھے سے نا صرف ملے تھے بلکہ انکا خیال بھی رکھ رہے تھے اب اُسے اپنی مما کو پاک دامن ثابت کرنا تھا یقیناً اُسکے لیے یہ ایک مشکل فصیلہ تھا کسی کے لیے بھی یہ ایک مشکل فصیلہ ہی ہوتا کہ وہ خود کا وجود جائز ثابت کرے اُسکے لیے بھی تھا لیکن اُسے یہ سب کرنا تھا خود سے زیادہ اپنی مما کے لیے جنھوں نے کئی سالوں تک یہ داغ اپنے ساتھ لگائے رکھا تھا اب اُسے یہ داغ مٹانا تھا

"کیا سوچ رہی ہے میری بیٹی" اُسے سوچوں میں گم دیکھ کر عظمت بیگم نے محبت بھرے انداز میں اُسے پکارا

"ن۔۔نہ۔۔۔نہیں۔۔کچھ بھی نہیں" انکے ایسے پکارنے پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی تھوڑے بوکھلا ئے انداز میں بولی

"AK۔۔۔بیٹا آپ انھیں سب سے ملوا دیں اور کلثوم سے کہیں انھیں انکا روم بھی دیکھا دیں" ویسے تو وہ یہاں پہلے بھی آچکی تھی اور تقریباً سب سے ہی مل چکی تھی مگر رعنایہ بیگم چاہتی تھی کہ ایز فمیلی ممبر وہ سب سے انٹروڈیوس ہو اوراُس طرح اُسکا دھیان بھی بٹا رہے گا وہ اور عظمت بیگم کچن کی طرف بڑھ گئی آج انھیں کچھ خاص بننا تھا آخر انکی چھوٹی حویلی واپس آئی تھی روحیل صاحب اور رضا صاحب پہلے ہی وہاں سے جا چکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" چلیں" سب کے جانے کے بعد بھی مسکان کو اُسی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کر بولا

" ک۔۔کہاں" وہ اپنی ہی کسی سوچ میں گم تھی اسی لیے اریب کی آواز پر وہ چونکتے ہوئے بولی اریب نے بھی اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

" ڈیٹ پہ" اُسے الگ ہی دنیا میں گم دیکھ کر وہ شوخیا بولا

" وٹ۔۔۔اُ۔۔۔آپ پاگل۔۔ہیں کیا" اُسکی بات سن مسکان مکمل طور پر ہوش میں آتے ہوئے بولی

" ہزبینڈ اینڈ وائف ڈیٹ پہ جا سکتے ہیں" وہ اُسے مزید تنگ کرنے کے لیے بولا اس بات پر مسکان نے بے ساختہ ہی ادھر اُدھر دیکھا کسی بھی اور کو وہاں نہ پا کراُسنے ایک گہری سانس لی

" ڈونٹ وری کسی نے نہیں سنا" اُسکی اس قدر احتیاط پر وہ مسکراہٹ دُبائے بولا

" میں آپ کی وائف نہیں ہوں" اُسکی بات نظر انداز کرتی وہ ہمت جُٹا کر بولی

" رئیلی۔۔۔کیا نکاح نامے پہ تم نے سائن نہیں کیے تھے یا پھر قبول ہے تم نے نہیں کہا تھا " وہ مکمل سنجیدگی سے بولا مسکان نے حیران کن نظروں سے اُسے دیکھا وہ تو ایسے بات کر رہا تھا گویا اُنکا نکاح نارمل انداز میں ہوا ہو

" صرف نکاح ہوا ہے" وہ بھی انتہائی سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھی لیکن اریب کی بات پر رُک گئی

" تو کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تم میری منکوحہ سے پروپر بیوی بنو" اُسکا انداز سنجیدہ تھا مگر وہ مسکراہٹ روکے صرف اُسے تنگ کر رہا تھا مسکان کا منہ دوسری طرف تھا اسی لیے وہ اسکا مسکراہٹ روکنا دیکھ نہیں پائی تھی

" آئی تھینک آپکی مما آپ کو کچھ اور کہہ کر گئی ہیں" اُسکی بات نظر انداز کرتی بولی

" میڈم وہ آپکی تائی امی بھی ہیں " وہ مسکراتے ہوئے بولا اور اُسے دو قدم آگے بڑھا کر اُسے بھی چلنے کا اشارہ کیا ہ دونوں بھی اُسی طرف آئے تھے جہاں سفیہ بیگم کو لے کر اشتعاق صاحب آئے تھے سیڑھیاں عبور کرکے وہ فرسٹ فلور پر آئے اُسنے ایک سرسری سا جائزہ لیا وہاں تمام کمرے ایک دائرے کی شکل میں بنے ہوئے تھے جن کے سامنے راہداری تھی ریگلنگ سے نیچے دیکھنے پر ہال نظر آتا وہ اُسے سیڑھیوں سے بائیں جانب بنے چوتھے کمرے میں چھوڑ کر خود کچھ دیر میں آنے کا کہہ گیا اریب کے جانے کے بعد اُسنے کمرے کا جائزہ لیا کمرہ کافی کشادہ تھا بلیک اور گرے تھیم سے سجائے گئے کمرے کی ہر چیز کافی قیمتی معلوم ہوتی تھی دریوار پر لگی مہنگی پینٹنگز کمرے کے وسط میں رکھے گنگ سائز بیڈ بائیں جانب کی دیوار میں دو دروازے تھے جو یقیناً ایک ڈریسنگ اور ایک باتھ روم کا تھا بیڈ کے سامنے کی دیوار گلاس وال تھی بیڈ کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل اور بیڈ کے سامنے ہی ٹو سیٹیڈ صوفہ رکھا تھا وہ چلتی ہوئی گلاس ویل تک آئی آف وائٹ پردے ہٹا کا لان میں دیکھ جہاں مالی کام میں مصروف تھے لیکن یہ لان کا وہ حصہ نہیں تھا جو وہ دیکھ چکی تھی حویلی چونک وسط میں بنائی گئی تھی اور اسکے چاروں اطراف میں خوبصورت لان تھے لان سے باہرکشادہ سڑک پر گاڑیاں نہ ہونے کے برابر تھیں تقریباً پندرہ منٹ کے بعد دروازہ کھولنے کی آواز پر وہ مڑی تو اریب کے ساتھ باقی سب بھی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے اریب یقیناً انھیں تمام صورت حال سمجھا کر لایا تھا اسی لیے کسی نے بھی اُسے ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے وہ ہرٹ ہو یا اُسے بُری لگے

" مسکان۔۔۔۔تمہیں پتا ہے میں بہت خوش ہوں کیونکہ اب ہم ہمیشہ اکھٹے رہیں گے" کلثوم اُسے ایک بار پھر گلے لھاتے ہوئے بولی

" اُوئے جھوٹی۔۔۔جھوٹ کیوں بول رہی ہے" حماد فوراً ہی بولا سب کے ساتھ مسکان نے بھی نا سمجھی سے اُسے دیکھا

" میں نے کیا جھوٹ بولا" کلثوم تو خود کو جھوٹا کہنے پر پھٹ ہی پڑی تھی

" کل تمہارا نکاح ہے پرسوں تم رخصت ہو جاؤ گی اور ابھی تم مسکان سے بول رہی کہ ہم اکھٹے رہیں گے" حماد نے اُسے اُسکا فیئچر بتایا آخری بات اُسنے کلثوم کے ہی انداز میں کی تو سب کی کھلکھاہٹ میں مسکان کی خوبصورت سی ہسنی بھی شامل تھی

" ایکسکیوز میی۔۔۔۔۔"

"ایکسکیوزڈ" اُسے پہلے کہ کلثوم بات مکمل کرتی حماد ہاتھ اُٹھاتا احسان جتانے والے انداز میں بولا مسکان ان دونوں بہن بھائی کی نوک جھوک سے کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی

" اوکے۔۔۔اوکے گاز سٹاپ باقی کی جرح کل تک کے لیے ملتوی کرتے ہیں اور ابھی انھیں آرام کرنے دیتے ہیں" اریب انھیں مزید بحث کرتا دیکھ بولا وہ چاہتا تھا مسکان کچھ دیر آرام کر لے تا کہ اُسے دماغی سکون میسر ہو اریب کے اس طرح کہنے پر سب نے معنی خیز نظروں سے اریب کو دیکھا

"کیا" انھیں خود کو ایسے دیکھتا پا کر وہ سوالیہ انداز میں بولا

" کچھ نہیں چلو سب مسکان یہ آپ کا روم ہے اب آپ ریسٹ کریں ڈنر پر ملتے ہیں" ساریہ نے اریب کو دیکھا پھر مسکراتے ہوئے سب کا دھیان اس جانب سے ہٹایا

" کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک بتانا اوکے" حارث محبت اور شفقت بھرے لہجے میں اُسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا بے اختیار ہی اُسکے آنسو بہنے لگے جنہیں وہ چاہ کر بھی روک نہیں پائی

"او۔کم اُن سسٹر روتے نہیں۔۔۔سب ٹھیک ہے اور جو نہیں وہ بھی جلدی ہو جائے گا" حارث اُسے پیار سے اپنے بازوں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی اُسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اندر آنے والی ہستی کو دیکھ کر سبھی حیران تھے

"ہائے۔۔۔۔۔۔"آمنہ کی آمد پر مسکان کے ساتھ ساتھ سبھی حیران تھے کسی کو بھی اُسکے وہاں آنے کی اُمید نہیں تھی

"مسکان۔۔۔یہ آمنہ ہے۔۔۔۔ہماری پھوپھو کی بیٹی" کلثوم نے اُسکا تعارف کروایا تو اُسنے ایک ادا سے کندھے پہ آئے بال پیچھے کیے

" تو تم ہو ہماری نیو کزن" وہ مسکان کو بغور دیکھتے ہوئے بولی اُسکا انداز کافی عجیب تھا

" ہمارے لیے نیو نہیں۔۔۔ہاں تمہارے لیے ہے" اریب نے اپنے اور کلثوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

" یہ ہماری کزن ہے یا نہیں یہ ابھی تک کنفرم نہیں ہوا" اُسکے انداز پر سبھی نے اُسکی طرف دیکھا آمنہ کے انداز اور لہجے پر اریب نے سرخ آنکھوں سے اُسے گھورا

" ارے ایسے کیا دیکھ رہے ہو ابھی تک یہ ثابت نہیں کر پائی کہ یہ ناجائز۔۔۔۔۔۔۔۔"سب کی گھوریوں کو نظرانداز کرتی وہ مسکان کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھتے ہوئے محظوظ کن انداز میں بول رہی تھی کہ اریب کی گرجدار آواز پر وہ خاموش ہوئی

" شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ اینڈ مائنڈ یور لینگویج ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم ایک لڑکی ہو" اریب سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ اُسے گھورتے ہوئے بولا اریب کے ایسے ریکشن پر آمنہ تو آمنہ مسکان بھی ڈر گئی کسی کو اُسکے ایسے ریکشن کا اندازہ نہیں تھا

" اریب۔۔۔تم اس لڑکی کے لیے۔۔۔۔"آمنہ ایک لمحے کے لیے تو اریب کے انداز پر ڈر گئی مگر جلد ہی خود کو سنبھال کر کھڑے ہوتے ہوئے بولی

"گیٹ اوٹ۔۔۔۔"اسے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی اریب دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

"لیکن کیوں؟" وہ انجان بنتے ہوئے سوالیہ انداز میں بولی

" آئی سیڈ گیٹ اوٹ فرام ہیئرناؤ" اب کی بار وہ دھاڑا تو آمنہ پیر پٹختی وہ سے چلی گئی مگر مسکان کو غصے سے گھورا نہ بھولی

"اریب۔۔۔کول ڈون" حارث سے اُسے پرسکون کرنے کی کوشش کی

" تم نے دیکھا نا وہ مسکان۔۔۔۔۔"وہ بولتے بولتے رک گیا ایک نظر سب پر ڈالی سبھی اُسے ہی دیکھ رہے تھے مسکان سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی

" آئی۔۔۔آئی مین اُسے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی" حارث کے علاوہ کوئی بھی وہاں اُسکے اور مسکان کے رشتے کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور فحال وہ کسی کو بھی بتانے یا سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھا اسی لیے قدرے سنبھلتے ہوئے بولا

"ہاں لیکن بھیا اتنا ہارش ریکشن۔۔۔۔آئی مین آپ تو اُسکی نیچر جانتے ہیں نا ابھی اگر اُسنے بڑی اماں یا پھوپھو کو کچھ کہہ دیا تو" کلثوم نے اُسکے ایسے ردِعمل کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا

" ہوں اریب ابھی اگر وہ بڑی اماں سے کچھ بھی کہہ دے گی تو وہ مسکان سے اور بھی بدزن ہو سکتی ہیں" ساریا نے بھی کلثوم کی بات سے اتفاق کیا

"آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔"وہ لاپرواہ سے انداز میں بولا تو مسکان نے چونکتے ہوئے اُسے دیکھا

" لیکن۔۔۔"حارث نے کچھ کہنا چاہ

" ابھی ہم مسکان کو ریسٹ کرنے دیتے ہیں ڈنر کے بعد باقی باتیں کریں گے" جب ساریا نے آنکھ کے اشارے سے اُسے کچھ بھی کہنے سے منع کیا

" اوکے مسکان اب تم ریسٹ کرو ڈنر پر ملتے ہیں۔۔۔۔ہوں اوکے" سب سے بات کرنے کے بعد وہ مسکان کی طرف مُڑی جو اب بھی مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی اُسے پیار سے کہنے کے ساتھ ہی وہ کلثوم اور حماد کمرے سے چلے گئے۔

" زیادہ سوچ وچار پر ٹائم ویسٹ مت کرنااور ریسٹ کرنا سب کچھ بہت جلد ٹھیک ہوجائے گا" حارث شفقت سے اُسکے سر پو ہاتھ رکھتے ہوئے بولا حارث کی اُس سے اس قدر محبت پر اُسنے پُر نم نگاہوں سے اُسے دیکھ تو وہ پیار سے اُسکا گال تھپتھپا کر چلا گیا

" تم ٹھیک ہو" سب کے جانے کے بعد وہ مسکان کی طرف متوجہ ہوا

" آ۔۔۔آپ کو۔۔۔ان سے۔۔۔ایسے بات۔۔۔نہیں کرنی چاہیے تھی" اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ ہکلاتے ہوئے بولی اریب کی نظریں ہمیشہ اُسے کنفیوز کر دیتی

"اُووو ہاں اُسے۔۔۔اُوپسس۔۔۔اُسے نہیں انھیں۔۔۔انھیں تو میڈل دینا چاہیے تھا نا۔۔۔نہیں" مسکان کی بات پر وہ طنزائیہ انداز میں بولا

" نہیں۔۔۔۔آئی مین پھر بھی۔۔۔۔"اریب کے اس طرح طنز کرنے پر وہ اور نروس ہوئی

" پھر بھی کیا؟؟؟" وہ ذرا سخت لہجے میں بولا

" میرے سامنے تو آپکی زبان ماشاءاللہ کافی چلتی ہے لیکن جہاں بولنا تھا وہاں تمہارے منہ میں ایفی لگ گئی تھی" اُسکا انداز اب بھی طنزائیہ ہئ تھا گو کہ مسکان اُسکے سامنے بھی کم ہی بول پاتی مگر اپنا غصہ نکال ہی دیتی اریب کو مسکان کے اس طرح خاموش رہنے پر غصہ آیا تھا اُسکے مطابق اُسے خود اپنے لیا بھی لڑنا تھا جیسے وہ کچھ دیر قبل اپنی مما یعنی سفیہ بیگم کے لیے بولی تھی

" آپ جائیں یہاں سے" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ ہمت کر کے بولی

"کیوں؟؟؟" فوراً ہی پوچھا گیا

"کیوں۔۔۔کیا مطلب۔۔۔سب چل۔۔۔چلے گئے ہیں آ۔۔آپ بھی جائیں" اُسکے سوال پر مسکان دل چاہ اُسکے سر میں کچھ دے مارے

" ہاں تو سب کے ساتھ میرا کیا تعلق۔۔۔میں تمہارا ہز۔۔۔۔"

" آپ جا رہے ہیں یا میں مما کو بلاؤ" وہ اُسکی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بولی

" اوکے کال۔۔۔بلاؤ پھر میں انھیں بتا دوں گا کہ ہمارا۔۔"مسکان کی بات پر وہ مسکراہٹ دُبائے اپنے اور اُسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

"میرا اور تمہارا کیا تعلق ہے تو آیم شور انھیں بھی میرے یہاں ہونے پر اعتراض نہیں ہو گا"اُسنے 'یہاں' پر زور دیتے ہوئے بات مکمل کر کی اور پھر کن آکھیوں سے مسکان کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا

"آپ پلیز جائیں " وہ التجائیہ انداز میں بولی تو اریب کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

" پہلے پرومس کرو کہ تم آج کے بعد میر۔۔۔۔۔۔۔"اریب کی بات منہ میں رہ گئی جب مسکان اُسکی بات کاٹتے ہوئے بولی

" اوکے آئی پرومس پلیز اب جایئں" وہ جلدی سے بولی

" پہلے پوری بات تو سن لو" اریب پُرسکون سے انداز میں بولا

"نہیں۔۔پرومس کر تو لیا اب جایئں" وہ بیزار سے لہجے میں بولی اُسے ڈر تھا کہ اگر اب اریب کو کسی نے وہاں دیکھ لیا تو وہ اپنے کردار کی صفائی کیسے دے پائی گئی ابھی تو اُسے مما کو بھی بے قصور ثابت کرنا تھا

"اوکے ریلکس جا رہا ہوں لیکن یاد رکھنا اپنا پُرومس۔۔۔۔اوراپنا خیال رکھنا" وہ اُسے پُرسکون کرتے ہوئے بولا

اُسکے جاتا ہی مسکان نے دروازہ بند کیا خود وہی دروازے کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی سورج رفتہ رفتہ اپنی منزل کی طرف گمزن تھا پانچ بجنے والے تھے اور اُسے وہاں آئے تقریباً تین گھنٹے ہو چکے تھے اگلے دن کلثوم کا نکاح تھا

اور اُسے اگلے دن شام کو بڑی اماں کی فلائٹ۔۔۔اُسے پہلے اُسے اپنی مما کے ساتھ سے بد کرداری کا داغ مٹانا تھا اس لیے وہ آرام نہیں کر سکتی تھی وہ وہی بیٹھے بیٹھے اگلا لہے عمل ترتیب دینے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بیٹا کیا آپ شور ہو کہ آپ یہ کرنا چاہتے ہو" وہ جو حویلی جانے سے پہلے ہی فصیلہ کر چکی تھی کہ کچھ بھی کرکے اپنی مما کے نام کے ساتھ سے وہ بدنما داغ جسے لوگ انھیں بدکردار کہتے مٹا کر رہے گئی اب بھی کافی منتیوں کے بعد سفیہ بیگم کے ذریعے ہی اشتعاق صاحب کے بال سمپل کے طور پر دلاور صاحب کے پاس لے کر آئی تھی تا کہ وہ ان دونوں کے بالوں سے ڈی این اے ٹیسٹ کرو سکے

" جی انکل میں کمپلیٹلی مطمن ہوں " وہ پُرسوچ سے انداز میں اپنی ہتھیلیوں پر نظریں جمائے بولی

" انکل۔۔۔میں چاہتی ہوں کہ ان کے رزلٹس پرسوں شام سے پہلے حویلی والوں تک پہنچ جائیں" کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ پھر بولی

" لیکن بیٹا اتنی جلدی۔۔۔"

" میں چاہتی ہوں کہ انکے عمرے کے لیے جانے سے پہلے وہ حقیقت سے واقف ہو جائیں۔۔۔۔۔"وہ دلاور صاحب کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی بول پڑی

" لیکن میرے خیال سے بیٹا اس سب کی ضرورت نہیں انکے آنے تک سب نارمل ہو جائے گا" وہ اُسکی اندرونی حالت کے پیشِ نظر بولے

" انکل اب اگر اسی وقت بھی سب کچھ نارمل ہو جائے میں تب بھی یہ سب کروانا چاہوں گی۔۔۔۔۔وہ سب جو میں۔۔۔۔ محض پیچھلے چند گھنٹوں سے محسوس کر رہی ہو وہ مما پیچھلے ناجانے کتنے سالوں سے برداشت کر رہی ہیں۔۔۔۔اب میں سب کے سامنے حقیقت پروفس کے ساتھ لانا چاہتی ہوں " وہ ٹھر ٹھر کر مگر پُر عزم سے انداز میں بول رہی تھی دلاور صاحب کو اُسکی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک نظر آئی تھی

" لیکن بیٹا آپ۔۔۔"

" آئی نو انکل تھوڑا مشکل ہے آخر خود کا جیتا جاگتا وجود مجھے ثابت کرنا مگر اٹس اوکے میں مما کے لیے کروں گی" وہ بمشکل آنسو روکے بولی

" ٹھیک ہے بیٹا انکے رزلٹس انشاءاللہ میں پرسوں صبح تک ہی آپ تک پہنچا دوں گا " وہ بھی اُسکے پختہ ادارے دیکھ کر بولے ورنہ سفیہ بیگم نے انھیں پہلے ہی کال کر کے مسکان کی آمد کا بتا دیا تھا اور انھیں کہا تھا کہ وہ اُسے یہ سب کرنے سے منع کریں

" تھینکس انکل آئی نو مما نے آپ کو کال کر دی ہو گی اور یقیناً انھوں نے آپ سے یہ بھی کہا ہو گا کہ آپ مجھے یہ سب کرنے سے منع کریں لیکن پھر بھی آپ یہ سب کر رہے ہیں اُسکے لیے تھینکس۔۔۔"وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولی تو دلاور صاحب نے اُسکے صحیح اندازے پر محض مسکر کر اثبات میں سر ہلایا

"اور اب میں یہ کہہ بھی دوں گی آپ مما کو مت بتایئے گا پھر بھی آپ بتا دیں گے اس لیے نہیں کہوں گی" اب کہ وہ انھیں راضی کر چکی تھی تو قدرے مطمن انداز میں بول رہی تھی آخری بات پر وہ کُھل کر مسکرائی تو دلاور صاحب کے دل سے اُسکے لیے ہمیشہ مسکراتے رہنے کی دعا نکلی

" اوکے انکل تو اب میں چلتی ہوں مما ویٹ کر رہی ہوں گی ویسے تو میں انھیں فرینڈ کو بول کر آئی تھی لیکن شی نوز کہ میں یہاں آئی ہوں تو پریشان ہو گئی "وہ جانتی تھی کہ سفیہ بیگم پریشان ہوں گی لیونکہ وہ چھ بجے حویلی سے نکلی تھی اور اب ساڑھے آٹھ بج چکے تھےاور دلاور صاحب کا گھر بھی حویلی سے کافی فاصلے پر تھا اُسے واپس جانے میں بھی قریباً پونا گھنٹہ لگنے والا تھا دلاور صاحب نے اُسکے کئی بار منع کرنے کے باوجود بھی اُسے اپنے ڈرائیور کے ساتھ بھیجا تھا کیونکہ رات کا وقت تھا اور اُسے سفر بھی کافی کرنا تھا اسی لیے وہ کیب وغیرہ پر بھروسہ نہیں کر سکتے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں آپ نے دیکھا وہ۔۔وہ ڈنر کے لیے بھی آگئی تھیں انھیں بڑی آماں کا بھی کوئی ڈر نہیں تھا ہو گا بھی ہوئے کیوں اشتعاق ماموں جو اُنکے ساتھ سائے کی طرح لگے ہوئے تھے" وہ ابھی ابھی ہی ڈنر کرنے بعد روم میں ائی تھی اور اب بن آب کے مچھلی کی چرح کمرے میں ادھر اُدھر چکر کرلگانے کے ساتھ اُسی سپیڈ کے ساتھ زبان بھی چلا رہی تھی جبکہ رافعیہ بیگم اور سمیرا اُسے ایسے چکراتے دیکھ سر تھام کر بیٹھی تھیں

" ارے تو اُسے سے تمہیں کیا۔۔۔وہ۔۔۔اُسکی بیٹی کیا نام تھا اُسکا۔۔۔۔"رافعیہ بیگم اُسکی اُلجھن سمجھنے کی کوشش میں پُرسوچ انداز میں بولی

" مسکان۔۔۔"انھیں مسکان کا نام سوچتے دیکھ کر سمیرا نے انکی مشکل حل کی

" ہاں وہ مسکان تو نہیں تھی نا اور اچھا ہی ہے اُسے بھی معلوم ہوگیا ہو گا کہ اُسکے ہونے یا نہ ہونے سے بڑی اماں کو فرق نہیں پڑتا" وہ اُسے سمجھنے کے انداز میں بولی

" ہاں اماں لیکن آج اریب نے اُس۔۔۔اُس مسکان کی وجہ سے مجھ سے اتنی روڈلی بات کی اُسے تو میں چھوڑوں گی نہیں" وہ اپنی خرافاتی دماغ مہیں کوئی پلین بناتے ہوئے حسد سے بھرپور لہجے میں بولی

" وہ کچھ نہیں کر سکتی تم بے فکر رہو اور اپنی شادی کی تیاری کرو ایک ماہ رہ گیا ہے اُسکے بعد چٹ بھی تمہاری اور پٹ بھی تمہاری یعنی اریب بھی تمہارا اور یہ حویلی بھی " سمیرا اُسے غصے سے جلتا بھونتا دیکھ بولی

" ہوں رائٹ۔۔۔دیکھتے ہیں کتنے دن یہ دونوں یہاں ٹک پاتی ہیں" وہ دونوں شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی اس بات سے بے خبر کہ اب شائد انکے اس حویلی سے جانے کے دن قریب ہیں رافعیہ بیگم بھی اب کوئی نیا طریقہ سوچ رہی تھی ان دونوں ماں بیٹی کو حویلی سے نکوانے کے۔۔۔۔اپنی نفرت اور حسد میں وہ یہ بھی بھول بیٹھی تھی کہ جو گھر وہ برباد کرنا چاہتی ہیں وہ اُنکے سگے بھائی کا ہے بائیس برس پہلے انھوں نے جو نفرت کا بیج بویا تھا وہ اب کاٹنے کا وقت آگیا تھا اور اب انھیں اُسی نفرت کا سامنا کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اُسکی کی آنکھ کھلی تو کھڑکی سے اندر آتی سورج کی روشنی دیکھ کر چونکی جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر رکھی الارم کلاک سے ٹائم دیکھا تو دس بج رہے تھے پچھلی رات وہ کافی بے چین رہی تھی اسی لیے سو نہیں پائی تھی اور فجر سے پہلے اُسکی آنکھ ناجانے کب لگ گئی اور اب جا کر کھلی اُسے نماز چھوٹ جانے کا افسوس ہوا مما کا خیال آتے ہی وہ خود کو کوستی جلدی سے ڈریسنگ روم سے کپڑے لے کر ورشروم میں گئی تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ پنک اور سفید امتزاج کے گھٹنوں تک آتے فراک میں باہر نکلی بال خشک کر کے اپنے مخصوص انداز میں اُنکی اونچی پونی کی ڈوپٹہ دائیں کندھے پر پھیلایا اور مما کو دیکھنے باہر آئی تین پورشنز پر مشتمل ڈبل سٹوری جنت حویلی اپنے آپ میں ایک شہکار تھی درمیانی پورشن سب سے بڑے بیٹے رضا سکندر خان اور انکی فمیلی کے زیرِ استعمال ہوتا دائیں جانب کا پورشن سکندر خان کے سب سے چھوٹے بیٹے اشتعاق کا تھا جہاں آمنہ رافعیہ بیگم اور بڑی اماں رہائش پزیر تھیں کیونکہ وہ خود ایک عرصے سے بیرونی ملک مقیم تھے جبکیہ بائیں جانب کا پورشن منجھلے بیٹے روحیل اور انکی فمیلی کے زیر استعمال تھا حویلی میں ناشتہ اور ڈنر سب ساتھ میں کرتے تھے اور یہ رِیت سکندر خان صاحب کی حیات سے چلی آ رہی تھی جسے انکی وفات کے بعد انکی زوجہ مرینہ بیگم عرف بڑی اماں نے باخوبی نھبایا جبکہ لانچ سب اپنے اپنے پورشنز میں ہی کرتے تھے

حویلی میں کافی گہما گہمی تھی اّسکے دماغ سے کلثوم کا نکاح بلکل ہی نکل چکا تھا اسی لیے سوچنے لگی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا اُسی لمحے ساریا اُسے اپنی طرف آتی دکھائی دی

"گڈ مارننگ۔۔۔"ساریا اُسکے نزدیک آکر اپنائیت سے بولی

"گڈ مارننگ۔۔۔وہ۔۔۔میں لیٹ۔۔۔"وہ اُسکی اپنائیت کا جواب اُسی محبت سے دیتے ہوئے بولی اُسے کافی بُرا لگ رہا تھا آج اُسکی پہلی صبح تھی اس حویلی میں اور آج ہی وہ دیر سے اُٹھی

"ارے نو پروبلم۔۔۔باقی سب بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی اُٹھے اکچلوئیلی کلثوم کے نکاح کی وجہ سے سبھی رات کو دیر سے سوئے تھے اسی لیے۔۔۔چلو آو ناشتہ کرو" ساریا اُسے شرمندہ ہوتا دیکھ کر بولی اُسکی شرمندگی دور

کرنے کے لیے ہی اسنے سب کے دیر سے جاگنے کا کہا تھا ورنہ حقیقت میں تو سبھی فجر ٹائم ہی جاگ گئے تھے کیونکہ بڑی اماں نماز اور وقت کی بہت پابند تھیں اسی لیے حویلی میں سب کو ہی جلدی اُٹھنے کی عادت تھی وو چونکہ کل رات ڈنر کے لیے بھی سب کے ساتھ موجود نہیں تھی اسی لیے کسی نے بھی اُسکے ناشتے کی میز پرنہ آنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا ساریا کے بات کرنے پر اُسے یاد آیا کہ آج کلثوم کا نکاح ہے اور اُسی کی تیاریاں چل رہی تھیں

" وہ۔۔مما۔۔۔مما کہاں ہیں" وہ ساریا کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی

" وہ بڑی ماں اور مام کے ساتھ کچن میں ہیں " اُسنے مسکراتے ہوئے مسکان کی بات کا جواب دیا مسکان کو وہ کافی فرینڈلی لگی کل رات بھی ساریا نے اُسے کافی اچھے سے ٹریٹ کیا تھا اور اب بھی ایسے بات کر رہی تھی گویا وہ ہمیشہ سے ایک ساتھ ہی رہتی ہوں اُسنے نے ایک بھرپور نظر ساریا کے سراپے پر ڈالی وہ بھوری گہری آنکھیں پتلی ناک جس میں ایک خوبصورت سی لونگ چمک رہی تھی گلابی ہونٹ جو مصنوعی رنگ سے پاک تھے سر پر دوپٹہ جمائے وہ بلاشبہ خوبصورتی کا پیکر تھی مسکان نے نوٹ کیا تھا کہ اس حویلی کی ساری خواتین ہی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھیں ساریا رعنایہ بیگم کو بڑی ماں اور عظمت بیگم کو مام کہہ کر پکارتی تھی

"اور کلثوم وہ کہاں ہے" وہ اُسکے ساتھ چلتے ہوئے اب لاونج میں آچکی تھی جہاں سے دائیں جانب کچن تھا

" وہ اپنے روم میں ہے ابھی کچھ دیر میں اُسے مہندی لگانے والی آنے والی ہے اُسی کے لیے میڈم تیار ہو رہی ہیں" ساریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اُسنے لاونج میں چاروں طرف نظر دوڑائی حماد کے ساتھ دو اور لڑکے (اسد اوراحمر) جنہیں اُسنے وہاں دیکھا تھا جہاں اریب نے اُسے نکاح کیا تھا وہ سبھی پلرز پر پھول لگوا رہے تھے حارث ایک طرف کھڑا کسی لڑکے کو شائد کچھ سمجھ رہا تھا ان دونوں کے علاوہ روحیل صاحب، اور رضا صاحب بھی وہی موجود تھے دوسری طرف اُسکی نظر گئی تو اشتعاق صاحب بھی ڈیکوریشن کروانے میں مصروف تھے لیکن

اریب وہاں کہیں نہیں تھا بے ساختہ ہی اُسکے دل میں اُسے دیکھنے کی خواہش جاگی تو اُسنے ایک بار پھر ہر طرف نگاہ دوڑائی مگر مایوسی ہوئی

" کسی کو ڈھونڈ رہی ہو " ساریا نے نارمل سے انداز میں پوچھا ساریا کی آواز پر قریب ہی کھڑا حارث انکی طرف متوجہ ہوا اُسنے ایک نظر اطراف میں ڈالی اریب کے علاوہ سبھی وہاں موجود تھے وہ کچھ دیر قبل ہی لان میں گیا تھا وہاں کی تیاریاں دیکھنے مسکان کی نظروں کی تلاش دیکھ کر وہ مسکرا دیا

" ن۔۔نہیں۔۔وہ۔۔۔میں ڈیکوریشن۔۔۔۔دیکھ رہی تھی۔۔۔بہت اچھی ہے" ساریا کے اس طرح پوچھنے پر وہ گڑبڑا گئی اور آدھی ادھوری ڈیکوریشن کو دیکھتے ہوئے بولی

" ہاں کمپلیٹ ہوجائے گی تو اور بھی اچھی لگے گی " ساریا نے اسکی حالت سے انجان اُسکی ہاں میں ہاں ملائی

" ہیلو گڑیا۔۔۔۔"حارث انکے قریب آکر مسکان سے مخاطب ہواتو وہ دھیرے سے مسکرا دی

" بریک فاسٹ ہو گیا کیا" اُسے خاموش دیکھ کر بولا جبکہ وہ جانتا تھا وہ ابھی ہی کمرے سے آئی ہے

" ن۔۔نہیں۔۔۔"اُسنے ایک ہی لفظ میں بات ختم کر دی

" چلو پھر جلدی کرو اُسکے بعد تم بھی ہماری ہیلپ کرنا آخر تمہاری بیسٹ فرینڈ کا نکاح ہے" حارث اُسے کافی بے تکلفی سے بات کر رہا تھا تاکہ وہ خود کو اس ماحول میں مس فٹ محسوس نہ کرے

" جی" وہ بس اتنا ہی بولی تو حارث نے ساریا کو اُسے کچن میں لے جانے کا اشارہ کیا

" چلیں مسکان" ساریا اُسکی گھبرائی سی صورت دیکھ کر بولی تووہ سر ہلا کر اُسکے ساتھ ہو لی وہ اتنی لو کونفیڈ بلکل نہیں تھی لیکن ناجانے کیوں اُسے حویلی کے مردوں سے عجیب سا خوف محسوس ہوتا گویا وہ اُسکے ساتھ بھی وہی نہ کریں جو اُسکی مما کے ساتھ کیا گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کلثوم کا نکاح بخیروعافیت سے ہو چکا تھا نکاح کی تقریباً کے لیے لان میں انتظامات کیے گئے تھے مگر لان کے ساتھ ساتھ حویلی کے بڑے لاونج کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا تمام تقریب کے دوران اُسنے اریب کی نگاہوں کو اپنے وجود پر محسوس کیا تھا جس سے وہ کافی نروس ہو رہی تھی اسی لیے وہ کلثوم کے پاس بھی زیادہ دیر نہیں بیٹھی تھی نکاح کی تقریب رات گئے تک رہی اور سبھی کافی دیر سے سوئے تھے اگلے روز بھی کافی گہما گہمی رہی کیونکہ بڑی اماں عظمت بیگم اور روحیل صاحب کو عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہونا تھا انکے جانے سے کچھ دیر قبل ہی اُسے دلاور صاحب کی جانب سے ایک انولپ موصول ہوا جس میں انکے ڈی این اے کے رزلٹس تھے

" اسلام علیکم" لاونج میں سبھی موجود تھے جب اُسنے سب کو مشترکہ سلام کیا تو سب اُسکی جانب متوجہ ہوئے

" وعلیکم اسلام۔۔۔آو گڑیا۔۔۔کم" حارث اسے بازوں کے ہالے میں لیتے ہوئے پیار سے بولا

" وہ۔۔۔مجھے یہ دینا تھا" وہ ہاتھ میں پکڑے انولیپ کو دیکھتے ہوئے قدرے ہچکچاتے ہوئے بول رہی تھی

" اس میں کیا ہے؟" اشتعاق صاحب متجسس انداز میں کھڑے ہوئے

" ان پیپرز سے یہ پروف ہو جائے گا کہ میں۔۔۔مسکان فاطمہ۔۔۔مسٹر اشتعاق خان اور مسز اشتعاق کی ۔۔۔۔۔ہی بیٹی ہوں" وہ پیپرز بڑی اماں کے سامنے کرتے ہوئے بولی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی آنسو روکنے کی کوشش میں اُسکی آنکھیں اور رخسار دونوں سُرخ ہو چکے تھے اُسکی بات پر وہاں موجود سبھی کو دہچکا لگا تھا

" مسکان یہ سب کیا ہے بچے" رعنایہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے دکھ سے بولی

" اس سے یہ ثابت ہو گا کہ میری مما۔۔۔۔۔۔۔ایک باکردار اور پاکیزہ۔۔۔۔۔عورت ہیں" وہ رعنایہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے آنسو کے درمیان ٹھہر ٹھہر کر بولی بڑی اماں نے ہاتھ بڑھا کر وہ خاکی لفافہ کھولا بے یقینی کی سی کیفیت میں وہ اس پیپر کو دیکھ رہی تھی جو ڈی این اے کی رپورٹس تھیں

"یہ۔۔۔یہ سب۔۔۔۔"وہ بے یقینی کی سی حالت میں بولی کاغذ اُنکے ہاتھ سے نیچے گر چکا تھا انھیں تو سفیہ بیگم کی طرف سے اس قدر بدگمان کر دیا گیا تھا کہ وہ بنا سوچے سمجھے انھیں گناہگار مان چکی تھیں اور اُسکی سزا کے طور پر بائیس سال انھیں اُنکے شوہر سے دور رکھا تھا

" میں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔۔اب میں چاہوں گی کہ آپ بھی اپنا وعدہ پورا کریں" ان کا شوکڈ ہونا اُسکے لیے حیران کن بلکل بھی نہیں تھا وہ جانتی تھی حقیقت معلوم ہونے پر انکا ایسا ہی ریکشن ہو گا مگر انکا یہ ریکشن اُسے اُسکا بچپن یا اسکی مما کو انکی جوانی لوٹا نہیں سکتا تھا وہ بائیس سال جو انھوں نے اپنوں کے ہوتے ہوئے اکیلے گزارے تھے وہ واپس نہیں آسکتے تھے کچھ غلطیوں کی سزا نہیں ہوتی تو اُنکا مداوہ بھی ناممکن ہوتا ہے سوائے پچھتاوئے کے ان اکے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا

" مسکان۔۔۔۔یہ سب کیا ہے" سفیہ بیگم بڑی اماں کی حالت غیر ہوتی دیکھ کر غصے سے بولی

" اب اس دکھاوے کا کیا فائدہ پہلے ماں بیٹی نے مل کر یہ چال چلی اور اب اچھائی کا ناٹک۔۔۔۔ہونہہ" رافعیہ بیگم اپنا کھیل بائیس سال بعد بدلتا دیکھ بوکھلا سی گئی مگر جلد ہی سنبھل کر نفرت انگیز لہجے میں بولی

"مما۔۔میرا مقصد کسی کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔۔میں تو صرف اپنا کہا پورا کیا ہے "رافعیہ بیگم کی بات کو اگنور کرتے ہوئے وہ خود کو مضبوط بنائے ہوئے بولی اریب تو اُسکی ہمت پر حیران تھا جو اس سب کے باوجود وہاں موجود سب کا سامنا بھی کر رہی تھی اُسکی ذات اُٹھائے گئے سوالوں کا جواب آج اُسکے ہاتھ میں تھا

" اور آپ کا کیا؟ کیا آپ کے امیوشن نہیں۔۔۔۔"رعنایہ بیگم اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی

"امویشنز تو اُس دن ہی مر گئے تھے جس دن مما نے یہ۔۔۔۔یہ دہلیز پار کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یا یوں کہوں زبردستی کروائی گئی تھی" وہ آنکھ سے نکلنے والے واحد آنسو کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے حویلی کے داخلی دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی آخری بات پر وہ تمسخرانہ سا مسکرائی تھی گویا اپنی ہی بات مذاق میں اڑائی ہو باقی سب خاموش تھے

" مسکان سٹاپ آر دس " سفیہ بیگم نے اُسے روکنا چاہ

" نہیں۔۔۔۔"بڑی اماں کی آواز پر سب اُنکی جانب متوجہ ہوئے

" اسے بولنے کا پورا حق ہے اور آج ہم سننا چاہتے ہیں" انکی آواز میں آج وہ رعب وہ دبدابا نہیں تھا جو ہمیشہ ہوتا آج اُن کی آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ہی بنائے اصولوں سے ہار گئی تھیں

" ہماری ہی آنکھوں پر اصولوں کی پٹی باندھی تھی جو دو دن کی بچی کو اُسکے باپ سے الگ کردیا" وہ شرمندہ سے لہجے میں بولی مگر مسکان کے لیے یہ انکشاف نیا تھا گویا وہ اپنے اصولوں کی اتنی پابند تھی کہ دو دن کی بچی بھی انکا دل موم نہ کر سکی وہ لڑکھڑائی اور گر ہی جاتی اگر حارث اُسے فوراً سے تھام نہ لیتا

" مسکان۔۔۔تم ٹھیک ہو نا" اُسنے محبت بھرے انداز میں پوچھا اریب شرمندہ تھا اُسے لگا اُسے پہلے ہی مسکان کو یہ حقیقت بھی بتا دینی چاہیے تھی

" میں ٹھیک ہوں" اُسنے ایک ناراض سی نگاہ اریب پر ڈالی

" ہمارے واپس آنے تک کا وقت دے دو ہمیں۔۔۔ہم اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے" وہ شرمندہ سی سر جھکائے بولی

" میں اُمید کرتی ہوں آپ وعدے کے مطابق اُس انسان کو بھی ایسی ہی سزا دیں گئی جو دو دن کی بچی کو انصاف دلا سکیں" اُسنے ایک نظر رافعیہ بیگم کو دیکھا پھر وہ رُکی نہیں تیزی سے وہاں سے چلی گئی کیونکہ اُسے لگا اگر وہ چند سکینڈز اور وہاں رُکی تو وہ کمزور پڑ جائے گئی اور اپنی مما کے گناہگاروں کو سزا نہیں دلوا پائی گی

"مس۔۔۔مسکان کی طرف سے میں۔۔۔آپ سے معافی مانگتی ہوں" سفیہ بیگم نے بڑی اماں کے سامنے ہاتھ جوڑے سب نے بے یقینی سے انھیں دیکھا

"ایسا کر کے ہمیں اور شرمندہ مت کرو " وہ سفیہ بیگم سے بولی رافعیہ بیگم تو ان کی بات پر پہلو ہی بدلتی رہ گئیں

"بڑی اماں آپ انکی باتوں پر دھیان نہ دیں یہ دونوں ماں بیٹی۔۔۔۔۔۔۔"

" بس کر دورافعیہ۔۔۔اگر اُس روز آپ ہمیں وہ سب نہ کہتی تو آج ہمیں ایک معصوم کے سامنے اتنی شرمندگی نہ اُٹھانی پڑتی" بڑی اماں نے انھیں اُس دن کا حوالہ دیا جب وہ اُنکے کمرے میں ہڑبڑی میں آئی تھیں اور یہ بتایا تھا کہ سفیہ بیگم ہسپتال سے کہیں چلی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ کئی روز سے چاندنی بیگم کے کوٹھے سے کوئی اُن سے ملنے بھی آتا ہے ایسی ہی کئی باتیں کر کے انھوں نے نا صرف بڑی اماں بلکہ اشتعاق صاحب کو بھی بڑی آسانی سے سفیہ بیگم سے بدزن کر دیا تھا لیکن اب اُنکا گناہ انہی کے سامنے آچکا تھا

" بڑی اماں فلائٹ کا ٹائم نکل جائے گا" رضاصاحب نے ایک نظر بہن کو دیکھا جس کی آنکھوں میں اب بھی شرمندگی نہ تھی پھر بڑی اماں سے بولے

" اوپر والے کا بڑا کرم ہے کہ ہم اتنے بڑے گناہ کے ساتھ اُسکے در پہ نہیں جا رہے ہمیں اُمید ہے تم نے ہمیں معاف کر دیا ہو گا " وہ سفیہ بیگم کے پاس آکر بولی

" ہمارے آنے تک ہماری پوتی کا خیال رکھنا بہو" سفیہ بیگم کو خاموش پا کر وہ اُنکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تو سفیہ بیگم سمیت وہاں موجود سب کی آنکھوں میں آنسو آگئے اوپر رینگ کے ساتھ کھڑی مسکان بھی انکی بات سن کر آنسوؤں سمیت آسودہ سی مسکرائی

" اللہ آپ کا سفر آسان کرے" وہ آنسو صاف کرکے بولی پھر سبھی سے مل کر وہ ائیرپوٹ کے لیے روانہ ہوئیں بڑی اماں کے حکم کے مطابق صرف حارث اور اریب ہی انھیں چھوڑنے کے لیے گئے تھے سفیہ بیگم کو اپنے کندھوں سے ایک بوجھ اترتا ہوا محسوس ہوا تووہ رعنایہ بیگم کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی اریب نے ایک نظر دشمنِ جان کو دیکھا کو اُسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کرتی وہاں سے جو چکی تھی ہال میں موجود ایک شخص نے یہ منزل نفرت اُگلتی نگاہوں سے دیکھا تھا گویا اس نفرت کی آگ سے ان دونوں کو راکھ کر دینا چاہتی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گزرتے وقت کے ساتھ ہر کوئی یہاں تک کہ درخت پودے بھی اپنے اردگرد کا ماحول اپنا لیتے ہیں اسی طرح مسکان بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حویلی کے ماحول میں فٹ ہونے لگی ایک بوجھ تو اُسکے کندھوں سے اتر گیا تھا لیکن مما کے ساتھ یہ سب کس نے اور کیوں کیا تھا اس کا انکشاف ابھی باقی تھا بڑی اماں ،روحیل صاحب اور عظمت بیگم کو عمرے کے لیے گئے ہوئے ایک ہفتہ ہونے کو تھا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بھی شروع ہوچکا تھا حویلی کا ماحول کافی پُرسکون تھا رافعیہ بیگم کبھی آتے جاتے سفیہ بیگم کو کوئی طعنہ دیتی دیتی تو رعنایہ بیگم بھی بنا کسی لحض کے انھیں انہی کی زبان میں جواب دیتی کلثوم سے تو پہلے ہی اُسکی بہت اچھی دوستی تھی اب ساریا سے بھی ہو گئی تھی حارث نے اُسے بڑے بھائی کے جیسا پیار اور اپنائیت دی تھی تو حماد بھی آتے جاتے اُسے کلثوم کے ساتھ اُسے بھی چھڑ دیتا اریب سے اسنے اس دن سے بات چیت بند کر رکھی تھی یہ شاید اُسکی سزا تھی تو جو اُسنے مسکان کو پوری بات سے اگاہ نہیں کیا تھا اُسکی۔۔۔۔۔۔افطار میں ابھی وقت تھا تو وہ لان میں آگئی کیونکہ کلثوم آج حیدر کے سات باہر گئی تھی افطار کے لیے اور باقی سب کچن میں تھے وہ فارغ تھی تو ٹہلنے لان میں آگئی

" بہت جلد اصلیت پہ آگئی ہو" وہ ٹہل رہی تھی کہ آمنہ کی آواز پر چونکتے ہوئے مڑی

"کیا مطلب" مسکان نا سمجھی سے بولی ان دونوں کے درمیان پہلے دن سے ہی ایک خاموش اور سرد جنگ شروع تھی جس کا آغاز ہمیشہ آمنہ کی طرف سے ہوتا تو مسکان بھی اُسے اُسی کی زبان میں جواب دیتی

" مطلب صاف ہے مسکان میڈم۔۔۔یہ حویلی،پیسہ،عیش وعشرت یہ سب دیکھ کر تمہاری نیت بدل گئی ہے یہی کی ہو کر رہ گئی ہو" وہ اردگرد اشارہ کرتی اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے کرسی پر بیٹھی تو مسکان بھی دھیرے سے مسکرا کر اُسکے سامنے ہی کرسی پر بیٹھ گئی مسکان کی مسکراہٹ اُسے اندر کر سلگا گئی

" آف کورس۔یہی رہوں نا۔۔۔آفٹر آل میرے بابا کا گھر ہے لیکن تم تو۔۔۔۔۔۔"اُسنے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ کر بہت صفائی سے اُس پر چوٹ کی تو توقع کے مطابق وہ بھڑک اٹھی

"یو۔۔۔۔اپنی زبان سنبھال کر بات کرو" وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے چلائی لیکن مسکان ہیواز پُرسکان انداز میں کرسی کی پیشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی

" سچ کڑوا ہوتا ہے۔۔۔نہیں" ناجانے کیوں مگر اُسے آمنہ کا یہ بے چین سا انداز سکون سا دلا رہا تھا شائد وہ جانتی تھی کہ وہی اُسکی مما کی گنہگار ہیں اسی لیے

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی" وہ غصے سے منہ دوسری طرف پھیرتے ہوئے بولی

" شور۔۔"کمال کا پُرسکون انداز تھا اُسکا جو مقابل کو اور بھی غصہ دلا رہا تھا

" بہت جلد تم اور تمہاری وہ مما اس حویلی سے باہر ہو گے" وہ چٹکی بجاتے ہوئے اُسے دھمکی دینے والے انداز میں بولی

" ہو۔۔۔رئیلی" مسکان مصنوعی حیرت سے بولتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی

" اور ہاں۔۔۔۔"وہ جانے کے لیے مڑی تھی کہ پھر کچھ یاد آنے پر واپس مڑتے ہوئے بولی

" بہت جلد میرا اور اریب کا نکاح ہونے والا تب تک جتنی عیش کرنی ہے کر لو" اُسکی اس بات پر مسکان کو واقعی ہی جھٹکا لگا تھا وہ جو نکاح کے بعد سے اریب کے لیے اپنے اندر ہونے والی تبدیلیوں کو اب جا کر کچھ سمجھی تھی اور اب ایک اور انکشاف۔۔۔۔اُسکی بات سے اُسے جھٹکا ضرور لگا تھا مگر جلد ہی اُسنے خود کو سنبھلا

" ڈئیس گریٹ۔۔۔مبارک ہو" وہ اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پا کر مسکراتے ہوئے دوستانہ انداز میں بول کر ایک بار پھر مقابل کو جلتا چھوڑ کر اندر جا چکی تھی جبکہ آمنہ جو کسی اور ہی ریکشن کا سوچ کر بولی تھی مسکان کو اس قدر پُرسکون دیکھ کر وہ بے سکون ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" اماں آپ تو کہہ رہی تھی اریب سے نکاح کی بات پر وہ ریایکٹ کرے گئی لیکن وہ تو مجھے ہی مبارک باد دے کر چلتی بنی" افطار کے بعد معمول کے مطابق وہ دونوں رافعیہ بیگم کے کمرے میں تھیں اور آمنہ ان انھیں اپنی اور مسکان کی گفتگو کے بارے میں بتا رہی تھی

" تو ای میں پریشانی کیا ہے اچھا ہے نا وہ ایک کانٹا بھی نکل گیا جو شائد کبھی تم دونوں کے درمیاں تھا ہی نہیں" رافعیہ بیگم چائے کے سلپ لیتے ہوئے پُرسکون سے لہجے میں بولی جبکہ آمنہ حسبِ عادت کمرے میں گن چکر بنی ہوئی تھی

" اماں آخر یہ لوگ کب جائیں گئی پہلے ہی بڑی مامی اس رشتے کے لیے راضی نہیں تھی اور اب یہ بھی آ گئیں ہیں" وہ رونی سی صورت بناتے ہوئے بولی

" ارے فکر کیوں کرتی ہے آپ کا نکاح اریب سے ہی ہو گا کیا آپ اپنی اماں کو جانتی نہیں" وہ چالاکی سے مسکراتے ہوئے بولی

" جانتی ہوں اماں لیکن یہ لڑکی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے" اُسکی سوائی ابھی مسکان پر ہی اٹکی تھی

" کچھ دونوں تک اُپ کے ابا آ جائیں گے وہ اس مسکان کو تو کوئی بندوبست کر ہی دیں گے آپ بے فکر رہو" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی پھر اشارے سے اُسے اپنے پاس آنے کو کہا وہ بھی منہ بسورتے ہوئے اُنکے قریب آ بیٹھی

" چلو شاپنگ پہ جلتے ہیں آپ کا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا" وہ اُسکا موڈ بحال کرنے کے لیے بولی

" اماں اگر اریب سے شادی نہ ہوئی تو یہ حویلی اور یہ سب کچھ ہمارا نہیں رہے گا" وہ تو نا جانے کن ہی سوچوں میں گم تھی ایسے بولی گویا رافعیہ بیگم کی بات سنی ہی نہ ہو

" ایسا کبھی نہیں ہو گا اس سب کے لیے ہی تو میں اپنا سسرال چھوڑ کر یہاں بیٹھی ہو تاکہ یہ حویلی اور اس کی عیش و آرام سب میرا ہو" وہ لالچ میں اندھی ہو چکی تھی جو اس لالچ میں بھائی کا گھر اجھاڑ چکی تھیں اب ناجانے کیا طوفان لانے والی تھی

"چلو اب جلدی آپ کے نکاح کی تیاریاں کریں" وہ اُسکا موڈ بحال کرنے کے لیے بولی اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لیے وہ کسی کی بھی بیٹی کو قربان کر سکتی تھیں

" ہوں۔۔۔چلیں" وہ بھی یہ سوچ کر اُٹھی کہ شائد باہر جانے سے اُسکا موڈ اچھا ہو جائے ورنہ ابھی اُسکا کسی بھی کام کے لیے قطعی موڈ نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ دونوں کہیں جا رہی ہیں " ابھی رعنایہ بیگم اور سفیہ بیگم ملازمین کے ساتھ مل کر کچن کا کام ختم کر کے لاونج میں بیٹھی ہی تھیں آمنہ اور رافعیہ بیگم سیڑھیوں سے اترتا دیکھ رعنایہ بیگم نے پوچھا

" جی بھابھی۔۔۔۔ہم بازار جا رہے ہیں" وہ بھابھی کہنے کی زحمت صرف رعنایہ بیگم کو کرتی تھی

" خیریت۔۔۔۔جبکہ ہم عید کی شاپنگ تو سب ایک ساتھ ہی کرتے ہیں" رعنایہ بیگم کو خاصی حیریت کیونکہ حویلی کی عورتیں زیادہ بازار وغیرہ نہیں جاتی تھیں اور جب کبھی بھی جانا ہوتا سب ایک ساتھ ہی جاتے اور عید کی خریداری عموماً عید سے پندرہ روز قبل کی جاتی یہ سب بھی بڑی اماں کا ہی حکم تھا کہ آخری دنوں میں رش زیادہ ہوتا ہے اسی لیے وہ دوسرے عشرے میں ہی ساری شاپنگ مکمل کر لیتے

" ہاں جی وہ نکاح کی کچھ خریداری کرنی تھی اسی لیے بڑی اماں نے ہی کہا تھا کہ ان کے آنے سے قبل تیاری مکمل کر لی جائے" وہ ہمیشہ کے برعکس کافی اضاحت دے رہی تھی بات کرتے ہوئے بلاوجہ ہی سفیہ بیگم کو کن نگاہوں سے دیکھا جو کسی مگیزین کے مطالعہ میں مصروف تھیں آخری بات انھوں نے خود سے ہی کہی تھی تاکہ انھیں ٹوکنے کی کوئی وجہ ہی نہ رہے کیونکہ بڑی اماں کی بات سے اختلاف کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی

"لیکن۔۔۔۔۔۔"

"اماں دیر ہو جائے گی ہمیں چلنا چاہیے" اس سے پہلے کہ رعنایہ بیگم کچھ کہتی آمنہ انکی بات کاٹ کر جلدی سے بولی اور اُسی تیزی سے رافعیہ بیگم کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئی

" دونوں کافی اڑ رہی ہیں جبکہ جانتی ہیں کہ اریب انکار کر چکا ہے " ان کے جانے کے بعد وہ سفیہ بیگم سے مخاطب ہوئی جو انکے برابر ہی بیٹھی تھیں دوستی تو دونوں میں ہمیشہ سے ہی تھی جس میں اتنا عرصہ ایک دوسرے سے دور رہنے کے باوجود بھی کوئی کمی نہیں آئی تھی بڑی اماں اور باقی سب کو آنے میں ابھی پندرہ دن باقی تھے اسی لیے حویلی کا ماحول کافی پُرسکون تھا

" لیکن اریب نے انکار کیوں کیا" وہ انکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولی اتنے ٹائم میں وہ یہ تو جان گئی تھیں کہ وہ اپنی مانے والوں میں سے ہے لیکن بڑی اماں کے خلاف بھی جا سکتا ہے اس بات پر انھیں حیرت ہوئی

" اُسے آمنہ پسند نہیں۔۔۔پسند تو خیر کسی کو بھی نہیں سوائے بڑی اماں کے۔۔۔۔۔۔۔لیکن اب جب حقیقت کُھل کر سامنے آئی گئی تو مجھے یقین ہے بڑی اماں خود ہی یہ رشتہ توڑ دیں گئی " وہ صاف گوئی سے بولی

" ہوں۔۔۔"

" ارے یہ مسکان کہاں ہے آج ہمارے پاس نہیں آئی " وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی مسکان روزانہ ہی افطار کے بعد انکے ساتھ بیٹھتی آج اُسے وہاں نہ دیکھ کر انھوں نے پوچھا انکے انداز میں محبت اور اپنائیت واضح تھی

" وہ آج کلثوم اور ساریا اُسے اپنے ساتھ لے گئیں اوپر ہی" انھوں نے مسکراتے ہوئے بتایا

" ہوں کلثوم کی شاپنگ لسٹ بننی شروع ہوگئی ہوگی اسی لیے لے گئی مسکان کو بھی"

" مسکان بھی یہاں کافی حد تک سٹیل ہوگئی ہے اللہ کرے اب سب اچھا ہی ہو" وہ کچھ اداسی سے بولی انھیں اب صرف مسکان کی فکر تھی کہ کہیں وہ رافعیہ بیگم کی سازشوں کی بھیڑ نہ چڑ جائے اور پھر اُسے بھی بائیس سال کا امتحآن دینا نہ پڑ جائے

" سب کچھ ٹھیک ہو گا بڑی اماں نے کہا کہ وہ گناہگار کو سزا دیں گئی تو اتنا تو میں جانتی ہوں انھیں کہ وہ غلط کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کریں گی

" انشاء اللہ۔۔۔اللہ کرے جیسا آپ کہہ رہی ہیں ویسا ہی ہو" وہ آسودہ سا مسکرائی

" ایسا ہی ہو گا میری پیاری" رعنایہ بیگم انھیں گلے سے لگاتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولی تو وہ بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ارے مسکان تم بھی تو کچھ بولو یا سب کچھ ان دونوں نے ہی لینا ہے" حارث جو ابھی ابھی اریب کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا مسکان کو کلثوم اور ساریا کی ہاں میں ہاں ملاتے دیکھ کر بولا

" اسلام علیکم۔۔۔۔۔"وہ انھیں دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی جبکہ کلثوم اُسی لاپرواہ سے انداز میں بیٹھی لسٹ بنانے میں مصروف تھی

" وعلیکم سلام۔۔۔ہمیشہ خوش رہو" حارث سے کسی بزرگ کی طرح اُسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے دعا دی تو وہاں موجود سبھی مسکرا دیے

" اب بتاؤ کیا چاہیے میری پیاری سسٹر کو" وہ اُسکے نزدیک ہی بیٹھتے ہوئے پیار سے بولا جبکہ اریب اُسکے بلکل سامنے بیٹھ چکا تھا اور اُسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا جس سے وہ کافی نروس ہو رہی تھی

"کلثوم کو بتا دیا ہے میں نے بھیا" وہ بھی کلثوم کی طرح اُسے بھیا ہی کہتی تھی اب بھی اُسکے اس قدر محبت بھرے انداز پر آہستگی سے بولی جو وہی بمشکل سن پایا تھا

" حارث مجھے لگتا ہے تمہاری سسٹر کو کسی چیز کی ضرورت نہیں " اریب اُسکو بغور دیکھتے ہوئے بولا جو پنچ کلر کے ڈریس میں خلافِ معمول ہلکے میک اپ میں اُسے دل میں اترتی محسوس ہوئی

" ہاں یہ تم نے بلکل ٹھیک کہا میری گڑیا کو کسی مصنوعی چیز کی کیا ضرورت وہ خود ہی اتنی خوبصورت ہے" حارث نے اریب کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے اُسکی تعریف کی تو وہ کچھ شرمندہ شرمندہ سی ہو گئی اُسے یوں اپنی تعریف سننا قعطی پسند نہیں تھا

" بھائی۔۔۔بھابھی ادھر بیٹھی ہیں" حماد کی بات پر سب نے ہی اُسے حیرت سے دیکھا گویا اُسکی بات سمجھنے کی کوشش کی ہو

" تو" وہ نا سمجھنے والے انداز میں بولا

" آپ براہ راست بھی انکی تعریف کر سکتے ہیں آخر آپکی بیوی ہوتی ہیں یہ" وہ مسکراہٹ چھپائے مصنوعی سنجیدگی سے بولا تو اُسکی بات کا مطلب سمجھ کر سبھی مسکرا دیے

" او رئیلی مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا" وہ بھی مصنوعی حیرت سے بولتا ساریا کی جانب پلٹا

" ہائے بیوٹی فل " ایک آنکھ دُباتا بولا تو ساریا یوں سب کے سامنے اُسکے ایسے بُلانے پر شرم سے سُرخ ہوئی

" او مائی گاڈ بھابھی از بلشگن" کلثوم ساریا کو دیکھ کر پُرجوش سے انداز میں بولی مسکان بھی ساریا کے چہرے پر حیا کے بکھرتے رنگ دیکھ کر مسکرائی اس لمحے کو اریب نے خوبصرتی سے اپنے فون میں قید کیا تھا

" اوکے میری بیوی کو زیادہ تنگ مت کرو" حارث نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا

" ہاں ورنہ بھابھی نے ان پر کمرہ تنگ کر دینا ہے" حماد بڑبڑایا جو اتنا واضح تھی کہ سبھی نے سنی جس پر حارث نے اُسے گھورا

" تیری دنیا تو بیٹا بڑی اماں نے آکر تنگ کرنی ہے " حارث نے بھی اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اریب کو دیکھ کر ایک آنکھ دُباتے ہوئے کوئی اشارہ کیا

" کیوں۔۔۔کیوں میں نے کیا کیا" وہ اچھل کر دونوں ٹانگیں صوفے پر فوڈ کر کے بیٹھتے ہوئے بولا وہ سب اُس وقت کلثوم کے کمرے میں بیٹھے تھے

"کیفے کی ایک خوبصورت سی میز جو کسی کپل کے لیے شائد سجائی گئی تھی وہاں ایک دوشیزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے ہنستے مسکراتے کھکھلاتے باتیں۔۔۔اور پھر شاید نہیں یقیناً شاپنگ بھی کی ہو گی" اب حارث کی بجائے اریب بولا تھا اور ہاتھ اٹھا کر کیفے کا نقشہ کھنچا جہاں آج ہی انھوں نے حماد کو اسکے کلاس فیلو فرینڈز کے ساتھ کافی پیتے دیکھا تھا اور اب اُسے تنگ کرنے کے لیے الگ ہی کہانی بنائی جس میں کافی سے بھی زیادہ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا تھا

" ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔بھائی کونسی شزا میں کسی شزا وزہ کو نہیں جانتا" وہ سنجیدگی کی تمام حدود پار کرتے ہوئے معصومیت بولا

" ایڈیٹ شزا نہیں دوشیزہ۔۔۔مطلب خوبصورت لڑکی۔۔۔۔۔۔ کبھی کلاس میں دھیان پڑھائی پر ہوتا تو شزا اور دوشیزہ میں فرق معلوم ہوتا" کلثوم نے بھی اُسے آڑے ہاتھوں لیا آخری بات اُسنے منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ورنہ وہاں تیسری جنگِ عظیم شروع ہو جاتی جبکہ ساریا اور مسکان اُنکی نوک جھونک پر منسی دُبانے کے چکر میں سُرخ ٹماٹر ہو چکی تھیں

" ہاں جیسے لکچرار صاحبان تو شزا اور شیزہ میں فرق بتا رہے ہوتے ہیں نا وہاں " وہ منہ بسورتے ہوئے بولا

" لیکن پھر بھی۔۔۔۔۔"

" اوکے بس۔۔۔آپ دونوں بھی نا ان دوں‌وں میں بحث شروع کروا کرخود سائیڈ ہو جاتے ہیں " ساریا نے بحث بڑھتی دیکھ ہاتھ اٹھا کر دونوں کو روکا پھر حارث اور اریب سے بولی جو انھیں آپس میں لگا کر اب خود ایک طرف بیٹھے انجوائے کر رہے تھے

" اور حماد یہ لڑکی کا کیا چکر ہے" ان دونوں کے بعد وہ واپس حماد کی طرف پلٹی اور اُسکا کان پکڑتے ہوئے بولی

" ارے بھابھی آپ کے شوہرِ نامدار اور دیور کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" وہ اپنا کان چھڑواتے ہوئے معصومیت سے بولا

" ارے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی کیوں حارث بتا۔۔۔۔"اریب نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا

" ہاں بلکل ہم نے دیکھ تھا اُسنے ریڈ اور گرین کلر کی ڈریس پہنی ہوئی تھی" حارث نے ہوا میں تیر چھوڑا

" جی نہیں ثنا نے تو آج وائٹ ڈریس پہنی تھی" وہ جلدی میں بولا گیا پھر زبان دانتوں تلے دُبائی جبکہ ساریا حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی

" سی۔۔۔۔"حارث نے ساریا کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے کہہ رہا ہو میں کہہ رہا تھا نا وہ کسی لڑکی کے ساتھ تھا جبکہ حارث کے فرشتے بھی نہیں جانتے تھے کہ حماد کسی لڑکی سے ملا ہے

" بھیا ولڈن آپ دونوں کو تو وکیل ہونا چاہیے تھا" کلثوم نے دونوں بھائیوں کو کُھل کر داد دی جبکہ مسکان انکی چالاکی پر صرف مسکرا کر رہ گئی

" کون ہے یہ ثناء" ساریا نے کھوجتی نگاہوں سے اُسے دیکھا

" بھابھی صرف دوست ہے میری " کلثوم کو آنکھیں دکھانے کے بعد وہ ساریا سے بولا

" پکا نا" ساریا نے کنفرم کرنا چاہ

" جی پکا"

" اب آپ بڑی اماں کو تو نہیں بتائیں گی نا" اُسنے خود کو مکمل سکیور کرنا چاہ تو ساریا نے نفی میں سر ہلا دیا مسکان اُن سب کی آپس کی بونڈگن دیکھ کر مسکرا دی کتنی مختلف تھی ان سب کی زندگیاں اور اُسکی زندگی۔۔۔۔وہ جو تنہائیوں کو اپنا دوست بنا چکی تھی اور یہ جہاں ہر پل ہنسی گونجاتی سنائی دیتی۔۔۔۔۔۔۔

"چلو اب باقی باتیں کل کریں گے اب سو جاؤ سب میں تو جا رہی ہوں گڈ نائٹ" ساریا پہلے سب سے مخاطب ہوئی پھر اپنا بتایا اور جانے کے لیے اٹھی

" میں بھی چلتی ہوں آپ کے ساتھ" مسکان بھی اُسکے ساتھ ہی ہو لی

" اریب ہم لان میں چلتے ہیں" حارث اریب کو بھی جاتا دیکھ بولا

" میں بھی چلوں " حارث کی بات سن کر حماد رک کر بولا

" جی نہیں تم جا کر اپنی ثناء کو خوابوں میں دیکھو" حارث سے اُسکی ٹانگ کھینچی تو وہ منہ بسورتا اپنے روم میں چلا گیا جانتا تھا اب ان دونوں نے اُسکی اسی طرح ٹانگ کھینچی ہے جبکہ حارث اور اریب لان میں آگئے.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایک بات پوچھوں" وہ دونوں لان میں رکھی کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے رات کی خاموشی کو حارث کی آواز نے توڑا

" ہاں بولو" اریب نے بغور اُسکا چہرہ دیکھا جو کسی سوچ میں گم تھا

" آمنہ سے شادی سے انکار کی وجہ ہمیشہ سے ہی مسکان تھی کیا" وہ بنا تمہید باندھے سنجیدگی سے بولا

" نہیں۔۔۔۔اگر مسکان میری لائف میں نہ ہوتی تب بھی میری چوائس آمنہ کبھی نہ ہوتی" وہ بھی بنا کسی تاثر کے سنجیدگی سے بولا

" ہوں۔۔۔۔تو پھر کب بتا رہا ہے تایا اور تائی امی کو" وہ ٹیک چھوڑ کر بیٹھتے ہوئے بولا

" کس بارے میں " وہ جانتے ہوئے بھی انجان بنا

"کبڈی کے میچ کے بارے میں" وہ سنجیدگی سے بولا تو اریب نے حیرت سے اُسے دیکھا

" ڈیفینٹلی تمہارے اور مسکان کے نکاح کے بارے میں ایڈیٹ اور کس بارے میں " اریب کو ایسے حیران کن اندز میں خود کو دیکھتا پا کر وہ قدرے غصے سے بولا

" بتا دوں گا۔۔۔۔۔پہلے اُس مس ضدی کو تو منا لوں " وہ دھیرے سے بولا دوسری بات منہ ہی منہ میں بڑبڑائی

" اور کیا کہا تُو نے"حارث اُسے منہ ہی منہ بڑبڑاتا دیکھ بولا

"کچھ نہیں یار پہلے اس آمنہ کے چکر سے تو نکل لوں پھر بتاوں گا" وہ بےزار سا بولا

"لیکن عمرے سے واپسی کے بعد تو تیرا نکاح ہے" حارث نے گویا اُسے یاد دلایا تھا

" نہیں ہو گا اُسے پہلے ہی مام اور ڈیڈ سے بات کر لوں گا" وہ بھی انتہائی سنجیدگی سے بولا اُسکا انداز کافی پُر اعتماد تھا

" تائی امی اور تایا جان تو مان جائیں گے لیکن مسکان۔۔۔کیا اُسے اس نکاح کو لے کر تجھ سے کوئی شکایت نہیں" وہ ایسے بولا گویا جانتا ہو کہ مسکان اس نکاح سے راضی تھی اور نہ کبھی ہو گی

" میں منا لوں گا" وہ فون پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے لاپرواہ سے انداز میں بولا

" آئی نو لیکن کیسے" وہ جانتا تھا کہ وہ کچھ بھی کرے گا مگر اب مسکان ست دستبردار کبھی نہیں ہو گا یہاں تک کہ اگر مسکان بھی چاہے گی تب بھی نہیں مگر وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس بار اریب مسکان پر کوئی سختی یا اُسے کوئی دھمکی دینے کی بجائے اسکا بھروسہ جیت کر اُسے اپنی دسترس میں رکھے

" وہ میں نے ابھی سوچا نہیں" انداز اب بھی لوپرواہ ہی تھا گویا مسکان کو منانا اُسکے اُلٹے ہاتھ کا کھیل ہو

" اور اگر بڑی اماں نے زبردستی تیرا نکاح کروا دیا تو " وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا بڑی اماں کی ضد سے اچھی طرح واقف تھا اور اگر انھوں نے یہ نکاح کروانے کی ٹھان لی تھی تو انھیں ایسا کرنے سے انھیں کوئی روک بھی نہ پاتا

" تو کیا۔۔۔چار شادیاں جائز ہیں میری تو پھر دو ہوں گی" وہ بات کو مزاح کا رنگ دیتے ہوئے بولا مگر اُسکی بات پر پیچھے کھڑی مسکان کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور کئی گئے وہ جو انھیں رعنایہ بیگم کا پیغام دینے آئے تھی کہ وہ انھیں بُلا رہی ہیں اریب کی بات سن کر اُسے ایک قدم بھی اُٹھانا محال ہو گیا وہ زمین بوس ہو چکی ہوتی اگر پاس رکھے جھولے کو نہ پکڑتی۔اُسی لمحے گیٹ کھولا اور اندر آتی گاڑی کو انھوں نے حیرت سے دیکھا پھر رافعیہ بیگم اور آمنہ کو گاڑی سے نکلتا دیکھ انھیں اور بھی زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ رات کے اس پہر حویلی کی دو

عورتیں بنا کسی مرد کے باہر سے آرہی تھیں جو حویلی کے اصولوں کے خلاف تھا اور عورتیں بھی وہ جو بڑی اماں کے سب سے زیادہ قریب تھیں

"یہ اس وقت کہاں سے آرہی ہیں " وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا مگر حارث اُسکی بڑبڑاہٹ سن کر بولا

" نکاح کی شاپنگ " وہ اُنکے ہاتھوں میں تھامے بیگز کی طرف اشارہ کر کے بولا مسکان انھیں دیکھ کر پہلے ہی واپس اندر جا چکی تھی

"افففف۔۔۔خدایا کس مصیبت میں پھنسا دیا" وہ دونوں ہاتھوں سے سر سہلاتے ہوئے اوپر دیکھ کر بولا گویا خدا سے گو ہو جبکہ حارث اُسکی حالت پر مسکراہٹ روک نہ پایا

" ابھی ایک اور تیزہ ترین خبر بھی ہے تیرے لیے" حارث اُسکی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے بولا

" اب کوئی بُری خبر نہ سنائی میرے بھائی پلیز" وہ حارث کے سامنے دونوں ہاتھ جھوڑتے ہوئے گویا التجا کر رہا تھا

" چل جا معاف کیا کیا یاد رکھے گا" حارث اُسکے جوڑے ہاتھ دیکھتے ہوئے بولا

" تجھ سے معافی مانگ کون رہا ہے چل ہٹ" وہ اپنے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے واپس اپنی ٹون میں آکر بولا پھر دونوں ہی ہنس دیے

" اب بتا کیا بتانے والا تھا تُو" وہ اب قدرے سنجیدہ تھا

" آمنہ نے مسکان کو نکاح کے بارے میں بتا دیا ہے" حارث نے سکون سے بات ختم کرکے اُسے بے سکون کیا اُسکی بات پر وہ کرسی سے ایسے اُچھلا گویا نیچے سپرنگ لگے ہوں

" بس اسی کی کمی تھی" وہ افسودگی سے بولا

" وہی تو اب تو کسی چیز کی بھی کمی نہیں " حارث نے مسکراہٹ دُباتے ہوئے گویا اُسکا مذاق اڑایا ہو

" وہ پہلے ہی مجھ سے خفا ہے اور یہ لڑکی۔۔۔افففف نا جانے کیا چاہتی ہے" وہ حارث کی بات اگنور کرتے ہوئے ٹینشن کے مارے کھڑا ہوگیا یہ جانے بنا کہ ایک ٹینشن وہ خود اپنے لیے پیدا کر چکا ہے کچھ دیر قبل

" تجھے چاہتی ہے my dear" حارث کی زبان کو اب بھی سکون نہ ملا تو اُسکے نزدیک آکر شوخ انداز میں بولا " اسے پہلے کہ میں تیرے دماغ کے منجمند خیالات کو اس گلاس سے توڑو نکل یہاں سے" اریب اُسے غیر سنجیدہ دیکھ کر اور بھی بھڑک اٹھا اسے پہلے کے وہ واقعی ہی گلاس مار کر حارث کے چودہ طبق روشن کرتا حارث نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی اُسکے جانے بعد اریب بھی کچھ دیر اضطرابی حالت میں ادھر اُدھر ٹہلتا رہا پھر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہر طرف خاموشی کا راج تھا مکمل اور پُرسکون خاموشی میں اگر سوئی بھی گرتی تو شور مچاتی محسوس ہوتی سحری کے بعد نماز اور قرآن پاک کی تلاوت سے فارغ ہو کر وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی لان میں آگئی لان میں صبح کی تازہ ہوا چل رہی تھی ہلکی ہوا سے ہلتے بھول پتے پودے کافی بھلے محسوس ہو رہے تھے مالی بھی اپنے کاموں میں مصروف نظر آرہے تھے وہ بھی ایک طرف ٹہلنے لگی

" گڈ مارننگ" اپنی سوچوں میں گم وہ گلاب کے پھول کو نرمی سے چھوتے ہوئے ناجانے کیا محسوس کرنا چاہ رہی تھی جب اریب کی آواز پر چونکی

" گڈ مارننگ" اسنے اُسے دیکھے بنا کہا

" کتنا خوبصورت ہوتا ہے نا" وہ بھی اُسکے قریب ہی کھڑا ہو گیا اُسے پھول میں مگن دیکھ کر بولا اُسکا اشارہ گلاب کے پھول کی طرف تھا

"ہاں مگر اپنے ساتھ کانٹے بھی رکھتا ہے" وہ کسی اور ہی دُنیا میں گم تھی جو اریب کا اس قدر پاس کھڑا ہونا بھی اُسنے محسوس نہیں کیا تھا اُسکی بات پر اریب نے اسے دیکھا ہلکے نیلے رنگ کا گھٹنوں سے نیچے تک آتا فراک اُسکا ہم رنگ دوپٹہ ایک کندھے پر پھیلائے وہ کسی بھی مصنوعی آرائش سے پاک چہرے پر ایک انجان سی اداسی لیے ہمیشہ کی طرح اُسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

"یہ تو چھونے والے پر ہے نا وہ کانٹے نظرانداز بھی کر سکتا ہے" وہ سنجیدگی سے بولا اُسکا موڈ کچھ خاص اچھا نہیں تھا اسی وجہ سے سُو بھی نہیں پا رہا تھا کھڑی سے مسکان کو لان میں ٹہلتا دیکھ کر وہ وہاں چلا آیا

" ایسا تو صرف وہی کر سکتا ہیں جو صرف پھولوں سے کھیلے ہوں جن کی لائف میں صرف کانٹے ہی ہوں وہ نظر انداز نہیں کر سکتے" وہ اب کسی غیر منقطی نقطے پر نظریں جمائے بولی

" اور تمہاری لائف میں کون سے کانٹے ہیں" وہ سوالوں میں الجھا کر اُسکے دل کی بات جاننا چاہتا تھا اریب کے سوال پر مسکان نے اُسکی طرف دیکھا پھر وہاں سے ہٹ کر ٹہلنے لگی وہ بھی اُسکے ساتھ ہی ٹہلنے لگا

" تم نے بتایا نہیں" اُسے خاموش دیکھ کر اریب نے اپنا سوال دُہرایا

" میں نے ایسے ہی جنرل بات کی ہے یہ کب کہا کہ میری لائف میں ایسا کچھ ہے" وہ اب قدر سنبھل کر آسودہ سا مسکرا کر بولی

" کچھ باتیں براہ راست نہیں کہی جاتی" وہ بھی مسکرایا تھا

" مطلب۔۔۔۔"وہ کچھ سمجھی نہ تھی اسی لیے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا مگر نگاہوں کے تصادم پر فوراً نظریں موڑ لی اریب اُسکی اس حرکت پر گہرا مسکرایا

"کچھ نہیں۔۔۔یہاں بیٹھو" وہ کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا وہ شائد اچھے موڈ میں تھی اسی لیے اُسکی ہر بات مان رہ تھی

" مسکان۔۔۔۔"وہ اپنی ہتیلیوں پر نگاہیں جمائے ناجانے کیا سوچ رہی تھی کہ اریب کی آواز اُسے سوچوں سے باہر کھینچ لائی اُسکا اُسے نام سے پکارنا اُسکی سنجیدگی ظاہر کر رہا تھا

" ج۔۔۔جی۔۔۔"اُسکے اس قدرے سنجیدگی سے پکارنے پر وہ گڑ بڑائی اُسکے ہکلنے پر وہ مسکرایا

" میں چاہتا ہوں کہ بڑی اماں کے آنے کے بعد ہم نکاح کے بارے میں سب کو بتا دیں اور رخصتی۔۔۔۔"

" وٹ۔۔۔آپ ہوش میں تو ہیں ایسا کیسے ممکن ہے" اریب کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوتی بولی

"اس میں ہوش کھونے اور ناممکنات والی کونسی بات ہے میڈم۔۔۔۔"اُسکی بات پر وہ پُرسکون سے انداز میں اُسے بازو سے پکڑ کر واپس بیٹھاتے ہوئے بولا

"آ۔۔۔آپکی شادی آمنہ سے ہونے والی ہے اور میں یہ بات جانتی ہوں" وہ نگاہیں دوسری جانب کیے بولی اپنے طور پر اُسے یہ بتانا چاہ کہ وہ جانتی کہ اُسکی اور آمنہ کی شادی طے ہے اسے لگا تھا شاید اریب اُسے یہ بات چھپنا چاہتا تھا اریب کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ کنفوز ہو رہی تھی جبکہ اُسکی بات اور نگاہیں پھیرنے پر اریب مسکرایا یعنی وہ اس بات کو لے کر اُسے ناراض تھی

"تو۔۔۔"وہ اسی طرح پُرسکون انداز میں بولا

" آپکے لیے کسی کے جذبات کوئی معانی نہیں رکھتے" اُسکی بات پر وہ قدرے غصے سے بولی نظریں اب بھی اُسے نہیں ملائی تھیں

" اپنی بیوی کے علاوہ کسی کے نہیں " وہ بھی انتہائی ڈھیٹ ثابت ہوا تھا جو اُسکی کسی بات کو سیریس نہیں لے رہا تھا

" آپ مردوں کو کیا فرق پڑتا ہے کہ کون آپکے بارے میں کیا جذبات رکھتا ہے" اب کہ اُسکی آواز میں درد اور بے اعتباری تھی مرد ذات کے لیے

" کیسے جذبات۔۔۔مسکان تم اچھے سے جانتی نہیں ہو اُسے" مسکان کی بلاوجہ کی آمنہ کی طرفداری اُسے غصہ دلا رہی تھی مگر پھر بھی خاصے ضبط سے بولا

"اچھے سے جانتی تو آپکو بھی نہیں"وہ سنجیدگی سے اچھے سے پر زور دیتے ہوئے بولی اریب نے حیریت سے اُسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھا وہ لڑکی اُسکے لیے ایک مسٹری ثابت ہو رہی تھی جو کبھی تو اُسے دیکھ کر ایک لفظ بھی صحیح سے ادا نہیں کر پاتی اور کبھی اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیتی

" تو یہ وجہ ہے انکار کی۔۔۔بولو کیا جاننا چاہتی ہو میرے بارے میں" وہ بھی سنجیدگی سے بولا

" مجھے۔۔۔۔ک۔۔۔کچھ نہیں جاننا آپکے بارے میں"

"کیوں" سنجیدگی سے سوال کیا گیا

" کیو۔۔۔کیونکہ۔۔۔۔شادی نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں" وہ کھڑے ہوتے ہوئے خود کو مضبوط بنائے بولی

" اچھا تو پھر کیا ہے" اُسکے قریب آکر وہ دلچسپی سے اُسکے چہرے پر نگاہیں جمائے بولا

"آ۔۔۔آپ مجھے پسند نہیں" اسے دو قدم دور ہٹتے ہوئے بولی اُسکے جواب پر اُریب نے مسکراہٹ دبائے سر ہلایا گویا ایسے ہی جواب کی توقع کر رہا تھا

" تو پھر کون پسند ہے" وہ معنی خیز سا مسکرایا اُسکے اس سوال پر مسکان نے حیریت سے اُسے دیکھا گویا اُسے ایسے سوال کی توقع نہ تھی

"آپ کو بتانا ضروری نہیں " اُسنے جانے کے لیے قدم بڑھائے مگر وہ اُسکا راستہ روکے کھڑا تھا

" کوئی ہو گا تو بتاؤ گی نا۔۔۔رائٹ" وہ کمال اطمینان سے بولا اُسکے اس قدر اطمینان پر وہ بھی حیران تھی

"مما جاگ گئی ہوں گی۔۔۔میں چلتی ہوں"اُسکی نگاہیں مسلسل خود پر محسوس کر کے وہ کافی نروس ہو گی تو اُسنے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی

" تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا" وہ اب بھی اُسکا راستہ روکے کھڑا تھا

" میرے پاس کی کسی بات کا جواب نہیں" وہ قدرے سنبھل کر بولی

" لیکن میرے پاس تمہاری ہر بات کا جواب ہے" وہ دوبدو بولا ساتھ ہی ایک طرف ہوا گویا اُسے جانے کا راستہ دیا ہو

" مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔۔۔۔"وہ کہہ کر رُکی نہیں فوراً سے اندر کی جانب بھاگ گئی وہ اُسکی پیشت دیکھ کر مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"او۔۔۔ہیلو۔۔۔کدھر گم ہو" وہ اریب کو ٹیرس پر کھڑا دیکھ کر کافی کپ اُٹھائے وہی چلا آیا کچھ دیر اُسے دیکھتا رہا مگر جب وہ متوجہ نہ ہوا تو اُسنے خود ہی متوجہ کیا

"تم کب آئے۔۔۔"حارث کے ہاتھ سے ایک کپ لیتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا گیا

" جب تم کشمیر آزاد کروانے کا پلان بنا رہے تھے" وہ مسکراتے ہوئے کپ لبوں سے لگائے بولا

" اُسکے بارے میں سوچتا تو شائد اب تک حل مل گیا ہوتا یہاں تو مسئلہ ہی الگ ہے" وہ ٹیرس پر جھکتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

" ہوں۔۔۔۔کہیں مخالف پارٹی نے پھر سے کوئی وار تو نہیں کر دیا یا لائن آف کنٹرول کا کوئی قانون توڑ دیا ہے" وہ مصنوعی سنجیدگی سے مسکراہٹ دُبائے اُسی کے انداز میں بولا

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں آئی ایم سیریس یار۔۔۔"اریب اُسکی غیر سنجیدگی نوٹ کرتے ہوئے اُسے گھوری سے نوازتے ہوئے بولا

"میں بھی سیریس ہوں" مسکراہٹ چھپانے کے لیے کپ لبوں سے لگایا

" اچھا بتاو کیا ہوا۔۔۔کون ہے تمہارے اتنے سنجیدہ روپ کا زمہ دار" اُسے سنجیدہ اور خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ سنجیدگی سے اُسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

" مسکان۔۔۔۔"دونوں بازو رینگ پر رکھے وہ نگاہیں جھکائے بولا آواز سے ہی پریشانی ظاہر تھی

"کیوں کیا ہوا مسکان کو" اب وہ بھی مکمل سنجیدہ تھا

" اُسے کچھ نہیں ہوا " اُسی انداز میں جواب دیا گیا

"پھر "

" وہ مجھے آج پریشان لگی مجھے لگا کہ وہ میرے نکاح کو لے کر پریشان ہے" اُسنے اپنی پریشانی کی وجہ بتائی

" یہ تو اچھی بات ہے نا کہ وہ تم دونوں کے رشتے کو ماننے لگی ہے" حارث کو اُسکی پریشانی کی وجہ سمجھ نہیں آئی جبکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ اریب کا نکاح آمنہ سے نہیں ہو گا

" وہ سمجھتی کہ میں آمنہ کی فیلنگز کے ساتھ کھیل رہا ہوں" وہ مسکان کی صبح والی بات یاد کرتے ہوئے بولا

" مطلب۔۔۔گڑیا نے تم سے ایسا کچھ کہا" حارث بھی حیران ہوا اُنھیں لگا تھا کہ مسکان اب تک اُسکی نیچر سے واقف ہوگئی ہو گی

" جی۔۔۔آپکی گڑیا نے ہی کہا" اریب گڑیا پر زور دیتے ہوئے بولا

"تمہاری بات ہوئی اُسے" حارث نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جس کا دھیان ناجانے کہاں تھا اور کافی بھی ٹھنڈی ہو چکی تھی

" ہاں آج صبح ہوئی تھی"

" تم نے تائی امی سے بات کی" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا

" ہاں۔۔لیکن نکاح کا نہیں بتایا" وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

" کیا کہا انھوں نے"

" وہ ڈیڈ سے بات کرنے سے پہلے چچی جان سے بات کرنا چاہتی ہیں " اریب نے اُسے تفصیل بتائی

" ہوں۔۔۔مسکان سے میں بات کر لوں گا اُسکی تم ٹینشن نہ لو" وہ اُسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ بھی آسودہ سا مسکرا دیا

" کہیں وہ انکار نہ کر دے" اریب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

" ڈونٹ وری وہ تمہارے نکاح میں ہے اگر ایسا ہوا تو تم سب کو نکاح کے بارے میں بتا دینا" حارث نے اُسے پُرسکون رہنے کی ہدایت کی پھر کچھ پل وہی کھڑے رہ کر اُسے دیکھا جس کا چہرہ مرجھایا سا تھا ایک نظر آسمان کو دیکھ کر اپنے جان سے عزیز دوست اور بھائی کی خوشیوں کی دعا مانگی اُسکے کندھے کو دیھرے سے دباتے ہوئے اُسے آنکھوں سے ہی تسلی دی اور اپنا کپ لیا اندز بڑھ گیا پیچھے اُسکی کافی ویسی ہی ٹھنڈی ہو چکی تھی وہ ایک بار پھر اپنی سوچوں میں گم ہو گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آئیں بڑی اماں ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے" رافعیہ بیگم دونوں بھائیوں بھابھیوں سمت حویلی کے تمام افراد ہی بڑی اماں عجمت بیگم اور روحیل صاحب کو خوش آمدید کہنے کے لیے بڑے لا میں موجود تھے حویلی کو ہمیشہ کی طرح دلھن کی طرح سجایا گیا تھا کہ بڑی اماں منجھلی بہو اور بیٹا عمرے کی سعادت حاسل کر کے واپس آرہے تھے اور اگلے روز عید بھی تھی رافعیہ بیگم کو انکے آنے سے زیادہ اپنی بیٹی کی شادی کی خوشی تھی یا شائد اس بات کی کہ شادی کے بعد اریب کے نام کی ساری جائیداد انکی بیٹی کے نام ہو جائے گئی جس میں وہ حویلی بھی شامل تھی

" اسلام علیکم اماں جان" بڑی بہو نے آگے بڑھ کر بڑی اماں کو سلام کیا تو انھوں نے بھی اُنکے سر پر ہاتھ رکھ کر ڈھیروں دعائیں دی انہی کی دیکھا دیکھی چھوٹی بہو نے بھی آگے بڑھ کر بڑی اماں کو سلام کیا تو انھوں نے ایک لمحے کے توقف کے بعد انکے سر پر بھی ہاتھ پھیرا جس سے سبھی مسکرا دیے جہاں سب کی روکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی وہی رافعیہ بیگم کے منہ کے زاریے بدلے اُسکے بعد سب روحیل صاحب اور عظمت بیگم سے ملے اور انھیں عمرے کی مبارک باد دی

"کیسا رہا سفر اور آپ کیا کیا گفٹ لائی ہیں بڑی اماں" رافعیہ بیگم جوش سے بولی اور مخصوص گھرانوں کے لوگوں کی طرح اپنے گفٹ کا پوچھا گویا وہ وہاں عمرے کی سعادت کے لیے نہیں انکے لیے گفٹ لینے گئی تھیں

"ہم وہاں خریداری کے لیے نہیں گئے تھے اور تحفے میں آبِ زم زم اور کھجوریاں اور ڈھیروں دعائیں۔۔۔۔"

بڑی اماں نے ایک سخت نگاہ ان پر ڈالی پھر دھیرے سے بولی تو سبھی مسکرا دیے

" ہم نے اپنے بچوں کی خوشیاں مانگی ہیں اور اس اُمید سے لوٹے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارے بچوں کی خوشیاں اس ویران حویلی پہنچ کر اسے آباد کر جائیں "وہ قدرے رنجیدگی سے بولتے آخر میں آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے بولی

" بڑی اماں آپ نے میرے لیے کیا مانگا" اریب انکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے بولا ناجانے کتنے عرصے بعد وہ ایسے اُنکے سامنے بیٹھا تھا سبھی کی آنکھیں نم ہوئی جبکہ مسکان کو اریب کو ایسے بیٹھا دیکھ کر حیرت ہوئی

" سب سے زیادہ آپکے لیے ہی خوشیاں اور سکون مانگا ہے " وہ اُسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی جو انکے گھٹنوں پر سر رکھ چکا تھا سر اُٹھا کر انھیں دیکھ جو اُسے پہلے سے زیادہ پُرنور لگا

" دس از ناٹ فیئر بڑی اماں۔۔۔ہم بھی پڑے ہیں راہیوں میں یار" حماد کی ادکاری شروع ہوچکی تھی جبکہ یار کہنے پر بڑی اماں کے ساتھ ساتھ حارث اور اریب کی گھوری بھی ہضم کی

"اوکے سوری نکل جاتا ہے کبھی کبھی" بڑی اماں کو لفظ یار سے کافی سے بھی زیادہ نفرت تھی اسی لیے سبھی انکے سامنے یہ لفظ بولنے سے اجتناب کرتے تھے مگر حماد کی نون سٹاپ چلتی زبان اکثر ہی پھسل جاتی۔اب بھی سبھی کو اپنی طرف دیکھتا پا کر جلدی سے بولا

" ہم نے سب کے لیے دعائیں کی ہیں ہمارے لیے آپ سبھی ایک جیسے ہو" وہ مسکراتے ہوئے بولی وقفے وقفے سے نظر مسکان پر ڈالتی جو نگاہیں جھکائے ایک طرف بیٹھی تھی

" جی بلکل۔۔۔۔اریب بھیا گلاب جامن ہیں جسے سب پسند کرتے ہیں اور ہم وہ پیلی والی مٹھائی جیسے کوئی پوچھتا بھی نہیں" حماد کے روٹھے انداز میں کہنے پر لاونج میں سبھی کا مشترکہ قہقہ گونجا جبکہ مسکان اُسکی بات پر کھل کر مسکرائی اریب نے دل ہی دل میں اُسکی دہمی مسکراہٹ کی دعا کی جبکہ کسی اور نے بھی اریب کا مسکان کو دیکھنا بخوبی نوٹ کیا تھا

"نہیں بھئی ہمارے لیے آپ بھی گلاب جامن ہی ہیں " بڑی اماں نے مسکراتے ہوئے اُسکی ناراضگی دور کی جبکہ سبھی بڑی اماں کی اس تبدیلی پر حیران کے ساتھ ساتھ خوش تھے رافعیہ بیگم بس پہلو بدلتی رہ گئیں

"بہو۔۔۔آپ سب کے لیے آبِ زم زم اور کھجوریاں لے آئیں اور باقی رشتے داروں وغیرہ کے بھی رکھ دیں" حماد کے بعد وہ رعنایہ بیگم سے مخاطب ہوئیں تو وہ جی بڑی اماں لائی کہہ کر وہاں سے کچن میں چلی گئی انکے پیچھے دوسری دونوں بہوئیں بھی کچن میں چل دی باقی سب اب دوبارہ باتوں میں مصروف ہو چکے تھے مسکان بھی کسی بات پر دھیرے سے مسکرا دیتی یا کسی بات کا ہاں ہوں میں جواب دے دیتی آمنہ اُسکی موجودگی سے ہی سلگ کر رہ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" دیکھا میں نے کہا تھا نا واپس آنے تک بڑی اماں بلکل چینج ہوگی" وہ تینوں اس وقت کچن میں موجود تھیں اور رات کے کھانے کے انتظامات کر رہی تھیں جب رعنایہ بیگم سبزی کاٹتی سفیہ بیگم سے بولی پاس بیٹھی عظمت بیگم بھی مسکرا دی۔۔دراصل عمرے سے واپس آنے کے بعد سے بڑی اماں نا صرف سفیہ بیگم اور مسکان سے بہت اچھے سے بات کرتی بلکہ سبھی نے انکا کا رافعیہ بیگم کے ساتھ سخت رویہ بھی نوٹ کیا تھا لیکن وجہ کسی کو معلوم نہیں تھی اور نہی کسی میں بڑی اماں سے پوچھنے کی ہمت تھی یہ الگ بات تھی کہ وہ دونوں اب بھی ان سے ڈرتی تھیں مسکان کے دل میں ڈر سے زیادہ بدگمانی تھی جو اب تک ختم نہیں ہوئی تھی

"جی بھابھی۔۔۔لیکن آپا کی خاموشی کہیں کسی طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تو نہیں" وہ سبزیاں کاٹ کر ایک طرف رکھتے ہوئے پریشانی سے بولی

" ارے تم فکر نہیں کرو اب وہ بھی کچھ نہیں کر پائیں گی" رعنایہ بیگم نے انھیں تسلی دی

"جی بھابھی بلکل صحیح کہہ رہی ہیں اور آپ نے نوٹ نہیں کیا اب تو بڑی اماں بھی ان سے کھینچی کھینچی رہتی ہیں پتا نہیں اب کیا گل کھلایا ہے انھوں نے" عظمت بیگم نے بھی بڑی بھابھی کی تائید کی

"ایسا نہیں کہتے وہ بڑی ہیں " رعنایہ بیگم نے انھیں آخری بات کے لیے ٹوکا تھا وہ تینوں ایسی ہی تھی کبھی کسی کی بات کا برا نہ مناتی رعنایہ بیگم کو انھوں نے بڑی بہن کہا ہی نہیں تھا بلکہ مانتی بھی تھیں اور وہ بھی بلکل بڑی بہنوں کی طرح ہمیشہ انکا ساتھ دیتی لیکن غلط بات پر ٹوکتی بھی

"ناجانے بڑی اماں ان سے کیوں ناراض ہیں " سفیہ بیگم پُرسوچ سے انداز میں بولی

" کیا معلوم بڑی اماں نے بھی نہیں بتایا اور اب وہ خود تو بتانے سے رہی" عظمت بیگم کچن فرائی کرتے ہوئے بولی تو ان دونوں نے محض سر ہلائے

" چھوٹی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی" رعنایہ بیگم پہلے عظمت بیگم کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو انھوں نے آنکھوں سے ہی انھیں تسلی دی تو وہ سفیہ بیگم سے مخاطب ہوئیں

" کا بات ہے بھابھی کہیں" وہ مصروف سے انداز میں بولی

" بات دراصل مسکان کے بارے میں ہے" رعنایہ بیگم نے بات کا آغاز کیا وہ بازو سامنے رکھے ٹیبل پر رکھے بغور سفیہ بیگم کو دیکھ کر بات کر رہی تھیں مسکان کے نام پر وہ چونکی اور دونوں کی طرف دیکھا عظمت بیگم چولہے کی طرف مڑی ہوئی تھیں پھر رعنایہ بیگم کو دیکھا جو انھیں کچھ اُلجھی اُلجھی سی لگی تھیں

" مسکان کے بارے میں۔۔۔کیا بات ہے بھابھی" وہ پریشان کن انداز میں بولی ہاتھ میں پکڑی چھری بھی رکھ دی اور مکمل طور پر ان کی جانب متوجہ ہوئی آخر انکی بیٹی کی بات تھی

" ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے" انھیں پریشان ہوتا دیکھ کر وہ جلدی سے بولی

" تو پھر کیا بات ہے بھابھی" اب کہ وہ متجسس انداز میں پوچھ رہی تھیں

" دراصل میں۔۔۔۔میں تم سے۔۔۔۔۔۔مسکان کا رشتہ مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی انھیں سمجھ نہیں آیا کہ کیسے بات کریں

" میں سمجھی نہیں " وہ واقعی ہی نہیں سمجھی تھیں کیونکہ اریب کا رشتہ آمنہ سے بڑی اماں نے طے کیا ہے یہ بات رعنایہ بیگم نے ہی انھیں بتائی تھی تو پھر وہ کس کے لیے رشتہ مانگ رہی تھیں

"بھابھی اریب کے لیے مسکان کا ہاتھ اور ساتھ چاہتی ہیں بولو کیا آپ کو قبول ہے" عظمت بیگم بھی انکے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تھوڑے شوخ انداز میں بولی

" لیکن۔۔۔اریب کا رشتہ تو آمنہ۔۔۔۔۔۔۔"

"آپ جانتی تو ہیں ہی کہ اریب آمنہ کو پسند نہیں کرتا انفیکٹ صرف بڑی اماں ہی خوش ہیں اس رشتے سے آپا کے علاوہ۔۔۔۔۔"سفیہ بیگم کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی عظمت بیگم نے انھں تفصیل بتانا شروع کر دی "پھر بھی۔۔۔۔۔"

"ہمیں لگتا ہے کہ اریب مسکان میں انٹرسٹیڈ ہے یقین کریں بھابھی وہ مسکان کر بہت خوش رکھے گا" عظمت بیگم کے لیے اریب بھی بلکل حارث اور حماد کی طرح ہی تھا انھوں نے اریب کی آنکھوں میں مسکان کے لیے جذبات دیکھے تھے اسی لیے انھوں نے ہی رعنایہ بھابھی کو سفیہ بھابھی سے اس بارے میں بات کرنا کو کہا تھا

" بڑی اماں نہیں مانیں گئی اور پھر میں نہیں چاہوں گی کہ میری بیٹی ایک اور سفیہ بنے " وہ آنسو بمشکل ہی روکے ہوئے تھیں انھیں رعنایہ بیگم یا عظمت بیگم کے خلوص یا محبت پر شک نہیں تھا مگر بڑی اماں اور خاص کر رافعیہ بیگم کی طرف سے انھیں جو تکالیف مل چکی تھیں وہ نہیں چاہتی تھیں کہ انکی ہوا بھی انکی بڑی کو

چھوئے صرف دوست کی شادی بھائی سے نہ ہونے پر انھوں نے سفیہ بیگم کا گھر برباد کر دیا تھا اور پھر اب تو بات انکی بیٹی کی تھی ناجانے وہ کیا کر جاتیں

"نہ میری بیٹی سفیہ ہے اور نا میرا بیٹا اشتعاق۔۔۔۔۔میرا بیٹا کبھی بھی دوسرا اشتعاق نہیں بنے گا میرا یقین کریں" اب بھی رعنایہ بیگم کی بجائے عظمت بیگم بولی تھیں جبکہ رعنایہ بیگم انکے میری بیٹی میرا بیٹا کہنے پر دھیرے سے مسکرا دی اور سفیہ بیگم تو آنکھوں میں آنسو لیے انکے گلے لگ گئ

" میں۔۔۔میں بہت خوش ہوں کہ مجھے آپ جیسی دو بہنیں ملی۔۔۔"سفیہ بیگم آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کر بولی

" ہوں۔۔۔تو پھر بتائیں کیا آپ کو میرے بیٹے کا رشتہ میری بیٹی کے لیے قبول ہے" وہ بھی مسکراتے ہوئے شوخ سے انداز میں بولی

"میں مسکان سے پوچھنا چاہوں گی کیا اجازت ہے" وہ بھی انہی کہ انداز میں بولی تو تینوں ہی آخر میں کھلکھلا کر ہنسی

" اجازت ہے" اب کہ رعنایہ بیگم بولی تھیں تبھی باہر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز پر تینوں نے کچن کے دروازے کی طرف دیکھا عشت بیگم جلدی سے اُٹھ کر باہر آئی مگر وہاں کسی کو نہ پایا تو پیچھے مڑ کر نفی میں سر ہلایا لیکن اتنا تو انھیں معلوم ہوگیا کہ کوئی تو تھا اب بس تینوں یہی دعا کر رہی تھیں کہ وہ آمنہ یا رافعیہ بیگم نہ ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے لگتا ہے اب صحیح وقت آگیا ہے " اشتعاق صاحب کتاب بند کرکے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پُرسوچ انداز میں بولے

"کیسا وقت " سفیہ بیگم نے ڈریسنگ کے شیشے سے ہی انھیں دیکھتے ہوئے پوچھا وہ انکی بات کا مطلب سمجھ نہیں پائی

" بڑی اماں کو ساری سچائی بتانے کا وقت" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے بولے

" لیکن اس سب کی اب کیا ضرورت ہے جبکہ بڑی اماں کی غلط فہمی دور ہوچکی ہے تو" انھیں اب رافعیہ بیگم سے کسی قسم کا مسئلہ نہیں تھا مسئلہ تو خیر انھیں پہلے بھی نہیں رافعیہ بیگم کو ہی تھا لیکن اب وہ انکی کی کوئی غلطی بڑی اماں کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ بڑی اماں رافعیہ بیگم سے بدزن ہوں

"اسکی ضرورت ہے اسی لیے کہہ رہا ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری سگی بہن ہی میری بربادی کی وجہ ہے" وہ سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے غصے سے بولے

" سارا قصور انکا نہیں تھا" ناجانے وہ کیا کہنا چاہتی تھی شائد انھیں بتانا چاہ کہ انکی بیٹی سے انکی دوری وجہ صرف رافعیہ بیگم نہیں وہ ضود بھی تھے اگر وہ سفیہ بیگم کا یقین کرتے تو نہ انھیں انکی بیٹی سے دور رہنا پڑتا اور نہ ہی مسکان کو اپنی فمیلی سے

" جانتا ہوں کہ سارا قصور انا نہیں لیکن اصل اجڑ تو وہی ہیں نا پہلے میری زندگی برباد کی اور اب اریب کی کرنا چاہتی ہیں اسی لیے اب وہ ریکاڈرنگ بڑی اماں کو دیکھنا ضروری ہے " وہ اضطرابی انداز میں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے بولے

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ وہ اریب کی زندگی کیوں برباد کریں گی بھلا سگی پھوپھو ہیں وہ انکی" سفیہ بیگم نے انھیں اپنے طور پر سمجھنے کی کوشش کی

"واہ۔۔۔اتنی ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کو عقل نہیں آئی بیگم صاحبہ" وہ قدرے شوخ انداز میں بولے

" آپ ہمیں بےوقوف کہہ رہے ہیں" وہ بُرا مناتے ہوئے بولی

" نہیں ہم رافعیہ کو عقل مند کہہ رہے ہیں" وہ مسکراہٹ دبائے بولے

" بات تو ایک ہی ہے نا آپ کے کہنے کا مطلب ہم انھیں سمجھتے نہیں" وہ منہ پھلائے بولی

" ایگزگٹیلی۔۔۔آپ انھیں کبھی نہیں سمجھ سکتی۔۔۔جانتی ہیں کیوں" وہ سنجیدگی سے انھیں دیکھتے ہوئے بولے وہ اب بھی ڈریسنگ کے سامنے ہی بیٹھی تھیں آخر میں سوالیہ انداز میں پوچھا تو انھوں نے نفی میں سر ہلایا

" وہ اس لیے کہ آپ بہت معصوم ہیں آپ کو لوگوں کی گمیز سمجھ میں نہیں آتی" وہ انھیں سمجھتے ہوئے بولے

" اس سے اریب کا کیا تعلق۔۔۔جبکہ ان سے تو آمنہ کی شادی ہونے والی ہے نا" انھیں اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ رافعیہ بیگم کی وہ پرانی ریکاڈرنگ بڑی اماں کو دیکھنے سے اریب کی لائف کا کیا تعلق۔

" اسی لیے تو۔۔۔وہ آمنہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا اور نا بھائی اور بھابھی چاہتے ہیں لیکن بڑی اماں صرف انکے کہنے پر یہ شادی کروا رہی ہیں " وہ انھیں ڈریسنگ کے سامنے سے ہٹاتے ہوئے اپنے ساتھ بیڈ پر بیٹھا کر بولے تو سفیہ بیگم کو رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم سے کچن میں ہوئی گفتگو یاد آئی۔

" ہوں۔۔۔لیکن آج کل انکا موڈ شاید کچھ ٹھیک نہیں تو ایسے میں صحیح نہیں ہو گا" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

" کیوں کیا انھوں نے آپ سے کچھ کہا" وہ متفکر انداز میں بولے

" نہیں۔۔وہ آج جب سب بڑی اماں کے ساتھ بیٹھے تھے تو آپا نے شادی کی بات کی تھی تو۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی

"تو۔۔۔کیا" وہ سوالیہ انداز میں بولے

"تو بڑی اماں نے انھیں ڈانٹ دیا کہ بچوں کے سامنے انھوں نے ایسا کیوں کہا "

"ہوں۔۔۔تو یہ تو اور بھی اچھی بات ہے نا بڑی اماں پہلے ہی ان سے خفا ہیں اب جب باقی کے انکے کارنامے انکے سامنے آئیں گے تو۔۔۔اچھا ہے یہی اچھا موقع ہے" وہ پُرجوش سے انداز میں بولے

" کیا ہو گیا ہے آپ کو وہ آپکی بڑی بہن ہیں" سفیہ بیگم نے انھیں سمجھنا چاہ

"کاش بڑی بہن نے بھی بڑے ہونے کے فرائض نبھائے ہوتے میں نے انھیں ہمیشہ بڑی اماں کی جیسی عزت دی اور انھوں نے میری ہی زندگی۔۔۔۔میری چھوڑو میری معصوم سی بچی کی مسکراہٹیں چھین لی" وہ گلوگیر لہجے میں بولے انکے لہجے میں گزرے وقت کا کرب تھا جو شائد انکے ساتھ ہمیشہ رہنے والا تھا کیونکہ مسکان اب بھی ان سے دور دور ہی رہتی کبھی اگر کسی بات کا جواب دیتی بھی تو انتہائی مختصر۔۔۔۔۔وہ اس سب کا ذمہ دار خود کو بھی مانتے تھے مگر انھیں سزا دلوانا چاہتے تھے شائد وہ جانتے تھے کہ بڑی اماں انھیں کیا سزا دیں گئ

"لیکن۔۔۔۔"

"نہیں اب آپ کچھ نہیں کہیں گئ اب میں کروں گا آپ کے لیے اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔۔۔انھیں کسی سے غرض نہیں سوائے اس عیش وعشرت اس دولت کے" سفیہ بیگم نے کچھ کہن چاہ لیکن انھوں نے انھیں ہاتھ کے اشارے سے خاموش کروا دیا اور خود کچھ سوچتے ہوئے بولے جیسے کسی نتیجے پر پہن چکے ہوں اور اب بس عمل کرنا باقی ہو۔وہ کہہ کر باتھ روم میں چلے گئے سفیہ بیگم افسردگی سے انکی پیٹھ دیکھتی رہ گئ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما آپ تائی امی سے کیا بات کر رہی تھیں" وہ ابھی کچھ دیر قبل ہی انکے روم میں آئی تو سفیہ بیگم اُسکے سر میں تیل کی مالش کرنے لگی وہ انکے پاس ہی بیڈ کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اچانک یاد آنے پر پوچھ لیا

"کون سی بات" وہ سمجھی نہیں تھی کہ مسکان کونسی بات کے بارے میں کہہ رہی ہے

"میر۔۔۔میری۔۔۔۔۔شادی کی۔۔۔۔بات۔۔۔"وہ دو دن پہلے کی بات تھی ابھی وہ انکے ساتھ بیٹھی تو اُسے یاد آگئ

"اُس دن کچن کے باہر آپ تھیں" سفیہ بیگم اُسکے سوال کے جواب میں سوال کرنے لگی

"جی۔۔۔۔"وہ کچھ شرمندہ سی ہوئی

" تو آپ کو پروبلم کیا ہے اریب سے شادی کرنے میں" انھوں نے بنا کسی تمہید کے پوچھا انکے ایسا پوچھنے پر اُسے ناجانے کتنی بدامت نے آن گہرا

"مما مجھے اُس انسان سے شادی کا پوچھ رہی میں جس کے نکاح میں میں ہوں اور وہ۔۔۔وہ چار چار شادیوں کو گیان بانٹ رہا ہے" مما کے سوال پر وہ محض سوچ سکی اُسے اریب کی حارث سے ہوئی گفتگو یاد آئی تو وہ بلاوجہ ہی اُسکے ماتھے پر کئی لکیریں نمودار ہوئیں

" بچے آپ نے بتایا نہیں " مما کے دوبارہ پکارنے پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی

" مما۔۔۔آپکو معلوم ہے نا کہ انکی اور آمنہ کی شادی ہونے والی ہے پھر اس بحث کا کیا مقصد" وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ تائی امی نے ان سے اُسکا رشتہ کیوں مانگا اگر وہ انکی ساری گفتگو سنتی تو شاید سمجھ جاتی

" بھابھی بتا رہی تھیں کہ وہ آمنہ کو پسند نہیں کرتے" سفیہ بیگم نے اُسے وجہ بتائی

"تو یہ بات انھیں شادی سے چند دن قبل یاد آئی کہ او۔۔میں تو اس لڑکی کو پسند ہی نہیں کرتا تو شادی کیسے کر سکتا ہوں پہلے کیا عقل پہ پردہ پڑا ہوا تھا" وہ لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر بولی تو سفیہ بیگم بھی مسکرا دی

" ایسی بات نہیں ہے بچے انھوں نے پہلے بھی منع کیا تھا لیکن۔۔۔"سفیہ بیگم کچھ کہتے ہوئے رک گئیں

" لیکن کیا مما۔۔۔۔بڑی اماں نے انکار کر دیا ہو گا اور اب آپ مجھے اُنکے سامنے پیش کرنا چاہتی ہیں" وہ غصے میں ناجانے کیا بول رہی تھی شاید اُسے خود بھی اندازہ نہیں تھا

" مسکان۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔۔آپکو اندازہ بھی ہے " وہ حد درجہ اپنا انداز دھیمہ رکھے بولی

" مما۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے نہیں کرنی ان سے شادی" وہ انکی جانب مڑتے ہوئے التجائیہ انداز میں بولی اُسے اریب کے آمنہ سے نکاح کے بارے میں نادر خیالات کا جو علم ہو گیا تھا

" ویسے اریب نے مجھے بتایا کہ انھوں نے آپ۔۔۔۔۔"

" ک۔۔۔کیا بتایا۔۔۔"اُسے لگا کہیں اریب نے انھیں نکاح کا ہی نہ بتا دیا ہو

" یہی کہ انھوں نے آپکو شادی کے کیے پرپوز کیا تھا" وہ سنجیدگی سے بولی

" وٹ۔۔۔مما ایسا کچھ نہیں ہے اور انکی حرکتیں نا بلکل تھیڈ کلاس عاشقوں جیسی ہیں رہ چلتی لڑکی کو کوئی شادی کے لیے کہتا وہ بھی پہلی ملاقات میں ہی" وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر روانی میں بولتی انھیں سب کچھ خود ہی بتاتی گئی اور وہ جو سفیہ بیگم کو رعنایہ بیگم کا کوئی پیغام دینے آیا تھا اُسکے اپنے بارے میں خیالات سن کر بمشکل اپنا قہقہ روک پایا

" اچھاااا۔۔۔ایک طرف آپ کہہ رہی ہیں کہ انھوں نے ایسا کچھ نہیں کہا اور ساتھ ہی انھیں تھیڈ کلاس عاشق کہہ رہی ہیں جو پہلی ملاقات میں ہی شادی کا پرپوزل دے گیا " وہ اریب کو دیکھ چکی تھی اسی لیے مسکراہٹ دُبائے مصنوعی سنجیدگی سے دریافت کیا گیا مگر مسکان نے ابھی تک اُسے نہیں دیکھا تھا

" ہا۔۔ہاں۔۔۔تو۔۔۔مما آپکو نہیں پتا وہ چار شادیاں کرنا چاہتے ہیں چاررر" جب اُسے کوئی بات نہیں بنی تو اُسنے مما کی انفورمیشن میں اضافہ کرنا چاہ اور چار پر زور دیتے ہوئے بولی جبکہ اریب اُسکی بات سن کر حیران ہوا کہ اُسنے کب کہا کہ وہ چار شادیاں کرنا چاہتا ہے

"تو اس میں کیا ہے بچے اسلام میں چار شادیاں جائز ہیں " وہ بنا حیران ہوئے نارمل انداز میں بولی جبکہ انکے ایسا بولنے پر اُسے شدید حیرت کے ساتھ غصہ بھی آیا کیونکہ اریب نے بھی یہی کہاں تھا جب وہ حارث کے ساتھ آمنہ سے شادی کے بارے میں بات کر رہا تھا

" ہاں جی بلکل پھر نا بڑی اماں انھوں صرف حویلی سے نہیں حیدرآباد سے باہر نکل دیں گئی"اُسے لگا کہ اس بات پر مما اُسکا ساتھ دیں گئیں لیکن انھیں تب بھی اریب کے حق میں بولتا دیکھ وہ ناک پھولائے بولی

" تو کیا آپ کو انکی فکر ہے" سفیہ بیگم اُسکی بات پکڑتے ہوئے بولی

"مماااا۔۔۔۔"وہ روم سے جانے کے لیے مڑی لیکن اریب کو دیکھ کر رک گئی ایک نظر مما کو دیکھا لیکن اُسے لگا شائد وہ ابھی آیا ہے

" وہ۔۔۔مم۔۔۔مما میں روم۔۔۔میں جا رہی ہوں" اریب کو دیکھ کر بلاوجہ ہی اُسکی زبان لڑکھڑانے لگی

" اوکے" مما نے بھی سر ہلایا تو اہ بنا ایک بھی سکینڈ ضائع کیے وہاں سے نکلی کیونکہ اریب کی نظریں اُسے اپنا ایکسرے کرتی لگی

" ہوں۔۔۔تو یہ خیالات ہیں آپکی بیٹی کے میرے بارے میں " مسکان کے جانے کے بعد وہ اب مسکان کی جگہ بیٹھتے ہوئے بولا لیکن اُسکا منہ سفیہ بیگم کی جانب تھا اور وہ گھٹنوں کے بل اُنکے سامنے بیٹھا تھا

" ہوں۔۔۔جانتے ہیں ایسا اُسنے پہلے بار بولا" وہ کسی سوچ میں گم بولی

" وہ کبھی کسی کے بارے میں رائے نہیں دیتی تھی اتنا تو کبھی نہیں بولتی تھی وہ پہلی بار میرے سامنے اتنا کھل کر بولی حالانکہ کہ کہنے کو ہم ماں بیٹی نہیں فرینڈز تھے۔۔۔آج پہلی بار مجھے لگا کہ میں سچ میں اپنی بیٹی کی دوست ہوں جس سے وہ کچھ بھی شئیر کر سکتی ہے۔۔۔اس ایک ڈھیڑ ماہ میں وہ کافی چینج ہوگئی ہے۔۔۔مجھے اُسکی یہ تبدیلی بہت خوشی دے رہی ہے" وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی

" آپ فکر نہ کریں وہ انشاء اللہ اس بھی زیادہ چلبولی ہو جائے گی میری رفاقت میں اور میرے پیار میں" وہ پہلے سنجیدگی سے جبکہ آخر میں شوخ انداز میں بولا

" تھوڑی سی شرم کر لیں میری بیٹی کی بات کر رہے ہیں آپ" وہ اسکا کان پکڑتے ہوئے بولی

" میں تو اپنی بیوی۔۔۔"

"آ آ۔۔آئی مین ہونے والی بیوی کی بات کررہا تھا" اپنی بیوی کہنے پر سفیہ بیگم کی گھوری سے وہ گڑبڑا گیا مگر جلد ہی سنبھل کر بولا

"ہوں۔۔۔"وہ اُسکا کان چھوڑتے ہوئے مسکرائی

"او۔۔۔آپ کو مام بُلا رہی تھیں میں تو آپ کو بُلانے آیا تھا" وہ یاد آنے پر بولا اسے پہلے کہ اس بات پر اُسے سفیہ بیگم سے ڈانٹ پڑتی وہ فوراً کمرے سے نکل گیا پیچھے ہی سفیہ بیگم بھی نیچے جانے کے لیے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کل کے بعد اُسکی مما سے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی نہی وہ ان سے پوچھ سکی کہ اریب نے انکی باتیں سنی تھیں یا نہیں اور نہی مما نے اُسے کچھ بتایا جس سے اُسنے یہی اخذ کیا کہ اریب نے شائد انکی کوئی بات نہیں سنی تھی پچھلے کچھ دن تو رافعیہ اور آمنہ اُسے کافی خوش لگی مگر دو تین دنوں سے اُسنے نوٹ کیا تھا کہ انکا موڈ کچھ آف تھا شاید وہ کسی بات کو لے کر ڈسٹرب تھیں لیکن اُسنے زیادہ دھیان نہیں دیا اور نہی اُنکی پریشانی کی وجہ جاننے کی کوشش کی اس وقت وہ لان میں ٹہل رہی تھی کیونکہ ساریا اور کلثوم دونوں حماد کے ساتھ کلثوم کی شادی کی کچھ شوپنگ کرنے گئیں ہوئی تھیں اور اکیلے میں وہ زیادہ وقت لان میں ہی گزارتی اب بھی سورج غروب ہونے کو تھا لان میں بھی حویلی کا سایہ پھیلنا شروع ہوچکا تھا مالی بھی کام سے فارغ ہو کر جا چکے تھے جبکہ وہ بظاہر تو وہاں کی ہریالی دیکھنے میں مگن تھی مگر دماغی طور پر ناجانے کہاں کھوئی تھی

"ہائے۔۔۔"اریب کی آواز پر وہ چونکی اور اپنے خیالوں سے نکلی مگر بولی کچھ نہیں اور ایسا ظاہر کیا گویا سنا ہی نہ ہو

"کیا ہوا؟ اتنے اچھے موسم میں اتنی اداس سی شکل کیوں بنائی ہوئی ہے" وہ اُسکی اداس شکل دیکھ کر دوبارہ گو ہوا پہلے اُسنے سنا نہی نہیں تھا یا سن کر اَن سنا کر دیا وہ سمجھ نہیں پایا تھا

" میں تم سے بات کر رہا ہوں مسکان۔۔۔کہاں کھوئی ہوئی ہو" وہ بازو سے پکڑ کر اُسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے قدرے خفگی سے بولا

"میں آپکو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔مسٹر اریب" وہ اپنا بازو اُسکے ہاتھ سے چھڑواتے ہوئے تیزی سے بول کر جانے لگی

" ایک منٹ۔۔۔یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا" وہ اُسکا راستہ روکتے ہوئے بولا اُسے مسکان کا یہ انداز قطعی پسند نہیں آیا تھا

"میں تو ایسے ہی بات کرتی ہوں اگر آپ کو پروبلم ہے تو یو کن لیو می " وہ دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے اطمینان بھرے انداز میں بولی

" اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔کیونکہ تمہیں چھوڑنے کے لیے نہیں اپنایا سمجھی" اُسکا سکون بھر انداز اور الفاظ دونوں ہی اریب کو طیش دلانے کے لیے کافی تھے

" لیکن مجھے ڈیورس چاہیے" اُسکے اس مطالبے پر اریب شوکڈ ہوا یہ لڑکی اُسکی سمجھ سے بلاتر تھی

"وٹ۔۔۔۔آر یو آوٹ آف یور مائنڈ۔۔۔دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا" وہ جتنا اُسکے ساتھ لینٹ وے میں بات کرتا مسکان تب ہی ایسا کچھ کہہ دیتی کہ اُسے غصہ کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا اور مسکان کی اس بات پر تو اُسکا دل چاہ ایک آدھ لگا دے اُسے۔۔

"ابھی تو صیح ہوا۔۔۔مجھے طلاق۔۔۔۔"

" شٹ اپ مسکان۔۔۔اگر ایک اور بار تم نے یہ لفظ نکلا نا تو میں جو کروں گا تم وہ سہہ نہیں پاؤ گی"وہ حد درجہ اپنا لہجہ دھیما رکھے آنکھوں سے گویا شعلے برساتا بولا

"ک۔۔۔کیوں۔۔۔کیا۔۔کیا کریں گے آپ" اُسے انداز نہیں تھا کہ یہ بات کرنے پر اریب کا ایسا ریکشن ہو گا وہ اُس د سے کش مکش میں تھی جب سے اُسنے اریب کو حارث سے دوسری شادی کی بات کرتے سنا تھا پہلے ہی آمنہ اُسے یہ بات جتا گئی تھی کہ اریب سے شادی صرف اُسکی ہی ہو گی پھر اریب کی باتیں اُسے لگا تھا کہ شاید اریب بھی آمنہ سے شادی کرنے میں انٹرسٹیڈ ہے اسی لیے اُسنے مما سے بھی بحث کی اور پھر کافی سوچنے کے بعد وہ اس نتیجیہ پر پہنچی تھی کہ وہ خود ہی اریب سے طلاق لے لے گی اس طرح حویلی میں انکے نکاح کے بارے میں کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی اور آمنہ اور اریب کا نکاح ہو جانے سے اُسے کوئی پروبلم بھی نہیں ہو گی مگر وہ یہ نہ سمجھ سکی کہ اُسے ان دونوں کے نکاح سے پروبلم اس لیے نہیں کہ وہ اریب کے نکاح میں ہے بلکہ اس وجہ سے ہو رہی تھی کہ وہ اریب سے محبت کرنے لگی ہے

"شُیڈ آئی ٹیل یو" وہ ایک ایک قدم اُسکی جانب بڑھتے ہوئے اُسکے انتہائی قریب آکر الفاظ چبا چبا کر بولا

"آ۔۔۔آپ۔۔۔بدتم۔۔بد تمیزی کر رہے ہیں" وہ ٹکروں میں جملہ ادا کر پائی

"کیا ہوا ابھی کچھ دیر قبل تو تمہاری زبان ماشاءاللہ سمجھوتہ ایکسپریس کی طرح کافی سپیڈ سے چل رہی تھی اچانک سے کچھوے کی رفتار کیوں پکڑ لی" وہ جھولے کے ساتھ تقریباً چپک کر کھڑی تھی اور اریب اُسکے اتنے قریب کہ اگر وہ ذرا سا بھی ہلتی تو یقیناً اُسکے ضرور ٹکراجاتی اریب کے کپڑوں سے اُٹھتی کلون کی خوشبو اُسکا سانس روک رہی تھی جبکہ اسکی گہری نگاہیں اُسکو نظریں جھکانے پر مجبور کیے ہوئے تھیں

"میں آ۔۔۔آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی" وہ بمشکل اپنا جملہ مکمل کر پائی

" ہم ساتھ رہ بھی نہی رہے ابھی " وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے اسی لیے ابھی پر زور دیتے ہوئے بولا

"اور ہاں بیوی ہو تم میری یہ بات اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں بیٹھا لو سمجھی" وہ دو انگلیاں اُسکی کن پٹی پر پر رکھتے ہوئے دبے الفاظ میں بول کر اُسے دور ہوا اور جانے کے لیے مڑا

" میں۔۔۔میں آپکی بیوی نہیں ہوں اور مر کر بھی آپ سے شادی نہیں کروں گی" اُسکے دور ہوتے ہی مسکان کو لگا جیسے اُسکی سانسیں بحال ہو گئیں ہو وہ اونچی آواز میں بولی تو اُسکے بھی اندر کی جانب بڑھتے قدم رک گئے

" ناٹ بیڈ ہاں۔۔۔میرے دور ہوتے ہی آپکے منہ میں پھر سے زبان آگئی۔۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔"غصہ کنٹرول کرنے کے لیے اُسنے دونوں ہاتھوں کہ مٹھیاں بند کی پھر طنزائیہ سا مسکراتا اُسکی جانب مڑا اور اُسکے اور اپنے درمیان کا فاصلہ دو قدموں سے طے کرتا اُس تک پہنچا

"اور ہاں پھر تو مرنے کی تیاری کر لیں مسز اریب رضا خان۔۔۔۔۔۔کیونکہ شادی تو میں تم سے ہی کروں گا انفیکٹ کر چکا ہوں اب صرف رخصتی باقی ہے اور لگتا ہے اب وہ جلد ہی کرنی پڑے گئی" وہ اُسے قریب آکر

انتہائی دھیمے مگر سرد لہجے میں بولا اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ تیز تیز قدم اُٹھتا اندر چلا گیا جبکہ وہ اپنا کپکپاتا جسم لیے وہی بیٹھتی چلی گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھیا۔۔۔۔"وہ لائٹس آف کیے بیڈ پر آنکھیں موندے نیم دراز ہوا تھا جب کلثوم اُسے پکارتے ہوئے روم میں داخل ہوئی

"کیا بات ہے بھیا آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا" اُسنے لائٹس آن کرتے ہوئے پریشان کن انداز پوچھا

"ہاں مجھے کیا ہو گا تم بتاؤ آج بھائی کی یاد کیسے آگئی" وہ سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا جب سے مسکان حویلی آئی تھی کلثوم اپنا زیادہ وقت اُسکے ساتھ ہی گزارتی تھی اسی لیے آج اُسے اپنے روم دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھا یا شاید مسکان سے ہوئی تلخ کلامی کا اثر تھا کہ وہ طنز کر رہا تھا

" کیا مطلب بھیا کیا میں آپ کے روم میں نہیں آسکتی" وہ بُرا مناتے ہوئے بولی

" نہیں سکتی ہوں لیکن کچھ وقت سے تم نے آنا چھوڑ دیا نا اسی لیے پوچھا" مسکان کی باتیں بار بار ہی اُسکے دماغ میں چل رہی تھیں جس کی وجہ سے اُسکے سر میں کافی درد ہورہا تھا آواز بھی پہلے سے بھاری ہو گئی تھی شائد سر درد کا اثر تھاابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ دروازہ نوک ہوا

"آ جائیں " اس سے پہلے کہ کلثوم کوئی جواب دیتی یا کچھ اور کہتی ساریا مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی

"کیا باتیں ہو رہی ہیں بہن بھائی میں" وہ صوفے پر بیٹھ چکی تھی جہاں سے کلثوم کی اسکی طرف پیٹھ جبکہ اریب اسکے بلکل سامنے تھا

" بھیا کی طبعیت شائد خراب ہے یہ لیٹے ہوئے تھے وہی پوچھ رہی تھی میں ان سے" کلثوم نے اُسکی طرف مڑتے ہوئے بتای

"چیک اپ کروا آؤ میں حارث کو بولتی ہوں " وہ جانے کے لیے اٹھی

"ارے نہیں بس ایسے ہی تھوڑی سافوکیشن ہورہی تھی بس اور کچھ نہیں" انھیں پریشان ہوتا دیکھ وہ جلدی سے بولا

" سافوکیشن ہورہی تھی اور آپ لائٹس آف کر کے بیٹھے تھے" کلثوم ناراضگی بھرے انداز میں بولی تو وہ ان کے اس قدر کنسر پر مسکرا دیا

"آفس سے جلدی آگئے تھے تو کچھ دیر کے لیے لان میں چلے جاتے ہم تو شوپنگ کے لیے گئے تھے لیکن مسکان گھر میں ہی تھی اُسے بھی کمپنی مل جاتی" ساریا نے مشورہ دیا

" وہ میری کمپنی میں بور ہوجاتی ہیں" وہ دوبارہ سے آنکھیں موندے بولا

" کیا تم دونوں کی کوئی بات ہوئی ہے" ساریا اور کلثوم دونوں ہی اُسکے اس عجیب سے رویے سے پریشان ہوئی

" نہیں " مختصر سا جواب دیا گیا

" میں پین کلیر بھجواتی ہوں لے لینا اوکے" ساریا کلثوم کو بھی اُٹھنے کا اشارہ کرتی کہہ کر باہر نکل آئی ناجانے اُسے کیوں لگا کہ اُسکی اور مسکان کی کائی بات ہوئی ہے جس کی وہ سے اریب ڈسٹرب ہے کیونکہ اُسنے بھی اریب مسکان کے لیے نرم رویہ محسوس کیا تھا

" جی" وہ محض انتا ہی کہہ کر لیٹ گیا گویا انھیں جانے کا اشارہ کیا ہو

" بھابھی بھیا کو کچھ تو ہوا ہے شائد آفس میں کوئی بات ہوئی ہو" کلثوم ساریا کے ہمراہ کوریڈور میں چلتے ہوئے بولی

" ہوں۔۔ہو سکتا ہے اب یہ تو حارث ہی بتا سکتے ہیں یا معلوم کر سکتے ہیں" ویسے تو سبھی ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے لیکن حارث اور اریب کا انداز کچھ الگ تھا دونوں کی کوئی بھی بات ایک دوسرے سے چھپی ہوئی نہیں تھی اگر کبھی کوئی ایک بات کو چھپانے کی کوشش بھی کرتا تو دوسرا معلوم کر ہی لیتا

"آپ بھیا کو بولیں میں ذرا مسکان کو دیکھ کر آتی ہوں" وہ کہہ کر مسکان کے روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ ساریا اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے سیڑھیاں اتر گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا تجھے مرنے والی شکل کیوں بنائی ہوئی ہے" اسد نے اُسکی اداسی پر چوٹ کی وہ چاروں اس وقت اریب کے روم میں موجود تھے

" جو گل تم لوگوں میرے بغیر کھلایا ہے نا یہ اُسی کا نتیجہ ہے" اسے پہلے کہ اریب کوئی جواب دیتا حارث تینوں کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے طنزیہ سے انداز میں بولا

" بھئی کونسا گل کھلایا ہم نے" اسد حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

" نکاح کا گل اسد صاحب۔۔۔۔"اب بھی جواب حارث کی طرف سے ہی آیا اسد جو پانی پی رہا نکاح کا سن کر پانی فوارے کی صورت میں اُسکے منہ سے نکلا

" کونسا نکاح کس کا نکاح کب کیا نکاح" وہ ڈرامائی انداز میں بولا

" ڈرامے بند کر اُسے معلوم ہو چکا ہے اُسے کہ اریب نے نکاح کیا ہے" اسد چونکہ اریب کے نکاح کے بعد ہی اپنے فادر کے کسی کام سے دوبئ چلا گیا تھا اسی لیے وہ نہیں جانتا تھا کہ حارث کو نکاح کا علم ہوچکا ہے

"او۔۔۔۔تو اب پُروبلم کیا ہے" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

" وہی تو پُروبلم ہے" اریب سوچ میں ڈوبا بولا

" وہی کیا" اسد نے سوال کیا

" وہی کیا نہیں وہی کون" حیدر نے اپنا فرض سمجھتے ہوے دُرستگی کی

" ابے ڈرامے بند کرو اور صحیح طرح سے بتاؤ " اسد زچ ہوتے ہوئے بولا

" مسکان یار۔۔۔۔۔۔اُسکی وجہ سے پریشان ہے" حارث نے اُن کی بحث ختم کی

" ارے اُس معصوم سی بچی سے اب اسے کیا پُروبلم ہے" اسد نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا

" تمہاری وہ معصوم سی بچی نا اب اتنی بھی معصوم نہیں ہے" وہ جو پہلے ہی مسکان پر بھر بیٹھا تھا اسد کی اُسکی سائیڈ لینے پر غصے سے بولا اُسکے اس قدر غصے پر وہ تینوں ہی حیران ہوئے

" کیا کیا ہے اُسنے " حارث کو اب تک اریب کے غصے کی وجہ سمجھ نہیں آئی تو قدرے سخت لہجے میں بولا

" طلاق مانگ رہی ہے۔۔۔۔۔۔"وہ اپنی جگہ سے کھڑاہوتے ہوئے گویا چلایا تھا

" آپ سب کی وہ ننھی منی سی بچی جو کہ بہت معصوم ہے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے" وہ باری باری تینوں کو دیکھتے ہوئے معصوم پر زور دیتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولا تو ان تینوں نے بھی حیرت سے ایک دوسرے کودیکھا یقیناً مسکان کا یہ مطالبہ قابلِ فکر تھا

" ایسا کیا ہوا کہ وہ یہ سب۔۔۔۔"حارث فکرمند ہوا

" کیا تم دونوں کی کوئی بات ہوئی ہے آئی مین لڑائی وغیرہ" حارث کے خاموش ہونے پر حیدر نے پوچھا

" یہی تو پُروبلم ہے اُسکی میری کوئی بات سنتی ہی کب ہے بس اپنی سنائی اور یہ جا" وہ اُسی لہجے میں بولا آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں مگر وہ پھر بھی غصہ کافی ضبط کیے ہوئے تھا

" میں بات کروں گا اُسے لیکن اُسے پہلے وجہ تو معلوم ہو کہ آخر اُسنے یہ انتہائی فصیلہ کیا کیوں ہے" حارث نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا

" پتا نہیں " وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا

" کہیں اس کی وجہ تمہارا آمنہ سے نکاح تو نہیں" حیدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

" مجھے نہیں لگتا۔۔۔کیا اُسنے نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا" حارث نے پہلے حیدر کی بات کا جواب دیا پھر اریب کو کو جھتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

" اس بات کا کیا مطلب ہوا میں تجھے غنڈا موالی لگتا ہوں کہ گن پوئنٹ پہ نکاح کروں گا" اریب نے بُرا مناتے ہوئے صفائی دی جبکہ حقیقت وہ بھی جانتا تھا کہ نکاح گن پوائٹ پر نہیں تو سیدھی طرح سے بھی نہیں کیا تھا

" اگر ایسا نہیں تو پھر وہ ایسا مطالبہ کیوں کر رہی ہے" حارث نے باری باری سب کو دیکھا گویا اُسے اریب کی بات پر یقین نہ آیا ہو

" اب مجھے کیا معلوم" وہ کھڑکی کی طرف مڑتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا

" اگر ایسا کچھ ہوا نا تو تم تینوں میرے ہاتھوں ہی قتل ہوگے" وہ انگلی اُٹھا کر انھیں وارن کرتے ہوئے بولا

"ارے میرا کیا قصور کیوں اپنی بہن کو شادی سے پہلے ہی بیوہ کرنا چاہتا ہے" اُسکی بات پر حیدر جلدی سے بولا

"اُسکی بیوگی کا تو پتا نہیں لیکن تم نے ضائع ضرور ہوجانا ہے میرے ہاتھوں "

" میرا کوئی ہاتھ نہیں اُس میں یار" اسد نے خود کو کلیر کرنا چاہ

" ہاں ہاتھ نہیں پورا کا پورا انوول تھا مشورہ بھی اسی کا تھا " حیدر نے اُسکی ٹانگ کھینچی

" Ak آئی ایم سریس کیا تُو نے اُسے نکاح کے لیے کوئی دھمکی دی تھی" حارث ان دونوں کی بحث نظرانداز کرتا اریب کی جانب متوجہ ہوا

" نہیں۔۔۔"اُسنے مختصر سا جواب دیا

" ہوں۔۔۔پھر میں بات کرتا ہوں اُسے فکر نہ کر" اُسکا جواب سن کر وہ ریلیکس سے انداز میں بولا

" میرا دل چاہ رہا ہے اب ڈئریکٹ بڑی اماں سے ہی بات کر لوں اور نکاح کا بھی بتا دوں " وہ آدھے چاند پر نگاہیں جمائے بولا

" ہاں بیٹا پھر تو سیدھا چھ فٹ زمین کے اندر جائے گا " اسد نے اُسکی بات مذاق میں اڑائی حارث اور حیدر بھی اسد کی بات سے متفق تھے کیونکہ بڑی اماں کے لیے اپنے اصولوں سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا اور انکے اصولوں سے ایک اصول یہ بھی تھا کہ کسی کے بھی نکاح کا فصیلہ انکی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا

" اب تو تُو ہی آخری سہارا ہے پلیز کچھ بھی کر کے اُسے منالینا" وہ حارث کے سامنے التجائیہ انداز میں بولا تو اُسکی حالت پر ان تینوں کا قہقہ کمرے میں گونجا

"ہنس لو ہنس لو بیٹا تم لوگوں کا وقت بھی آئے گا" وہ انکے قہقہ پر منہ بناتے ہوئے بولا اور پھر سے کھڑکی کی جانب مڑ گیا تو وہ تینوں بھی اسکے گلے لگتے ہوئے وہی آکھڑے ہوئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کچھ اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی اسی لیے اپنے پرانے گھر آ گئی وہاں آکر کافی دیر تک پورے گھر میں گھومتی رہی کئی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں سبھی ملازمین اُسے وہاں دیکھ کر کافی خوش ہوئے اسے سب سے زیادہ خوشی اپنے لان کو دیکھ کر ہوئی جسے مالی بابا نے اب بھی ویسا ہی رکھا تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی کافی وقت وہاں گزارنے کے بعد وہ گاڈرن میں آگی جو اُسکے گھر کے بلکل پاس ہی تھا ابھی اُسے وہاں کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ اُسے لگا کوئی اُس پر نظر رکھے ہوئے ہے اُسنے ادھر اُدھر دیکھا مگر وہاں سبھی مصروف تھے وہ بھی اپنا وہم سمجھی اور سر جھٹک کر وہی ایک بینچ پر بیٹھ گئی تبھی ایک بچی کھیلتے ہوئے اُسکے پاس آئی

" آپی۔۔۔۔کیا آپ میرے ساتھ کھیلیں گی" بچی نے اپنی خوبصورت نرم آواز میں پوچھا

" جی بلکل۔۔۔۔لیکن پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کس کے ساتھ آئی ہیں" مسکان نے بچی کو اپنے ساتھ بینچ پر بیٹھنے میں مدد کی

" آپی کے ساتھ" اُسنے فوراً ہی جواب دیا اسی دوارن اُسے دوبارہ ایسا لگا جیسے کوئی اُسے دیکھ رہا ہو اُسنے فوراً اپنے آس پاس دیکھا مگر اس بار بھی ناکامی ہوئی اُسے حیرت ہو رہی تھی اسے پہلے اُسے ایسا کبھی محسوس نہیں ہوا تھا اور اگر آج اُسے ایسا کچھ محسوس ہورہا تھا تو یقیناً کچھ تو تھا جو وہ دیکھ نہیں پا رہی تھی

"آرو۔۔۔۔آرو" ایک نرم سی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی

" آپ یہاں کیا کر رہی ہو" وہ خوبصورت سی چودہ پندرہ سال کی لڑکی تھی جو اُس بچی سے مخاطب تھی اُسے دیکھ کر وہ کھڑی ہو چکی تھی

"اسلام علیکم" مسکان نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا

"اُو وعلیکم اسلام معافی چاہتی ہوں آپ کو دیکھ نہیں " مسکان کی آواز پر اُسنے بچی سے نظریں ہٹا کر دیکھ اور شرمندہ سی ہوئی

" ارے نہیں اُس کی ضرورت نہیں یہ یہاں میرے پاس آئیں تاکہ میں انکے ساتھ کھیل سکوں" مسکان نے مسکرا کر اُسکی شرمندگی دور کی پھر بچی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

" سوری اگر اسنے آپ کو تنگ کیا " وہ معزرت خواہ لہجے میں بولی

" ارے نہیں انھوں نے مجھے تنگ نہیں کیا بلکہ ابھی تو ہماری زیادہ بات بھی نہیں ہوئی " مسکان اُسے تفصیل بتانے لگی

" اُسکا نام عروسہ ہے اور میرا اسماءصدیق"اُس لڑکی نے بچی کے ساتھ ساتھ اپنا بھی تعارف کروایا ساتھ ہی مصافحہ کے کیے ہاتھ بڑھایا

" نائس۔۔میں مسکان فاطمہ" مسکان نے مسکراتے ہوئے اسما کا بڑھ ہوا ہاتھ تھاما اور پھر اسما نے جومسکان کا انٹرویو شروع کیا کہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے نہیں تھی

" کیا۔۔۔"مسکان کی یونی کا نام سن کر وہ پُرجوش سی چلائی

" کیا ہوا" مسکان نے اُسکے چلانے پر پوچھا عروسہ مسکان کی گود میں چڑھی بیٹھی تھی اسما نے بتایا کہ وہ اُسکی چھوٹی بہن ہے

" آپی نے بھی وہی سے ماسٹرز کیا کیا آپ انھیں جانتی ہیں" وہ اُسی انداز میں بولی

" ہاں۔۔۔۔ہو سکتا ہے اگر ہم ایک ہی ڈیپاٹمنٹ میں ہوئے تو" مسکان نے اُسکا پُرجوش انداز دیکھ کر کہا

" وہ سائیکلوجی پڑھ رہی تھیں" اسما نے اُسے فوراً ہی بتایا

"اچھا کیا نام ہے انکا " مسکان نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ بھی سائیکلوجی میں ہی ماسٹرز کر چکی تھی

" کومل۔۔کومل صدیق"

" اُو رئیلی۔۔کومل۔۔کیا آپ دونوں کومل کی سسٹرز ہیں " اب کہ پُرجوش ہونے کی باری مسکان کی تھی کیونکہ کومل ناصرف انکی کلاس فیلو تھی بلکہ انکی اُسے اچھی دوستی بھی تھی وہ اُس یونی میں سکولرشپ پر پڑھ رہی تھی اور کافی ذہین لڑکی تھی اور اب اُسکی شادی ہورہی تھی جس میں وہ کلثوم اور مسکان کو انوائیٹ کر چکی تھی

" لیکن اُسکی تو کل شادی ہے نا تو آپ دونوں یہاں کیا کر رہی ہو اور آپکا گھر بھی یہاں سے کافی دور ہے"

مسکان کو انکا وہاں ہونا کچھ عجیب لگا کیونکہ اگلے روز کومل کی مہندی تھی

" جی وہ امی اور دونوں آپیاں پھوپھو کے گھر گئیں ہیں یہاں پاس ہی ہے عروسہ یہاں آنے کی ضد کر رہی تھی تو میں اسے لے آئی" اسما نے اُسے تفصیل بتائی وہ خود ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں لیکن انکی پھوپھو کی شادی کافی امیر آدمی سے ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اس علاقے میں رہ رہی تھیں

" اچھا۔۔۔چلو پھر میں چلتی ہوں کل ملاقات ہو گی" مسکان نے اسے اجازت لی

" اوکے ہم بھی چلتے ہیں اب چلو آرو" وہ پہلے مسکان پھر عروسہ سے مخاطب ہوئی

" اوکے بےبی۔۔۔اللہ حافظ" مسکان نے اُسے گود میں لیتے ہوئے پیار سے کہا اسے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی گولی چلنے کی آواز پر وہ چونکی گود میں اُٹھائی بچی کی دلخرش چیخ فضا میں گونجی وہ دونوں پریشانی سے عروسہ کی جانب متوجہ ہوئیں سرخ سیال عروسہ کے ساتھ ساتھ مسکان کے کپڑوں کو بھی سُرخ کر چکا تھا وہ اُسے گود میں لیے ہی بیٹھتی چلی گئی

" آرو۔۔۔۔آرو۔۔۔انکھیں کھولو" اسما اُسکا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ مسکان بھی اب تک سمجھ ہی نہیں پائی کہ کیا ہوا اچانک سے گولی کہاں سے آگئی

" آپی۔۔۔آپی کچھ کریں نا۔۔۔آرو۔۔۔۔۔۔۔آرو۔۔۔"اسما مسکان کو گم صم بیٹھا دیکھ کر روتے ہوئے بولی

"ہوس۔۔۔ہو سپیٹل۔۔۔ہو سپیٹل لے کر جاتے ہیں چلو" مسکان ہوش میں آ کر بولی پھر دونوں نے جلد سے اُسے مسکان کی گاڑی میں ڈالا مسکان نے گاڑی کی سپیڈ زیادہ کی اور ہو سپیٹل کی جانب بڑھا دی

"اسما۔۔۔ڈونٹ وری یہ ٹھیک ہو جائی گی" مسکان نے کپکپاتی آواز میں اسما کو تسلی دی پھر اُسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش یاد آئی

" تو کیا گولی۔۔۔۔م۔۔۔م۔۔مج۔۔۔مجھ پر چلائی۔۔۔۔گئ تھی" وہ خود سے مخاطب ہوئی اچانک ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا یہ سوچ ہی اُسکے جان لیوا تھی کہ وہ گولی اُسکے حصے کی تھی جو ایک معصوم کو لگ چکی تھی

"آپی۔۔۔۔سنبھال کر" گاڑی ایک دوسری گاڑی سے ٹکرانے لگی تھی مگر جلد ہی مسکان نے سنبھل لی

" اسما کیا آپ کے گھر میں کال کر دیں" مسکان اس وقت اکیلے کچھ بھی سنبھال نہیں پا رہی تھی اسی لیے اُسے لگا انکے گھر والوں کو بُلا لینا چاہیے

" نہیں ابھی نہیں۔۔پہلے ہم ہسپتال پہنچ جائیں پھر" اسما آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

" اوکے۔۔پھر میں کیا کسی کو بلا لوں کیونکہ ہم اکیلے سب سنبھال نہیں پائیں گے" مسکان نے بیک میرر میں دیکھتے ہوئے کہا

" اوکے" وہ کہہ کر پھر سے عروسہ کے چہرے پر جھک گئ وہ اُسے لے کر ہو سپیٹل پہنچ گئ تھی ڈاکٹر اُسکا معائنہ کرنے کے لیے لے جا چکے تھے

" کسے کال کروں۔۔۔۔بھیا کو" حارث کو سوچتے ہی اُسنے کال ملائی مگر وہ فون اُٹھا نہیں رہا تھا دو تیں بار کوشش کرنے کے بعد اُسنے کال ملانا بند کر دیا اُسی دوران ڈاکٹر انھیں بتا چکے تھے کہ گولی صرف ہلکی سی چھو کر

گزری ہے کوئی خطرے کی بات نہیں بچی خوف اور زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی ابھی ہوش میں آنے میں وقت لگنا تھا پھر کچھ سوچتے ہوئے اُسنے اریب کا نمبر ملایا

"مسکان کی کال۔۔۔خیریت ہی ہو" وہ ڈرائیو کر تھا کہ ڈش بورڈ پر پرا اُسکا فون جگمگایا اُسنے سکرین کو دیکھا مسکان کا نام دیکھ کر حیریت سے بڑبرایا پھر فوراً ہی کال پک کی

" ہاں بولو" وہ بنا کوئی بھی اور بات کیے مدعے کی بات پر آیا

"وہ۔۔۔وہ میں ہوس۔۔ہو سپیٹل میں ہوں۔۔۔۔"وہ بمشکل اپنی آواز کی کپکپاہٹ روکے بول پا رہی تھی

" وٹ۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔کون سے ہو سپیٹل میں ہو اور پہلے رونا بند کرو" اُسکے بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ بول پڑا اُسکے ایسے ٹکروں میں بات کرنے اور اسکی سسکیوں سے وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ رونے کا شوخل فرما رہی ہے

"وہ۔۔گولی لگی تھی۔۔۔"

"گو۔۔۔گولی۔۔۔۔کیسے" ایک دم ہی اُسنے بریک پر پاؤں رکھا چرچراہٹ کی آواز سے گاڑی ایک جھٹکے سے روکی

" وہ گاڈرن میں ایک بچی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اور پھر اُسنے مختصراً اُسنے ساری بات بتا کر ہو سپیتل کا نام بتایا تاکہ وہ وہاں آسکے اُسنے اُسے یہ نہیں بتایا کہ اُسے کوئی اُس پر نظر رکھے ہوئے تھا کیونکہ وہ اس بات کے لیے شور نہیں تھی اُسے صرف شک تھا لیکن اُسکا دل کہہ رہا تھا کہ گولی اس پر ہی چلائی گئی تھی لیکن نشانہ وپ معصوم بنی

" اوکے ریلکس میں آتا ہوں" اُسکی بات سن کر وہ قدرے مطمن سا ہوا کیونکہ مسکان نے اُسے بتایا کہ خطرے کی بات نہیں ایک گہرا سانس خارج کرتا وہ گاڑی دوبارہ سٹاٹ کر چکا تھا اب رش ڈرائیو کرتے ہوئے اُسے ہو سپیٹل پہنچنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بڑی اماں کے بُلانے پر سب بڑے کمرے میں موجود تھے کسی کو بھی ان کے وہاں بلانے کی وجہ معلوم نہیں تھی عظمت بیگم نے آنکھوں کے اشارے سے رعنایہ بیگم سے وجہ معلوم کرنا چاہی مگر انھیں بھی معلوم نہیں تھا

" سفیہ بیگم کہاں ہیں " بڑی اماں نے تسبیح مکمل کرنے کے بعد ایک نظر سب پر ڈالی سوائے سفیہ بیگم کے سبھی بڑے وہاں موجود تھے

"وہ اپنے کمرے میں شاید انھیں بتایا نہیں گیا" رعنایہ بیگم نے انتہائی دھیمی آواز میں جواب دیا

" رافعیہ کیا ہم نے آپ کو سب کو بُلوانے کا نہیں کہا تھا" اب بڑی اماں رافعیہ بیگم سے مخاطب تھیں

" مجھے لگا انکی ضرورت نہیں۔۔۔۔"

" وہ حویلی کی بہو ہیں تو اُنکی موجودگی ضروری ہے۔۔۔۔۔۔کوثر۔۔۔کوثر" رافعیہ بیگم کو سخت لہجے میں جواب دینے کے بعد انھوں نے ملازمہ کو آواز دی

" جی بڑی اماں" انکی آواز پر ملازمہ فوراً کمرے میں داخل ہو کر مودبانہ انداز میں بولی

" سفیہ بیگم کو کمرے سے بُلا کر لائیں " وہ اپنے مخصوص بارُعب انداز میں بولی تو ملازمہ سر ہلاکر وہاں سے چلی گئی کچھ ہی دیر میں سفیہ بیگم انکی اضازت لے کر کمرے میں داخل ہوئی انھیں دیکھ کر رافعیہ بیگم نے ایک سرد نگاہ ان پر ڈالی

" آپ سب کو آج ہم نے نہیں اشتعاق نے بلایا ہے وہ کچھ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں" سب کے آجانے کے بعد بڑی اماں بولی جبکہ اشتعاق صاحب کا نام سن کر سفیہ بیگم نے انھیں دیکھا گویا آنکھوں ہی آنکھوں سے انھیں کچھ بھی کہنے سے منع کرنا چاہ

" بھائی صاحب۔۔۔۔"رعنایہ بیگم کے منہ سے بے اختیار ہی نکلا

" کیا بات ہے اشتعاق خیریت" رافعیہ بیگم نے اتراتے ہوئے پوچھا

" جی کچھ خریت ہے بھی اور کچھ نہیں بھی" وہ سنجیدگی سے بولے کوئی بھی اُنکی بات سمجھنے سے قاصر تھا مگر سفیہ بیگم جانتی تھیں کہ وہ کیا کہنے والے ہیں

" بڑی اماں بائیس سال پہلے جو کہانی شروع ہوئی تھی اُسکا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جس سے آپ سب لوگ واقف نہیں میں وہی بتانا چاہتا ہوں" انھوں نے بڑی اماں کو مخاطب کرتے ہوئے بات شروع کی پھر باری باری سب پر ایک نظر ڈالی آج ساریا اور حارث بھی وہاں موجود نہیں تھے جبکہ اکثر بڑی اماں کے کہنے پر وہ دونوں موجود رہتے حارث کسی میٹنگ میں مصروف تھا جبکہ ساریا کو اشتعاق صاحب نے بُلانے سے منع کیا تھا

"ہم سمجھے نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں " بڑی اماں نے سوالیہ انداز میں پوچھا سفیہ بیگم نے آیکھیں زور سے بند کی گویا آنکھیں بند کرنے سے حقیقت بدل جائے گی

" سفیہ پر جو الزامات لگائے گئے تھے ان کی حقیقت" وہ سفیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولے جبکہ انکی بات پر رافعیہ بیگم کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا

" وہ بات تو ہم جان چکے ہیں اور ہمیں خوشی بھی ہے کہ ہمارہ پوتی نے ہماری آنکھیں کھولی اور ہمارے اُس گناہ کا بتایا جو بائیس سال سے ہماری ذات کا حصہ تھا" مسکان کے ذکر پر انکی آوز نم ہوئی تھی سوائے رافعیہ بیگم کے باقی سبھی مسکان کے لیے انکے لفظوں میں محبت محسوس کر کے نم آنکھوں سے مسکرائے

" سفیہ کا حویلی سے کسی کو بنا بتائے باہر جانا اور پھر اُس رات ہسپتال سے یوں اچانک غائب ہو جانا یہ کوئی اتفاق نہیں تھا " وہ سُرخ شعلہ برساتی نگاہوں سے رافعیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولی

"کہنا کیا چاہتے ہو اشتعاق" رضا صاحب نے متجسس انداز میں پوچھا وہ انھیں رافعیہ بیگم کو سخت نگاہوں سے دیکھتا پا کر معاملے کی سنجیدگی سمجھ گئے تھے

" یہی کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی صرف اور صرف اس حویلی ان نیٹوں کے لیے"وہ ادھر اُدھر کمرے کی چار دیواری کو دیکھتے ہوئے بولی مگر وہاں موجود سب کے لیے انھوں نے گویا کوئی دھکا کیا ہو رعنایہ بیگم اور

عظمت بیگم نے سفیہ بیگم کی جانب دیکھا جن کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے جبکہ رافعیہ بیگم کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا بڑی اماں سکتے کی سی کیفیت میں تھیں

"یہ سب رافعیہ آپا کی سازش تھی جب انہیں پتا چلا کہ آپ نے یہ حویلی میرے نام کر دی تو انھوں نے سازشیں شروع کر دی وہ پہلے ہی نہیں چاہتی تھیں کہ سفیہ اس حویلی میں رہے پھر جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ چاندنی بیگم کے ساتھ رہ چکی ہیں انھوں نے اُسی بات کو مہرہ بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ ایک مخصوص جگہ پر نگاہیں جمائے بول رہے تھے کچھ دیر کے لیے کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی بڑی اماں نے ایک افسوس بھری نگاہ رافعیہ بنگم پر ڈالی

"ناصرف آپکی نظروں میں میری نظروں میں بھی ان کا کردار مشکوک بنایا۔۔۔۔۔۔۔اور یہاں تک کہ انھیں حویلی سے نکلوانے کے لیے اپنی نند کو بھی اپنے ساتھ ملایا انھیں یہ لالچ دیا کہ سفیہ کو۔۔۔طل۔۔۔طلاق دیلوانے کے بعد وہ انکی شادی۔۔۔۔۔۔مجھ سے کروا دیں گی اور پھر۔۔۔۔۔۔"

"کیا بکواس ہے یہ اشتعاق ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا اگر آپکی بیگم صاحبہ کا ہی کردار ایسا۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ اشتعاق صاحب اور کچھ کہتے رافعیہ بیگم انکی بات کاٹ کر گویا چلائی تھیں

"چلانے سے حقیقت بدل نہیں جاتی اور انکا کردار جیسا بھی ہے آپ سے کئی گنا بہتر ہے " وہ بھی اُسی انداز میں بولے باقی کسی میں بولنے کی ہمت نہیں تھی بڑی اماں تو یہ سب سن کر سُن سی ہو گئیں تھیں رضا اور روحیل صاحب بھی اکلوتی بہن کی کارستانیاں سن کر شوکڈ تھے رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم گو کہ حقیقت پہلے سے جانتی تھیں مگر اس لمحے وہ سکتے کی سی ہی حالت میں تھیں

" مت بھولیں کہ ہم آپ کی بڑی بہن ہیں " وہ غصے سے دوبارہ چلائی

" جی اور خوب فائدہ اُٹھایا بڑے ہونے کا۔۔۔۔۔اگر یہ حویلی ہی چاہیے تھی تو کہہ دیتی بڑی اماں، میں، بھائی کوئی آپ سے ایک سوال بھی کیے بنا یہ آپ کو دے دیتے لیکن نہیں اگر آپ ایسا کرتی تو آپ کی اصلیت کیسے معلوم ہوتی" وہ ان پر نظریں جمائے طنزائیہ لہجے میں بولے

" بڑی اماں۔۔۔۔بڑی اماں ایسا کچھ نہیں یہ سب اب بھی یہ انکے ہی کہنے پر کر رہے ہیں میرا یقین کریں" وہ بڑی اما ں کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے بولی اشتعاق صاحب انھیں دیکھ کر طنزائیہ سا مسکرائے

" اپنی باقی کی سازشیں نہیں سنیں گی" وہ انکی جانب مڑتے ہوئے بولے تو رافعیہ بیگم نے نفرت بھری نگاہ سے پہلے انھیں اور پھر سفیہ بیگم کو دیکھا

" اور پھر جب میں حویلی اریب کے نام کرکے یہاں سے چلا گیا تو انھوں نے اپنی ہی بیٹی آمنہ کا استعمال کیا" وہ افسوس بھری نگاہ ان پر ڈال کر بولے

"بڑی اماں آپ میرا یقین کیجیے یہ۔۔۔یہ سب جھوٹ ہے ان کی بات کا کوئی ثبوت۔۔۔۔"وہ مصنوعی آنسو بہتی بڑی اماں سے مخاطب تھیں

" ثبوت ہے کیا آپ سننا چاہیں گی" کہتے ہی انھوں نے ایک آڈیو آن کی جس میں ایک آواز سفیہ بیگم جبکہ دوسری انکی فرینڈ اور نند کی تھی بڑی اماں وہ سب سن کر شوکڈ کی حالت میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اُس آڈیو میں کئی انکشافات ایسے بھی تھے جن سے سفیہ بیگم بھی واقف نہیں تھیں بڑی اماں وہ سب سن کر وہی گرتی چلی گئیں انھیں گرتا دیکھ سب جلدی سے انکی جانب بڑھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کام ہو گیا ہے کیا" وہ ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے دوسرے ہاتھ میں سگریٹ کو گھومتے ہوئے بولا

" نہیں۔۔۔بچ گئی" دوسری جانب سے بتایا گیا

" بچ کیسے گئی " وہ چیخا

" اُس کے ساتھ کوئی بچی بھی تھی وہی درمیان میں آ گی"

" بچی۔۔۔دماغ خراب ہو گیا ہے کیا اُسکے ساتھ کوئی بچی نہیں تھی" وہ غصے سے تلملاتے ہوئے بولے

" شائد کوئی دوست یا کوئی بھی اور جیسے ہی گولی چلائی وہ درمیان میں آ گئی " اُسنے وجہ بتائی

"لیکن فکر مت کریں اگلی بار نہیں بچے گی" وہ کمینگی سے بولا

" تم نے تو کہا تھا تمہارا کوئی پُرانا حساب باقی ہے اُسے" سگریٹ کا کش لیتے ہوئے اُسے یاد دلایا گیا

" یاد ہیں سارے حساب کتاب یاد ہیں آپ بس پیسوں کا بندوبست کریں کام ہو جائے گا" وہ کھڑی میں جا کھڑا ہوا تھا

" پیسے تیار ہیں تم بس کام کرو کسی بھی حالت میں وہ بچنی نہیں چاہیے"

" دو آدمی نظر رکھے ہوئے ہیں اُس پر فحال اپنے اُسی کزن کے ساتھ ہے جلد موقع ملتے ہی کام ہوجائے گا" اُسنے تفصیل بتائی

" ٹھیک ہے فون رکھتا ہوں" وہ ایک گہرا کش لے کر بولے ساتھ ہی فون کان سے ہٹا ر معنی خیز سا مسکرایا

" اب تمہیں سارے حساب دینے ہوں گے مسکان فاطمہ۔۔۔اُپس مسز اریب خان" وہ تصور میں مسکان سے مخاطب ہوا پھر موبائل جیب میں رکھتا کمرے سے نکل گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہو سپیٹل کے کوریڈور میں وہ اسما کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھی تھی اسما نے گھر کال کر دی تھی لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ عروسہ کو گولی لگی ہے بلکہ یہ کہا کہ کھیلتے ہوئے گر گئی جس کی وجہ سے چوٹ لگ گئی تھی چونکہ گولی صرف ہلکی سی چھو کر گزری تھی اسی لیے زخم بھی زیادہ گہرا نہیں تھا کچھ ہی دیر میں اُسے ڈسچارج کر دیا جانا تھا اریب کاؤنٹر پر پیمنٹ وغیرہ کرنے گیا تھا

" وہ ٹھیک ہے تم فکر مت کرو" مسکان نے پانی کا گلاس اسما کی طرف بڑھتے ہوئے کہا وہ چودہ پندرہ سال کی خود بھی ایک بچی ہی تھی مگر جس طرح اُسنے خود کو اور اپنی چھوٹی بہن کو سنبھلا تھا سکان کافی حیران ہوگئی کیونکہ اُسکے خیال میں اگر اسما ساتھ نہ ہوتی تو وہ کچھ بھی کبھی سنبھل نہ پاتی اس سے پہلے کہ اسما کوئی جواب دیتی مسکان کے فون کی سکرین روشن ہوئی

"مما۔۔۔"وہ سکرین پر سفیہ بیگم کا نمبر جگمگاتا دیکھ کر بڑبڑائی

" آپکے گھر سے کال ہے وہ پریشان ہوں گے آپکے لیے" اسما نے اُسکی بڑبڑاہٹ سن کر کہا

"ہوں۔۔میں آتی ہوں" وہ آسودہ سا مسکرائی تو اسما نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا

" اسلام علیکم مما" وہ فون کان سے لگائے بولی

"وعلیکم سلام۔۔۔۔کہاں ہیں آپ؟ کب سے کال کر رہی ہوں فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی " سفیہ بیگم نے سارے سوال ایک ساتھ ہی پوچھ ڈالے

" مما کیا ہوا آئی رہی ہوں اپنے گھر آئی ہوئی تھی" وہ ایک طرف کو ہوکر قدرے دھیمی آواز میں بولی

" اپنے گھر؟" انھوں نے سوالیہ انداز میں پوچھا

" مسکان منیشن"

" ہوں جلدی سے حویلی پہنچیں جانتی بھی ہیں یہاں کیا ہوا ہے آج" وہ ناجانے کس کا غصہ مسکان پر نکل رہی تھیں

" مما اب کیا ہوا ہے وہاں کوئی نا کوئی تماشہ ہوتا ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔"

" فضول بولنا بند کریں اور جلدی سے حویلی پہنچیں" وہ اُسکی بات کاٹ کر غصے سے بولی

" کیا اریب آپ کے ساتھ ہے" وہ سوچ کر بولی

"ج۔۔۔۔۔ج۔۔۔جی وہ ایکچوئیلی کسی کو ہوسپیٹل لے کر آنا تھا تو انھیں بُلایا تھا" اُسے ہچکچاتے ہوئے بتایا

"ہو سپیٹل۔۔۔۔۔کون۔۔۔کس کو لے کر جانا تھا" وہ پریشان کن انداز میں پوچھ رہی تھیں

" ایک فرینڈ کی سسٹر۔۔۔وہ۔۔۔وہ گارڈن میں۔۔کھیلتے ہوئے گر گئی تھی اسی لیے" اُسنے ان سے جھوٹ کہا کیونکہ جانتی تھی اگر سچ بتادیتی تو وہ اور بھی زیادہ پریشان ہو جاتیں

"او اب کیسی ہے" انھوں نے پوچھا

" ٹھیک ہے میں بس آ ہی رہی تھی " مسکان نے انھیں تسلی دی

" اوکے اریب بھی کہیں جلدی سے آئیں انکا فون کیوں آف ہے" اب کہ وہ اریب کے بارے میں پوچھ رہی تھی جس سے مسکان کافی جھنجھنائی

"جی کہہ دوں گی اب فون رکھتی ہوں " وہ اریب کے بارے میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی اُسی لیے جلدی سے بائے کہہ کر فون رکھ کر کاؤنٹر کی جانب آئی جہاں اریب کھڑا ریسپشنسٹ سے کوئی بات کر رہاتھا

"و۔۔۔وہ مما کی کال آئی ہے" وہ اُسکے قریب آکر بنا اُسکی طرف دیکھے بولی گویا اُسے نہیں کسی چیز سے مخاطب ہو

" پریشان ہوں گی آپ کے لیے" وہ بھی بل پے کرتا اسی کے انداز میں قدرے مہذب انداز میں بولا مگر مسکان کو لگا اسکا انداز طنزیہ تھا

"شائد آپکے لیے" مسکان نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا مگر وہ اُسے نہیں دیکھ نہیں تھا

" کیوں" سنجیدگی سے ہی پوچھا گیا

" انھوں نے بتایا نہیں" وہ اُسی انداز میں بولی

" انھوں نے بتایا نہیں یا تم نے پوچھا نہیں" اب کہ اریب نے اُسے دیکھا تھا لیکن مسکان کی نظریں نیچے چمکتے ماربل پر جمی تھیں

" عروسہ کو ڈسچارج کر دیا ہے ہمیں چلنا چاہیے" وہ بات بدلتے ہوئے جلدی سے بولی

" ہوں۔۔۔۔چلو" اُسنے ایک نظر مسکان پر ڈالی پھر ایک طر کو چل پڑا

"انھیں میں ڈراپ کر دوں گی" وہ عروسہ اور اسما کو اپنی گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ رہا تھا جب مسکان بولی

" آپ بھی میرے ساتھ ہی چل رہی ہیں" اریب کا اُسے آپ کہہ کر پکارنا ناجانے کیوں آج اُسے اچھا نہیں لگ رہا تھا اُسکے یوں اجنبیوں جیسے رویہ سے مسکان کے دل کو کچھ ہوا

" نہیں میرے پاس گاڑی ہے" وہ بحث کرنا چاہتی تھی مگر اریب مختصر سا جواب دے کر خاموش ہوجاتا

" وہ ڈرائیور لے آئے گا بیٹھو" بات مکمل کرتے ہی اُسنے مسکان کے لیے فرنٹ ڈور کھولا عروسہ اور اسما کو وہ پہلے ہی پیچھے بیٹھا چکا تھا مسکان کے بیٹھتے ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا ہوسپٹل کے ایریا سے نکلتے ہی اُسنے رش ڈرائیو کرتے ہوئے پہلے عروسہ اور اسما کو انکے گھر چھوڑا جہاں کا راستہ کچا ہونے کی وجہ سے کافی خراب تھا پھر گاڑی تیزی سے حویلی کی جانب بڑھا دی ان دونوں کے درمیان گہری خاموشی حائل تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوسپٹل سے آنے بعد انھین حویلی میں ہوئی تمام بات علم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی اماں رافعیہ بیگم اور آمنہ کو حویلی سے نکل چکی ہیں وہ صدمے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئیں تھیں لیکن ہوش میں آتے ہی انھوں نے رافعیہ بیگم کو حویلی سے جانے کا کہہ دیا اور ساتھ ہی ان سے سارے تعلقات بھی ختم کر ڈالے جس پر سب کافی پریشان ہوئے تھے کیونکہ وہ بڑی اماں کی اکلوتی بیٹی تھیں اور بڑی اماں کو سب سے زیادہ عزیز بھی تھیں لیکن انکی تمام حرکتیوں کی وجہ سے بڑی اماں کو فصیلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگی اس سب کا سب سے زیادہ جس نے اثر لیا تھا وہ بھی بڑی اماں ہی تھی پہلے سفیہ بیگم پر بدکرداری کے الزام کا بوجھ اور دو دن کی معصوم بچی کو اُسکے گھر اُسکے اپنوں سے دور کرنے کا درد اور اب یہ معلوم ہونا کہ وہ سب انہی کی بیٹی کی ایک سوچی سمجھی چال تھی اس سب سے انکی طبعیت کافی خراب ہوچکی تھی رافعیہ بیگم اس بات سے انجان تھیں کہ بڑی اماں نے حویلی کے تینوں پورشن تینوں نے بیٹوں کے نام بہت پہلے کر دیئے تھے اور بزنس بھی تینوں

بیٹوں کے علاوہ تینوں پوتوں اور کلثوم اور ساریا کے نام بھی انکے حصے کی جائیداد کر دی گئی تھی مگر وہ ان تمام باتوں سے انجان اپنی ہی چالیں چلتی رہی جس سے آج وہ منہ کے بل جا گری تھیں وہ ناصرف اپنے سسرال بلکہ اپنے میکے والوں کو بھی منہ دکھانے لائق نہیں رہی تھیں۔رافعیہ بیگم کے حویلی سے جانے کا مسکان کو ذرا بھی دکھ نہیں تھا ہاں البتہ بڑی اماں کی طبعیت کا سن کر اسے دکھ ہوا اور وہ سفیہ بیگم کے کہنے پر اُن سے ملنے بھی گئی جس پر انھوں نے اُس سے کافی دفعہ معافی مانگی وہ اتنی سنگ دل ہرگزنہ تھی کہ ایک بزرگ سے اپنے سامنے ہاتھ جوڑاتی یا انھیں گڑگڑانے پر مجبور کرتی وہ تو موم سے بنی نرم مٹی کی نازک سی گڑیا تھی جو دوسرے کی تکلیف اپنے دل میں محسوس کر سکتی تھی بڑ اماں نے اپنی لاڈلی بیٹ کو خود سے دور کرکے اپنے لیے بھی وہی سزا منتخب کی جو بائیس سال مسکان نے اپنے باپ کے سائے سے دور رہ کر کاٹی تھی مسکان نے انھیں رافعیہ بیگم کو واپس لانے کا کہا تھا لیکن وہ نہیں مانی تو مسکان نے بھی زیادہ اصرار نہیں کیا۔اریب بھی خاصا ڈسٹرب تھا چونکہ انھوں نے جو بھی کچھ کیا تھا یا جو بھی ان سے کروایا گیا تھا وہ دانستہ طور پر یہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ سب ایک سازش کے تحت کیا جا رہا ہے اسی لیے اُسے بڑی اماں کے لیے کافی بُرا لگ رہا تھا

اُس دن کے بعد سے کافی دونوں تک حویلی کا ماحول خاصا سنجیدہ رہا اب کہ سب اپنی روٹین پر آگئے تھے رضا،روحیل،اشتعاق صاحب کے ساتھ ہی حارث اور اریب صبح کو آفس کے لیے نکل جاتے حماد یونیورسٹی کلثوم اور مسکان اکثر اوقات فارغ ہی گزارتی کیونکہ کچن کا کام باقی کی خواتین کرلیتی اور صفائی وغیرہ کے لیے ملازمین تھے اس وقت بھی مسکان اور کلثوم لاونج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھیں کی مسکان کچھ سوچتے ہوئے بولی

" کلثوم۔۔۔"اُسنے کلثوم کو اپنی جانب متوجہ کیا

" ہوں۔۔۔"کلثوم نے بنا ٹی وی سکرین سے نظریں ہٹائے کہا

" میں سوچ رہی ہوں کوئی جوب کر لیتی ہوں ایسے فارغ رہنے۔۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔"مسکان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی کلثوم اتنہ زور سے چلائی کہ مسکان جو اُسکی جابن ہی متوجہ تھی وہ بھی ڈر گئی

"کیا ہوا ہے " مسکان نے اُسکے چلانے کی وجہ پوچھی

" تم۔۔۔تم جوب کرنا چاہتی ہو" مسکان نے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے کنفرم کیا

" ہاں" اُسنے لاپروائی سے جواب دیا

" نہیں۔۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا" وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے بولی اور دوبارہ سے ٹی وی کی جانب مڑ گئی

"کیا نہیں ہو سکتا اور کیوں" مسکان کو حیرت ہوئی جاب کرنے میں ایسا کیا تھا جو کلثوم نے ایسے ریکیٹ کیا

" یار تم جاب نہیں کر سکتی " اُسنے بات ختم کرنا چاہی

"کیوں" مسکان نے اُسکے ہاتھ سے ریموٹ لے کر ٹی وی بند کرتے ہوئے پوچھا

"کیوں کیا مطلب کیا تمہیں پیسے چاہیے تو تم بابا، تایا ابو یا چاچو یا بھیا کسی سے بھی لے سکتی ہوں پھر جوب کی کیا ضرورت" کلثوم کی بات پر وہ ضاصی حیران ہوئی تھی کیونکہ یہ تو وہ سمجھ گئی تھی کہ کلوم نہیں چاہتی کہ وہ جاب کرے مگر کیوں یہ سمجھنے سے وہ اب بھی قاصر تھی

"کیا جوب صرف پیسوں کے لیے کی جاتی ہے مجھے پیسے نہیں چاہیے اینڈ آئی نو کہ میں ان میں سے کسی سے بھی جب بھی جتنے بھی پیسے مانگوگی مجھے مل جائیں گے۔۔۔"

" تو پھر کیا ضرورت ہے یہ جوب وغیرہ کی" وہ مسکان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی بول پڑی

" یار فارغ بیٹھنے سے اچھا نہیں کہ کہیں جوب کر لی جائے" مسکان نے اُسے وجہ بتائی

" بڑی اماں کبھی نہیں مانیں گی" اب کی کلثوم نے اصل وجہ بتائی تھی

"کیوں" وہ سوالیہ انداز میں بولی

"کیونکہ انکے مطابق کمانا مردوں کا کام ہے اور عورتیں گھر کے کام کاض کرت اچھی لگتی ہیں" کلثوم نے منہ بناتے ہوئے بتایا

"کیا۔۔۔۔لیکن وہ ایسا کیوں سوچتی ہیں اور اگر جوب نہیں کرنے دیتی تو کیا پڑھائی کی پرمیشن ہے یا وہ بھی نہیں" مسکان کو اس بات پر کافی حیرت ہوئی اُسنے سوچا نہیں تھا کہ بڑی اماں کی سوچ اتنی پرانی ہوگی جبکہ وہ خود بھی ایک پڑھی لکھی اور بزنس فمیلی سے تھیں

" نہیں پڑھائی پر کوئی روک ٹوک نہیں بس جوب پر ہے" کلثوم نے اُسکی انفورمیشن میں اضافہ کیا

"ہوں۔۔۔۔چلو پھر کچن میں چلتے ہیں مما وغیرہ کی کچھ ہیلپ کر دیں گے ایسے بیٹھے بیٹھے تو میں بور ہوگئی ہوں" وہ ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بولی ساتھ ہی اُسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا

"کیا تم کل کومل کے گھر جاؤ گی" ساتھ چلتے ہوئے مسکان نے اُسے پوچھا

"کیا وہ اپنے گھر آئی ہوئی ہے" وہ دونوں ہی اُسکی شادی میں نہیں جا پائی تھیں اسی لیے اب جب کومل میکے آئی ہوئی تھی تو مسکان اُسے ملنے جانا چاہتی تھی

" ہاں۔۔۔۔تم جاو گی" اُسکی بات کا جواب دے کر مسکان نے اپنا سوال دُہرایا

" ہاں۔۔۔۔چلیں گے" کلثوم نے حامی بھری تب تک دونوں کچن میں پہنچ چکی تھی پھر وہی بیٹھ کر وہ رات کا کھانا بنانے میں سب کی مدد کرنے لگی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ابھی کچھ دیر قبل ہی آفس سے آیا تھا کچھ دیر کمرے میں آرام کرنے کے بعد نیچے آیا مسکان کو لاونج میں اکیلا بیٹھا دیکھ کر اُسے بات کرنے کی غرض سے اُدھر ہی چلا آیا لیکن اُسے آتا دیکھ کر مسکان وہاں سے جانے لگی

"مسکان۔۔۔۔"اُسے اُٹھتا دیکھ اریب نے اُسے پکارا اُسکے پکارنے پر وہ رکی مگر کچھ بولی نہیں

" مجھے تم سے بات کرنی ہے" دونوں کی ہی ایک دوسرے کی طرف پیشت تھی

" لیکن مجھے نہیں کرنی" وہ کہہ کر جانے لگی جب اریب نے اُسکا ہاتھ تھام کر اُسے رُوکا وہ رکی ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھ

"میں یہاں کوئی تماشہ نہیں چاہتا لان میں چلتے ہیں" وہ اُسکی طرف مڑا لاونج میں کوئی بھی آ سکتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اُسے یا مسکان کو کوئی غلط سمجھے

"میں نہیں آؤں گی" وہ ضدی انداز میں بولی

" خود چل رہی ہو یا میں اُٹھا کر لے جاؤں" وہ اُسکا ہاتھ تھامے ہی ایک قدم اُسکی جانب بڑھا کر بولا

"چل رہی ہوں" وہ جلدی سے بولی پھر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا گویا کہہ رہی ہو چھوڑیں اریب نے اُسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے اُسکا ہاتھ چھوڑا وہ بنا ایک بھی لمحہ ضائع کیے تیزی سے باہر چلی گئی اریب بھی اُسکے پیچھے ہی باہر آگیا

"کیا میں تمہارے اس رویے کی وجہ جان سکتا ہوں" وہ انتہائی سنجیدگی سے اُسے مخاطب تھا

" نہیں " اُسنے دوٹوک جواب دیا

" آخر تم چاہتی کیا ہو" وہ غصے سے اُسکا بازو پکڑ کر اُسکا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے بولا

" میں آپ کو پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میں کیا چاہتی ہوں" وہ اپنا بازو چھوڑوانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی

" ڈونٹ یو ڈیر ٹو ٹاک ابوئٹ اٹ اگین" اریب نے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُسے وران کیا وہ اُسکی نظروں کی سرخی دیکھ کر کچھ نہ بولی بس اپنی نگاہیں جھکا لی

" کیا تم میری شادی کو لے کر خفا ہو جبکہ وب تو وہ مسئلہ بھی نہیں" اب کہ اُسکا انداز اور پکڑ دونوں ہی نرم تھیں

" مجھے کیا میری طرف سے دس شادیاں کریں مجھے فرق نہیں پڑتا" وہ خفگی سے منہ پھلائے بولی

" آہ۔۔۔۔کاش کہ اس کی اجازت ہوتی۔۔۔۔"وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے افسوس کن انداز میں بولا جس پر اُسنے فقط ایک ناراضگی بھری نگاہ اُس پر ڈالی

" تو جتنی کی اجازت ہے اُتنی کرلیں" اُسنے خود کو نارمل کرتے ہوئے مخلصانہ مشورے سے نوازہ

"تو کیا تمہیں دکھ نہیں ہو گا میری دوسری شادی کرنے پر" وہ دوسری پر زور دیتے ہوئے بولا اریب کو اب اُسے ستانے میں مزا آ رہا تھا اُسکا غصے سے ہوتا سرخ چہرہ اُسے اور بھی خوبصورت بنا رہا تھا

"دوسری۔۔۔۔۔پہلی کب ہوئی اور مجھے کیوں دکھ ہو گا" وہ پہلے استہزائیہ سا مسکرائی پھر بولی

" پہلی سترہ مئی کو ہوئی زیادہ پرانی نہیں ہے لیکن شائد تم بھول چکی ہو۔۔۔۔۔۔"فوراً سے جواب دیا گیا

"اور دکھ یا یوں کہوں کہ غصہ آئے گا تو وہ اس لیے کہ نارملی بیویوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے انھیں اپنے ہزبینڈ کی دوسری شادی پر غصہ ہی آتا ہے " وہ پہلی بات مکمل کرنے کے بعد مسکراہٹ دُبائے بولا

" ہماری شادی نہیں صرف نکاح ہوا تھا" اُسنے گویا اُسے یاد دلایا تھا

"ایک ہی بات ہے" وہ لاپرواہ سے انداز میں بولا

" میں آپکی بیوی شیوی نہیں ہوں صرف منکوحہ ہوں" وہ رخ مڑتے ہوئے بولی

"تو تمہیں دکھ اس بات کا ہے کہ تم میری بیوی نہیں صرف منکوحہ ہو" وہ صرف پر زور دیتے ہوئے بولا

"میں نے ایسا کب کہا" وہ اُسے اپنے مطلب کی بات بناتا دیکھ بولی

"ابھی تو کہا کہ م میری بیوی نہیں صرف منکوحہ ہو" اُسنے کندھے اچکاتے ہوئے اُسکی بات دُہرائی

"تو کیا غلط کہا" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

"بلکل بھی نہیں۔۔۔یعنی اب مجھے پہلے تمہیں بیوی بنانا ہو گا " وہ اُسے مزید زچ کرتے ہوے بولا

"کیوں" اُسنے سوالیہ نگاہوں سے اُسکی جانب دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا

" تاکہ تمہیں میری دوسری شادی کا دکھ بھی ہو اور غصہ بھی آئے" وہ تقریباً شرگوشانہ لہجے میں اُسکے قریب ہوتے ہوئے بولا

" میں۔۔۔۔آپ سے۔۔۔۔۔۔شادی۔۔۔نہیں کروں گی" وہ رک رک کر بولی اریب کی قربت میں اُسکا سانس پھولنے لگا تھا

"سوچ لو آخری بار کہہ رہا ہوں" وہ اسی انداز میں بولا

"آپ جتنی بار بھی پوچھیں گے میرا جواب یہی ہو گا" وہ یہ نہیں کہنا چاہی تھی مگر انا اڑے آگئی اب اُسے کیسے یہ کہہ دیتی کہ اُسے اریب کا ساتھ قبول ہے جبکہ کئی بار اُسکی نفی کر چکی تھی

"ٹھیک ہے آج کے بعد اریب رضا تمہارے راستے میں بھی نہیں آئے گا اور بہت جلد تمہاری خواہش بھی پوری کر دوں گا" وہ اُسے دو قدم کے فاصلے پر ہوتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے بولا اپنی بات مکمل کرتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا مسکان کو لگا جیسے اُسکا دل بند ہو جائے گا اریب کے الفاظ اور اُسکا یوں اُسے دور جانا وہ تڑپ کر رہ گئی لیکن کچھ کر نہ سکی صرف اُسے جاتا دیکھتی رہی پھر وہی بے جان ہوتے جسم کی طرح گرنے کے انداز میں بیٹھتی چلی گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ رہی تمہاری رقم۔۔۔۔اور باقی کی رقم کام ہوجانے کے بعد ملے گی" وہ جس جگہ موجود تھے وہاں زیادہ رش نہیں تھا کسی کسی ٹیبل پر ہی لوگ بیٹھے نظر آرہے تھے وہ دونوں تقریباً کونے والے ٹیبل پر بیٹھے تھے جہاں وہ لوگوں کی نظروں سے بچ سکیں

"کام ہو جائے گا آپ اُسکی فکر نہ کریں۔۔۔اور پھر جو آپ کو چاہے وہ آپ کو ملے گا اور جو مجھے چاہیے وہ مجھے ملے گا" وہ معنی خیز سی مسکراہٹ لیے بولا تو وہ بھی مسکرا دیے

"اُمید ہے اس بار تم پہلی بار کی طرح ناکام نہیں ہو گے" انھوں نے اُسے اُسکی پیچھلی ناکامی یاد دلائی

" ہر گز نہیں اس بار وہ کسی صورت نہیں بچ پائی گی " وہ سخت لہجے میں اپنے گھٹیا ارادوں کا اظہار کر رہا تھا

" یاد رکھنا کام پورا ہونے کی صورت میں ہی بقی کی رقم ملے گی ورنہ نہیں " وہ دھیمی مگر سخت آواز میں بولے

" ڈن۔۔اب اجازت دیں اس سے پہلے کہ کوئی ہیمیں دیکھ لے میں چلتا ہوں " اُسنے کھڑے ہوئت ہوئے ہاتھ ملایا پھر بریف کیس اُٹھایا اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا جلد ہی وہاں سے غائب ہو گیا تو وہ بھی اُسکے پیچھے ہی نکل گئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مسکان۔۔۔۔۔"وہ باہر جا رہی تھی کہ ساریا کی آواز پر مڑی

"جی بھابھی" وہ کافی حد تک سب کے ساتھ گھل مل گئی تھی اور ساریا کے ساتھ اُسکی دوستی میں زیادہ ہاتھ ساریا کا ہی تھا جو کسی نہ کسی بہانے اُسے بات کرتی رہتی اور اب دونو ں میں اچھی دوستی ہو چکی تھی

" کہیں جا رہی ہو " ساریا نے اُسکے ہاتھ میں بیگ اور شال دیکھ کر پوچھا

" جی۔۔۔وہ کومل کا بتایا تھا نا کہ وہ آئی ہوئی ہے تو اُسکے لیے کوئی اچھا سا گفٹ لینے جا رہی ہوں " اُسنے وضاحت دی

" لیکن اکیلے۔۔۔آئی مین بڑی اماں۔۔۔۔۔"

" تائی امی کو بتا دیا ہے اور مما کو بھی انھوں نے پرمیشن دے دی ہے اور ویسے بھی میں پہلے بھی اکیلے آتی جاتی رہتی تھی وہ تو جب سے یہاں آئی ہوں کبھی کہیں جانے کو اتفاق ہی نہیں ہوا۔۔۔آپ فکر نہیں کریں " وہ ساریا کے فکرمندانہ انداز پر اُسے مطمن کرتے ہوئے بولی

" اپنا دھیان رکھنا۔۔۔۔۔بلکہ کلثوم کو ساتھ لے جاؤ نا" ساریا اب بھی اُسکے لیے فکر مند تھی ناجانے کیوں اُسے مسکان کا اکیلے جانا اچھا نہیں لگ رہا تھا اسی لیے جٹ سے بولی

" بھابھی وہ جا رہی تھی لیکن حماد کو کوئی اسٹیمینٹ بنوانی تھی تو اسی لیے اُسنے بولا کہ اسکا گفٹ بھی میں لے آؤں" وہ مسکراتے ہوئے بولی

" اچھا ٹھیک ہے جلدی آ جانا۔۔۔شہر کے حالات کا تو تمہیں معلوم ہی ہے نا" وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی مسکان کے لبوں پر ساریا کا فکرمندانہ انداز دیکھ کر مسکراہٹ رینگ گئی

"سب کتنا سوچتے ہیں میرے بارے میں۔۔۔میرا کتنا خیال رکھتے ہیں جیسی فمیلی میں ہمیشہ سے چاہتی تھی ویسی ہی فمیلی اب میرے پاس ہے۔۔۔"اُسنے مسکراتے ہوئے سوچا

"واپس آکر ایک بار پھر بڑی اماں سے بھی مل لوں گئ وہ شائد اب بھی شرمندہ ہیں " اُسنے بڑی اماں سے ملنے کا سوچا پھر اپنی سوچوں کو جھٹک کر باہر کی طرف بڑھ گئی ڈرائیور نے کار ایک جانے مانے مال کے سامنے روکی تو وہ انھیں پارکنگ میں اُسکا انتظار کرنے کا کہہ کر خود مال کے اندر چلی گئی کافی دیر تک مختلف چیزیں دیکھنے پر بھی اُسے ابھی تک کچھ بھی پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ آج بھی خود پر کسی کی نظروں کا حصار محسوس کر رہی تھی اور اپنی گھبراہٹ اور پریشانی چھپانے کے لیے وہ اب تک کئ شوپس کا چکر لگا چکی تھی آخر ایک گفٹ شاپ سے وہ الگ الگ طرح کے شو پیس لے کر جانے کے لیے مڑی کہ اندر آنے والے شخص سے بُری طرح ٹکرائی

"او۔ایم سوری" وہ بنا اُسکی طرف دیکھے بولی

" اٹس اوکے" اس آواز پر اُسنے چونک کر مقابل کو دیکھ یہ آواز تو وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی مگر یو اچانک اُسکی وہاں موجوگی پر وہ سخت حیران ہوئی

" کیا ہوا پہچانا نہیں کیا" قمر نے اُسے یوں خود کو دیکھتا پا کر مسکراتے ہوئے پوچھا مگر ناجانے کیوں مسکان کو اُسکی مسکراہٹ جھوٹی لگی

" ن۔۔نہیں ایسی بات نہیں" وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولی

" کیسی ہو" وہ اُسکے چہرے پر خوف کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا

" ٹھیک" اُسنے ایک لفظ میں جواب دے کر گویا جان چھڑوانا چاہی

" مجھ سے نہیں پوچھوں گی" وہ اب بھی اُسکا راستہ روکے کھڑا تھا

" کیسے ہیں آپ" وہ اُسے کوئی سخت جواب دینا چاہتی تھی مگر وقت اور جگہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کافی ضبط سے بولی

" اچھا۔۔۔خیر مبارک ہو اریب سے نکاح کر لیا اور بتایا بھی نہیں " وہ اُسکے چہرے پر نگاہیں جمائے بولا اُسکی بات پر مسکان کے چہرے کے رنگ اڑے

" جی۔۔۔"اُسنے اسکی طرف دیکھا تو اُسکی معنی خیز سی مسکراہٹ اُسے بہت کچھ غلط ہونے کا پتا دے رہی تھی وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی کہ قمر وہ بات کیسے جانتا ہے جو ابھی تک اُسکے گھر والے بھی نہیں جانتے

"کیا ہوا؟" اُسے خاموش دیکھ کر وہ بولا

" کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ میں یسے جانتا ہوں۔۔کم اون ڈیئر اب تمہاری طرف سے میں اتنا بے خبر بھی نہیں رہتا" وہ معنی خیز انداز میں اُسے کافی کچھ جتا چکا تھا

" اور ایک بات۔۔۔جو چیز میری نہیں ہوتی اُسے میں کسی اور کا بھی نہیں ہونے دیتا۔۔۔گڈ بائے" وہ ذرا سا جھک کر بولا پھر ایک مسکراہٹ مسکان کی طرگ اچھال کر وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا ایک طرف کو چلا گیا جبکہ وہ اب تک اُسکی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

"اکسکیوزمی" کسی خاتون کی آواز پر وہ اُسکی باتوں سے باہر نکلی جو اندر جانے کے لیے اُسے ایک طرف ہونے کا کہہ رہی تھی وہ معزرت کرتی ایک طرف ہو گئی پھر جلدی سے ڈرائیور کو کال کر کے بلایا اور بنا ایک بھی اور لمحہ ضائع کیے وہ مال سے باہر آگئی جہاں ڈرائیو پہلے سے ہی موجود تھا گاڑی میں بیٹھ کر وہ قدرے پُرسکون ہوگئی تھی مگر قمر کی باتیں اب بھی اُسکے دماغ میں چل رہی تھیں جن سے چھٹکارا پانے کے لیے اُسنے سر سیٹ کی پشت سے ٹیک کر آنکھیں موند لی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" مسکان۔۔۔آگئی کیسی رہی شوپنگ بیٹا" وہ اندر جا رہی تھی کہ عظمت بیگم نے اُسے پکارا

"اچھی۔۔۔باقی سب کہاں ہیں" اُسنے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ شام کی چائے کا وقت تھا لیکن وہاں ابھی تک کوئی بھی موجود نہیں تھا حویلی میں چائے سبھی ایک ساتھ پیتے تھےاُسنے مسکرانے کی کوشش کی تاکہ عظمت بیگم یا کسی بھی فرد کو اُسکی پریشانی کا علم نہ ہو سکے

"سب اپنے رومز میں آتے ہی ہوں گے آپ بیٹھو" وہ مسکراتے ہوئے کہہ کر خود کچن میں چلی گئی تاکہ چائے لا سکیں تو وہ بھی بیگز وہی لاونج میں صوفے پر رکھ کر انکے پیچھے آگئی

" میں لاؤں سب کے لیے چائے" وہ کچن میں داخل ہوئی تو عظمت بیگم ملازمہ کو سنکس نکالنے کا کہہ کر خود چائے بنا رہی تھیں

" نہیں بچے میں لے آؤں گی آپ ابھی تو آئی ہیں " انھوں نے مڑ کر اُسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے بولی

"چچی۔۔۔۔"وہ انکے نزدیک آکر سلیب سے ٹیک لگائے کھڑے ہوکر بولی

" کہیں بیٹا" وہ چائے میں دودھ ڈالتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولی

"کیا بڑی اماں مجھ اب تک سے خفا ہیں" وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں اُلجھائے بولی

" نہیں بچے وہ آپ سے خفا کیوں ہوں گی" انھوں نے محبت سے جواب دیا

" نہیں وہ۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر پھر خاموش ہو گئ

"چچی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" وہ اپنی نگاہیں ہاتھوں پر جمائے آنسو کو ضبط کرتے ہوئے بولی

" یہاں بیٹھیں " اُسکی بات پر انھوں نے اُسے کرسی پر بیٹھایا اور ملازمہ کو چائے کو دیکھنے کا کہہ کر خود بھی ایک کرسی اُسکے قریب کرتے ہوئے بیٹھ گئیں

" کیا بات ہے مسکان کسی نے کچھ کہا ہے کچھ آپ کو" وہ اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی جو سُرخ ہو رہا تھا

" نہیں۔۔۔۔وہ بس ایسے ہی" وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولی اپنی پریشانی انھیں بتا کر وہ انھیں بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

" مسکان کیا باہر کچھ ایسا ہوا ہے جو اُ بتانا چاہتی ہیں" انکا اشارہ شوپنگ کی طرف تھا انھوں نے محسوس کیا تھا کہ جب سے وہ آئی تھی کافی بو جھی بو جھی اور پریشان سی تھی انکی بات سن کر اُسکی پلکوں کا بند توڑ کر ایک آنسو اُسکے رخسار پر بہنے لگا

" مسکان۔۔۔بچے کچھ بتائیں تو کیا ہوا ہے" مسکان کو ایسے روتا دیکھ انھیں مزید پریشانی نے آن گھیرا ملازمہ کو جانے کا اشارہ کرکے وہ دوبارہ اُسکی طرف متوجہ ہوئیں

" نہیں۔۔۔۔وہ بڑی اماں اب بھی مجھ سے بات نہیں کرتی نا تو اسی لیے بس" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

" تو آپ ان سے بات کر لیں" عظمت بیگم نے اُسکا چہرہ اوپر کرکے صاف کرتے ہوئے مشورہ دیا

" کیا وہ مجھ سے بات کریں گی" اُسنے کسی معصوم بچے کی طرح پوچھا

" بلکل کریں گئ " انھوں نے اُسے یقین دلایا

"چچی جان۔۔۔چائے بنی کہ نہیں" وہ اپنے ہی دھیان میں فون پر مصروف سا کچن میں داخل ہوا تو مسکان نے اُسکی آواز پر جلدی سے آنسو صاف کیے اریب نے ایک نظر اُسے دیکھا پھر عظمت بیگم کی طرف متوجہ ہو گیا

" جی بیٹا بن گئی ہے بس ابھی لائی" عظمت بیگم اُسے جواب دے کر چائے ڈالنے لگی وہ بھی مسکان کو نظرانداز کرتا لاونج میں آ گیا جہاں بڑی اماں کے سوائے سبھی موجود تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں اندر آ جاؤں" اُسنے دستک کے ساتھ ہی اندر جانے کی اجازت بھی مانگی بڑی اماں جو ابھی تسبیح سے فارغ ہوئی ہی تھیں کہ مسکان کی آواز پر انھوں نے دروازے کی سمت دیکھا پھر مسکرا کر سر کے اشارے سے اُسے اندر آنے کی اجازت دی اور اپنے دائیں جانب رکھی کرسی پر بیٹھنے کو کہا

"بیٹھیں "انھوں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں اُلجھائے انھیں نروس لگ رہی تھی کچھ دیر وہ اُسکے ہاتھوں کو دیکھتی اُسکے بولنے کا انتظار کرتی رہی لیکن اُسے خاموش پا کر وہ خود ہی بولی

" کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ بیٹا" وہ بہت اپنائیت سے بولی اُنکے بیٹا کہنے پر اُسنے چونک کر انکی طرف دیکھا گویا وہ اپنے لیے ان کے منہ سے یہ لفظ توقع نہیں کر رہی تھی

" جی" انکے بیٹا کہنے پر اُسے خوشی ہوئی مگر وہ اپنی خوشی عیاں نہیں کرنا چاہتی تھی دل کے ایک کونے میں اب بھی اُسے یہ شک تھا کہ کیا واقعہ ہی میں بڑی اماں نے اُسے دل سے اپنالیا ہے یا یہ صرف ظاہری طور پر

" کہیں کیا بات ہے" وہ انھیں کچھ پریشان سی لگی تو وہ اُپنی مخصوص جگہ سے اُٹھ کر اُسکے ساتھ رکھی کرسی پر آ بیٹھی

"وہ۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔کیا۔۔آ۔۔۔۔آپ۔۔اب تک مجھ سے۔۔۔۔۔اور مما سے۔۔۔خفا ہیں" اُسنے جھجھکتے ہوئے اپنی بات مکمل کی مگر نظروں اب بھی ہاتھوں پر ہی تھی

" نہیں بیٹا۔۔۔آپ کو ایسا کیوں لگا" وہ اُسے کافی بے تکلف انداز میں کہہ رہی تھیں

" وہ۔۔۔آپ۔۔زیادہ بات۔۔۔نہیں کرتی اور۔۔۔۔کہنے کمرے سے باہر بھی کم ہی آتی ہیں تو اسی لیے۔۔۔۔۔۔"وہ نظریں ہاتھوں کی لکیروں پر جمائے اٹک اٹک کر بولی مسکان کی بات پر وہ شرمندہ سی ہو گئیں انھوں خود بھی احساس ہوا کہ رافعیہ بیگم کے جانے کے بعد انھوں نے باقی سب سے بھی ملنا جلنا کم نہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر کر دیا ہے

" جب اس عمر میں اولاد آپ کو دھوکہ دیتی ہے نا تو ماں باپ کے پاس اپنا منہ چھپانے کے سوائے اور کوئی راستہ نہیں ہوتا" وہ کرسی سے کھڑی ہوگئی انکی آواز بھی مسکان کو بھیگی ہوئی لگی آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے وہ رخ موڑے کھڑی تھیں

" آپ انھیں معاف۔۔۔۔"

" کبھی نہیں۔۔۔۔۔ان کی وجہ سے آج ہم اپنے ہی بیٹوں سے نظر نہیں ملا پاتے ان سے منہ چھپائے بیٹھے ہیں انھیں ہم کبھی معاف نہیں کریں گے" وہ مسکان کی بات کا مظلب سمجھتے ہوئے سخت لہجے میں بولی تو مسکان نے بھی مزید اس بارے میں کوئی بات نہ کی

" آپ کو کسی سے بھی چھپنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔سب کو اچھا لگے گا اگر آپ پہلے کہ طرح سب سے بات کریں گی تائی امی۔۔۔۔چچی۔۔۔مما کو حکم دیں گی مجھے کلثوم کو ڈانٹیں گی۔۔۔۔۔۔"وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی تھی کہ وہ یہ سب کیسے بول پائی اُسکی بات سن کر بڑی اماں مسکرا دی

" ہم آپ سے ایک بار پھر معافی۔۔۔۔"بڑی اماں اُسکی طرف مڑتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگی

"پلیز۔۔۔ایسا کر کے مجھے گناہگار نہیں بنانا۔۔۔۔بڑے معافی مانگتے ہوئے نہیں معاف کرتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں" وہ انکے ہاتھ تھامتے ہوئے انکی بات کاٹ کر محبت بھرے انداز میں بولی

" میں نے بھی آپ سے بدتمیزی کی اُسکے لیے آپ مجھے معاف کر دیں تو مجھے لگے گا کہ آپ نے مجھے اور مما کو دل سے اپنالیا ہے" وہ آنسو بہنا نہیں چاہتی تھی مگر ان پر اُسکا اختیار ہی کب تھا وہ خوبخود ہی ہمیشہ اُسکی پلکوں کی باڑ توڑ دیتے اور اُسکے گلابی رخسار کو سرخ کر دیتے اُسکی بات سن کر بڑی اماں نے محبت سے اُسے گلے لگایا اپنے نرم ہاتھوں سے اُسکے گلوں پر بہتے آنسو صاف کیے مسکان تو اُس محبت بھرے لمس کر ترس گئی تھیں اُسے پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تو انھوں نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا وہ انکی گود میں سر رکھے بیٹھی تھی کہ دستک کی آواز پر سیدھی ہوئی

" آ جائیں " بڑی اماں نے دستک دینے والے کواندر آنے کی اجازت دی تو کلثوم کو دیکھ کر اُسنے اپنے آنسو صاف کیے مسکان کو وہاں دیکھ کر کلثوم کو کافی حیرت ہوئی

" بڑی اماں ڈنر تیار ہے آپ کے لیے بھیجوا دوں" وہ مسکان کو حیرت سے دیکھتے ہوئے بڑی اماں سے مخاطب ہوئی کافی دونوں سے وہ ڈنر اپنے کمرے میں ہی کرتی تھیں البتہ لنچ وہ سن کے ساتھ ہی کرتی

" نہیں ہم بھی سب کے ساتھ ہی ڈنر کریں گے " وہ مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو وہ دھیرے سے مسکرا ئی

" جی" وہ کہہ کر چلی گئی مگر اُسے اب تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ بڑی اماں اور مسکان کے بیچ سب ٹھیک ہو گیا ہے اب اُسے ڈنر کے بعد کا انتظار تھا جب مسکان اپنے کمرے میں آتی اور وہ اُسے ساری روداد سنتی

کلثوم کے جانے کے بعد وہ بھی انھیں ایک بار پھر کھانے کا کہہ کر اور معافی مانگ کر باہر آ گئی کچھ ہی دیر میں بڑی اماں بھی اپنی چادر سنبھالتے ہوئے ڈائنگ ٹیبل پر موجود تھیں جو سب کے لیے خوشی کے ساتھ ساتھ حیرت کا بھی باعث تھا پوری خان فمیلی نے اچھے اور خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا مسکان کو اریب کا خود کو نظرانداز کرنا خاصا بُرا لگا وہ گاہے بگاہے اُس پر نظر ڈال لیتی مگر اریب نے پورے وقت میں اُسے بُری طرح نظرانداز کیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج وہ کافی دنوں کے بعد انکے کمرے میں اُنکی گود میں سر رکھے لیٹی تھی وہ ہلکے ہلکے سے اُس کے سر میں ہاتھ پھیر رہی تھیں کتنے دنوں بعد اُسے آج سکون ملا تھا ماں کی گود ممتا بھرا لمس حویلی آنے کے بعد جہاں اُسے باقی سب رشتے ملے تھےوہی اُسے مما کے ساتھ وقت گزارنے کا کم ہی ٹائم ملتا کبھی سفیہ بیگم مصروف ہوتیں کبھی وہ کسی کام میں مصروف ہوتی تو کبھی انکی تھکان کا سوچ کر وہ انکے پاس جانے کا ارادہ اگلے دن پر ڈال دیتی ایسا نہیں تھا کہ وہ ان سے ملتی نہیں تھی بس وہ انکے ساتھ اتنا وقت نہیں گزار پاتی جتنا مسکان مینشن میں گزارتی تھی لیکن آج وہ انھوں کچھ خاص بتانا چاہتی تھی اور اسی لیے انکے ساتھ زیادہ وقت بھی گزارنا چاہتی تھی

" مسکان۔۔۔"وہ اپنی ہی سوچوں میں ڈوبی تھی کہ سفیہ بیگم نے اُسے پکارا

"جی۔۔۔جی مما" انکی آواز پر وہ سوچوں کی گہری کھائی سے باہر نکلی

" آپ بڑی اماں سے ملنے گئی تھیں " انھوں نے اُسکے سر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

"جی۔۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ مجھے ان سے بات کرنی چاہیے" وہ پرسکون سے انداز میں بولی

" اچھا کیا " انھوں نے مسکراتے ہئے جواب دیا

" آپ کو کس نے بتایا۔۔۔بڑی اماں نے" اُسنے سوالیہ انداز میں پوچھا

" نہیں۔۔۔کلثوم نے بتایا وہ بڑی اماں سے کھانے کا پوچھنے گئی تھیں جب آپ وہاں موجود تھیں" انھوں نے ٹھہے ہوئے لہجے میں جواب دیا

" تو وہ ہے آپ کی مخبری" وہ مسکرا کر کہتے ہوئے اٹھ بیٹھی

" ہاں جی بالکل" انھوں نے بھی مسکراتے ہوئے حامی بھری ایک پل ہی مسکان کے مسکراتے ہونٹ ساکت ہوئے تو وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی

" کیا ہوا بچے" اُسے ایسے اچانک اداس ہوتا دیکھ انھوں نے پوچھا

" کچھ نہیں " اُسنے نفی میں سر ہلایا

" میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ وہ دل کی بُری نہی ہیں بس کبھی کبھی کچھ آپ کے اندر اتنا زہر بھر دیتے ہیں کہ آپ کی اصل مٹھاس کہیں کھو سی جاتی ہے بڑی اماں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی کیا گیا تھا۔۔۔اب تو آپ کو ان سے کوئی شکایت نہیں نا" وہ بغور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں تو وہ آسودہ سا مسکرائی اورر ساتھ ہی نفی میں سر ہلایا وہ تو انھیں آج اپنے اور اریب کے نکاح کے بارے میں بتانے آئی تھی لیکن انھیں دیکھ کر اُسکی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ وہ انھیں کچھ بتائے

" مما۔۔۔۔۔"کچھ سوچنے کے بعد اُسنے انھیں پکارا اور خود بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

" کیا ہوا بچے" وہ اُسکی اغطرابی کیفیت جان کر بولی

" وہ۔۔۔وہ مجھے آپ کو کچھ۔۔۔۔۔۔بتانا ہے۔۔۔بٹ آُ پرومس کریں مجھ سے ناراض نہیں ہوں گی مجھ ڈانٹ بھیلیں گی یا مار بھی لیں گی تو میں آپ سے ناراض نہیں ہوں گئ اور۔۔۔اور آپ جیسا بولیں گی میں وہی کروں گی" وہ انکے قریب آکر کارپٹ پر بیٹھتے ہوئے انکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے تیزی سے بول رہی تی اور وہ اُسکی ان بے توقعی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں

" مسکان۔۔۔ریلکس۔۔۔۔آپ بتائیں کیا کہنا چاہتی ہیں آپ" انھوں نے نرمی سے اُسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا تو اُسنے ایک نظر انکے چہرے پر ڈالی وہ جہنوں نے ساری زندگی اُسکے کے لیے اُسکی تربیت کے لیے واقف کر چکی تھیں وہ شائد اپنی مما کا مان نہیں رکھ پائی اور نکاح کے بندھن میں بندھ چکی تھی اور اس سب میں وہ خد کو ہی قصور وار سمجھ رہی تھی

"م۔۔۔مما۔۔۔وہ۔۔۔۔"اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے اپنی مما کو بتائے کہ وہ انکا مان توڑ چکی ہے وہ ایک بار پھر خاموش ہو چکی تھی لیکن اس بار سفیہ بیگم کچھ نہ بولی وہ چاہتی تھیں کہ وہ اپنے دل کی بات ان سے بنا کسی ڈر کے کہیے

"وہ۔۔۔۔ممم۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔نے۔۔۔میں نے نک۔۔۔۔۔۔۔نکاح۔۔۔کیا۔۔۔۔۔"

" بٹ آئی سوئیر۔۔۔مما۔۔۔میں نے اپنی۔۔۔مرضی سے نہیں کیا تھا" وہ پہلی بات ادھوری چھوڑ کر اب انھیں مطمن کر رہی تھی آنسو اُسکے دونوں گال بھیگو چکے تھے اور سفیہ بیگم تو مکمل طور پر خاموش تھیں

"مما۔۔۔۔کچھ بولیں نا۔۔۔میں۔۔میں ان سے ڈا۔۔۔۔ڈیوس کا کہا ہے میں نہیں رہوں گی انکے ساتھ اور ۔۔طلا۔۔۔طلاق بھی لے لوں۔۔۔۔۔"اس سے قبل کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتی سفیہ بیگم کا ہاتھ اُسکے چہرے پر اپنا نشان چھوڑ چکا تھا ایک پل کے لیے تو وہ شوکڈ سی انھیں دیکھنے لگی مگر اگلے ہی پل اپنی غلطی یاد آنے پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی ایک نئے سرے سے اُسے اریب سے نفرت محسوس ہوئی آج اُسکی وجہ سے اُسکی مما اُسے ناراض ہوئی تھیں وہ اُسے کبھی نہ معاف کرنے کا ارادہ کر چکی تھی

"آج کے بعد میں آپ کے منہ سے یہ طلاق کا لفظ نہ سنوں۔۔۔۔۔۔اور رہی بات آپ کے نکاح کی تو وہ اریب ہمیں پہلے ہی بتا چکے ہیں وجہ بھی" انھوں نے تو گویا اس کی سماعتوں پر دھماکا کیا تھا

"اب ناجانے اُس نے مما کو کنسی کہانی سنائی تھی کہ مما اتنی مطمن نظر آرہی ہیں یہ انسان مجھے خود سے نفرت کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتا"وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی اب اُس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان سے یہ پوچھ سکے کہ اریب نے انھیں کیا وجہ بتائی اور انھیں نکاح کے بارے میں کب بتایا

"بچے۔۔۔۔مجھے اپنی تربیت پر پورا بھروسہ ہے اور جتنا بھروسہ مجھے اُپر ہے اُتنا ہی اریب پر بھی ہے۔۔۔۔۔۔ مسکان۔۔۔۔۔۔۔"وہ اُسکا چہرا ہاتھوں کے ہالے میں لیتے ہوئے پیار سے بولی پھر اُسے اپنی ہی سوچوں میں گم پا کر اُسے پکارا

"مسکان" اسے اپنی طرف متوجہ نہ پا کر انھوں نے اُسے پھر سے پکارا تو انکی آواز پر اُسنے انکی طرف دیکھا اور پھر اگلے ہی پل انکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

" مما۔۔۔۔ایم سوری۔۔۔۔۔میں نے۔۔۔سچ میں۔۔۔۔اپنی مرضی۔۔۔۔سے نکاح۔۔۔۔۔نہیں کیا تھا۔۔۔۔انھوں نے۔۔۔مجھے فورس کیا تھا۔۔۔۔۔۔ایم سوری۔۔میں آپکا۔۔بھروسہ قائم۔۔۔ن۔۔۔۔نہیں رکھ پائی" وہ آنسو کے درمیان ہی انھیں اپنی طرف سے مطمن کرتی بولی اُسے کسی صورت یہ گوارہ نہیں تھا کہ اُسکی مما اُسے بدزن ہوں

" آئی نو بچے۔۔۔۔اور آپ اریب سے بھی اس قدر بدزن مت ہوں وہ ایک اچھا انسان ہے اور آپ کے لیے ایک اچھا لائف پاٹنر ثابت ہو گا " وہ اسے اپنے ساتھ ساتھ اریب کی طرف سے بھی مطمن کرنا چاہتی تھیں لیکن یہ بھی جانتی تھی کہ اس میں کچھ وقت لگے گا

" ایم سوری مما۔۔۔"وہ انکی بات ان سنی کرتی ان سے ایک قدم دور ہو کر بولی تو انھوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اُسکے آنسو صاف کیے اور مسکراتے ہوئے اُسے پھر سے گلے لگا لیا تو اسنے بھی سکون سے آنکھیں موند لی

۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دستک کی آواز پر رعنایہ بیگم کا ہاتھ ایک پل کے لیے روکا پھر ہاتھ میں پکڑی ساڑھی بیڈ پر رکھ کر وہ آنے والے کی جانب متوجہ ہوئی

"میں اندر آ جاؤں"اریب نے دروازے سے ہی اجازت طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"بہت دنوں بعد ماں کی یاد آئی ہے۔۔۔"انھوں نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا

" مام آپ بھی نا۔۔۔۔"وہ انکے گلے میں پیار سے باہیں ڈالے بولا

" کیا میں بھی جب سے آفس جوائن کیا ہے آپکو فرصیت ہی کہاں ہے اپنی مام سے ملنے کی " وہ مصنوعی ناراضگی لیے بولی حالانکہ وہ کبھی ان سے ملے بغیر آفس نہیں گیا تھا

"مام۔۔۔۔۔"وہ بے جان سے انداز میں بیڈ پر بیٹھا تو رعنایہ بیگم اُسے پریشان دیکھ کر اُسکے قریب جاکر بیٹھی

"کیاہوا؟AK۔۔۔کوئی پروبلم ہے کیا؟سب ٹھیک تو ہے نا" وہ پیار سے اُسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوے بولی

ہلکی ہوا سے کھڑی کے آگے لگے پردے لہرا رہے تھے کمرا ہمیشہ کی طرح نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا جہاں ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی

"نہیں مام۔۔۔کوئی پروبلم نہیں" وہ دھیرے سے مسکرایا انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر لبوں سے لگایا تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی

"اپنی مام سے بھی چھپا رہے ہیں" وہ جانتی تھیں کہ وہ ڈسٹرب ہے اسی لیے اسکی مسکراہٹ انتی ادھوری سی تھی

"مام آپ نے چچی جان سے بات کی تھی" وہ اٹھ بیٹھا تھا اور اب مسلسل کارپٹ کو گھور رہا تھا اس کی بات پر وہ مسکرا دی گویا انھیں اُسکی پریشانی کی وجہ معلوم ہو گی ہو

" ہاں کی تھی مگر انھوں نے۔۔۔۔"وہ کچھ کہتے ہوئے رک گئی تو اسے لگا جس بات کا خدشہ اُسے تھا وہی ہوا یعنی وہ انکار کر چکی ہیں

"مام۔۔۔ڈیڈ سے کہیں گا کہ میں اسلام آبد والی برانچ سنبھلنا چاہتا ہوں میں وہاں جانا چاہتا ہوں" انھیں خاموش دیکھ کر وہ سنجیدہ اور مطمن انداز میں بولا ایک لمحے کے لیے رعنایہ بیگم نے اُسے نا سمجھی سے دیکھا پھر سمجھ آنے پر بولی

" اریب۔۔۔وہ مسکان پر چھوڑ چکی ہیں سب کچھ" انھوں نے اُسے آگاہ کیا کچھ دن قبل ہی اس نے سفیہ بیگم،رعنایہ بیگم اور عظمت بیگم کو اپنے اور مسکان کے نکاح کے بارے میں بتایا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ اسنے یہ نکاح مسکان کی مرضی کے خلاف اس سے اس لیے کیا تھا تاکہ وہ اسے حویلی لا سکیں جس پر رعنایہ بیگم اس سے کافی خفا ہوئی لیکن پھر سفیہ بیگم کو مطمن دیکھ کر انھوں نے بھی اُسے معاف کر دیا کہیں نا کہیں اُسے ڈر تھا کہ مسکان یہ رشتہ ختم کر دے گی اور اسکے شک کو حقیقت بننے میں زیادہ دیر نہ لگی اگلے ہی دن مسکان نے اُسے طلاق کا مطالبہ کر دیا جس پر اُسے کافی غصہ آیا اریب نے ہی ان سے کہا تھا کہ وہ سفیہ بیگم سے اسکی اور مسکان کی شادی کی بات کریں پھر اُسے لگا کہ کہیں سفہ بیگم بھی انکار نہ کر دیں آخر اسنے انکی لاڈلی بیٹی سے زبردستی نکاح جو کیا تھا

"اریب۔۔۔مسکان سے بات کی آپ نے" انھیں اُسکے حد سے زیادہ پُرسکون اور مطمن انداز نے پریشان کر دیا انھوں نے اُسے اتنا سنجیدہ کبھی نہیں دیکھا تھا اور خاص طور پر انکے ساتھ تو اُسکا ایک الگ ہی بونڈ تھا "کس بارے میں"اُسنے انجان بننے کی کامیاب ادکاری کی

" شادی کے بارے میں " وہ بھی کسی تمہید کے بنا براہ راست بولی

" کی تھی اور اسکا جواب۔۔۔"

" شاید آپ بھی جانتی ہیں " کچھ دیر کے توقف کے بعد اُسنے اپنی بات مکمل کی

" تو یہ وجہ ہے آپکی اس قدر سنجیدگی کی" وہ اُسکے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولی

" نہیں مام ایسی کوئی بات نہیں۔۔میں بس خود کو بزی رکھنا چاہتا ہوں " اسنے ایک کمزور سی دلیل پیش کی

" اور کتنا بزی کرنا چاہتے ہیں یہاں ہوتے ہوئے بھی آہ صبح نو بجے آفس جاتے ہیں اور ڈنر سے پہلے آپکی واپسی نہیں ہوتی گھر آنے بعد بھی آپ فائلز میں بزی رہتے ہیں اور اب اسلام آباد۔۔۔۔۔AK یہاں آپ ہماری نظروں کے سامنے ہیں تو آپ خود کا خیال نہیں رکھتے اور پھر وہاں تو کوئی ہو گا بھی نہیں تو۔۔۔۔"

"تو مام آپ بھی چلیں نا دونوں جاتے ہیں" وہ مسکراتے ہوئے انکا موڈ بحال کرنے کی غرض سے بولا ورنہ جانتا تھا ایسا بلکل بھی ممکن نہیں کیونکہ بڑی اماں انھیں کبھی حویلی سے دور جانے کی اجازت نہ دیتی

"یہاں بیٹھیں" وہ اُسکی بات کو اگنور کرتے ہوئے اسے بیڈ پر بیٹھا کر خود بھی اُسکے سامنے بیٹھ گئی

" میں اور آپ کے ڈیڈ یہ چاہتے ہیں کہ اب آپ شادی۔۔۔"

" مام۔۔۔"انکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ بول پڑا تو وہ سنجیدگی سے بولی

" اریب لیٹ می کمپلیٹ" تو اُسے ناچارا خاموش ہونا پڑا

" مسکان ایک اچھی لڑکی ہے اور مجھے آپ کے انتخاب پر فخر ہے میں جانتی ہوں وہ ابھی آپ سے ناراض ہے اور اسکا حق بھی بنتا ہے ناراض ہونے کا لیکن میں بات کروں گی تو وہ مجھے منع نہیں کرے گی" انھوں نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی اور اسکی طرف دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی احساس سے عاری تھا

" مام۔۔۔۔شی ڈئزیٹ لائک می" وہ تھوڑا خفگی سے بولا

" وہ آپکو پسند نہیں کرتی تو آپ سے نفرت بھی تو نہیں کرتی نا" انکی بات پر وہ آسودہ سا مسکرا دیا اب انھیں کیا بتاتا کہ وہ کتنی بار اپنے لفظوں کے زہر سے اسکے سامنے نفرت کا اظہار کر چکی ہے

"پلیز مام اب نہیں آئی تھنک اب اُسکی باری ہے میں تھک چکا ہوں" وہ تھکے تھکے انداز میں سنجیدگی سے بولا

" بیٹا محبت میں ضد نہیں ہوتی" وہ پیار سے اُسے سمجھا رہی تھیں

"میری محبت میں کبھی ضد نہیں تھی لیکن اُسنے اسے ضد بنا دیا ہے" وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ ہمیشہ کام انیڈ کول رہنا والا انکا بیٹا اتنا سنجیدہ اور سخت کیسے ہو گیا

" اریب مجھے ایک بار بات تو کرنے دیں " انھوں نے ایک اور کوشش کرنی چاہی

" میں نہیں چاہتا مام کہ آپ بات کریں بٹ پھر بھی اگر آپ کرنا چاہتی ہیں تو آپ کی مرضی" اور اُسنے انھیں اجازت دے کر بھی اجازت نہیں دی تھی محبت کی زیجیر سے انھیں باندھ گیا تھا وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی وہاں سے نکل گیا اور وہ اُسکی پیٹھ دیکھتی رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما۔۔میں وہاں پہلی بار تھوڑی نا جا رہی ہوں" وہ جو یتیم خانے جارہی تھی مما کی بڑھتی ہدایات پر زچ ہوتے ہوئے بولی

" پھر بھی۔۔آپ جانتی ہیں نا بڑی اماں کولڑکیوں کا یوں اکیلے باہر جانا پسند نہیں" وہ پریشان کن لہجے میں اُسے گویا آگاہ کر رہی تھیں

" میں نے ان سے اجازت لے لی ہے اور انھوں نے مجھے ایک گھنٹے کا ٹائم بھی دیا ہے تواب آپ بھی مجھے جانے دیں تاکہ میں ٹائم سے واپس آ جاؤں ورنہ بڑی اماں سے مجھے ڈانٹ پڑ جانی ہے" اُسکا اور بڑی اماں کا رشتہ اب ایک الگ ہی مقام تک پہنچ گیاتھا وہ جلد فری لی اپنی ہر بات پہلے مما سے کرلیتی تھی اب مما کے ساتھ ساتھ بڑی اماں سے بھی وہ اپنی ہر بات سئیر کر لیتی یہی وجہ تھی کہ آج یتیم خانے جانے کی اجازت بھی اُسنے ان سے خود لی اور انھوں نے زیادہ بحث کیے بنا اُسے ایک گھنٹے کی اجازت دی تھی اُسکا موڈ آج کل کافی خوشگوار رہنے لگا تھا وہ مما کو خدا حافظ کہہ کر گاڑی لی کر نکلی مسکان مینشن سے تو وہ ڈرائیور کے ساتھ جاتی تھی

مگر آج اُسکا دل چاہ کہ اکیلے جائے تو وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی ابھی وہ مین روڈ کرس کرکے ایک کچی سڑک پر پہنچی ہی تھی کہ گاڑی ایک جھٹکے سے روکی اُسنے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرنے کی کافی کوشش کی مگر ہر بار ناکام ہی ہوئی تو تھک کر اُسنے سر سیٹ کی پیشت سے ٹیک کر آنکھیں بند کی اریب کے ساتھ گزرے کئی پل اُسے کسی فلم کی طرح یاد آنے لگے کچھ لمحے ماضی کی یادوں میں کھوئی رہی پھر جھنجھنا کر اپنی سوچوں کو جھڑکا

"افففف۔۔۔میں بھی کیا سوچنے بیٹھ گئی۔۔۔آخر اُس انسان کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں " اُسنے خود کو ڈپٹا اور اپنے دماغ کو اریب کی سوچوں سے آزاد کروانے کے لیے ایک بار پھر چابی گھمائی مگر اب بھی ناکام ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکلی ایک نظر بونٹ کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر اُسے کھولا گرم ہوا کا جھوکا اُسکے چہرے کو چھو کر گیا تو وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی وہ اُس وقت ایک ویران سڑک پر موجود تھی جہاں ٹریفک نا ہونے کے برابر ہوتی اور اس وقت اُسے وہاں گاڑی ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا کیونکہ گیارہ بجے کا وقت تھا اور یہ نا تو سکول کالج کے بچوں کا آنے جانے کا وقت تھا اور نہ ہی آفس وغیرہ جانے کا وہ جانتی تھی وہاں صرف دو یا تین ہی اوقات میں گاڑی مل سکتی ہے یا صبح آٹھ نو بجے تک یا پھر دوپہر دو بجے اور وہ اتنا انتظار نہیں کر سکتی تھی اسی لیے حویلی فون کرنے کا سوچتی واپس مڑی

ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ ایک سفید گاڑی اُسکے قریب آکر رُکی پہلے تو وہ حیران ہوئی مگر گاڑی میں سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر وہ شوکڈ رہ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اریب آفس پہنچا توحارث اور باقی سب پہلے ہی پہنچ چکے تھے جبکہ حویلی سے وہ سب سے پہلے نکلا تھا کسی ضروری کام کا کہہ کر اور اب جانتا تھا کہ سب کے سوالوں کی بوچھاڑ ہونی ہے اسی لیے وہ خود کو سب کے سوالوں کے لیے تیار کرکے ہی اندر آیا تھا

"کہاں تھا یار تو۔۔۔ہم آفس پہنچے تو معلوم ہوا موصوف تو ابھی تشریف لائے ہی نہیں" حارث اُسے کوریڈور میں ہی مل گیا اور توقع کے مطابق اُسکے سوالات بھی شروع ہوچکے تھے

" بتایا تو تھا کہ ایک ضروری کام ہے" وہ لاپرواہ سے انداز میں اُسے مطمن کرتا بولا

" کیا وہ ضروری کام مسکان سے ریلیٹڈ تھا " اسنے ضروری پر خاصا زور دیا اور وہ تو حارث کی درست آرائی پر ایک لمحے کے لیے گڑبڑا گیا

" نہیں ایسا نہیں ہے" اُسنے انکار کرنا چاہ

" تو کیا تم اُس آدمی کا بھی پتا نہیں لگوا رہے جس نے اُس دن گاڈرن میں فائر کیا تھا" اور یہ بات کہ گاڈرن میں فائر ہوا تھا یہ تو مسکان اور اُسکے علاوہ کسی کو معلوم ہی نہیں تھی تو۔۔۔لیکن وہ یہ کیسے بھول گیا کہ وہ حارث ہے جو اُسکی ایک ایک پل کی خبر رکھتا ہے آج سے نہیں ہمیشہ سے۔۔۔تو ایسا کیسے ممکن تھا کہ اب وہ انجان ہوتا

"ہوں تو تمہیں معلوم ہوگیا۔۔۔کیسے" اب وہ دونوں لفٹ میں داخل ہو چکے تھے اریب نے سوال کیا

"احمر۔۔۔"حارث نے طنزائیہ سا مسکراتے ہوئے بس اتنا ہی کہا اور اریب کا دل چاہ اپنا ماتھا پیٹ لے وہ کیوں ہر بار اس انسان سے مدد لیتا جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ طوطے کہ طرح ہر بات حارث کو جب تک جا کر بتا نہ دے اسکا کھانا ہضم نہیں ہوتا

"ہوں منننن" وہ بس گہرا سانس لے کر رہ گیا

"کیا ڈیڈ اور چاچو بھی آگئے ہیں" اُسنے موضوع بدلنے میں ہی عافیت جانی

"ہوں۔۔۔تمہارا پوچھ بھی چکے ہیں تایا جان" دونوں چلتے ہوئے حارچ کے آفس میں آگئے تھے

" غصے میں ہیں کیا " اسنے کرسی کی پشت پر کوٹ رکھتے ہوئے پوچھا

" نہیں۔۔۔۔۔۔ابھی ہمدانی صاحب کے ساتھ میٹنگ ہے اوراُسے تم ڈیل کرو گے یاد ہے نا " حارث اپنی جگہ سنبھلتے ہوئے لیپ ٹاپ آن کر چکا تھا جبکہ اُسکی بات اریب کے ہوش اڑا چکی تھی کیونکہ رضا صاحب نے اسے کہا تھا کہ ہمدانز کے ساتھ میٹنگ وہ کرے گا لیکن اُسنے کچھ بھی تیار نہیں کیا تھا

" کیا ہوا" اُسے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر حارث نے پوچھا

" کیا میٹنگ آج کرنی ضروری ہے" اسنے نارمل انداز میں کہا تھا لیکن حارث کو لگا شاید وہ کسی گہرے صدمے میں ہو

" کیا مطلب دو ہفتے پہلے سے یہ میٹنگ ڈسائیڈڈ ہے تو ہم اینڈ ٹائم پے انکار کیسے کر سکتے ہیں" حارث کو اُسکی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا

"لیکن آئی ایم ناٹ ریڈی" اُسنے آہستہ آواز میں کہا

" جانتا ہوں " دوسری طرف سے مکمل اطمینان کے ساتھ جواب دیا گیا

" تُو"

"تُو کیا۔۔۔میں نے پریزنٹیشن تیار کی ہے اسے دیکھ لے زرا غور سے" حارث نے لیپ ٹاپ اُسکی طرف موڑتے ہوئے کہا تو وہ دلکش سا مسکرایا حارث نے ساتھ ہی دو کپ کافی کا آڈر دیا

"تم نے بتایا نہیں کیا بنا تمہارے کام کا" اُسے لیپ ٹاپ پر جھکا دیکھ کر وہ حارث نے مسکراتے ہوئے پوچھا

" وہ بھی اپنے احمر سے پوچھ لیتا" اُسنے احمر پر زور دیتے ہوئے کہا جبکہ حارث تو اُسکے انداز پر قہقہہ لگائے بنا نہ رہ سکا

"ویسے تو اتنا انٹرسٹ کیوں لے رہا ہے" اُسکے قہقہہ لگانے پر ایک غصیلی نظر اُس پر ڈالتے ہوئے وہ بولا

"کیونکہ مجھے دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے" وہ کافی کپ لبوں سے لگاتے ہوئے بولا

" دال میں کالا نہیں پوری کی پوری دال ہی کالی ہے" اریب کے اس طرح کہنے پر وہ قدرے حیران ہوا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اُریب کا فون بجنے لگا

"کیا ہوا" کلثوم کا نمبر دیکھ کر اُسے فوراً ہی کال یس کی

"کیوں" دوسری جانب سے ناجانے کیا کہا گیا تھا کہ مگر حارث اُسکے انداز پر قدرے پریشان ہوا

"آفس میں ہوں تھوڑا ٹائم لگ جائے گا۔۔۔اوکے خدا حافظ" اسنے دوسری طرف سے کی گئی بات کا جواب دیا اور پھر خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا

"کیا کہہ رہی تھی" اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر حارث بھی پریشان ہو گیا

"کچھ خاص نہیں پوچھ رہی تھی گھر کب آؤں گا" اُسنے لاپروائی سے کہا اور دوبارہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا مگر حارث کو وہ کچھ پریشان سا لگا جس کا شک کچھ دیر بعد یقین میں بدل گیا جب اریب میٹنگ اُسکے حوالے کر کے خود حویلی لے لیے نکل گیا اور وہ وجہ پوچھا بھی نہ سکا کیونکہ میٹنگ کا ٹائم ہو گیا تھا تو وہ میٹنگ روم کی طرف چلا گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا کہہ رہا تھا " ساریا نے کلثوم سے پوچھا وہ دونوں اس وقت لاونج میں بیٹھی تھیں

" کہہ رہے تھے آفس میں ہیں تھوڑا ٹائم لگے گا " کلثوم نے فون سنٹیر ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا ساریا نے اپنے فون سے کوئی نمبر ملایا اور پھر فون کان سے لگائے مایوس کن نگاہوں سے کلثوم کو دیکھا

" کوئی جواب نہیں" انھوں نے فون ڈیس کنکیٹ کرتے ہوئے کہا

"مجھے فکر ہو رہی ہے ناجانے کیا ہو گی جو کال بھی پک نہیں کر رہی" کلثوم پریشان کن لہجے میں بولی وہ دونوں کافی دیر سے مسکان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں مگر وہ کال پک نہیں کر رہی تھی اور یہی بات ان کے لیے تشویشناک تھی وہ گھر میں کسی کو بتا نہیں سکتی تھیں اسی لیے انھوں نے کال کر کے اس بارے میں

اریب کو بھی آگاہ کر دیا تھا اور وہ اسی لیے میٹنگ کے ٹائم نکلا تا کہ حارث اُس سے زیادہ سوال نہ کر سکے کلثوم نے جلدی سے اریب کو ایک مسیج سینڈ کیا اور صوفے کی پیشت پر سر ٹیکا دیا دونوں ہی مسکان کی سلامتی کے لیے دعا گو تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ۔۔۔۔۔"گاڑی سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر وہ بس اتنا ہی بول پائی

"جی میں۔۔۔کیا ہوا کوئی پروبلم ہے" وہ اُسکے انتہائی نزدیک آکر بولا تو مسکان کو یونیورسٹی میں قمر سے اپنا سامنا ہوا یاد آیا مگر تب تو اریب نے اُسے بچا لیا تھا لیکن یہاں تو کوئی اریب موجود نہیں تھا جو اُسے بچاتا

"جی نہیں" وہ مختصر جواب دیتی واپس گاڑی میں بیٹھ جانا چاہتی تھی مگر قمر نے اُسکی کوشش ناکام بنا دی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے قریب کیا شاید غصے کی لہر مسکان کے پورے وجود میں دوڑ گئی

"یہ کیا بد تمیزی ہے" وہ حقیتاً قمر کی موجودگی سے ڈر گئی تھی مگر اپنا ڈر ظاہر کر کے وہ اُسے مزید شیر ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی اسی لیے اپنا ہاتھ اُسکی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی مگر وہ کوئی کمزور مرد نا تھا اُسکی گرفت مضبوط تھی

" بد تمیزی۔۔۔میڈم وہ تو ابھی شروع بھی نہیں کی۔۔۔اُس روز یونیورسٹی میں یاد ہے تمہیں۔۔۔۔۔"وہ اس سے یونی کا واقع یاد کرواتے ہوئے بول رہا جبکہ ساتھ ہی اُسکی گرفت بھی سخت ہوتی جا رہی تھی

"وہاں تو اُس ہیرو نے تمہیں بچا لیا لیکن یہاں۔۔۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا ایک گھٹیا مسکراہٹ لیے وہ اُسکے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا جبکہ مسکان کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھیں

"مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی۔۔۔۔۔"

"شششش" انگلی کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا

" میری بات تو مکمل ہونے دو" اُسنے ایک جھٹکے سے اُسکا ہاتھ چھوڑا

"یہاں تمہاری مدد کے لیے کوئی نہیں آئے گا سویٹ ہارٹ۔۔۔۔کیونکہ یہاں کا ہیرو بھی میں ہوں اور ویلن بھی۔۔۔"وہ ایک دم غصے سے اُسکے نزدیک آیا تو وہ گاڑی کے ساتھ لگ گئی قمر کا ایک ہاتھ گاڑی کے اوپر اس طرح رکھا ہوا تھا کہ وہ ہل نہیں سکتی تھی خوف ست اُسکا چہرہ سفید پڑنے لگا مگر پھر بھی اُسنے ہمت کر کے اُسے خود سے دور دھکیلا اور خود اس طرف دوڑنے لگی جہاں سے گاڑی آئی تھی وہ بنا پیچھے دیکھے دوڑ رہی تھی کہ سامنے سے آتی گاری سے بُری طرح ٹکراتے ٹکراتے بچی کہ گاڑی والے کے اچانک بریک لگانے پر اُسے کوئی چوٹ نہیں آئی تھی اُسنے چونک کر سامنے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھا پھر پیچھے مڑ کر دیکھا تو قمر اُسکے نزدیک آ چکا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ا۔۔ار۔۔یب۔۔۔"تیز بھاگنے کی وجہ سے اُسکا سانس پھول چکا تھا اُسے پکارنے کے لیے اُسکے لبوں نے ذرا سی حرکت کی تھی اور ساتھ ہی وہ تقریباً دوڑتت ہوئے فرنٹ ڈور تک پہنچی اُسی لمحے اریب فرنٹ ڈور کھول کر باہر نکلا مسکان نے اتھل پھوتھل سانسوں سے اسکی طرف دیکھا اور پھر تقریباً اُسکے پیچھے چھپ گئی

" انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔۔"کہتے ہی ساتھ اُسنے ایک زوردار مکا قمر کے منہ پر مارا جو اس قوت انکے قریب آچکا تھا اس حملے سے وہ کچھ ودم پیچھے ہوا

"یو۔۔۔"وہ کسی زخمی بھیڑے کی طرح اریب کی جانب بڑھ مگر قبل اسکے کہ وہ اریب پر حملہ کرتا ایک اور گاڑی کی آواز پر دونوں ہی چونک گئے گاڑی سے نکلنے والے کو دیکھ کر جہاں قمر کی کمینگی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی وہی اریب اور مسکان انکی موجود پر حیران ہوئے

" ویلکم سر" قمر آنے والے شخص سے کافی پُر تپاک طریقے سے ملا اور یاسر صاحب کو وہاں دیکھ کر اریب کو معاملہ سمجھنے میں چند سکنیڈز لگے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اُسکی سگی پھوپھو مسکان کو نقصان پہنچانے کے لیے اس حد تک جا سکتی ہیں لیکن یاسر صاحب کی وہاں موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ کتنا گر چکے ہیں

" تو مسٹر اریب رضا خان کیسا لگا میرا سر۔۔پرائز" وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے ہوئے اسکی جانب آگے بڑھے

" میرے اور آپ کے درمیان جو رشتہ ہے صرف اُسکا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ۔۔۔"وہ بولتے ہوئے پیچھے مڑا اور اُسکی آنکھیں ایک دم پوری کی پوری کھل گئی جب یاسر صاحب نے مسکان کی کن پٹی پر پستول تانی اب کہ قمر بھی انکے قریب چلا آیا اور اُسے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جبکہ مسکان کی سانسیں اٹکنے لگی

" ورنہ کیا۔۔۔اریب رضا۔۔۔ہوں" وہ گھیٹا انداز میں مسکراتے گن پر دبوئے بڑھتے ہوئے بولے

" بہت پچھتاؤ گے تم دونوں" اب کی بار وہ بنا لحاظ کیے دونوں کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دائیں ٹانگ سے قمر پر زبردست وار کیا جس سے وہ لڑکھڑا کر ایک جانب کو گر پڑا قمر کو گرتا دیکھ یاسر صاحب کا اریب کی طرف لپکے اور مسکان سے انکی توجہ ہٹ گئی

"مسکان۔۔۔تم گاڑی میں بیٹھو" ان دونوں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ مسکان سے بولا جو بت بنے کھڑی تھی اُسنے فرنٹ ڈور کھولا اریب کا فون لیے واپس پلٹی

"مم۔۔۔مگر۔۔۔میں۔۔۔۔حارث۔۔۔۔بھ۔۔۔۔بھیا۔۔بھیا کو کال۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اسکا جملہ ادھورہ رہ گیا

سنسان سڑک پر گولی چلنے کی آواز کسی دھماکے سے کم نہ تھی قمر کے لبوں پر پھیلی معنی خیز سی مسکراہٹ پل بھر میں معدم ہوئی یاسر صاحب نے بے یقینی کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے قمر کو دیکھا اریب جو اپنا غصہ یاسر صاحب پر اتر رہا تھا اُسکے ہاتھ سے انکا گلہبان چھوڑ گیا اُسنے شاکڈ نگاہوں سے پہلے قمر اور پھر مسکان کی جانب دیکھا جسکے ہاتھ سے فون گر کر کئی ٹکڑوں میں بکھر چکا تھااپنے دائیں ہاتھ سے پیٹ کو چھوا اور پھر بے یقین نگاہوں سے اپنے ہاتھ پر لگے سُرخ سیال کو دیکھا دو سُرخ شعلے قمر کی گن سے نکل کر مسکان کے پیٹ میں

پوست ہو چکے تھے اریب بجلی کی سی تیزی سے اُس تک پہنچا مسکان کے لبوں نے ذرا سی حرکت کی اور پھر ہوش وحواس سے بے خبر ہوتی اُسکی بانہوں میں گرتی چلی گئ قمر اور یاسر موقع پاتے ہی فرار ہو گئے اور وہ اپنی محبت کو اپنی بانہوں میں لیے اُسکی چلتی ایک ایک سانس سن رہا تھا جو دھیرے دھیرے کم ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہسپتال کے کوریڈور میں مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا ہلکے اُٹھتے قدموں کی آواز،خاموش فضا میں تسبیح کے گرتے دانوں کی آواز ذرا سا خلل پیدا کرتے۔آئی سی یو کے باہر کی فضا میں مایوسی کا راج تھا وہی ہر چہرے پر پریشانی کے گہرے آثار واضح تھے اریب اُسے فوراً ہی ہسپتال لے آیا تھا گولیاں دائیں گردے اور ہیور کے بہت قریب لگی تھیں ڈاکٹرز نے آپریشن بہت ہیچیدہ قرار دیا تھا ہسپتال لانے کے بعد اریب نے حویلی فون کرکے مختصراً مسکان کی حالت کے بارے میں بتایا تو سبھی فوراً آگئے سفیہ بیگم کی حالت تب سے کافی خراب ہوگی تھی اپنی اکلوتی اولاد کو موت کے منہ میں دیکھ کر وہ بھی اپنے ہوش وحواس سے بیگانی ہوگئیں کچھ دیر کے لیے انھیں ہوش آتا اور پھر بےہوشی طاری ہو جاتی اُسے آئی سی یو میں ایڈمیٹ کروائے تین گھنٹے سے اوپر ہو چکے تھے مگر ابھی تک ڈاکٹرز نے انھیں کو اطمینان بخش خبر نہیں سنائی تھی سبھی زندگی اور موت سے لڑتے اُسکے وجود کی زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے

"ناجانے کن گناہوں کی سزا اس معصوم بچی کو مل رہی ہے شاید میرے ہی گناہوں کی سزا ہے جو اس معصوم کے ساتھ نہوست بن کر چمٹ گئی ہے" بڑی اماں دل ہی دل میں مسکان کی حالت کا ذمہ دار خود کو تصور کر رہی تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھیں کہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر عائشہ باہر نکلی

" اب کیسی ہے مسکان" یہ اشتعاق صا حب کی آواز تھی جو اُمید بھری نگاہوں سے ڈاکٹز عائشہ سے پوچھ رہے تھے ان کی آواز پر سب اُنکی طرف متوجہ ہوئے

" آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔۔۔لیکن۔۔۔۔پیشنٹ کی حالت ابھی بھی سریس ہے" ڈاکٹر نے ان نظر انکے چہروں کو دیکھا جن پر انھیں دیکھ کر اُمید اُبھری تھی اور پھر انکی بات سن کر وہی چہرے پھر سے مرجھا گئے

"میری بچی ٹھیک تو ہوجائے گئ نا" اب کی بار سفیہ بیگم نے اُمید بھری نگاہوں سے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

" دیکھیں۔۔۔ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے اب آپ لوگ دعا کریں اب انھیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔۔مسٹر اریب آپ میرے ساتھ آئیں کچھ انجکشن اور دوائیں لانی ہیں" وہ اشتعاق صاحب کو تسلی دینے کے بعد اریب سے مخاطب ہوئی تو وہ بھی انکے پیچھے راہداری کی طرف بڑھ گیا ان کے جانے کے بعد سب ایک بار پھر سے دعاؤں میں مشغول ہو گئے عظمت بیگم رعنایہ بیگم ساریا سبھی کی آنکھیں نم تھیں بڑی اماں مکمل خاموشی اختیار کیے ہوئے تھیں گویا پیتھر کی مورت بن گئ ہوں۔

"بڑی اماں۔۔۔"سفیہ بیگم اپنی جگی سے اُٹھی اور بڑی اماں کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے گلوگیر لہجے میں بولی تو انھوں نے نظر اُٹھا کر سفیہ بیگم کو دیکھا ممتا کی تڑپ انکی آنکھوں میں دیکھ کر بڑی اماں کا دل دہل گیا

"بڑی اماں میری بچی۔۔۔۔اُسکے لیے دعا کریں نا۔۔۔اُسے دعاؤں کی ضرورت ہے میری بچی کی زندگی مانگیں نا اپنے رب سے۔۔۔۔"وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر بول رہی تھیں سب آنسو بہاتے بس انھیں دیکھ رہے تھے انھوں نے اپنا سر بڑی اماں کے گھٹنوں پر رکھا تو وہ نرمی سے انکا سر سہلانے لگی

"پاگل ہوگئ ہو کیا۔۔اوپر اُٹھو" انھوں نے کچھ دیر بعد سفیہ بیگم کا سر اوپر کیا پھر کندھوں سے پکڑ کر انھیں اپنے قریب بیٹھایا

"وہ میری بھی بچی ہے اگر اُسکے لیے رب کے آگے سجدہ نہیں کروں گی اُسکی زندگی کی دعا نہیں مانگوں گی تو کس کی مانگو گی۔۔۔ہاں" وہ مسلسل آنسوؤں کے درمیان بولی تو انکا سانس خراب ہونے لگا

" مجھے معاف کر دو بیٹی۔۔۔شاہد میرے ہی گناہوں کی سزا میری بچی کو مل رہی ہے" انھوں نئ دونوں ہاتھ انکے سامنے جوڑے تو سفیہ بیگم انکے ہاتھ چومتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی پھر جھٹ سے انکے گلے لگ کر رونے

لگی سب ہی ان کو سنبھلنے کی کوشش کر رہے تھے مگر اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر انھیں کسی پل سکون نہیں مل رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" بیٹھو۔۔۔"اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد انھوں نے اپنے سامنے رکھی کرسی پر اُسے بیٹھنے کو کہا

" کیا بات ہے۔۔۔مسکان ٹھیک تو ہے نا" وہ اب تک سمجھ نہیں پایا تھا کہ ڈاکٹر نے اُسے کیوں بُلایا

"دیکھو۔۔اریب۔۔۔۔"وہ ایک نظر مسکان کی رپیوٹ فائل کو دیکھتے ہوئے بولی انکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا بات شروع کیسے کریں

" سب ٹھیک ہے نا"اریب نے ڈاکٹر عائشہ کو شش و پنج میں مبتلہ دیکھ کر پریشان کن لہجے میں پوچھا

"دراصل ہمارے مطابق تو آپریش کامیاب رہا ہے مگر۔۔۔۔"وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ایک نظر اریب کو دیکھا جو انھیں ہی دیکھ رہا تھا اُسکی سرخ آنکھوں پر وہ جھرجھری لے کر رہ گئیں

" مگر۔۔کیا" انھیں بات ادھوری چھوڑتا دیکھ اریب نے سوالیہ انداز میں پوچھا

" اُسکی ہارٹ بیٹ بہت آہستہ ہے اور اُسکی بوڈی کسی بھی ٹریٹمینٹ پر ریسپونڈ نہیں کر رہی " انھوں نے فائل اریب کی طرف بڑھتے ہوئے اُسے تفصیل سے آگاہ کیا

"اریب مجھے ایسا لگتا ہے کہ۔۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رُکی اریب کی نظریں مسلسل فائل پر مرکوز تھیں

" کہ آپکی مسسز۔۔خود ہی سروائیو (survive) نہیں کرنا چاہتی" بات مکمل کرتے ہی انھوں نے تھوک نگلا تھا وہ اریب کے غصے سے واقف تھیں اور اب اُسکے ریکشن سے خوفزدہ بھی تھیں فارم فل کرتے ہوئے ہی اریب نے انھیں بتایا تھا کہ مسکان اُسکی بیوی ہے

"وٹ۔۔۔۔"انکی بات پر وہ اُسنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر قدرے زور سے مارے اور کھڑا ہوگیا

"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔کیا مطلب وہ زندہ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔وہ ایسا کیوں چاہے گی۔۔۔اپنی ناکامیاں یہ کہہ کر مت چھپائیں کہ میری بیوی سروائیو نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اگر آپ اُسکا علاج نہیں کرسکتی تو بتا دیں مسکان کو میں کسی اور ہوسپٹل میں شفٹ کر لوں گا بٹ ڈونٹ سے دایٹ اگین" ڈاکٹر عائشہ کی بات پر وہ بگڑ ہی گیا اُسنے غصے ضبط کرنے کے لیے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں زور سے بند کیں اور قدرے آہستہ مگر سخت لہے میں اپنی بات مکمل کی

"دیکھیں اریب۔۔۔ہم اپنی پوری کوشش۔۔۔"ڈاکٹر عائشہ نے اُسے پُرسکون کرنے کی کوشش کی

"کیا کوشش۔۔۔پیچھے چھ گھنٹوں سے آپ صرف کوشش ہی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک اُسکی ہارٹ بیٹ بھی سٹیبل نہیں ہوئی مجھے آپکی کوشش نہیں رزلٹ چاہیے۔۔۔آئی وانٹ ہر فائن" انکی بات کاٹتے ہوئے وہ سخت لہجے میں بولا

"اریب۔۔۔اریب۔۔۔ریلکس بیٹھو" انھوں نے اُسے کرسی پر بیٹھانے کے بعد پانی کا گلاس اُسکی طرف بڑھا جسے اُسنے پکڑ کر ویسے ہی واپس رکھ دیا

"ڈاکٹرز اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔آپریشنز کافی پیچیدہ تھےہو سکتا ہے شاید اسی لیے اب تک مسکان کی بوڈی نے کوئی ریسپونس نہیں کیا ہوپ فلی آپریشن کامیاب رہا ہے تو ہارٹ بیٹ بھی جلد ہی نارمل ہو جائے گی " انھوں نے اُسے اُمید دلائی ڈاکٹرزپوری کوشش کر رہے تھے لیکن جب آپریشن کے کافی دیر بعد تک مسکان کی بوڈی میں کوئی بہتری نہیں ہوئی تو سنیئر ڈاکٹر کے مشورے سے انھوں نے مسکان کی حالت کے بارے میں اریب کو بتانے کا فصیلہ کی

"آئی ہوپ سو کہ میں آپکی کوشش کو کامیاب ہوتا دیکھ سکوں " اُسکی حالت پہلے ہی کافی خراب لگ رہی تھی لیکن اب مسکان کی نازک حالت کا سن کر تو اُسے لگا اُسکی بھی سانسیں بند ہو جائیں گی ڈاکٹر عائشہ کے کیبن سے نکلنے کے بعد وہ فارمیسی کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اُسے کچھ دوائیں اور انجکشنز لانے تھے

"میں مر جاؤں گی مگر آپ سے شادی نہیں کروں گی" مسکان کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ اُسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا

" پھر تو مرنے کی تیاری کر لیں مسز اریب رضا خان۔۔۔۔۔۔کیونکہ شادی تو میں تم سے ہی کروں گا" کہیں دور سے اُسے اپنی آواز سنائی دی تھی اُسنے آنکھیں زور سے بند کی

"کہتے ہیں ہیں کوئی بھی وقت قبولیت کا ہوسکتا ہے تو اگر انجانے میں کہے میرے ان الفاظ کی وجہ سے وہ آج اس حال میں ہے تو میرے دل سے نکلی دعا یقیناً اُسے زندگی کی طرف لوٹا لائے گی"وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا تھا

"سر آپکی دوائیں" وہ دوائیں لے کر ڈاکٹر کو دینے کے بعد ایک الگ رم میں آگیا جو اُس وقت خالی تھا اس کونے میں جائے نماز بچھا کر وہ اپنے رب کے حضور اُسکی زندگی کے لیے جھکا۔

"کہتے ہیں دل سے نکلی دعا سیدھی عرش تک جاتی ہے اور جس دعا میں آنسو چامل ہوں وہ کبھی رد نہیں ہوتی میرے پروردگار میں تجھ سے تیری رحمت کے صدقے اُسکی سانسیں مانگتا ہوں اُسے سانسیں لوٹا دے میرے مالک۔۔۔۔۔"آنسو بے اختیار ہی اُسکی آنکھوں سے بہنے لگے وہ ناجانے کتنی دیر سجدے میں رہا اور مسکان کی زندگی کی دائیں مانگتا رہا وہ دنیا و جہاں کے مالک کے سامنے جھکا اپنی محبت کی زندگی کی بھگ مانگ رہا تھا وہ حقیقی بادشاہ کے سامنے کسی اور کے لیے گڑگڑا رہا تھا حارث اور رضا صاحب ناجانے کتنی ہی دیر اُسے ایسے آنسو بہتے دیکھتے رہے خود انکی آنکھیں بھی نم تھیں جب کافی دیر تک وہ اپنے اُسی مشغلے میں مصروف رہا تو وہ اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے جہاں ایمرجنسی واڈ تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔۔۔"لاونج میں مسلسل بجتے فون کو رحیم کاکا سے ریسیو کیا

"وعلیکم سلام کیا مسکان فاطمہ صاحبہ سے بات ہو سکتی ہے" دوسری جانب سے مسکان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ایک لمحے کے لیے کاکا بھی گڑ بڑا گئے

" ج۔۔جی۔۔۔وہ مسکان بی بی تو ہسپتال میں ہیں آپ کون" انھوں نے جواب دینے کے بعد پوچھا جبکہ ہسپتال کا سن کر دوسری جانب کچھ دیر خاموشی چھا گئی

" خیریت ہسپتال کیوں۔۔۔دراصل میں آرفناتج سے مسز صدیق بات کررہی ہوں" انھوں نے اپنا تعارف کروایا

" جی۔۔۔۔۔وہ۔۔۔"

" کاکا کس کی کال ہے"ابھی وہ انھیں بتانے ہی والے تھے کہ کلثوم نے انھیں اپنی جانب متوجہ کیا وہ ابھی ہی سفیہ بیگم کو حویلی لے کر آئی تھی انکی طعبیت کافی خراب ہوگی تو بڑی اماں نے انھیں حویلی بھیج دیا

"وہ۔۔۔بٹیاں یتیم خانے سے کسی مسز صدیق کی کال ہے" انھوں نے فون ہوڈپر ڈالنے کے بعد کلثوم کو جواب دیا

"اوو۔۔۔اچھا کاکا مجھے دیں میں بات کرتی ہوں آپ چچی جان کے لیے سوپ بنا دیں پلیز" وہ انکی طرف بڑھتے ہوئے بولی ویسے تو اُسے کوفی ساری چیزیں بنانی آتی تھیں مگر سوپ اُسنے کبھی نہین بنایا تھا اسی لیے انھیں بولی تو وہ جی کہہ کر فون اُسکی طرف بڑھا کر خود کچن کی طرف چلے گئے

"اسلام علیکم۔۔۔کلثوم ہیئر" اُسنے فو کان سے لگاتے ہوئے کہا

" وعلیکم سلام۔۔۔کلثوم۔۔۔وہ دراصل مسکان سے بات ہوئی تھی تو وہ کہہ رہی تھیں کہ آنے والی ہیں لیکن آئی نہیں اور انکا فون بھی نہیں لگ رہا تھا تو سوچا پوچھ لوں" مسز صدیق ناصرف مسکان بلکہ حویلی والوں کو بھی اچھے سے جانتی تھیں اسی لیے کافی بے تکلفی سے کلثوم سے بات کر رہی تھیں

" جی وہ آپ کی طرف ہی آرہی تھی لیکن راستے میں اُسکا ایکسیڈینٹ ہو گیا" مسکان کے بارے میں بات کرتے ہوئے اُسکی آواز اور آنکھیں دونوں ہی نم ہوچکی تھیں اُسنے خود دانستہ طور پر انھیں گولی لگنے کا نہیں بتایا

"او۔۔۔اب کیسی ہے" انھوں نے فکرمندانہ لہجے میں پوچھا

" ابھی آئی سی یو میں ہے آپ دعا کریں وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے" انھیں بتاتے ہوئے آنسو بے اختیار ہئ اُسکے رخسار بھیگو گئے

" انشاءاللہ وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی" انھوں نے اُسے تسلی دی

" بڑی اماں کو میرا سلام کہنا۔۔میں بھی جد ہی آوں گی" کہنے کے ساتھ ہی انھوں نے کال بند کر دی کلثوم بھی چہرہ صاف کرتے ہوئے سفیہ بیگم کے روم کی طرف بڑھ گئ کچھ دیر بعد اُسے پھر ہوسپیٹل جانا تھا اُسے پہلے وہ سفیہ بیگم کو کھلا دینا چاہتی تھیں کیونکہ صبح سے انھوں نے کچھ نہیں کھایا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیسی طعبیت ہے اب مسکان کی۔۔۔۔"اسد نے آتے ہی اُسے پوچھا کچھ دیر قبل ہی حیدر حارث کے کہنے پر اُسے اپنے ساتھ لایا تھا

" ٹھیک نہیں ہے یار۔۔۔"اُسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسد کی بات کا جواب دیا اُسکا دل چاہ دل کھو کر روئے مگر آنسوؤں کو آنکھوں کی دہلیز پر ہی رکے ہوئے تھا

" فکر نہ کر وہ ٹھیک ہو جائے گی" حیدر نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے تسلی دی

"پتا نہیں ٹھیک ہو گی یا آزاد ہو جائے گی" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آہستہ آواز میں بولا مگر ان دونوں تک اُسکی آواز پہنچ چکی تھی اُسکی بات پر دونوں کی چونک گئے

" کیا مطلب " حیدر نے فکرمندانہ انداز میں پوچھا

" وہ بہت تکلیف میں ہے یار۔۔۔میری وجہ سے" وہ تکلیفدہ لہجے میں بولا تو اب بار وہ پہلے سے بھی زیادہ حیران ہوئے

"تیری وجہ سے"اسد نے سوالیہ لہجے میں حیران کن انداز سے پوچھا

"ہوں۔۔۔"اُسنے اثبات میں سر ہلایا

"ایک منٹ وہ کیسے۔۔۔۔وہ تو آرفناتج جا رہی تھی نا جب یہ سب ہوا" حیدر اب کہ اُسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا وہ تینوں اس وقت حیدر کے روم کے باہر بلکنی میں کھڑے تھے

"شاید میرے کہے الفاظ کی وجہ سے وہ زندگی کی طرف لوٹنا نہیں چاہتی" اُسکا درد اُسکے آواز سے عیاں تھا

" پاگل مت بن وہ ٹھیک ہو جائے گی" حیدر اُسا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا

"ڈاکٹر عائشہ کہہ رہی تھی وہ ٹھیک نہیں ہونا چاہتی" وہ دونوں بازو ریلنگ پر کہینوں کے بل رکتھے ہوئے ہارے ہوئے انداز میں بولا

"وٹ۔۔"اُسکی بات پر ان دونوں کو ہی جھٹکا لگا تھا

"مجھے پہلے ہی کیئر کرنی چاہیے تھی" وہ بے بسی کے عالم میں بولا

" AK تُو تھوڑا نا جانتا تھا کہ مسکان کے ساتھ ایسا کچھ ہو گا۔۔۔تو خود کو الزام مت دے" اسد نے اُسے سمجھنے کی کوشش کی

" کچھ دن قبل گاڈرن میں جو گولی اُس بچی کو لگی تھی اُسکی تحقیقات ارسلان کر رہا تھا۔۔۔۔۔"کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اُسنے بولنا شروع کیا وہ دونوں ہی اریب کی اس گفتگو کی وجہ سمجھ نہیں پائے ارسلان انکا کلاس فیلو تھا جو اب ایس پی کے طور پر خدمات سر انجام دے رہا تھا

" اُسنے بتایا کہ اُس حملے کے پیچھے۔۔۔۔قمر تھا" قمر کے نام پر وہ دونوں ہی شوکڈ ہوئے اور انھیں یہ سمجھنے میں ایک منٹ بھی نہ لگا کہ وہ گولی بھی مسکان پر ہی چلائی گئی تھی مسکان اور قمر کے اختلافات سے وہ دونوں بھی واقف تھے

"پھر کچھ اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ اس سب میں اکیلا نہیں بلکہ یاسر علی بھی اُسکے ملا ہوا ہے" اُسے پھوپھا یا یاسر صاحب کی بجائے انتہائی نفرت سے انکا نام لیا تھا وہ دونوں ابھی تک شوکڈ حالت میں اُسے سن رہے تھے

"ارسلان نے قمر کے کسی آدمی کو پکڑ لیا تھا اُسنے بتایا تھا کہ وہ مسکان کو۔۔۔کڈنیپ کرنا چاہتے ہیں" وہ اب بھی ویسے ہی ریلنگ پر جھکا ہوا تھا جب حیدر نے غصے سے اُسے اپنی طرف پلٹا اور اسے پہلے کہ وہ سنبھلتا وہ ایک زوردار مکا اُسکے منہ پر جڑ چکا تھا

"تُو جانتا تھا کہ قمر یہ سب کرنے والا ہے لیکن پھر بھی تُو نے کسی اور کو تو دورخود مسکان کو بھی نہیں بتایا اور اُسے یوں اکیلے جانے بھی دیا" حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اُسے دو تین اور مکے لگا دیتا اُسنے مسکان کو صرف بہن کہا ہی نہیں تھا بلکہ دل سے منا بھی تھا حیران تو اسد بھی تھا کہ وہ انسان جو کسی دوسرے کی تکلیف پر خود درد محسوس کرتا کبھی کسی کو دکھ پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا وہ مسکان کے معاملے میں اتنا پُرسکون کیسے رہا

"مجھے لگا تھا کہ۔۔۔۔۔"

"کیا لگا تجھے ہاں۔۔۔تیرے اور اُسکے جو بھی اختلافات ہیں تو انھیں کچھ دیر کے لیے ایک طرف رکھ کر اگر اُسے۔۔۔چلو اُسے نہیں تو مجھے کلثوم کو یا کسی کو بھی بتا دیتا تو آج وہ جس حال میں ہے شاید اُس میں نہ ہوتی" حیدر غصے سے اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی پھٹ پڑا

"حیدر۔۔۔ریلکس۔۔۔۔اریب۔۔۔اب کہاں ہیں وہ دونوں"حیدر کو خاموش کروانے کے بعد وہ اریب سے مخاطب ہوا شوکڈ تو وہ بھی تھا اور اُسے اریب سے ایسی لاپروئی کی امید بھی نہیں تھی لیکن اب جو ہو چکا تھا اُسے چھوڑ کر آگے کا سوچنا تھا

"کون"

"قمر اور تیرے باعزت، باوقار پھوپھا جی" جواب اسد کی بجائے حیدر نے دیا تو اُسکے طنزائیہ انداز پر اتنی سریس سچوئشن میں بھی وہ دونوں مسکرائے بنا نہ رہ سکے

" پتا نہیں۔۔۔پولیس ڈھونڈ رہی ہے" اُسنے سنجیدگی سے جواب دیا

"اب تم نے فمیلی کو بتایا ہے کہ یہ سب کس نے کیا ہے" حیدر نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا گو کہ وہ جواب جانتا تھا پھر بھی اُسے لگا شاید اب اُسے عقل آگئی ہو

" نہیں ابھی تک نہیں" اریب کے جواب پر وہ دونوں ہی ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے

" تو کیا مسکان ے مرنے کا انتظار کر رہا ہے" اب کہ اسد کو بھی اُس پر غصہ آیا تھا کہ آخر اب بھی اُسنے گھر میں سے کسی کو کیوں نہیں بتایا

" کیسے دوست ہو یار تسلی دینے کی بجائے اُسکے مرنے کی باتیں کر رہے ہو" وہ مصنوعی ناراضگی بھرے لہجے میں بولا

"اب تجھے اُسکی بڑی فکر ہو رہی ہے" حیدر نے طنزائیہ انداز میں کہا

"ہم تو صرف باتیں کر رہے ہیں تُو نے تو اُسے مار ہی دیا تھا" اسد بھی اُسکی ناراضگی کہ پرواہ کیے بنا بولا تو اُسنے بھی ایک نظر اسد کو دیکھ کر نگاہیں سامنے کی بلڈنگ پر جما دی

" آئی جسٹ ہوپ کہ وہ ٹھیک ہو جائے" وہ دونوں ہاتھ بالوں میں پھساتے ہوئے ممنمنایا

" انشاءاللہ ہو جائے گی" اب کہ دونوں نے ہی اُسے تسلی دی تو وہ آسودہ سا مسکرا دیا

"چلو اب میں چلتا ہوں" وہ جانے کے لیے مڑا تو وہ دونوں بھی اُسکے ساتھ ہی ہو لیے۔اُسکے جانے کے بعد اسد بھی چلا گیا تو حیدر کلثوم سے کال پر مسکان کی کنڈیشن کے بارے میں پوچھنے لگا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"any improvement" ان دونوں سے ملنے کے بعد وہ سیدھا ہو سپیٹل ہی آیا تھا اور اب ڈاکٹر عائشہ کے کیبن میں موجود تھا

" یس۔۔۔اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ بوڈی ریسپونڈ کر رہی ہے" ڈاکٹر عائشہ نے ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اُسے آگاہ کیا تو اُسنے ایک گہرا سانس لیا پیچھلے بارہ گھنٹوں سے وہ ایک پل کے لیے بھی پُرسکون نہیں ہوا تھا لیکن اب جبکہ اُسکی حالت پہلے سے کچھ بہتر تھی تُو وہ پُرسکون محسوس کر رہا تھا

"اُمید ہے اگلے بارہ گھنٹوں میں ہوش آجائے گا" انھوں نے اُسے مزید بتایا تو بارہ گھنٹوں کا سن کر وہ ایک بار پھر پریشان ہو گیا

" اگر اُسکی کنڈیشن بہتر ہے تو بارہ گھنٹے کیوں۔۔۔اب تو اُسے جلدی ہوش آجانا چاہیے" وہ کافی پریشان کن لہجے میں بولا

" ہوں۔۔۔رائٹ لیکن اریب وہ جس کنڈیشن میں تھی ایک پل کے لیے تو ہمیں لگا تھا کہ شاید وہ۔۔۔۔۔۔۔۔خیر اب بھی اُسکی بوڈی کو سٹیبل ہونے کے لیے کافی وقت لگے گا ایسا بھی پوسیبل ہے کہ ہوش آنے بعد بھی اُسکی بوڈی کچھ وقت کے لیے اُس طرح سے ورکنگ نہ کرے لائک نارمل بوڈی تو۔۔۔یو نیڈ ٹو ہیو پیشنس" چونکہ گولیاں گردے اور جگر کے بہت قریب لگی تھیں اسی لیے ڈاکٹرز کو خدشہ تھا کہ کوئی کمپلیکیشنز نہ ہو جائیں اسی لیے ڈاکٹر عائشہ اُسے ہر طرح سے اعتماد میں لینا چاہتی تھیں

"ہوں۔۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پایا یعنی اُسکے ٹھیک ہونے کے لیے ابھی اُسے اور انتظار کرنا تھا

" میں نے اشتعاق صاحب سے بھی مسکان کی کنڈیشن کے بارے میں تفصیلی بات کر لی ہے مجھے اُمید ہے بارہ گھنٹوں سے پہلے ہی اُسے ہوش آجائے گا" انھوں نے کچھ اور ضروری ہدایات دینے کے بعد کہا تو وہ سر ہلا کر جواب دیتا وہاں سے نکل گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا روشنی کی ایک چھوٹی سی کرن کھڑکی کے آگے لہراتے بھاری پردوں میں سے کمرے میں داخل ہو رہی تھی جس سے کمرہ مکمل تاریک نہیں تھا بیڈ پر سفیہ بیگم ہر شے سے غافل بے سُدھ پڑی ہوئی تھیں جب سے مسکان کی حالت کے بارے میں انھیں علم ہوا تھا انکی حالت بھی مسکان سے کچھ کم نہ تھی کچھ دیر کے لیے اگر ہوش آتا بھی تو مسکان کا ماسک زدہ چہرہ اُنکی آنکھوں کے سامنے آجاتا۔کمرے کا دروازہ کسی نے انتہائی آہستگی سے کھولا دیوار گیر سوئچ بوڈر پر لگے بٹن دُبائے تو لمحوں میں کمرہ روشن ہوگیا کھڑکیوں کے سامنے ہوا سے لہراتے جامنی پردے پردوں کی ہم کشن بیڈ پر رکھے ہوئے تھے ہلکی جامنی بیڈ شیٹ جس پر سفید چادر لیے سفیہ بیگم سُو رہی تھیں اُسکے ہم رنگ صوفے کے کور صوفے پر سفید ویلوٹ کے کور لگے کشن رکھے ہوئے تھے نیز کمرے کی ہر چیز نفاست سے رکھی گئی تھی گو کہ کمرے کی مالکن ہوش و حواس سے بے خبر پڑی تھی مگر پھر بھی کمرا صاف اور اچھی حالت میں تھا اشتعاق صاحب ایک ایک قدم اُٹھاتے سفیہ بیگم کے قریب بیڈ پر بیٹھے جب انھیں معلوم ہوا کہ مسکان کی حالت اب پہلے سے بہتر ہے اور اُسے کسی بھی وقت ہوش آسکتا ہے تو اُسی لمحے وہ حویلی چلے آئے تاکہ سفیہ بیگم کو یہ خبر وہ خود بتا سکیں اور وہ بھی بہتر محسوس کریں اورساتھ انھیں ہوسپیٹل بھی لے جائیں تاکہ جب مسکان کو ہوش آئے تو وہ وہاں موجود ہوں سفیہ بیگم کی حالت کے پیشِ نظر ڈاکٹرزنے انھیں سخت آرام کی تاکید کی تھی جس پر بڑی اماں نے انھیں حویلی بھیج دیا تاکہ وہ مکمل طور پر آرام کر سکیں کلثوم انکے ساتھ حویلی میں تھی اور باقی سب ابھی تک ہسپتال میں ہیٔ تھے

"سفیہ۔۔۔سفیہ" اشتعاق صاحب نے نرمی سے انکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے انھیں پکاراتو سفیہ بیگم نے انکی پکارا پر آنکھیں کھولنا چاہی مگر شدید کمزوری اور کسمندگی کی وجہ سے وہ کھو نہیں پا رہی تھیں انھیں ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ کسی صحرا میں بھٹک گئی ہوں اور انکا کوئی اپنا دور سے انھیں پکار رہا ہو جس کی آواز تو وہ سن سکتی تھیں مگر انھیں دیکھ نہیں پا رہی تھیں

"سفیہ۔۔۔آنکھیں کھولیں" انھوں نے پھر سے انھیں پکارا تو وہ بے چین سی ہوئی

" سفیہ آپ کو پتا ہے ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ اب ہماری مسکان ٹھیک ہے" وہ اُسی طرح انکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے گویا انھیں یقین ہو کہ وہ انکی باتیں سن رہی ہیں انکی بات پر سفیہ بیگم نے دھیرے سے آنکھیں کھولی اپنے ارد گرد دیکھا کچھ پل کے لیے تو وہ سمجھ نہ پائی کہ کہاں ہیں مگر ذہن بیدار ہوتے ہی وہ مزید بے چین ہوئی خود کو حویلی میں اپنے کمرے میں پا کر انھیں سمجھ نہ آیا کہ وہ وہاں کیسے پہنچی جبکہ وہ تُو ہسپتال میں تھیں اور مسکان آئی سی یو میں۔۔۔ہسپتال کا خیال آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی انھیں اپنا سر کافی بھاری محسوس ہو رہا تھا مگر اُسکی پرواہ کیے بنا وہ اشتعاق صاحب کی طرف مڑی

"میں۔۔میں یہاں۔۔۔مسکان۔۔۔میری بچی۔۔۔"وہ بے ربط سے انداز میں بولی

"ریلکس۔۔۔مسکان اب پہلے سے بہتر ہے ہماری بچی اب جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی" انھوں نے سفیہ بیگم کو پُرسکون کروانے کے بعد کہا تو سفیہ بیگم انکے سینے سے لگ کر رونے لگی انھوں نے بھی اپنے بازو انکے گرد حائل کر لیے

"میں۔۔مجھے۔۔۔مجھے ہوسپیٹل۔۔۔لے چلیں مسکان کے پاس" وہ ان سے الگ ہوتے ہوئے انکا ہاتھ تھامے منت بھرے انداز میں بولی تو اشتعاق صاحب نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے انھیں ساتھ لے جانے کی گویا حامی بھری تو وہ جلدی سے اُٹھ کر وسروم کی طرف بڑھی تاکہ کچھ فریش ہو جائیں اشتعاق صاحب انکی جلد بازی پر دھیرے سے مسکرا دیئے نیچے آکر انھوں نے ملازم کو چھ ہدایات کی اور کلثوم کو کچھ ضروری سامنے لانے کو کہاجو انھیں ہوسپیٹل لے کر جانا تھا سفیہ بیگم کے آتے ہی وہ دونوں کلثوم کو ساتھ لیتے ہوسپیٹل کے لیے نکل گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دور کہیں فجر کی آذان کے ساتھ لی اُسکے وجود نے حرکت کی درد کی ایک لہر اُسکے پورے وجود میں سنسانی پھیلا گئی سر پر اُسے انجانہ سا بوجھ محسوس ہو رہاتھا وہ کوشش کے باوجود بھی اپنے جسم کو حرکت دینے سے قاصر تھی

بہت کوشش کے بعد وہ آنکھیں نیم وار کرنے میں کامیاب رہی تو اُسے اپنے پاس کسی اور وجود کا احساس ہوا تھوڑی ہی کوشش کے بعد وہ جان پائی کہ وہ جو کوئی بھی تھا وہ سفید لباس پہنے ہوئے ہے جسے وہ نہیں پہچانتی تھی اور اگر پہچان کرنا بھی چاہتی تو نہ کر پاتی کیونکہ اُن دونوں کے درمیان ایک دھند سی حائل تھی جس کی وجہ سے وہ صحیح طرح سے دیکھ نہیں پا رہی تھی پھر اُسنے آنکھیں دوبار موند لی دفعتاً اُسے محسوس ہوا گویا کوئی کسی کو پکار رہا ہو

"ڈاکٹر۔۔۔"نرس نے مسکان کے وجود میں حرکت ہوتی دیکھ کر فوراً ہی ڈاکٹر کو پکارا اور باہر کی جانب لپکی کچھ ہی دیر بعد وہ ایک اور نرس اور ڈاکٹر عائشہ کے ساتھ روم میں داخل ہوئی

"آہ۔۔۔ہہہ" پیٹ میں اُٹھتی درد کی لہر اُسکے ہونٹوں نے ہلکی سی حرکت کی

"مسکان۔۔۔مسکان بیٹا کیا آپ مجھے سن پا رہی ہیں" نرم خوبصورت ہمدرد سی آواز کسی عورت کی تھی جو اُسے اپنے بہت قریب سے آتی محسوس ہورہی تھی مگر وہ اس آواز کو بھی نہیں پہچانتی تھی

"مسکان کیا آپ مجھے سن رہی ہیں" ڈاکٹر عائشہ نے اُسی نرمی سے ایک بار پھر اُسے پکارا ساتھ ہی وہ اُسکا چیک اپ بھی کر چکی تھی جہاں سب نارمل تھا

"پا۔۔۔پا۔۔۔نی۔۔۔"وہ خود میں اتنی طاقت محسوس نہیں کر پارہی تھی کہ کچھ بول سکے حلق خشک ہونے کی وجہ سے اُسے پانی کی طلب محسوس ہوئی

"نرس۔۔۔پانی لائیں" انھوں نے نرس سے پانی کا گلاس لے کر واٹر ڈروپر سے کئی قطرے مسکان کے منہ میں ڈالے پانی کے قطرے حلق سے اترتے ہی اُسے لگا گویا اُسے طاقت مل گئی ہو دھیرے سے اُسنے آنکھیں کھولی تو اپنی دائیں جانب سفید لباس میں کھڑی لڑکی کو دیکھا جو یقیناً نرس تھی وہی ساتھ ایک شفق سی خاتون بھی تھیں جو شاید ڈاکٹر تھیں پھر اُسنے گردن موڑ کو دوسری جانب دیکھ وہاں صرف ایک سفید لباس میں لڑکی کھڑی تھی جو اُسے دیکھ کر مسکرائی

"کیسا فیل ہو رہا ہے اب۔۔۔مسکان" ڈاکٹر عائشہ نے اُسکے نزدیک آکر نرمی سے پوچھا اُسکا اکسیجن ماسک وہ کچھ دیر قبل ہی اُتر کر گئیں تھیں کیونکہ اب اُسے سانس لینے میں کوئی دقت نہیں تھی انکی بات پر وہ بولی تو کچھ نہ مگر انکی طرف دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ نے اُسکے لبوں کو چھوا پھر حواس بحال ہوتے ہی اُسے سب کچھ یاد آیا

"مم۔۔۔مم۔۔اا۔۔۔۔مما اا کہاں۔۔۔۔ہیں" اُسنے بمشکل بات مکمل کی پیٹ میں اُٹھتی درد کی لہروں سے اُسنے ہونٹ سختی سے بند کیے

"وہ یہی ہیں۔اور آپ سے ابھی ملیں گی بھی آپ ابھی ریسٹ کرو۔۔۔ہوں" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے اُسکی بات کا جواب دیا وہ اُسکے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ سکتی تھیں اسی لیے نرس کو کچھ ضروری ہدایات دینے کے بعد مسکان کو نیند کا انجکشن دیا تاکہ اُسکے اعصاب خاص طور پر دماغ کو ریسٹ ملے اور وہ اُس واقع کو یاد کر کے زیادہ سٹریس نہ لے

"کیسی ہے میری بچی اب" ڈاکٹر عائشہ کو باہر آتا دیکھ کر سب سے پہلے سفیہ بیگم کی جانب گئیں اور بے چینی سے پوچھا بے چین تو وہ سبھی تھے مسکان کے بارے میں جاننے کے لیے

"اُسے ہوش آگیا ہے۔۔۔وہ اب ٹھیک ہے اور خطرے کی بھی کوئی بات نہیں" ڈاکٹر کی بات پر سب نے ہی شکر ادا کیا ورنہ کچھ دیر قبل نرس کو گڑبڑاہٹ میں باہر آتا دیکھ کر تو وہ سب کافی پریشان ہوگئے تھے

"کیا میں مل سکتی ہوں مسکان سے" سفیہ بیگم نے آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا

" ابھی مسکان کو ریسٹ کی ضرورت ہے اسی لیے نیند کا انجکشن دیا ہے کچھ دیر میں ہم انھیں روم میں شفٹ کردیں گے پھر آپ سب مل سکیں گے " انھوں نے پُروفیشنل انداز میں کہا ڈاکٹر کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر انھیں بھی اطمینان ہوا کہ مسکان اب خطرے سے باہر ہے بڑی اماں نے رعنایہ بیگم کو صدقہ دینے کو کہا اشتعاق صاحب بھی رضا صاحب اور روحیل صاحب کے ساتھ مسجد کی جانب بڑھ گئے اریب کے تنے اعصاب بھی ڈھیلے ہوئے وہ بھی سب کے ساتھ مسجد کی طرف بڑھ گیا سفیہ بیگم بھی شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلی

گئی ڈاکٹر عائشہ عظمت بیگم کو کچھ ہدایات دینے کے بعد اپنے کیبن کی جانب بڑھ گئیں تھیں جہاں کچھ دیر قبل مایوسی اور پریشانی کی فضا چھائی تھی وہاں اب سکون اور خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریباً ایک گھنٹے بعد اُسے روم میں شفٹ کر دیا گیا سبھی باری باری اُسے مل کر جا چکے تھے اور اب بھی حارث، حماد اور کلثوم اُسکے پاس کمرے میں موجود تھے کمرا کافی کھلا اور ہوا دار تھا تھا جہاں مسکان کے بیڈ کے علاوہ ایک دو سیٹیڈ صوفہ ایک چھوٹا ٹیبل اور چھوٹا ڈیپ فیرزر بھی موجود تھا اس وقت باقی سب اُسے مل کر جا چکے تھے سبھی اُسے کافی خلوص اور محبت سے ملے تھے سب کی آنکھوں میں خوشی کے ساتھ آنسو بھی تھے انسان کا بھی عجیب ہی علمیا ہے دکھ ہو یا خوشی ہر صورت میں آنسو ہی بہتا ہے

" بہت پریشان کیا نا میں نے سب کو" اور ان تینوں کی جانب دیکھتے ہوئے دھیرے سے بولی

" ہاں بالکل۔۔۔یار اگر بیڈ ریسٹ کا اتنا ہی دل چاہ رہاتھا تو ہمیں کہہ دیتی ہم ویسے ہی تمہیں کمرے تک محدود کر دیتے اُسکے لیے دو دو گولیاں کھانے کی کیا ضرورت تھی" حماد نے فوراً ہی اُسکی بات کا خاصا تفصیلی جواب دیا تواُسکے ساتھ ساتھ حارث اور کلثوم بھی مسکرا دیئے

" ایم سوری۔۔میری وجہ سے۔۔۔"

"ارے۔۔۔گڑیا آپ کیوں سوری کہہ رہی ہو۔۔۔معافی تو ہمیں مانگنی چاہیے ناشاید ہم آپ کا صحیح سے ضیال نہیں رکھ پائے ورنہ آپ کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا" حارث اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے نرمی سے بولا

" بھیا۔۔۔یہ سب ہونا تھا کسی بھی طرح کیونکہ ایسا ہونا میری قسمت میں لکھا تھا نا" وہ نم آنکھوں سے بولی تو وہ آسودہ سا مسکرا دیا

"ارے یہ سب چھوڑو تمہیں پتا ہے یہ کلثوم تو نا تمہیں بدعائیں دے رہی تھی کیونکہ اب پھر اس کی شادی ڈیلہہ ہو گئی نا" حماد نے ماحول کی تلخی کو کم کرنے کے لیے اور مسکان کا دھیان بٹانے کے لیے کہا

"بھیاااا۔۔۔"جبکہ اُسکی بات پر کلثوم نے حارث سے مدد لی

" اچھا سوری۔۔۔وہ شاید دعائیں تھیں بے ساتھ زبردستی آگیا " وہ معصوم سا منہ بناتے بولا تو ان تینوں کی کھکھلاہٹ میں اُسکی ہنسی بھی شامل ہوگئی مگر وہ دماغی طور پر وہاں موجود ہی نہیں تھی ابھی تک اُسکا سامنا اریب سے نہیں ہوا تھا نہ تو وہ اُسکے ہوش میں آنے پر اُسکے سامنے موجود تھا نہ ہی بعد میں ملنے آیا وہ کہاں ہیں مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے جیسے کئی سوال اُسکے دماغ میں آئے پھر کئی دن پہلے کی اُسے ہوئی گفتگو یاد آئی تو آنکھیں خود بخود ہی نم ہونے لگی

"کلثوم۔۔۔چلیں" ان دونوں کو کومل سے ملنے جانا تھا اسی لیے وہ کلثوم کو بُلانے اُسکے روم میں آئی اور دروازے میں ہی کھڑے کھڑے اُسے پکارا

"نہیں۔۔۔۔۔تم جاؤ۔۔۔میں بعد میں AK بھیا کے ساتھ چلی جاؤں گی" ان دونوں کو حماد نے چھوڑنے جانا تھا اور پھر اُسی نے پک بھی کرنا تھا

"لیکن۔۔۔۔۔"

"اگر تم چاہو تو تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلی جانا" مسکان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ بولی جو الماری میں گھسے ناجانے کیا ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی

" نہیں۔۔۔میں چلتی ہوں" وہ مایوس کن انداز میں بولی ایک تو اگر ابھی نہ جاتی تو اریب کے ساتھ جانا پڑتا دوسرا وہ کومل کو اپنے آنے کا کہہ چکی تھی اسی لیے اُسے مناسب نہیں لگا کہ اُسے کال کرکے انکار کرے اسی لیے جانے کے لیے مڑی مگر کلثوم کا انداز اُسے کافی بے چین کر رہے تھے اُسنے کبھی مسکان سے ناراضگی ظاہر نہیں کی تھی لیکن آج اُسکے انداز سے مسکان کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اُسے کسی بات پر خفا ہو وہ لاونج میں پہنچنے تک کئی سوال اُسکے دماغ میں جگہ بنا چکے تھے

"کلثوم ایسے کیوں بہیو کر رہی تھی کہیں میری کوئی بات تو اُسے بُری نہیں لگی۔۔۔۔۔پہلے کلثوم سے بات کر لیتی ہوں۔۔۔پھر کومل کی طرف جاتی ہوں" وہ خود سے کہتی جیسے ہی واپس مڑی پیچھے کھڑے شخص سے بُری طرح ٹکرائی پلکوں کی باڑ اُٹھا کر دیکھا تو اریب اُسکے اتنے قریب کھڑا تھا کہ وہ اُسکے دل کی ڈھڑکنیں تک سن سکتی تھی اور وہ بھی یقیناً اُسکی اتھل پتھل ہوتی سانسیں سن سکتا تھا

"کہاں جا رہی ہو" مسکان اُسے اگنور کر کے جانا چاہتی تھی لیکن وہ چاہنے کے باوجود اُسے اگنور نہ کر پایا تو پوچھا

" آپکو بتانا۔۔۔ضروری نہیں" وہ اُسے قدرے فاصلے پر ہوتے ہوئے بولی

" کلثوم نہیں آئی گئی" اُسے سیڑھیوں کی جانب بڑھتا دیکھ وہ بولا تو مسکان بھی اُسکی بات پر حیران ہوئی آخر وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ کلثوم کے پاس ہی جا رہی ہے

" وہ نہیں آئی گئی۔۔۔اور وہ تمہاری کسی بات کو لے ایسے بیہیو نہیں کر رہی " وہ دوبارہ اُسکے سامنے آتے ہوئے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولا تو مسکان اب کی بار پہلے سے زیادہ حیران ہوئی

" ک۔۔۔کیا۔۔۔مطلب"

"اُسے میں نے منع کیا ہے۔۔۔۔اور اگر تم چاہتی ہو کہ وہ تم سے پہلے کی طرح بات کرے تو جو اُسنے کہا وہ مان لو" یعنی اب وہ کلثوم کے ذریعے اُسے ایک طرح سے بلیک میل کر رہا تھا

" آآ۔۔۔پ کلثوم کے۔۔۔۔۔روم میں تھے جب میں وہاں گئی" اُسنے اپنا خدشہ دور کرنا چاہ

" ہوں۔۔۔۔۔"اسنے اُبات میں سر ہلایا تو وہ جانے کے لیے مڑی مگر اُسکا ہاتھ اریب کی گرفت میں آچکا تھا

"چھا۔۔۔چھوڑیں۔۔۔۔میرا ہاتھ۔۔۔۔۔آخر آپ۔۔۔چاہتے کیا ہیں" کلثوم کی بے رخی پر پہلے ہی وہ بھری پڑی تھی اُسکی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور پھر اریب کا ہاتھ پکڑنا اُسے اور غصہ دلا گیا تو وہ چلائی

" چلانے کی ضرورت نہیں۔۔۔سیدھے طریقے سے شادی کے لیے ہاں کہہ دو۔۔۔اور اپنی ضد چھوڑو تو میں یہ سب کرنا بند کر دوں گا" وہ اُسکے ہاتھ پر دُباؤ بڑھتے ہوئے بولا

" کبھی نہیں۔۔۔۔"وہ بھی ضدی انداز میں بولی

" اور جیسے آپ محبت کہتے ہیں نا وہ۔۔۔۔م۔۔محبت۔۔۔نہیں۔۔۔۔مسٹر اریب" وہ اُسکے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی مگر ہاتھ پر اریب کی گرفت مضبوط ہوئی تو اُسکا لہجہ بھی گلوگیر ہو گیا

"رائٹ۔۔۔محبت ہے نہیں تھی۔۔۔اب بس ضد ہےاور اسے ضد تم نے بنایا۔۔۔تم نے مسز مسکان اریب خان" اُسکی بات پر اریب کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں غصے سے بولتے ہوئے اُسنے مسکان کا ہاتھ اتنی سختی سے دُبایا کہ اُسکا کرب آنسو کی صورت میں رخسار پر بہنے لگا

"مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔چھوڑیں میرا ہاتھ" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کمزور پر چکی تھی اریب نے ایک نظر اُسکے سفید مرمری ہاتھ کو دیکھا جو اُسکی مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تھا پھر ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ صوفے کے پشت سے جا لگی اُسکی کلائی اس حد تک سرخ ہو چکی تھی گویا صرف خون رسنا ہی باقی رہ گیا ہو

"اوکے۔۔۔فائن۔۔۔۔اب میں نہیں تم آو گی میرے پاس" وہ غصے سے کہتا جانا لگا کہ مسکان کی بات پر اُسکے قدم رکے

" کبھی نہیں آوں گی۔۔۔اور اگر آآآ۔۔پ نے کبھی بھی مجھ۔۔۔۔سے محبت کی ہے تو آپکی مہربانی ہو۔۔۔گی۔۔۔مجھے کبھی اپنی شکل مت۔۔۔دکھایئے گا" وہ آنسو کے درمیان بولی تو وہ بنا کچھ کہے ایک نظر اُس پر ڈالتا داخلی دروازے سے باہر نکل گیا

"مسکان۔۔۔مسکان۔۔۔کہاں کھو گئی ہو" کلثوم جو اُسے ناجانے کیا کیا باتیں کر رہی اُسے اپنے ہی خیالوں میں گم دیکھ کر اُسنے مسکان کو پکارا حارث اور حماد ناجانے کب وہاں سے جا چکے تھے

"ہو۔۔۔۔او۔۔۔سوری۔۔میں بس۔۔۔۔ایسے ہی" وہ کلثوم کو دیکھ کر نادم سے انداز میں بولی

"کوئی نہیں۔۔۔۔اٹس اوکے " اُسے شرمندہ ہوتا دیکھ کر خود کلثوم کو بھی شرمندگی سی محسوس ہوئی

"بھیا کہاں گے"حارث اور حماد کو وہاں نہ پا کر اُسنے کلثوم سے پوچھا

"کیا باتیں ہو رہی ہیں لیڈیز" اسے پہلے کہ کلثوم کوئی جواب دیتی حماد کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا

"کچھ نہیں۔۔۔ہماری پرسنل باتیں ہیں" کلثوم نے اُسے چڑانے کے لیے کہا

" اوکے مجھے بھی تمہاری بور باتیں سننے کا کوئی شوق نہیں" وہ بھی حماد تھا کم تھوڑی تھا جو اُسے چڑائے بنا سکون سے رہ لیتا

"اچھا۔۔۔تو جاؤ پھر یہاں سے" کلثوم نے چڑاتے ہوئے کہا

" میں تو پوچھنے آیا تھا کہ AK بھیا کا کچھ پتا ہے کہاں ہیں" وہ کچھ شارپر جن میں شاید کھانے پینے کا سامان تھا ٹیبل پر رکھت ہوئے بولا

" نہیں۔۔۔کچھ دیر پہلے تک تو یہیں تھے اچانک پتا نہی کہاں چلے گئے ہیں" وہ بھی لاپرواہ سے انداز میں بولی جبکہ اُسکی بات پر مسکان کو جھٹکا ضرور لگا یعنی وہ یہاں تھا لیکن اُسے ملنے نہیں آیا

"ہوں۔۔۔کال بھی پک نہیں کررہے۔۔۔چلو بھائی پتا کر ہی لیں گے" اسکے بعد بھی وہ اور ناجانے کیا کیا باتیں کرتے رہے لیکن مسکان تو اپنی ہی سوچوں میں گم ہو چکی تھی.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسکان کے ہوش میں آتے ہی وہ حویلی آگیا تھا اور اب لان میں اضطرابی کیفیت میں چکر لگا رہا تھا کچھ دیر ایسے ہی ٹہلنے کے بعد اُسنے اپنا موبائل نکال کر کوئی نمبر ملایا اور دوسری جانب سے کال پک کیے جانے کا انتظار کرنے لگا

"اسلام علیکم۔۔۔"دوسری طرف سے کال اُٹھالی گئی تو وہ بولا

"وعلیکم اسلام۔۔۔کیا حال ہے"

" اللہ کا شکر ہے یار مجھے کیا ہونا ہے۔۔۔تم بتاؤ کچھ معلوم ہوا ان کے بارے میں" وہ اس وقت اُیس پی ارسلان سے بات کر رہا تھا جو اس کیس کی تحقیقات کر رہا تھا

" نہیں۔۔۔۔ابھی تک کوئی بھی سرا ہاتھ نہیں لگا" دوسری جانب سے مایوسی سے کہا گیا تو اُسنے بھی نفی میں سر ہلایا

"مسکان کی طعبیت اب کیسی ہے" اریب کو خاموش پا کر پوچھا گیا

"ہوش آگیا ہے اب پہلے سے بہتر ہے" ایک گہرا سانس لے کر بولا

"اریب میری پوری ٹیم پوری کوشش کر رہی ہے کہ وہ جلد از جلد پکڑے جائیں لیکن جہاں بھی ان کے ہونے کا چانس تھا ہم نے سب ڈھونڈ لیا۔۔۔۔۔۔کیا تمہارے علم میں ایسی کوئی جگہ ہے جہاں وہ ہوسکتے ہیں" ارسلان اُسکی حالت جان سکتا تھا مگر وہ جہاں بھی ریڈ ڈالتے وہ دونوں وہاں سے فرار ہوجاتے اور اب بھی ناجانے کہاں جا کر چھپ گئے تھے

"ہوں۔۔۔۔۔۔ارسلان کراچی میں قمر کا شاہد کوئی فارم ہاؤس ہے ہو سکتا ہے وہ دونوں وہاں ہوں" ارسلان کی بات سن کر اُسنے اپنے ماتھے کو شہادت کی انگلی سے مسلتے ہوئے کہا اُسکی آنکھیں شب بیداری اور تھکاوٹ سے سرخ ہو رہی تھیں چہرے سے بھی تھکاوٹ ظاہر تھی مگر ابھی وہ آرام کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا

"ہاں بالکل ہو سکتا ہے میں کراچی پولیس سے رابطہ کرتا ہوں تم فکر نہیں کروجلد یا بدیر وہ پکڑے ہی جائیں گے" ارسلان نے اُسکی بات کو جواب دینے کے بعد اُسے تسلی دی

"ہوں۔۔۔چلو ٹھیک ہے تم کوشش کرو کہ وہ جلد ساخوں کے پیچھے ہوں تب ہی میری فمیلی سیف ہو گی" وہ ابھی تک ویسے ہی ٹہل رہا تھا

"انشاءاللہ جلد ایسا ہی ہو گا۔۔۔اوکے اپنا خیال رکھنا" کہتے ہی دوسری جانب سے فون رکھ دیا گیا تو وہ بھی فون کان سے ہٹائے کرسیوں کی جانب آیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر ٹانگیں ٹیبل پر رکھ کر کرسی کی پیشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے سر دبائے گا۔جب درد میں شدت آنے

لگی تو ملازم سے کہہ کر کافی منگوائی باقی سب دوبارہ ہوسپیٹل گئے ہوئے تھے اور کچھ دیر میں سب کو واپس آنا تھا وہ دوبارہ ہوسپیٹل نہیں کیا تھا مسکان اب خطرے سے باہر تھی اسی لیے اب اسکی فکر نہیں تھی البتہ قمر اور یاسر کا ابھی تک پولیس کی گرفت سے باہر ہونا اُسے فکرمند کرنے لگا وہ کسی اور کو بھی نقصان پہنچا سکتے تھے اسی لیے جلد از جلد انکا پولیس کی حراست میں ہونا ضروری تھا وہ اپنی ہی سوچوں مس گم تھا جب حویلی کا گیٹ کھلا اور دو گاڑیاں اندر داخل ہوئی ایک نظر دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا کہ کون آیا ہے اسی لیے دوبارہ آنکھیں موند گیا سبھی ہسپتل سے واپس آگئے تھے کیونکہ وہاں صرف ایک ہی فرد کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی اسی لیے عظمت بیگم آج مسکان کے ساتھ رُکی تھیں

"تم کب آئے" حارث اریب کو لان میں بیٹھا دیکھ کر اُس کی طرف چلا آیا باقی سب اندر جا چکے تھے

"ابھی کچھ دیر پہلے ایک ضروری کام تھا"اُسنے ویسے ہی آنکھیں موندے جواب دیا

"ایسا کیا کام تھا کہ مسکان سے ملے بنا ہی تم آگے" حارث حیران تھا وہ جو سب سے زیادہ مسکان کے لیے پریشان تھا اُسکے ہوش میں آنے کے بعد ایک بار بھی اُسے ملنے نہیں گیا بلکہ ہوسپیٹل سے ہی چلا آیا

"قمر اور یاسر ابھی تک دونوں فرار ہیں" وہ سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے ماتھا مسلتے ہوئے بولاجب سے اُسے یاسر صاحب کا اس معاملے سے تعلق کا علم ہوا تھا اُسنے انھیں پھوپھا کہنا چھوڑ دیا تھا اور اب حارث کے سامنے بھی اُسنے انھیں عزت دینے ہی زحمت نہیں کی جس پر حارث فقط نفی میں سر ہلا کر رہ گیا

"ارسلان سے بات ہوئی تمہاری" وہ جانتا تھا کہ یہ کیس ارسلان دیکھ رہا ہے اسی لیے پوچھا یہ بات واقع ہی پریشان کن تھی کہ وہ جو مسکان پر قتلانہ حملہ کر سکتے ہیں وہ ان کی فمیلی کو دوبارہ بھی نقصان پہنچا سکتے تھے اسی لیے انکا پولیس کی گرفت میں ہونا لازمی تھا۔

" ہوں۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہوئی۔۔۔۔"کہہ کر ساتھ ہی اُسنے ارسلان سے ہوئی گفتگو بھی بتائی

"تمہیں اب آرام کرنا چاہیے" حارث اُسے بار بار ماتھے کو مسلتے دیکھ کر بولا

"ہوں۔۔۔۔گڈ نائٹ" وہ بھی بنا کوئی اور بات کیے اندر بڑھ گیا حارث کچھ دیر اُسکی پیٹھ دیکھتا رہا جب داخلی دروازے سے غائب ہو گیا تو وہ بھی سر جھٹک کر اندر بڑھ گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کچھ معلوم ہوا کیا" صوفے پر بیٹھی میگزین کا مطالعہ کرتی رافعیہ بیگم یاسر صاحب کو آتا دیکھ کر میگزین ایک طرف رکھتے ہوئے بولی

"کہاں گھر سے باہر تو قدم رکھ نہیں سکتا اوراب وہ خود تو بتانے آئیں گے نہیں" وہ غصے سے طنزائیہ انداز میں بولے ڈر اور خوف سے وہ اس دن سے گھر میں ہی چھپ کر بیٹھے تھے یہاں تک کہ اُسی دن انھوں نے گھر بھی بدل لیا تھا اور قمر کے ساتھ کراچی آگئے تھے

"کتنی مانوس ہے پہلے ماں کم تھی کہ اب بیٹی نے ماں کی جگہ لے لی ہے" رافعیہ بیگم زہر اُگھلتے لہجے میں بولی

"یہ سب تمہاری ہی ضد کی وجہ سے ہو رہا ہے" وہ غصے سے قدرے اونچی آواز میں بولے تو آمنہ بھی اپنے کمرے سے نکل کر باہر آگئی

"میری وجہ سے نہیں آپکی لاڈلی کی وجہ سے۔۔۔اور ویسے بھی ان کے ساتھ تو ان بھی بُرا ہونا چاہیے" وہ آمنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی لیکن بولتے ہوئے شاید بول گئیں تھیں کہ جن کے بارے میں وہ بات کرہی ہیں وہ انکے سگے ہیں

"رافعیہ بیگم تمہاری تربیت نے اسے بگاڑا ہے ورنہ دنیا میں لڑکوں کی کمی نہیں تھی۔۔۔اور کسی بتا رہی ہیں کہ یہ سب کس کی وجہ سے ہوا کیا میں نہیں جانتا کہ آمنہ کی آڑ میں تم اپنا برسوں پُرانا بدلنا لے ہی تھی" رافعیہ بیگم غصے سے چلائی ت یاسر صاحب نے بھی انھیں آئینہ دکھانے میں ایک لمحہ نہ لگایا

"اگر اتنے ہی خیر خواہ تھے اُسے کے تو پیسے کیوں دیئے اُس لڑکے کو اُسے مارنے کے" وہ بھی کہاں کم ھیں جو خاموش ہو جاتی

" میں نے پیسے اُسے مارنے کے نہیں دیے تھے یہ بھی یقناً تمہاری ہی کوئی چال ہو گئی" وہ ہاتھ جھاڑت ہوئے بولے

" بس کر دیں آپ دونوں" ماں باپ کی لڑائی کو بڑھتا دیکھ آخر آمنہ کو بولنا پڑا اور اُسے مسکان سے اور بھی زیادہ نفرت محسوس ہوئی جس کی وجہ سے اُسکے ماں باپ آپس میں لڑ رہے تھے

"ایسے لڑنے سے کیا ہو گاب ہمیں کوئی حل سوچنا چاہیے" اُسنے اپن دانست کے مطابق حالات کو سنبھالنا چاہ

"پتر جی جو بھی کرنا کرو لیکن مجھے تو معاف ہی رکھو اب" وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے آمنہ کی طرف دیکھ کر بولے اور با کچھ سنے کمرے میں بند ہوگے جبکہ وہ دونوں ماں بیٹی سر پکڑ کر وہی بیٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹرز نے اُسے مزید ایک اور ہفتہ ہسپتال رکھنے کے لیے کہا تھا ویسے تو وہ اُسے زیادہ ٹائم رکھنا چاہتے تھے لیکن مسکان کے بار بار گھر جانے کی ضد ی وجہ سے ڈاکٹر عائشہ صرف ایک ہفتے کے لیے مان گئیں تاکہ اُسکے زخم کچھ بھر جائیں اور انھیں حویلی میں زیادہ تکلیف نہ کرنی پڑے بڑی اماں کے کہنے پر سفیہ بیگم صرف دن کے وقت ہی مسکان سے ملنے آتی رات میں عظمت بیگم یا رعنایہ بیگم روکتی کیونکہ ان کی اپنی طبعیت ابھی ناساز تھی اسی لیے بڑی اماں نے انھیں ہسپتال روکنے سے منع کر دیا تھا وہ ضود بھی تقریباً روزانہ ہی مسکان سے ملنے آتی اور کئی گھنٹے اُسکے پاس بیٹھ کر باتیں کرتیں۔ایسے ہی ایک دن ڈاکٹر عائشہ کے منہ سے یہ سن کر کہ مسکان اریب کی وائف ہے سب کو جھٹکا لگا جو یہ بات پہلے سے جانتے تھے انھیں اس لیے کہ ناجانے اب بڑی اماں کا کیا ردِ عمل ہو گا اور جو اس بات سے بے خبر تھے وہ اپنی بے خبری پر حیران تھے خیر ڈاکٹر عائشہ کے سامنے تو کسی نے کچھ نہ بولا مگر انکے جانے کے بعد اریب سے اس بارے میں تفشیش ضرور کی گئی کیونکہ روحیل صاحب کا کہنا تھا ہوسکتا ہے اُسنے صرف فارم فل کرنے کے لیے ایسا کہا ہو مگر انکی سوچ غلط ثابت ہوئی جب اریب نے حامی بھری اور بتایا کہ اُسے مسکان سے نکاح کسی ضروری وجہ سے کرنا پڑا لیکن ساتھ ہی وہ مسکان کا کردار کلیئر

کرتا گیا یہ کہہ کر کہ اُسنے مسکان کو یہ نکاح کرنے کے لیے مجبور کیا تھا جس پر رضا صاحب نے زندگی میں پہلی بار اُس پر ہاتھ اُٹھا مگر وہ کوئی بھی ردِ عمل دیئے بنا وہاں سے چلا گیا بڑی اماں نے فحال تک اس معاملے میں خاموشی اختیار کر رکھی تھی جو سب کی جانوں پر بنی ہوئی تھی مسکان سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی تھی اور یہ بھی بڑی اماں کا ہی حکم تھا کہ کوئی بھی مسکان سے اس بارے میں دریافت نہیں کرے گا نا کوئی سوال کرے گا کیونکہ اس میں اُسکی مرضی شامل نہیں تھی

آج اُسے ہسپتال میں نو دن ہو گئے تھے اور ان نو دونوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں گیا تھا کہ حویلی میں سے کوئی بھی اُسے ملنے نہ آیا ہو سوائے ایک شخص کے جو روزِ اول سے نا جانے کہاں غائب تھا ورنہ تو روزانہ ہی ساریا کلثوم اور باقی سب بھی اُسے ملنے آتے یہاں تک کے کئی دور کے رشتے دار بھی اُسے ملنے آچکے تھے اگر نہیں آیا تھا تو وہ صرف اریب تھا جس کا وہ روزانہ ہی انتظار کرتی اور رات کی تاریکی پھیلتے ہی اُسکا انتظار بھی دم توڑ جاتا وہ اُسے ملنے کیوں نہیں آیا تھا کہیں نا کہیں وہ وجہ جانتی تھی مگر باتوں باتوں میں کلثوم سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ جب وہ آپریشن تھیٹر میں تھی اور جب اُسے ہوش نہیں آیا تھا تو وہ بہت پریشان اور ڈسٹرب تھا لیکن اگر ایسا تھا تو اب وہ اُسے ملنے کیوں نہیں آتا پھر کشمکش یاد آتے ہی اُسکی آنکھیں نم ہونے لگی

کل اُسے ڈسچارج ہو جانا تھا پچھلے دو دن سے اُسکے پاس عظمت بیگم رات کو رکتی اسی لیے آج رعنایہ بیگم نے رکنا تھا صبح سے سبھی اُسے مل کر جا چکے تھے اور آج بڑی اماں نے شام میں آنا تھا رعنایہ بیگم بھی اُس وقت باہر ہی گئیں ہوئی تھیں

"کیا بات ہے میری بیٹی کن سوچوں میں گم ہے" رعنایہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تو اُسے سوچوں میں گم پا کر اُسکے قریب رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی جب سے انھیں اریب اور مسکان کے نکاح کا علم ہوا تھا وہ تو ناجانے کتنی مرتبہ اللہ کا شکر ادا کر چکی تھیں کہ جسے وہ اپنے بیٹے کی زندگی میں دیکھنا چاہتی تھیں اب بلآخر وہ اُسی زندگی میں شامل ہو چکی تھی

"کچھ نہیں۔۔۔تائی جان میں یہاں بہے بور ہو گئی ہیوں" وہ خود کو کمپوز کرتی مصنوعی سا مسکراتے ہوئے بولی اب انھیں کیسے بتاتی کہ وہ ان کے لاڈلے کے بارے میں ہی سوچ رہی ہے وہ اُسکے چہرے کی پریشان نوٹ کرتے ہوئے مسکرا دی جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی

"کل آپ کو ڈسچارج کر دیں گے" وہ اسکی بےزارگی دیکھتے ہوئے بولی

" کل کیوں آج ہی کردیں نا" بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے بولی

" لیکن آج تو آپ کے کچھ ٹیسٹ باقی ہیں وہ جائیں گے تو ہم گھر چلے جائیں گے" وہ بھی اُسے بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہی تھیں

"تائی جان۔۔۔۔ایک۔۔۔بات پوچھوں" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اُسنے ہچکچاتے ہوئے انھیں پکارا

"ہاں جی کہیں بیٹا" وہ مکمل طور پر اُسکی طرف متوجہ ہوئی

" وہ۔۔۔۔"وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیسے بات شروع کرے

" بچے۔۔۔کوئی پریشانی ہے تو آپ شئیر کر سکتی ہیں مجھ سے" انکے سفیہ بیگم کی طرح اُسے پکارنے پر اُسکے لب خودبخود ہی مسکرا اُٹھے

"نہیں کوئی پریشانی نہیں ہے" انھیں فکرمند ہوتا دیکھ وہ جلدی سے بولی

"پھر کیا بات ہے جو میری بیٹی کو ڈسٹرب کر رہی ہے" وہ اُسکا ہاتھ نرمی سے اپنے شفیق ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی

"و۔۔۔وہ۔۔۔دراصل۔۔۔۔اریب ٹھیک ہیں" پہلے تو وہ ہچکچائی پھر آنکھیں بند کرکے جلدی سے جملہ مکمل کیا تو رعنایہ بیگم اُسکے انداز پر بمشکل اپنا قہقہ روک پائی

" ہاں جی بالکل ٹھیک ہے اُسے کیا ہو گا" وہ مسکراہٹ دُبائے مصنوعی سنجیدگی سے بولی

"کیوں۔۔کیا ہوا" اُسے خاموش پا کر انھوں نے خود ہی اُسے مخاطب کیا

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔وہ۔۔۔۔سن آئے نا ہو سپیٹل ملنے۔۔۔لیکن۔۔۔و۔۔۔وہ۔۔۔نہیں آئے تو۔۔۔۔"اُسنے دانستہ اپنی بات ادھوری چھوڑی اور رعنایہ بیگم کا چہرہ دیکھنے لگی گویا اُنکے تاثرات دیکھنا چاہتی ہو

"شاید اسکا جواب آپ مجھ سے بہتر جانتی ہیں آکر آپ اُنکے نکاح میں ہیں" وہ اب مکمل سنجیدگی سے بولی جبکہ وہ تو اُنکی آخری بات پر حیران کن انداز میں انھیں دیکھ رہی تھی گویا یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ جو اُسنے سنا انھوں نے وہی بولا

"ممم۔۔مطلب۔۔۔آپ۔جانتی ہیں کہ میرا۔۔۔اور۔۔۔اننن کا نکا۔۔ح ہوا ہے" اُسنے بمشکل ہکلاتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا تو انھوں نے محض ہاں میں سر ہلایا مسکان کا ہاتھ اب بھی انکے ہاتھ میں ہی تھا

"میں یہ تو نہیں جانتی کہ آپ دونوں میں ایسا کیا ہوا ہے کہ جب آپ زندگی اور موت کی کشمکش میں تھیں تب تو وہ بن آب مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا لیکن جیسے ہی آپ کو زندگی نوید ملی وہ پلٹ کر ہسپتل آیا ہی نہیں لیکن اتنا سمجھ گئی ہوں کہ کچھ بہت سریس بات ہے کیونکہ اریب ہر چھوٹی بات پر ریکٹ نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی اتنا سنجیدہ ہوتا ہے جتنا آک کل میں میں نے انھیں دیکھا ہے" وہ اُسکے ہاتھ کہ پیشت کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولی پھر اُسکے چہرے کی طرف دیکھ جو نگاہیں جھکائے کسی مجرم کی طرح بیھٹی تھی

" بچے یہ مت سمجھیں کہ میں ان کی ماں ہوں تو اس لیے یہ سب کہہ رہی ہوں بلکہ اس لیے کہہ رہی ہوں کیونکہ میں آپ کی بھی ماں ہوں۔۔۔ہو سکتا ہے کہ آپ کی کسی بات پر وہ آپ سے خفا ہوں۔۔۔اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ دونوں کی جو بھی بات ہوئی ہے یا جو بھی مسئلہ ہے اُسے سول کرلیں" وہ بہت نرمی سے اُسے سمجھا رہی تھیں جبلہ وہ تو ابھی تک اُس بات پر اٹکی ہوئی تھی کہ وہ اگر نکاح کے بارے میں جانتی ہیں تو کیا باقی سب بھی جانتے ہیں یا نہیں

"آپ فکر نہیں کریں میں بات کروں گی وہ آئے گا آپ سے ملنے" اُسے شرمندہ شرمندہ دیکھ کر وہ مسکرا کر بولی

" ن۔نہیں۔۔وہ۔۔میں۔۔۔۔"اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہے

" مسکان۔۔۔بچے میں آپ کی آنکھوں میں اور آپ کے چہرے پر بھی وہ سب کچھ دیکھ سکتی ہوں جو اریب کے چہرے پر دیکھ سکتی ہوں کیونکہ میں آپ دونوں کی ماں ہوں" وہ اُسکے بے ربط ست جملے کو نظر انداز کرتی دھیرے سے مسکرا کر بولی تو وہ نگاہوں کت ساتھ چہرہ بھی جھکا گئی

"ایم۔۔۔سوری۔۔۔۔وہ۔۔۔نکاح۔۔۔ایکچوئیلی ایک پروبلم۔۔ تھی تو کرنا۔۔پڑا" اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے ڈیفینڈ کرے خود کو بھی اور اریب کو بھی۔اُسکی بات پر وہ بس مسکرا کر رہ گئی

"اگر آپ اس رشتے سے خوش نہیں ہیں تو کوئی آپ کو اسے نبھانے کے لیے فورس نہیں کرے گا اور جو آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا بھی لیکن میری پرسنلی خواہش ہے کہ چاہے جیسے بھی آپ اس بندھن میں بندھے ہیں ایک موقع دیں اپنے رشتے کو" انھوں نے اپنی بات مکمل کرکے اُسکی طرف دیکھا لیکن اُسے خاموش پا کر وہ خھڑی ہوئی اور اُسکے ماتھے پر بوسہ دے کر کمرے سے چلی شاید وہ اُسے سوچنے کا موقع دینا چاہتی تھیں انکے جاتے ہی ایک موتی نکل کر اُسکے رخسار پر بہہ گیا جیسے اُسنے جلد سے ہاتھ کی پیشت سے رگڑ ڈالا

اگلے روز اُسے ڈسچارج کر دیا گیا سبھی اُسے گھر واپس دیکھ کر خوش تھے اور کتنی ہی دیر اُسکے پاس اسکے کمرے میں بیٹھے رہے وہ بھی واپس جا کر کافی حد تک پُرسکون تھی مگر ایک بے چینی اب بھی تھی وہ اب بھی اُسکے سامنے نہیں آیا تھا جب وہ اُسے دور رہنا چاہتی تھی تو وہ ہمیشہ اُسکے پاس ہونے کا احساس دلاتا رہتا اور اب جب وہ اُسے اپنے آس پاس دیکھنا چاہتی تھی تو وہ نا جانے کہاں غائب ہوگیا تھا اور شاید یہی اسکی سزا تھی اریب کی محبت کو ٹھکرانے کی اُسے ہمیشہ خود سے دور کرنے کی اب جب وہ اُسے دور تھا تب بھی وہ بے چین تھی بے سکون تھی ایک عجیب سی خلش آگئی تھی اُسکی زندگی میں جسے کوئی پُر نہیں کر پا رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج کافی دنوں بعد وہ لان میں ٹہلنے کے لیے آئی تھی جب سے وہ ہوسپٹل سے آئی تھ کوئی بھی اُسے کمرے سے کیا بیڈ ست اترنے ہی دیتے تھے وہ سب کی محبت میں مجبور ہوکر بس بیڈ تک ہی محدود ہوگئی مگر آج جب کمرے میں بیٹھے بیٹھے جب بور ہوگئی تو لان میں ٹہلنے آگئی شام کا وقت تھا اور لان کی کچھ لائٹس بھی آن کر دی گئیں تھیں وہ کتنی ہی دیر بلاوجہ یہاں سے وہاں چکر لگاتی رہی وہ اندر کو جانے ہی والی تھی کہ گیٹ سے اندر آتی گاڑی کو دیکھ کر رک گئی آنکھوں کی چمک خود بخود ہی بڑھی اور لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ در آئی مگر لب تب سکڑے جب وہ اُسے اگنور کیے اندر کو جانے لگا

"سنیں۔۔۔۔۔"اُسکے بڑھتے قدموں کو مسکان کی آواز نے بریک لگایا مگر وہ اب بھی ان سنا کرتا جانے لگا

"اریب۔۔۔۔۔"شاید پہلی بار اُسنے اُسکا نام لیا تھا اور وہ بھی ایک ہی بار میں بنا ہچکچائے ایک اریب کے لب مسکرائے مگر اگلے ہی پل اُسکی باتیں یاد آئی تو آنکھوں میں پھر سے سختی آگئی

"پپ۔۔پلیز۔۔۔مجھے آپ سے بات۔۔کرنی ہے" وہ اسکی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا رعنایہ بیگم نے اُسے بتایا تھا کہ اب کی بار وہ کسی بھی طرح اُسے بات کرنے میں پہلے کرنے کے لیے راضی نہیں کیونکہ وہ ایک نہیں کئی بار اُسے ٹھکرا چکی ہے وہ محبت کو ضد کا نام دے چکا ہےاور مرد کی انا اُسے کسی طور یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ اس عورت سے بات کرنے میں پہل کرنے یا محبت جتائی جو اُسکی انا پر وار کر چکی ہو یہ تمام باتیں ذہن میں رکھتے ہوئے اُسنے خود ہی بات کرنے کی ٹھانی اورجب اُسے آتے دیکھا تو اُسے لگا اس سے اچھا موقع نہیں ملے گا اریب سے بات کرنے کا

"پلیز۔۔۔"وہ جانے لگا تو اُسنے ایک اور بار کوشش کی وہ جانتی تھی کہ وہ اُسے سخت غصے میں ہے اسی لیے تو اب کئی دن گزر جانے کے بعد بھی وہ اُسے ملنے نہیں آیا تھا اسی لیے وہ اپنی ضد اور انا چھوڑے آگے بڑھی "کچھ کہنے کو باقی رہ گیا تھاکیا۔۔۔۔۔میڈم مسکان" وہ کافی طنزائیہ لہجے میں بولا جو مسکان کو تپانے کے لیے کافی تھا مگر وہ ضبط کر گئی۔

"پلیز۔۔۔صرف کچھ دیر۔۔۔۔"وہ ایسے ہی پیٹھ کیے کھڑا تھا اور تو مسکان نے بھی اُسکے سامنے جانے کی زحمت نہیں کی کیونکہ اُسے ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکا سامنا کر پاتی اُسکی بات پر وہ بنا کچھ کہے لان میں رکھی کرسیوں سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا جسکا مطلب صاف تھا کہ وہ بات کرنے کے لیے مان گیا وہ بھی پیچھے خدا کا شکر ادا کرتی چلی آئی

"بولو۔۔۔کیا کہنا ہے" وہ لاپرواہ سے انداز میں بولا اور ہاتھ میں پکڑی جیکٹ کرسی کی پیشت پر رکھی

" آ۔۔۔آپ مجھ۔۔۔۔سے ناراض ہیں" اُسکے اس قدر معصومانہ انداز پر ایک پل کو تو اریب کا دل چاہ اپنا ہی سر کسی دیوار میں مار دے جو اُسے ناجانے کیا کیا بولنے کے بعد بھی یہ کنفرم کر رہی تھی کہ گویا وہ اُسے ناراض ہے کیا

"نہیں۔۔۔جی۔۔۔۔بہت خوش ہوں میں آپ سے مسکان سے کہ آپ نے ایک نہیں کئی بار میری محبت اور مجھے ٹھکرایا" وہ غصے اور طنزائیہ ملے جلے انداز میں بولا اور جھک کر ٹیبل پر اتنی زور سے دونوں ہاتھ رکھے کہ اس آواز پر مسکان نے ڈر کر دو قدم پیچھے کو لیے

"ایم۔۔۔۔ایم سوری۔۔مم۔۔۔میرا وہ مطلب نہیں۔۔۔تھا" وہ چاہ کر بھی اُسے بنا اٹکے بات نہیں کر پا رہی تھی الفاظ خودبخود ہی ٹکڑوں میں ادا ہورہے تھے

"اچھاااا۔۔۔۔اگر تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہے تو مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔۔یہی کہا تھا نا" اُسنے اچھا پر خاصا زور دینے کے بعد اُسکے کہیے الفاظ ہنوز دُہرائے گویا اُسکے دماغ میں یہ الفاظ نقش کر گے ہوں

"میری ڈیکشینری میں اسکا ایک ہی مطلب ہے دوسرا آپ ہی بتا دیں" اب بھی وہ طنز کرنے سے بعض نہیں آیا تھا انداز اب بھی سخت تھا مگر آواز پہلے سے دھیمی تھی

"مم۔۔۔۔معافی مانگ تو رہی ہوں" وہ گلوگیر لہجے میں بولی ایک تو پہلے ہی کافی کنفرز تھی اوپر سے اریب کے غصے سے تو اُسکی ہمت جواب دینے کو تھی

"تو مت کیجئے یہ احسان۔۔۔۔میں آپ کا یہ احسان نہیں اُٹھانا چاہتا مسکان میڈم "وہ اُسکی طرف مڑتے ہوئے لفظ چبا چبا کر بولا تو مسکان کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا

"اریب۔۔۔"

"مسکان میں اور تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔۔"آج کے دن میں مسکان نے دو بار اُسکا نام لیا تھا اگر مسکان کے اُس دن کے الفاظ نے اُسے توڑا نہ ہوتا تو یقیناً آج کا دن اُسکے لیے سب سے خاص ہوتا

"اور ہاں۔۔۔بڑی اماں رخصتی کا پوچھیں گی تو انھیں اپنا فصیلہ بتا دینا انکیٹ انکار کر دینا" وہ جو پیچھلے کچھ دنوں سے انکی شادی کی بحث ہوتی سن رہا تھا اب فصیلہ اُسکا پر ڈال گیا وہ کہہ کر جانے لگا کہ کچھ یاد آنے پر رُکا اور اپنی بات مکمل کرتے ہی چلا گیا وہ وہی کرسی پر نڈھال سے بیٹھ گئی اُسے تو لگا تھا وہ اریب سے بات کرے گئ تو وہ بھی ناراضگی بھُلا دے گا مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا پڑا گیا وہ تو اب بھی ناراض تھا یا شاید شدید ناراض۔آنسو اُسکی آنکھوں سے نکل کر رخسار کو بھیگوانے لگے وہ اپنی دل میں اٹھاتے اریب کے لیے ان نئے جذبات کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی اُسکے دور ہوجانے کا جو خوف اُسکے دل میں بیٹھ گیا تھا وہ ان احساسات کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی چاند اپنی پوری چمک دمک لیے آسمان پر راج لیے ہوئے تھا گرمی کے موسم کی یہ کافی ٹھنڈی اور پُرسکون رات تھی مگر اُسے تو کسی پل سکون نہیں مل رہا تھا یا شاید وہ اس احساس سے بے نیاز ہو چکی تھی

"شاید خوشیاں میرا مقدر ہی نہیں جو کبھی تو ود میرا در چھوڑ دیتی ہیں اور کبھی میں خود انھیں خود سے دور کر دیتی ہوں" وہ خود سے کہتی سر کرسی کی پیشت سے ٹیکے آنکھیں موند گئ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اریب۔۔۔ہمیں آپ سے بات کرنی ہے" وہ جو سب کے ساتھ ہی آفس جانے کے لیے کھڑا ہوا تو بڑی اماں کی آواز پر رک گیا بے اختیار ہی اُسے مسکان کی جانب دیکھا گویا جاننا چاہ ہو کہ کیا وہ بڑی اماں کو اپنا فصیلہ سنا

چکی ہے مسکان نے اُسی پل اُسکی جانب دیکھ اُسکی نظروں میں اُٹھتے سوال پر وہ ایک ٹانس کی کیفیت میں نفی میں ست ہلا گئی گویا اُسکے سوال کا جواب دیا ہو

" آپ سب جائیں اریب کچھ دیر میں آ جائیں گے" سب کو رکا دیکھ بڑی اماں دوبارہ مضاطب ہوئی جب سے انھیں اریب اور مسکان کے نکاح کا علم ہوا تھا انھوں نے اریب سے کوئی بات نہین کی تھی اور اب اچانک یوں بات کرنے پر وہ کچھ نروس سا ہوگیا تھا جبکہ باقی سب ایک ایک کر کے وہاں سے جا چکے تھے

"بیٹھو۔۔۔"اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھنے کے بعد انھوں نے اسے بھی بیٹھنے کو کہا

"تو پھر کیا سوچا ہے آپ نے مسکان کے بارے میں"کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بڑی اماں نے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا گویا مسکان کا عکس اُسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہ مگر اُسکی آنکھیں تو سپٹ تھیں خالی کسی بھی جذبے سے عاری تھیں یا تو وہ واقع ہی اب مسکان سے رشتہ نہیں رکھنا چاہتا تھا جیسا انھیں رعنایہ بیگم نے بتایا تھا یا پھر بہیت اچھا ادکار تھا جو اپنے جذبات چھپانا جانتا تھا وہ یہ تو جانتا تھا کہ بڑی اماں اس بارے میں ہی بات کرنے والی ہیں مگر اُسے یوں براہ راست سوال کی توقع نہیں تھی ایک عرصہ ہو گیا تھا اُسے بڑی اماں سے کھل کر بات کیے ہوئے جسکا شکوہ وہ کئی بار کر چکی تھیں پہلے پڑھائی اور اب آفس ورک کا بہانہ کر دیتا مگر وہ جانتی تھیں کہ وہ انھیں اگنور کیے ہوئے ہے پہلے سفیہ بیگم اور مسکان سے جو انکی نفرت تھی وہ وجہ تھی اور اب مسکان کا رویہ جس سے وہ کافی ڈسٹرب رہتا اسی لیے کسی سے بھی بات کرنے سے گریز ہی کرتا

"کیا مطلب۔۔۔میں سمجھا نہیں" وہ سمجھتے ہوئے بھی انجان بنا نگاہیں جُھکائے بولا

" آپ نکاح کر چکے ہیں۔۔۔تو اب رخصتی کا کیا ارادہ ہے آپ کا" وہ بھی بنا تمہید بندھے بولی ایک عرصے بعد اریب کا دل چاہ انکی گود میں سر رکھے اپنی ساری باتیں ان سے کہہ دے ہر وہ بات جو اُسے پریشان کیے ہوئے تھیں یہ بھی کہ مسکان پر حملہ کس نے کروایا مگر کبھی کبھی انسان اپنوں کی محبت میں اتنا مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ

انھیں حقیقت سے روشناس نہیں کروانا چاہتا وہ بھی ایسا ہی چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حقیقت جاننے کے بعد بڑی اماں کو کتنی تکلیف ہو گی اور وہ انھیں مزید کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا

"یہ بات اگر آپ مسکان سے پوچھ لیں گی تو زیادہ بہتر ہو گا" وہ بہت آہستگی سے احترام سے نگاہیں جُھکائے بولا

" مگر فحال تو ہم آپ سے جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے کیا سوچا ہے کب کرنی ہے رخصتی" جہاں ایک طرف وہ اُسکی مرضی جاننا چاہ رہی تھی اس رشتے کے متعلق تو وہی دوسری جانب انڈیریکٹلی وہ اُسے یہ رشتہ آگے بڑھانے کا کہہ رہی تھی

"مجھے نہیں معلوم کہ۔۔۔۔۔یہ رشتہ کس طرح آگے بڑھے گا" وہ انکی جانب دیکھتے ہوئے پریشان کن انداز میں بولا انھیں اُسکا انداز تکلیف دہ اور کرب بھرا لگا تھا

" کیا بات ہے۔۔۔۔کیا مسکان یہ رشتہ نبھانا نہیں چاہتی" وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی اُسکی باتوں سے انھیں لگا شاید مسکان اس رشتے کو لے کر مطمن نہیں اسی لیے انھوں نے پوچھا

"پتا نہیں۔۔۔۔میں شاید اب تک اُسے سمجھ نہیں پایا" وہ ہاتھوں کی لکیروں پر نگاہیں جمائے بولا تو انھوں نے نرمی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

" کیا مسکان نے آپ سے اس بارے میں کوئی بات کی ہے" وہ ایک ہاتھ اُسکے بالوں میں پھیرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی تو اُسنے نفی میں سر ہلایا

" بیٹا۔۔۔۔محبت کا ایک روپ یہ بھی ہوتا ہے جہاں منہ سے کچھ کہا نہیں جاتا مگر مقابل کی خاموشی ہی اُسکی محبت کا شور مچا دیتی ہے وہ ایک مشرقی عورت ہے اور مشرقی عورتیں اکثر اپنی محبت کا اظہار الفاظ سے نہیں کرتی کیونکہ انھیں اپنی عزت اپنی محبت سے زیادہ عزیز ہوتی ہے " وہ اُسکے بال سہلاتے ہوئے نرمی سے اُسے سمجھا رہی تھیں

"نہیں بڑی اماں وہ مجھ سے محبت کرتی تو بار بار میری محبت سے انکار نہیں کرتی" ناچاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کر بیٹھا تھا

" وہ ایک وقتی تاثر بھی تو ہوسکتا ہے نا" وہ اُسے کسی طرح بھی قائل کرنا چاہتی تھیں

"ایک بار وقتی تاثر ہوسکتا تھا بار بار نہیں" وہ بھی شاید آج عہد کر کے آیا تھا نہ ماننے کے لیے

"ہو سکتا ہے۔۔۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں مگر میں پھر بھی چاہوں گی کہ آپ ایک بار پھر اس رشتے کے بارے میں سوچ لیں۔۔۔وہ ایک اچھی لڑکی ہے اور پھر نکاح کا بندھن خود میں اتنی طاقت رکھتا ہے کہ دو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ سارے رندگی کے لیے جڑ جائیں" وہ محبت اور خلوص بھرے انداز میں اُسے سمجھتے ہوئے بولی تو انکی بات سننے کے بعد وہ ان سے اجازت لیتا چلا گیا وہ بھی ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسکان کے مکمل صحت یاب ہونے کی خوشی میں بری اماں کے کہنے پر ایک پارٹی رکھی گئی جس اک اصل مقصد مسکان اور سفیہ بیگم کو سب سے روشناس کروانا تھا گو کہ وہ حویلی کی دو بڑی پارٹیز اٹینڈ کر چکی تھی مگر پھر بھی کافی کنفوز اور نروس تھی اسی لیے جب سے پارٹی شروع ہوئی تھی وہ کلثوم کے ساتھ ساتھ ہی رہی تھی اُسنے آسمانی رنگ کا فراک پہن رکھا تھا جس کے گلے اور دامن پر سفید اور اور کالے نگینوں سے کام کیا گیا تھا نیلے اور کالے دو رنگوں کے امتزاج کا دوپٹہ اُسنے اپنے مخصوص انداز میں دائیں کندھے پر اس طرح پھیلائے کیا ہوا تھا کہ دایاں بازو بھی دوپٹے میں چھپ گیا تھا اُسنے ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ آج بالوں کو تھوڑا کرل کیے بائیں جانب کو ڈالا ہوا تھا اور یہ سب بھی کلثوم نے ہی اُسکے کئی بار انکار کئ باوجود کیا تھا اُسے میک اپ کا کوئی خاص شوق نہیں تھا اسی لیے وہ ہمیشہ سادگی میں ہی رہتی اگر کہیں جانا ہوتا تو ہلکا سا لپ گلوز لگا کر بالوں کہ ٹیل پونی بنانا ہی اُسکی تیاری ہوتی مگر آج کلثوم نے اُسکی ایک نہیں سنی اور اُس سے تیار کیا تھا پارٹی میں قریبی

رشتے داروں کے علاوہ کچھ دور کے رشتے دار ،کاروباری لوگ اور قریبی دوست بھی شامل تھے کلثوم اُسے کچھ دور پار کی کزنز سے موانے کے بعد ایک ٹیبل پر لائی تو وہ بھی پُرسکون سا سانس لیتی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"کول ڈرنک۔۔۔"کلثوم نے قریب سے گزرتے ویٹر سے کورڈرنک کے گلاس لتے ہوئے ایک اُسکی طرف بڑھایا جسے اُسے ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ تھام لیا تھا

"کیسی لگی پارٹی" کلثوم کول ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے بولی

" تم شاید بھول رہی ہو میں ایسی دو پارٹیز پہلے بھی اٹینڈ کر چکی ہوں" وہ اردگرد کھڑی لوگوں کی ٹولیوں کو دیکھتے بولی جب اُسکی نظر تین لڑکیوں کے ساتھ کھڑے اریب پر پڑی جو کسی بات پر مسکرا رہا تھا

"ہاں لیکن تب تم گیسٹ تھی اور اب ہوسٹ ہو" وہ بھی اس جانب دیکھتے ہوئے بولی جہاں مسکان دیکھ رہی تھی

"یہ مما کی کزن کی بیٹاں ہیں" وہ ان تینوں پر نگاہیں جمائے بولی جو اریب کو گھیرے کھڑی تھیں تو وہ اُسکے پوچھنے سے پہلے ہی اسے بتا چکی تھی

"تو۔۔۔"کلثوم کی بات پر اُسنے نگاہوں کا زاویہ بدلہ اُسی پل اریب نے نے اس کی جانب دیکھا اور مسکرایا جسے مسکان نے تو نہیں البتہ کلثوم نے ضرور دیکھا تھو اور جواباً کھُل کر مسکرائی بھی تھی گویا وہ مسکان کی نگاہیں خود پر محسوس کر چکا تھا

" مجھے لگا تم پوچھو گی۔۔۔اسلیئے پہلے ہی بتا دیا" اُسنے مسکراہٹ چھپانے کے لیے ایک بار پھر گلاس لبوں سے لگایا تھاجبکہ مسکان اپنی چوری پکڑے جانے کی وجہ سے سامنے پڑے گلاس کو مسلسل گھور رہی تھی

"اچھا۔۔۔بٹ میں ایسا کچھ بھی نہیں پوچھنے والی تھی" وہ خود کو کمپوز کیے بولی جبکہ کلثوم اب بھی مسکرا رہی تھی

"یہ جو ریڈ ڈریس میں ہے اسکا رشتہ آیا تھا بھیا کے لیے" وہ مسکان کی بات ان سنی کرتی اب اُسے بتا رہی تھی جبکہ وہ اب بخور اس لرکی کو دیکھ رہی تھی جو لائٹ ریڈ مکیسی پہنے بالوں کا جوڑا بنائے پارٹی میک اپ میں کافی اچھی لگ رہی تھی اور اگر اب اریب اُسے چھوڑ کر اُس کھڑی جس کا نام شاید زہرا تھا اُسے اپنا لے تو۔یہ سوچ

آتے ہی اُسنے ایک نگاہ اریب پر ڈالی جو سب سے بے خبر ان سے باتوں میں مصروف تھا اُسنے فوراً ہی نگاہیں پھیر لی

" کہاں کھو گئی" کلثوم نے اُسے منظر سے غائب دیکھ کر پکارا

" ہوں۔۔۔ن۔نہیں۔۔کہیں نہیں" وہ بے ربط سا جملہ بولی

"تو کیا وہ مان گئے تھے" وہ ناجانے کیا جاننا چاہتی تھی اُسکے سوال پر کلثوم کے لبوں پر گہری مسکان آئی

" نہیں۔۔۔تم کیوں نہیں مان جاتی" اُسنے جواب دینے ساتھ ہی پوچھا تھا

"میں نے کب منا کیا" وہ بے اختیار ہی بولی جبکہ ادراک ہونے پر لب دانتوں تلے دُبا گئی

" یعنی تم راضی ہو" کلثوم نے تصدیق چاہی تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی

"میں بہت خوش ہوں تمہارے اس فصیلے سے" کلثوم اُسے گلے لگاتے ہوئے بولی جبکہ کئی لوگ کلثوم کی ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے انکی جانب متوجہ ہو چکے تھے جن میں اریب اور وہ تین لڑکیاں بھی شامل تھیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ دور نہیں کھڑے تھے

"چلو۔۔۔تمہیں بھی ملواتی ہوں ان سے" وہ مسکان کا بازو پکڑے اُسکے انکار کے باوجود اُسے انکی طرف لے گئی اریب سب جانتے ہوئے بھی انجان بنا ان سے باتوں میں مصروف رہا جبکہ اب انھیں ساریا اور حارث بھی جوائن کر چکے تھے

"اسلام علیکم" ان کلثوم نے سب کو مشترکا سلام کیا مسکان کو لگا شاید ان تینوں لڑکیوں کو انکا آنا پسند نہیں آیا تھا جبکہ ساریا اور حارث مسکان کو وہاں دیکھ کر مسکرا دیئے اریب کا چہرا اب سنجیدہ تھا

"وعلیکم سلام" سلام کا جواب سی گرین مکیسی پہنی لڑکی نے دیا تھا جبکہ باقی دونوں مسکان کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں

" مجھے تو آپ جانتی ہی ہیں اور یہ ہیں ہماری پیاری سی کزن اور میری دوست مسکان" کلثوم نے فرائضِ میزبانی سنبھالتے ہوئے اُسکا تعارف کروایا جسکا جواب ان تینوں کی جانب سے کافی غیر مہذب انداز میں دیا گیا گویا انھیں اُسکا آنا پسند نہ آیا ہو انکے انداز پر اریب کے چہرے کا رنگ بھی بدلہ مگر وہ جلد ہی خود کو نارمل کر چکا تھا

"میرے خیال سے ہمیں بیٹھنا چاہیے" حارث نے ماحول کو سنجیدہ ہوتا دیکھ قریب ہی ٹیبل کی طرف اشارہ کیا تو سب بیٹھ گئے کلثوم کے کہنے پر وہ بھی بیٹھ گئی

" آپ تینوں ہی آئی ہیں انکل آنٹی نہیں آئے" سب کو خاموش بیٹھا دیکھ کلثوم نے ہی بات آغاز کیا

"نہیں۔۔۔مام ڈیڈ کو ڈیڈ کے فرینڈ کے گھر جانا تھا" جواب اُسی ریڈ ڈریس والی لڑکی نے دیا تھا جس کا نام زہرا تھا اس کے بولنے کے انداز پر ساریا اور حارث کے لبوں کو بےساختہ سی مسکراہٹ در آئی جسے چھپانے کے لیے ساریا ویٹر سے سنکیس اور کول ڈرنکس لے کر ٹیبل پر رکھنے لگی جبکہ اریب بغور مسکان کے چہرے کے اتارچڑھاؤ دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا

"لو۔۔۔مسکان" ساریا نے مسکان کو پکارا جو ناجانے کن خیالوں میں گم تھی

" نہیں۔۔۔بھابھی میں نے ابھی لی ہے" اُسنے مسکراتے ہوئے گلاس لے کر واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا

"تمہیں پتا ہے مسکان۔۔۔AK نے مجھ سے وعدہ کیا ہے میرا رزلٹ آنے پر مجھے اچھا سا ڈنر کروائے گا" وہ اتراتے ہوئے بتا تو کلثوم کو رہی تھی مگر نظریں مسکان کے چہرے پر تھیں جو ٹیبل پر ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی آخر میں وہ اریب کی طرف دیکھ کر مسکرائی تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیا

"او۔۔۔اچھا تو کب ہے رزلٹ" کلثوم نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا مسکان ان سب میں خود کو ان فٹ محسوس کرنے لگی

" ایکسکیوز می۔۔۔۔۔۔"اس سے پلے کہ زہرا کوئی جواب دیتی وہ ھڑے ہوتے ہوئے بولی تو سب نے ایک نظر اُسے دیکھ وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی جو یقیناً صحیح نہیں تھا مگر اُسے لگا اگر کچھ دیر اور وہ وہاں رہی تو

اپنا ضبط کھو دے گی اُسکے جانے کے بعد سب پھر سے باتوں میں مصرعف ہوگے مگر اریب کا اب دھیان وہاں نہیں بلکہ مسکان کی طرف تھا جو پارٹی چھوڑ کر حویلی کے اندرانی حصے کی جانب بڑھ گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج صبح سب کے آفس جانےکے بعد بڑی اماں نے تینوں بہوؤں کو اپنے کمرے میں بُلایا تھو اور اس وقت تینوں ہی انکے کمرے میں موجود تھیں جب وہ انکے کمرے میں آئی تو بڑی اماں تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں اسی کلیے وہ بنا کچھ بولے ایک طرف کو کھڑی تھیں جب بڑی اماں نے تسبیح مکمل کرنے کے بعد انھیں بیٹھنے کو کہا

"دراصل ہمیں کلثوم اور مسکان کی رخصتی کے بارے میں آپ تینوں سے بات کرنی تھی" انھوں نے بنا تمہید کے اپنا چشمہ درست کرتے ہوئے کہا تو تینوں بہوؤں کے چہرے ایک دم سے مسکرا اُٹھے

" لیکن بڑی اماں۔۔۔آپ نے بتایا تھا کہ اریب نے ابھی تک کوئی مثبت جواب نہیں دیا" عظمت بیگم نے یاد آنے پر پوچھا کیونکہ بڑی اماں نے خود ہی انھیں کہا تھا کہ اس بار وہ فصیلہ بچوں کی مرضی سے ہی کرہیں گی اور اریب سے بات کرنے کے بعد انھوں نے بتایا تھا کہ اُسنے کوئی مثبت جواب نہیں دیا

" ہوں۔۔۔۔۔جانے سے پہلے انھوں نے ہمیں اپنا جواب بتا دیا تھا اسی لیے ہم نے فصیلہ کیا ہے کہ آج سے ٹھیک پانچ دن بعد دونوں کی رخصتی کی جائے گی" عطمت بیگم کی بات کا جواب دینے کے ساتھ ہی انھوں نے اپنا فصیلہ بھی بتایا اور پھر ان تینوں کی جانب دیکھا کو انکے دائیں جانب کے صوفوں پر برجماں تھیں

"کیا آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے" ان تینوں کو خاموش دیکھ کر بڑی اماں کو تو ایسا ہی لگا

"نہیں بڑی اماں۔۔۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن پانچ دن بہت جلدی نہیں" رعنایہ بیگم نے سہولت سے اپنی بات کی کیونکہ چانچ دن میں تیاریاں کرنے کا انکے پاس وقت بہت کم تھا

"کلثوم کی رخصتی پہلے ہی کافی آگے ہوتی چلی آئی ہے اسی لیے اب ہم مزید تاخیر نہیں چاہےتے اس معاملے میں" رعنایہ بیگم کی بات پر انھوں نے پُرسکون انداز میں جواب دیا

"سفیہ بہو۔۔کیا آپ کو کوئی مسئلہ ہے ہمارے فصیلے سے"انھوں نے خاص طور پر سفیہ بیگم سے پوچھا کیونکہ انکے خیال سے اگر مسکان کی زندگی کا کوئی بھی فصیلہ کرنے کا کسی کو حق تھا تو ہ سب سے زیادہ سفیہ بیگم کا ہی تھا

" نہیں۔۔۔۔بڑی اماں۔۔۔۔آپکا فصیلہ سر آنکھوں پر۔۔۔میں بہت خوش ہوں اس فصیلے سے" بڑی اماں ان سے اسہ جواب کی توقع کر رہی وہی جواب ملنے پر وہ مسکار اُٹھی

"عظمت کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں " انھوں نے منجھلی بہو کو مخاطب کیا

" جی۔۔۔۔۔۔معزرت کے ساتھ لیکن۔۔۔۔وہ آپ اگر پہلے بھائی صاحب وغیرہ سے پوچھ لیتی تو۔۔۔۔"انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اپنی بات کسے کہیں

"فکر مت کرو۔۔۔۔۔آج رات ان تینوں سے بھی بات کروں گی لیکن پہلے میں آپ لوگوں سے بات کرنی چاہتی تھی" بڑی اماں سمجھ گئی کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہیں اسی لیے انھیں سہولت سے جواب دے کر پھر رعنایہ بیگم سے مخاطب ہوئی

" آپ مسز شفعق سے بات کرلیں اگر انھیں کوئی اعتراض نہیں تو پھر یہی ڈیٹ فائل کر دیں گے" انھوں نے رعنایہ بیگم کو حیدر کے پرنٹس سے بات کرنے کو کہا

" جی۔۔۔بڑی اماں" وہ اپبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی

"چلیں پھر انکا جواب ملتے ہی تیاریاں شروع کردیں گے کیونکہ وقت بہت کم ہے" انھوں نے کوئی انھیں جانے کا عندیہ دیا تو وہ تینوں انکی اجازت لے کر باہر کو چلی گئی پیچھے وہ سوچ رہی تھیں کہ انھیں بہیوؤں کی صورت میں تین تین بیٹاں ملی جو انکی کسی بات سے انحراف نہیں کرتی اور وہ انکی قدر نہیں کر سکی اور اپنی ہی بیٹی نے انھیں اس قدر توڑ دیا کہ اگر ان کے پاس یہ تین بہوئیں نہ ہوتی تو شاید آج وہ زندگی کی بازی ہار چکی ہوتیں کیونکہ ان تینوں نے ہی رافعیہ بیگم کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد انکا سگی بیٹوں کے جیسے خیال رکھا تھاوہ اپنی خیالوں کو جھٹکتی ایک بار پھر تسبیح پڑھنے میں مصروف ہو چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھابھی۔۔۔۔۔۔"اس وقت وہ ساریا کے ساتھ مل کر لاونج کی صفائی کر وا رہی تھی کل ہی سفیہ بیگم نے اُسے شادی کے بارے میں پوچھا تو اُسنے ہاں کردی تھی اور آج بڑی اماں کے فصیلے سے جب رعنایہ بیگم نے ان تینوں یعنی کلثوم مسکان اور ساریا کو آگاہ کیا تو ساریا نے تو جھٹ سے تیاریاں شروع کر دی جبکہ کلثوم بھی گھر کی تینوں بڑی خواتین کے ساتھ مارکیٹ چلی گئی ایک وہ تھی جو صبح سے ہی اس دشمنِ جان کے بارے میں سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کہ اب ناجانے اسکا کیا رویہ ہونے والا تھا اور دوسرا وہ صبح سے ہی اُسے کہیں نظر بھی نہیں آیا ناشتے کے ٹیبل پر نہی آفس ٹائم ناجانے کہاں تھا

"ہوں۔۔۔کیا ہوا" ملازمہ کو کچھ ضروری ہدایات دینے کے بعد وہ مسکان کی جانب پلٹی جو اب اپنی ہی خیالوں میں گم تھی

"وہ۔۔۔۔۔مجھے کچھ پوچھنا تھا" اُسنے ہچکچاتے ہوئے کہا

" ہوں بولو کیا پوچھنا ہے" ساریا شاید جانتی تھی کہ وہ کیا پوچھنا چاہتی ہے اسی لیے مسکراہٹ دُبائے بولی

"وہ۔۔۔۔۔کیا۔۔۔ا۔۔اریب۔۔۔۔خوش ہیں۔۔۔۔۔۔"وہ جانے کیا جاننا چاہتی تھی

" کیا مطلب" وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اریب کا پوچھے گی کہ کہاں ہے وہ اس سوال پر چونکی

" کیا انھوں نے ہاں کہہ دیا تھا بڑی اماں کو" اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کل ہی تو سب کے آفس جانے کے بعد انھوں نے بتایا تھا کہ اریب نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا تو کیا اُسنے اتنی جلدی ہاں کر دی تھی

"ہوں۔۔۔تو یہ بات تو تمہیں خود دیور جی سے پوچھنی چاہیے نا" ساریا اُسے تنگ کرتے ہوئے بولی تو وہ نظریں جُھکا گئی ایک الگ ترنم سے آج اریب کے نام پر اُسکا دل دھڑکا تھا

"آہم آہمم۔۔۔کوئی تو شرما گیا ہے" ساریا نے اُسکے سرخ عارضے دیکھتے ہوئے اُسے مزید چھیڑا

"بھاابھی۔۔۔۔"وہ مصنوعی ناراضگی بھرے انداز میں بولی

"میں تم دونوں کے لیے بہت خوش ہوں۔۔۔ہمیشہ خوش رہو۔۔۔دیورانی جی" وہ کسی بزرگ کی طرح اُسے دعائیں دینے کے بعد آخر میں چھیڑنے سے پھر بھی بعض نہ آئیں

"اچھا۔۔۔مسکان اب تم اریب سے کال کر کے پوچھ ہی لو کہ اُسنے کیا جواب دیا ہے بڑی اماں کو" وہ صوفے کے کشن درست کرتے ہوئے بولی

"کال کی کیا ضرورت ہے۔۔۔شام کو گھر ہی آئیں گے ت جب سب کو بتائیں گے میں بھی سن لوں گی" اُسنے اپنی طرف سے کافی اچھا جواب دیا مگر ساریا کی اگلی بات پر اُسکا چہرہ اتر سا گیا

"دیورانی جی۔۔۔۔۔۔کیا آپ نہیں جانتی کہ وہ اسلام آباد چلے گئے ہیں" ساریا نے گویا اُسکی معلومات میں اضافہ کیا

"کیاااا۔۔۔کب" یہ الفاظ بلکل اچانک ہی اُسکے منہ سے نکلے تھے

" آج صبح فجر کے بعد۔۔۔۔۔"ساریا نے اب کہ نارمل سے انداز میں جواب دیا تھا

"ک۔۔۔۔کتنے دن کے لیے" اُسکا کچھ دیر قبل ہوا اعتماد ہوا ہو چکا تھا

" چار۔۔۔"ساریا نے بنا کسی بحث کت جواب دیا تو وہ سوچ میں پڑ گئی

" کیا سوچ رہی ہو۔۔۔چار دن۔۔۔اور پھر شادی کے ہنگامے تو تم AK سے معافی کیسے مانگو گی۔۔۔ہے نا" ساریا کی درست آرائی پر وہ ایک لمحے کے لیے چونک گئی پھر اپبات میں سر ہلایا

" تو کال کر لو۔۔۔اُسے بات کرو۔۔۔۔وہ مان جائے گا" ساریا نے اُسنے مخلص سا مشورہ دیا

" میں نے کی تھی کوشش بات کرنے کی۔۔۔۔۔۔مگر۔۔۔"اب وہ دونوں لاعنج میں ہی صوفے پر بیٹھ چکی تھیں

" مگر وہ نہیں مانا۔۔۔۔۔جب تم اُسے بات نہیں کرتی تھی تو کیا وہ ایک ہی بار میں ہار مان جاتا تھا" ساریا نے اُسکا جملہ مکمل کرنے کے بعد سوال کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی

" تو پھر تم ایک ہی بار میں ہار کیسے مان سکتی ہو۔۔۔۔۔۔مسکان جن سے پیار کیا جاتا ہے نا ان کے لیے اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر سوچا جاتا ہے۔۔۔تم بھی ایسا کر کے دیکھو" وہ محبت سے ایک بڑی بہن کی طرح اُسے سمجھا رہی تھی جسے وہ سمجھ بھی رہی تھی آج اُسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اتنے سال کتنے عزیز رشتوں سے دور رہی تھی کلثوم کے بعد اُسے بہن کی کمی تو کبھی محسوس ہی نہیں ہوئی تھی لیکن آج وہ خود کو اتنے سارے مخلص رشتوں میں پا کر خود کو خوش نصیب سمجھ رہی تھی

" بھابھی۔۔۔وہ بہت ضدی ہیں" اُسنے رونی سے صورت بنا کر ایک اور مشکل بتائی

" ہاں۔۔۔۔۔لیکن اگر تم پہل کرو گی تو وہ ضد چھوڑ دے گا " اور آج ہی اُسے معلوم ہوا تھا کہ ساریا اور اریب کا رشتہ دیور بھابھی سے زیادہ دوستی کی تھا جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کو اچھے سے سمجھتے تھے

" لیکن۔۔۔۔"اُسنے کچھ کہنا چاہ

" اگر چار دن گزرنے کا انتظار کر گی نا تو ایسا نہ کہ بہت دیر ہو جائے" اُسکے بولنے سے قبل ہی ساریا نے اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی ابب لاونج میں صرف وہ تھی اور اُسکی سوچیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے میں پہنچتے ہی اُسنے موبائل اورولیٹ نکل کر بیڈ پر پھینکا اور خود کمرے کا جائزہ لینے لگا کمرہ کھلا اور ہوا دار تھا ایک ڈبل بیڈ اُسکے سامنے ہی گلا س ونڈو کے سامنے ٹو سیٹیڈ صوفہ دائیں جانب کی دیوار کے ساتھ کبیڈ بنی ہوئی تھی اُسی کے ساتھ ایک دروازہ تھا جو یقیناً وشروم کا تھا کمرے کا جائزہ لینے کے بعد وہ کھڑکی میں آن کھڑا ہوا تھا جہاں سے نیچے کی کشادہ سڑک نظر آ رہی تھی وہ ایک خصوصی میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آبد آیا ہوا تھا ابھی ہی میٹنگ سے واپس آیا تھا ابھی وہ فریش ہو کر نکلا ہی تھا کہ اُسکا فون بجنے لگا تولیہ بیڈ پر پھینکتے ہوئے سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر مسکرایا

"افففف۔۔۔کیا بہت یاد آ رہی ہے میری" اُسنے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کسی عاشق کی طرح پوچھا تو دوسری جانب سے بمشکل قہقہہ روکا گیا

" ہاں۔۔۔۔۔میں مر رہا ہوں تیرے بچھڑنے کے غم میں" حارث بھی اُسکی کے انداز میں بولا تو بے ساختہ ہی کمرے میں اُسکا قہقہہ گونجا ناجانے کتنے عرصے بعد وہ یوں کھل کر ہنسا تھا

"اب ہنسا بند کر اور کام کی بات پر آو" حارث نے سنجیدگی سے کہا

" لو بھئی آگیا۔۔۔حکم کیجیئے میرے آقا" وہ ایک ہاتھ پیٹ پر رکھ کر قدرے جھکتے ہوئے ایسے بولا گویا وہ اُسکے سامنے موجود ہو موسم کا کمال تھا یا وقت کا یا حالات کا کہ اُسکا موڈ حیدرآباد کی نسبت یکسر بدلا ہوا تھا یا شاید اسلام آبد کی خوشگوار فضا کا اثر تھا کہ اُسکا موڈ بھی خوشگوار ہوگیا

"اوور ایکٹینگ بند کر اور یہ بتا کہ قریشی صاحب کے ساتھ میٹنگ ہوگئی" حارث پہلے اُسکے ڈائیلوگ پر مسکراتے ہوئے جبکہ پھر سنجیدگی سے بولا

" ہوں۔۔۔۔ملا ہوں۔۔۔انفیٹ ابھی ہی آیا ہوں۔۔۔کافی ٹھیری چیز معلوم ہوتے ہیں" وہ بھی اب سنجیدگی سے بتا رہا تھا اُسے وہ شخص شیچ میں بہت عجیب لگا تھا

"جانتا ہوں۔۔۔۔اسی لیے تو تایا جان نے تجھے بھیجا ہے" اُسکی بات سن کر حارث بولا

" اچھا تو تم جانتے تھے کہ ایک نمبر کا اکڑو آدمی ہے وہ" اریب اب ساتھ ساتھ اپنے کپڑے بھی ہینگ کر رہا تھا

" ہاں۔۔۔بلکل" حارث نے ہنستے ہوئے جواب دیا

" ہوں۔۔۔اسکا حساب واپس آکر لوں گا۔۔۔۔۔ابھی باقی کی ڈیٹیلز مجھے میل کر دو میں دیکھ لوں گا" کہتے ہی اب وہ سنجیدگی سے ڈیل کے متعلق بات کرنے لگے تھے کچھ ہی دیر میں اُسنے فون رکھا اور لیپ ٹاپ لیے اپنا کام مکمل کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اریب کو گئے ایک دن گزر چکا تھا ساریا کے کہنے کے باوجود بھی وہ ابھی تک اُسے کال کرنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی اب بھی ڈنر کے لیے سب اکھٹے ہوئے تھے سب دلجوئی سے کھانے میں مصروف تھے جبکہ وہ اب بھی منظر سے غائب بیٹھی تھی

" مسکان۔۔۔کیا سوچ رہی ہو کھانا کھاؤ" حارث نے اُسے بریانی کی پلیٹ مس چمچ ہلاتے ہوئے دیکھا تو بولا

" ج۔۔۔جی۔۔۔بھیاا" حارث کی آواز اُسے خیالوں کی دنیا سے باہر کھینچ لائی تو وہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے بولی

"دیکھو اگر رات کا کھانا نہیں کھاؤ گی تو جلدی بوڑھی ہو جاؤ گی" حماد نے بھی اُسکی پلیٹ میں بریانی ویسی ہی پڑی دیکھ کر اُسے دراصل ڈرانے کی کوشش کی جس پر وہ محض مسکرا کر اپنی پلیٹ پر جھک گئی

رات کے دس بج چکے تھے سبھی اپنے کمروں میں جا چکے تھے وہ تو کھانے کے بعد ساریا کے ساتھ کچن سنبھل لیے کے بعد کمرے میں آگئی تھی اور اب کئی چکر ہی کمرے کے لگا چکی تھی

" دس بج گئے ہیں کیا ابھی کال کر لوں" اُسنے دیوار گیر گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے خود سے کہا

"نہیں۔۔۔صبح کر لوں گی" اُسنے خود ہی جواب دیا مگر پھر ساریا کی ابھی کچھ دیر قبل کہی بات یاد آئی

"تو کب کرو گئی جب وہ کسی اور سے شادی کے لیے ہاں کہہ دے گا" ابھی جب ساریا نے اُسے پوچھا کہ اُسنے اریب کو کال کی تو اُسکے جواب میں ساریا نے اُسے یہ کہا تھا جس سے وہ بھی ڈسٹرب ہو چکی تھی

"ابھی ہی کر لیتی ہوں کون سا سو گئے ہوں گے" اُسنے فون ہاتھ میں گھومتے ہوئے سوچا وہ اب بھی مسلسل ٹہل رہی تھی

"لیکن اگر سو گئے ہوئےاور میں نے ڈسٹرب کر دیا تو۔۔۔"وہ خود سے ہی ناجانے کیا کیا سوچے جا رہی تھی

"افففف۔۔۔کر ہی لیتی ہوں ایک کال ہی تو کرنی ہے اتنا کیا سوچنا" سوچتے ہی وہ بیڈ پر بیٹھی اور اریب کا نمبر ملا کر فون کال سے لگائے دل ہی دل میں اُسکے اچھے موڈ کی دعا کرنے لگی جب دوسری جانب کی آواز پر وہ ایک دم اُچھلی

" ہیلو۔۔۔"اُسنے خاموش پا کر دوبارہ متوجہ کیا گیا تھا

" اس۔۔۔۔اسلام علیکم۔۔۔"اُسنے اپنے سوکھے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا

" وعلیکم اسلام " خلافِ توقع نرمی سے فرمایا گیا

"کک۔۔۔کیسے ہیں آپ" اُسکے نرم رویے سے اُسے کچھ دلاسا ہوا تو لب دانتوں سے چباتے ہوئے بولی

" کافی جلدی پوچھنے کا خیال نہی آگیا مسسز آپ کو۔۔۔۔۔"وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ اُسنے مزاق کیا ہے یا طنز۔۔۔

" کیا یہی پوچھنے کے لیے اس وقت کال کی تھی" اُسے خاموش پا کر وہ گھڑی دیکھتے ہوئے دوبارہ مخاطب ہوا وہ کل کی میٹنگ کے حوالے سے کچھ کام کر رہا تھا جب مسکان کا نمبر دیکھ کر مسکرا اُٹھا

"جی۔۔۔نہیں۔۔۔وہ۔۔۔"اُسکی بات پر اُسے سمجھ نہ آیا کیا کہے تو ہمیشہ کی طرح گڑبڑا گئی

" اب یہ کونسی زبان ہے جو میں سمجھنے سے قاصر ہوں " وہ اُسکے بے ربط کے جملے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا مسکان کو لگا جیسے وہ مسکرا رہا ہو

"وہ۔۔۔آپ واپس کب آ رہے ہیں" جب اُسے کچھ نہ سوجھا تو جھٹ سے یہی پوچھ لیا

"کیوں۔۔۔تم کیوں پوچھ رہی ہو" وہ اپنا انداز سنجیدہ بناتے ہوئے بولا

" نن۔۔نہیں۔۔۔وہ کلثوم پوچھ رہی تھی" اُسنے بھی ڈھیٹائی سے جھوٹ بولا جبکہ وہ اُسکے اس قدر ڈھیٹائی سے بولے گئے جھوٹ پر عش عش کر اُٹھا

" اچھا۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا ساتھ ہی اُسنے لیپ ٹاپ بند کر کے ایک طرف رکھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی

"جی۔۔۔۔وہ اُسکا فون نہیں لگ رہا تھا اسی لیے" اب کہ وہ کافی مطمن ہو کر بول رہی تھی

"دو دن بعد۔۔۔یعنی منڈے کو۔۔کلثوم کو بتا دینا" اُسنے بھی جان بوجھ کر کلثوم کا حوالہ دیا تو وہ کچھ خفا سی ہوگئی

"آپ بزی نہیں تھے" اُسکے سوال پر اریب کا دل چاہ قہقہ لگائے مگر کنٹرول کر گیا

"کیوں کیا تم چاہتی تھی کہ میں بزی ہوتا" وہ مسکراتے ہوے پوچھ رہا تھا جبکہ مسکان کو اُسکا انداز سنجیدہ ہی لگا

"او ہاں اس طرح پھر میں تمہاری کال پک نہ کرتا اور تمہیں مجھ سے بات نہ کرنی پڑتی۔۔۔رائٹ" وہ اُسکا جواب سننے سے پہلے ہی اُسے زچ کرنے کو بول پڑا

" نہیں۔۔۔میں نے تو ایسے ہی پوچھا تھا" وہ اُسے زچ کرنے میں کافی حد تک کامیاب رہا تھا

"تم بزی تھی" اُسنے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا

" نہیں میں کیوں بزی ہونے لگی" وہ خفا سے انداز میں بولی تو اریب کا دل چاہ اس وقت وہ اس کے سامنے ہوتی تو وہ اُسکے چہرے پر پھیرے خفگی کے رنگوں سے محظوظ ہوتا

" مطلب نہیں تھی"

" نہیں" اُسنے مختصراً کہا

"ایک بات پوچھوں" جب کچھ دیر وہ کچھ نہ بولا تو مسکان کو ہی بولنا پڑا

" نہیں کہوں گا تو نہیں پوچھو گی" وہ شاید بات کو بڑھنا چاہتا تھا اسی لیے ایسی بے وجہ باتیں کر رہا تھا

" نہیں" اُسنے صاف گوئی سے کہا

"ہوں۔۔۔پوچھو"

" آپ نے ہماری شادی کے بارے میں بڑی اماں سے کیا کہا ہے اور کیا آپ کسی اور سے بھی شادی کرنے والے ہیں" مسکان کی اس بات پر وہ اپنا قہقہ روک نہیں پایا تو کمرے میں اُسکا قہقہ بلند ہوا مساکن نے دماغ میں ساریا کی وہ بات کہ "کسی اور سے شادی کے لیے ہاں کہہ دے تب کرو گی" چپک کر ہی رہ گئی اُسے لگا شاید اریب نے ان سے دوسرے شادی کی اجازت لی گی اور اسی شرط پر شادی کے لیے مانا ہو گا کہ اگر وہ اُسے

دوسرے شادی کی اجازت دے دیں انھیں خدشات کو دور کرنے کے لیے اُسنے سیدھا اریب سے ہی پوچھنے کا فصیلہ کیا مگر اب اُسکے یوں قہقہ لگانے پر وہ چھنپ سی گئی تھی

"یہ بھی کلثوم نے پوچھا ہے" وہ اُسے جتانا نہ بھولا

" اس میں اتنا ہسنے والی کون سی بات ہے" وہ اب بھی اُسکی باتوں میں مسکراہٹ محسوس کرتے ہوے خفگی سے بولی جبکہ اُسکی دوسری بات نظرانداز کر چکی تھی

"اس بات کا جواب آکر بتاؤں گا روبرو۔۔۔۔۔"اُسنے فون کان سے ہٹا کر ایک نظر دیکھا جہاں حارث کی کال آرہی تھی

" ابھی کوں نہیں" وہ بے چینی سے بولی

" ایک کال آرہی ہے پھر بات کروں گا۔۔۔۔۔اور ہاں میرا انتظار کرنا۔۔۔بائے" کہتے ہی اُسنے کال کاٹ دی مسکان نے بھی فون کال سے ہتائے ایک نظر دیکھا

" میرا انتظار کرنا" اریب کا جملہ اُسکے کانوں میں گونجا تو وہ لال ٹماٹر ہوگئی اب اُسے بے صبری سے اُسکی واپسی کا انتظار تھا جب وہ آمنے سامنے اُسے معافی مانگتی ہیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے مسکر کر اُسنے آنکھیں بند کر لی اریب کے ساتھ گزرے کئی پل آسکی اسے یاد آئے تو تو پھر سے مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اریب آج واپس آنے والا تھا اور وہ صبح سے ہی اُسکا انتظار کر رہی تھی ناجانے کتنی بار آنے والی فون کالز پر وہ چونک کر دیکھتی کہ شاید اُسکی کال ہو مگر ہر بار مایوس ہو جاتی۔اب بھی ناجانے کتنی دیر سے لاونج میں ٹہل رہی تھی کل انھیں مایوں بیٹھ جانا تھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے اسی لیے وہ آج ہر صورت اُسے مل کر اُسے راضی کرنا چاہتی تھی اور کچن میں رات کے کھانے کی تیاریاں کرتی عظمت ، رعنایہ اور سفیہ بیگم

اُسے یوں گھن چکر بنا دیکھ دیکھ کر مسکر رہی تھیں لیکن وہ تو ان سب سے غافل بس داخلی دروازے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی کچھ دیر مزید ٹہلنے کے بعد وہ وہی صوفے پر بیٹھ گئی

" یہ عالمِ انتظار دیکھا نہ جائے" کلثوم نے اُسکے کان کے قریب ہو کر کہا تو وہ چونک کر سدھی ہو بیٹھی جبکہ کلثوم کی بات پر ایک کا زبردست قہقہ لاونج میں گونجا تھا جس میں حماد حارث اور ساریا بھی شامل تھے

"یہ کیا تھا" اُسنے کلثوم کی طرف دیکھتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا اور اپنی حالت پر کچھ شرمندہ بھی ہو گئی کہ سب اُسکی کیفیت جان گئے تھے

"کچھ نہیں میں نے کیا کیا ہے" کلثوم بھی ڈھیٹ بنی

"ویسے سسٹر میں۔۔۔۔ایسی حالت میں اریب کو بھی دیکھ چکا ہوں" حارث نے اُسکے قریب بیٹھتے ہوئے اُسے چھیڑا

"کیسی حالت بھیا" وہ بھی انکے ساتھ رہ کر ان جیسی ہی ہوگئ تھی اتنی آسانی سے ہار کیسے مان جاتی

" ہوں۔۔۔۔۔کچھ نہیں" حارث نے مایوس کن انداز میں کہا اور ساتھ ہی ساریا کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا

"حماد۔۔۔۔اریب نے تمہیں کال کی تھی" ساریا جو خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی اچانک حماد سے بولی تو مسکان بھی اُن کی جانب متوجہ ہوگئ جبکہ کلثوم اور حارث مسکراہٹ دُبائے بیٹھے تھے

" جی وہ کہہ رہے تھے کہ کل آئے گئے آج انکی کوئی۔۔۔۔۔۔۔"

"لیکن کیوں؟" حماد کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی مسکان بے چینی سے بول پڑی تو سب کا ایک بار پھر قہقہ گونج اُٹھا جس پر وہ چھنپ گئی اور سمجھ گئی کہ وہ سب ایک بار پھر اُسے بے وقوف بنا چکے ہیں

"بھیاااا۔۔۔۔آپ بھی" وہ چڑتے ہوئے حارث سے بولی

"اچھا سوری" حارث اُسکی حالت پر رحم کھاتے ہوئے مسکراہٹ دُبائے بولا

"کیوں تنگ کر رہے بھئی میری بیٹی کو" عظمت بیگم جو کب سے انھیں مسکان کو چھیڑتا دیکھ رہی تھیں مسکان کے پاس آکر اُسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تو سبھی اپنی مسکراہٹ چھپانے لگے اور اسے پہلے کہ کوئی اور جملہ کہہ کر اُسے چھیڑتے داخلی دروازہ کُھلنے کی آواز پر سب اس جانب متوجہ ہوئے جہاں رضا،روحیل اور اشتعاق صاحب کے ساتھ وہ بھی بلیو جینز اور بلیو شرٹ جسکی بازو ہمیشہ کی طرح کہنیوں تک مڑی ہوئی تھیں ان کے ساتھ اندر داخل ہوا تو سب کے ساتھ اُسنے بھی دروازے کی سمت دیکھ اور پھر کئی لمحے یوں ہی اُسے دیکھتی گئی اُسکی نگاہوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے اریب کی نظر جیسے ہی اُسکی جانب اُٹھی اُسکی نظریں خود بخود جُھک گئیں شرم سے یا شرمندگی سے وہ سمجھ نہیں پایا تھا مگر اُسکے گلابی گال اس وقت سرخ ٹماٹر ہوگئے تھےاور اس وقت وہ ان سرخ رخسار کے ساتھ اُسے بے حد خوبصورت لگی۔سب سے ملنے کے بعد وہ وہی لاونج میں بیٹھ گیا مسکان کے چہرے پر پھیلے قوس و قزاح کے رنگ اُسے خاصے محظوظ کر رہے تھے رضا صاحب اور باقی سب فریش ہونے جا چکے تھے جبکہ خواتین کچن میں کھانے کی تیاری میں مصروف ہوگئیں اب وہاں صرف نوجوان پارٹی ہی موجود تھی

" ہاں بھئی کیسے گزرے تیرے چار دن" ھارث جو اُسکے قریب ہی صوفے پر بیٹھا تھا چار پر زار دیتے ہوئے بولا "بہت اچھے" وہ مسکان کو دیکھتے ہوئے بولا جو مسلسل کارپٹ کو گھور رہی تھی اُسکے بہت اچھے پر اُسنے سر اُٹھا کر اریب کی جانب دیکھا مگر زیادہ دیر نہ دیکھ پائی فوراً ہی نگاہیں دوبارہ جُھکا لی جس پر وہ مسکرا کر رہ گیا

"بھیا ویسے تو سب نے آپ کو بہت مس کیا۔۔مگر کسی نے کچھ زیادہ ہی کرلیا" کلثوم کہاں پیچھے رہنے والی تھی اریب تو ان سے کی شرارت سے بخوبی واقف تھا س لیے سدا کا ڈھیٹ ثابت ہو رہاتھا جس پر کسی بات کو اثر نہیں ہو رہا تھا جبکہ مسکان انکی باتوں پر کنفوز ہونے لگی

"اچھا۔۔۔خیر مجھے تو بہت مزا آیا زہرا کی کمپنی میں" اُسنے جان بوجھ کر زہرا کا نام لیا تھا اُسے چڑانے کے لیے جبکہ اُسکی بات پر مسکان نے ایک ناراض سی نگاہ اُس پر ڈالی

" کہاں" مسکان کو اُٹھتا دیکھ کلثوم نے پوچھا

" تھک گئی ہوں روم میں جا رہی ہوں" وہ ایک نظر اریب پر ڈالے بولی یعنی زہرا کی کمپنی انجوائے کرنے پر وہ ناراضگی شو کر رہی تھیں اریب اُسکی اس معصوم سی ادا پر مسکرائے بنا نہ رہ پایا

" سسٹر۔۔۔۔سفر تو میں آیا ہوں جبکہ تھک کوئی اور گیا ہے عجیب بات نہیں" وہ ابھی پہلی مڑنے ہی والی تھی کہ اریب کی آواز پر رُکی اُسکی بات مکمل ہوتے ہی وہ بنا رُکے وہاں سے ایسے نکلی کہ پھر اپنے کمرے میں آکر ہی سانس لیا اپنے ماتھے اور گال کو ہاتھ کی پیشت سے چھوا جو اُسکی باتوں پر ہی دہکنے لگے تھے ماتھے اور چہرے سے پسینہ صاف کرنے کے بعد وہ کمرے سے ملحق ٹریس پر آگئی اور اریب کی باتوں کو سوچنے لگی اُسکا مسکراتا پیامِ محبت بھرا انداز کسی فلم کی طرح اُسکے سامنے آنے لگا تو وہ آنکھیں بند کیے ان محبت بھرے لمحات کو محسوس کرنے لگی جبکہ دوسری جانب مسکان کے جاتے ہی اریب بھی وہان سے اُٹھا اور بڑی اماں کے کمرے کی جانب بڑھ گیا جو طبعیت ناساز ہونے کی وجہ سے اپنے کمرے میں ہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اُسکے کمرے میں آیا تو وہ کلثوم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی اُسکے نوک کرنے پر دونوں اُسکی جانب متوجہ ہوئی تب تک وہ اندر آ چکا تھا

" کلثوم تمہیں مام بُلا رہی ہیں"اُسنے کلثوم کو بھگایا وہ بھی ایک خوبصورت مسکراہٹ دونوں کی جانب اُچھالتی وہاں سے چلی گئی جبکہ مسکان اُسے یوں اپنے روم میں دیکھ کر اب تک حیران کھڑی تھی

"آ۔۔۔آ۔۔پ۔۔۔یہاں" وہ اُسکے نزدیک آیا تو وہ پھرتی سے کھڑی ہوئی جبکہ زبان اُتنی ہی لڑکھڑائی تھی

" ہاں۔۔۔میں یہاں" وہ بھی دلچسپی سے اُسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا

"کک۔۔۔۔کیوں"اُسے مزید آگے بڑھتا دیکھ اُسنے پیچھے ہونا چاہ مگر بیڈ نے اُسکی کوشش ناکام بنا دی اس سے پہلے کہ وہ بیڈ پر گرتی اریب نے ہاتھ بڑھ کر اُسے تھام لیا

اگر آپ بھی "ماہنامہ لکھاری آن لائن میگزین" کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو ابھی اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں واٹس ایپ، فیس بک یا ای میل پر بھیجیں۔

- آپ کی تحریر میں کسی بھی مذہب پر، مذہبی فرقے یا مذہبی معاملات پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
- آپ کی تحریر میں ملکی قوانین، سیکورٹی ایجنسیوں اور پاک فوج پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
- تحریر املاء کی غلطیوں سے پاک ہونی چاہئے۔ اور پہلے سے کہیں پر پوسٹ نا ہوئی ہو۔
- تحریر کو مکمل طور پر اردو میں ہونا چاہئے۔ انگلش الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔
- تحریر کو فحش مناظر، ڈائلاگز، رومانس سینز اور عریانیت کے عنصر سے پاک ہونا چاہئے۔
- سلسلے وار ناولز کے لئے معیاری رائٹرز کا انتخاب ادارہ خود کرے گا۔
- مکمل ناولز کے لئے سب رائٹرز کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تحریر ہر ماہ کی دس تاریخ تک ادارے کو بھیج دے جو کہ تیس ہزار سے زائد الفاظ پر مشتمل ہو۔ آپ کی تحریر کو ہماری ٹیم چیک کرے گی اور اس کے بعد ہی قابلِ اشاعت ناولز کو "لکھاری آن لائن میگزین" میں شائع کیا جائے گا۔ اور لکھاری کو اس کی محنت کا معاوضہ دیا جائے گا۔
- افسانے، شارٹ ناولز کے لئے جو کہ تیس ہزار الفاظ سے کم ہوں گے رائٹرز کو معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

Whatsapp no :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- PRIME URDU NOVELS, FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST, SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS

"اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔۔۔تمہیں اچھا نہیں لگا " اُسے الگ ہوکر وہ کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے بولا

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔آپپپ۔۔۔ایسے اکیلے۔۔۔۔"وہ بھی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ٹکڑوں میں الفاظ ادا کر رہی تھی

"تو کیا بارات ساتھ لے کر آتا" اُسکی بت مکمل ہونے سے قبل ہی وہ اُسکی طرف مڑتے ہوئے مسکراہٹ دُبائے سرگوشیانہ لہجے میں بولا تو وہ بلش ہوتے چہرے کے ساتھ دوسری جانب کو مڑ گئی

"تم نے کچھ پوچھا تھا وہی بتانے آیا تھا" وہ اُسے مزید تنگ کرتے ہوئے بولا

"میں نے شرط رکھی تھی کہ اگر زہرا کے ساتھ میری دوسر شادی کرائی جائے گی تبھی تم سے شادی کرو گا" اُسکی بات مسکان کو تپا ہی تو گئی تھی اُسکا رخ چونکہ دوسری جانب تھا اس لیے وہ اُسکے چہرے کی مسکراہٹ دیکھنے سے قاصر تھی

"ویسے تمہیں تو کوئی پروبلم نہیں نا" وہ اُسکے قریب آکر اُسکے کان میں بولا تو وہ بدک کر پیچھے کو ہٹی

"ایم۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔"

" معافی تو تبھی ملے گی جب مکمل طور پر میری دسترس میں آ جاؤ گی۔۔۔۔ابھی کے لیے چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا میرے لیے" اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ اُسکا رخ انی جانب کرتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولا اور اپنی محبت کی پہلی نشانی اُسکے ماتھے پر سجائے چلا گیا جبکہ وہ اپنے ماتھے پر کچھ دیر قبل رکھے گئے اُسکے ہونٹوں ے لمس میں کھوئی ہوئی تھی دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ چونکی اور ایک بار پھر اُسکے گال سرخ انار ہو چکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی میں شادی کے ہنگامے شروع ہوچکے تھے کئی حادثات اور کھٹن دنوں کے بعد یہ حویلی کی پہلی خوشی تھی جسے سب جی بھر کر انجوائے کرنا چاہتے تھا آج ان دونوں کو مایوں بیٹھا دیا گیا تھا مایوں کے پیلے جوڑے میں

دونوں ہی ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھیں پیلے غرارے پر اُسی کی ہم رنگ شوٹ شرٹس پہنے پیلا جالی دار دوپٹہ سر پت ٹیکائے وہ دونوں اس وقت گاؤن تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں کلثوم تو ساتھ بیٹھی کزنز کے ساتھ گپوں میں مصروف تھی مگر وہ اپنے ہی خیولوں میں گم کسی اور ہی دینا میں پہنچی ہوئی تھی

رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس لڑکیاں مہندی کا سامان پھیلائے مہندی کت تھال سنانے میں مصروف تھیں وہی ڈیک کی فل آواز پر ایک الگ شور برپا ہوا پڑا تھا جبکہ کچھ لڑکیاں اسی میوزک پر ڈانڈیوں سے پریکٹس میں مصروف تھیں جو پریکٹس کم اور ہنسی مذاق زیادہ کر رہی تھیں مہندی کا فنکش بھی لڑکیوں اور لڑکوں کا الگ الگ ہی رکھا گیا تھا یہ بھی بڑی اماں کا حکم تھا جس سے کوئی انحراف نہیں کر سکتا تھا

خوبصورت وسیع و عریض ہال اس وقت روشنیوں رنگوں اور خوشبوؤں سے مہک رہا تھا لوگوں کا ایک سمندر تھا جو چلا آ رہا تھا ملک کے اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے علاوہ کئی شبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی آج خان حویلی کی خوسیوں میں شامل ہونے کے وہاں جمع تھے بڑی اماں سفید غرارے پر سفید ہی قمیض پہنے نفاست سے سر پر دوپٹہ جس کی کناریوں پر ہلکا ہلکا کام ہوا تھا جمائے دائیں کندھے پر اپنت مخصوص انداز میں میرون شال ڈالے وہاں موجود سب سے الگ اور معتبر لگ رہی تھیں وہی رضا صاحب بھی بلیک تھری پیس میں آج الگ ہی لگ رہے تھے رعنایہ بیگم کی تو خوشی ہی دیدنی تھی ایک طرف بیٹے کی شادی تو دوسری جانب من پسند بہو کی گھر آنے کی خوشی وہ اپنی خبصورت ساڑھی کا پلو سنبھلے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھی جب بارات کے آنے کا شور اُٹھا اریب تو پہلے ہی سٹیج پر موجود تھا اب حیدر بھی اُسے جوائن کر چکا تھا دونوں دوست بغلگیر ہونے کے بعد اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ چکے تھے جبکہ باقی سب نے انکا اچھا ریکاڈ لگایا ہوا تھا رخصتی سے قبل مسکان کو اریب جبکہ کلثوم کو حیدر کی بغل میں بیٹھا گیا میرون اور سفید امتزاج کا لہنگا پہنے براڈل میک اپ کانوں میں خوبصورت بڑے بڑے جُھمکے ناک میں نتھلی پہنے جو اُسکے سرخ ہونٹوں کو چھو رہی تھی وہ اریب کے دل کی دھڑکنیں ساکت کر گئی تھی تو دوسری جانب حیدر کا حال بھی اریب سے کچھ

کم نا تھا دونوں نے ایک جیسا ہی ڈریس اور ایک جیسا ہی میک اپ کیا ہوا تھا دونوں ہی آج کسی دوسری دنیا کی شہزدایاں لگ رہی تھیں جو میرون شیروانی پہنے اپنے شہزادوں کے ساتھ جچ رہی تھیں انکے بیٹھتے ہی کئی فلش لائٹس کی روشنیاں ایک ساتھ چمک اٹھی تھی مسکان نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے اریب کو دیکھا جو کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا جب اُسنے مسکان کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام۔۔۔۔۔اُسے یقین ہو چکا تھا کہ زندگی کا جو سفر اُسنے مما کا ہاتھ پکڑ کر شروع کیا تھا اب اُسے اریب کی رفاقت میں مکمل کرنا تھا اور وہ جانتی تھی کہ اریب اُسکے لیے ایک اچھا ، ہمدرد اور محبت کرنے والا ساتھ ثابت ہو گا جو اُسکی زندگی میں کئی بہاریں بھر دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد